

واللہ اعلم بالصواب فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج و خوالہ غات اور کچھ دیگر کتابت کیساتھ

کفایۃ المفتی

مع عنوانات

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی

www.ahlehaq.org

دارالافتاء
کراچی ۷۵۰۰۰

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیرِ نگرانی
دلائل کی تحریر و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

کفایت المفتی

مُدَلَّل، مُکَمَّل

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی

جلد اول

کتابُ لایمان والکفر
کتابُ العقائد

دارالافتاء
اردو بازار کراچی

فون: 021-2213768

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

اس جدید تخریج و ترتیب و عنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

با اہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء شکیل پریس کراچی۔
ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

www.ahlehaq.org

..... ملنے کے پتے.....

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ بی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 نا بھ روڈ لاہور
نکشمیر بکڈ پو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار اوپنڈی
یونیورسٹی بک ایسجمنسی خیبر بازار پشاور

عرض ناشر

مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ہندو پاکستان کا کوئی دارالافتاء آپ کے فتاویٰ جو ۹ جلد میں ”کفایت المفتی“ کے نام سے طبع ہوئے ہیں بے مستغنی نہیں۔ آپ کے فتاویٰ دینی و علمی حلقوں میں سند کا درجہ رکھتے۔ اب تک یہ مشہور فتاویٰ قدیم لیتھو کے انداز سے طبع ہو رہے تھے اور اس میں حواشی درج نہ ہونے کی وجہ سے اس سے فائدہ اٹھانا مفتیان کرام و علما کے لیے ایک مسئلہ بنا ہوا تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس سے استفادہ کم سے کم ہوتا چلا جا رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی کے ذمہ داران کو جنہوں نے اس علمی ضرورت کو پورا کرنے کا ارادہ فرمایا اور اپنے دارالافتاء کے ذریعہ اس ”کفایت المفتی“ ۹ جلد کی مکمل تخریج کر کے ہر فتویٰ پر دلائل اور حوالے درج کر دیئے اور ہر مسئلہ پر عنوان قائم کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دارالاشاعت کراچی سے دینی موضوعات پر متعدد تحقیقی کتب شائع ہوئی ہیں جن میں فقہی کتب کا بھی ماشاء اللہ قابل قدر ذخیرہ ہے۔ اتفاق سے احقر اس کتاب کی کمپوزنگ شروع کرانے سے قبل مختلف علما سے مشورہ کر رہا تھا کہ اس میں افادیت کے نقطہ نظر سے کیا کیا کام کرایا جائے کہ ایک روز ”مولانا زبیر اشرف بن حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم“ نے دوران مشورہ بتلایا کہ جو کام آپ شروع کرنے کا خیال کر رہے ہیں وہ تو دارالافتاء جامعہ فاروقیہ میں ہوا ہے آپ تحقیق کر لیں کہیں محنت ڈبل نہ ہو جائے۔

تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ کام ہو چکا ہے۔ احقر نے جامعہ کے ذمہ دار حضرات سے رابطہ کر کے مختلف تجاویز پیش کیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ان حضرات کو ان سے مشورہ کے بعد ”رئیس الجامعہ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم“ کی اجازت سے یہ معاہدہ تحریری طے پا گیا اور اس طرح کفایت المفتی مکمل کونے کام کے ساتھ وجود میں لانے کے مجاز پائے۔

اس کام میں تصحیح کے مرحلہ میں نہایت مشکلات پیش آئیں لیکن علما اور مصححین خود مختص تھے ان کی محنت سے یہ کام تمام مراحل سے گزر کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ امید ہے حضرات مفتیان کرام، علما و طلبا اس سے استفادہ کے وقت اپنی دعاؤں میں ان تمام حضرات کو یاد رکھیں گے کہ جنہوں نے اس کام میں کسی درجہ بھی حصہ لیا ہے۔

ہم نے ہر ممکن کوشش کی ہے تصحیح، کمپوزنگ، کاغذ طباعت و جلد بندی کا معیار اچھا ہو۔ امید ہے کہ آپ پسند فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

ہمارے ادارے سے شائع شدہ فقہی ذخیرہ

فتاویٰ رحیمیہ ۱۰ جلد	حضرت مفتی محمد شفیع
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کامل ۱۲ حصے ۱۰ جلد	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی
خواتین کے لیے شرعی احکام	مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
اسلامی قانون نکاح۔ طلاق۔ وراثت	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی
علم الفقہ	مولانا مفتی محمد شفیع
قانون وراثت	مولانا مفتی محمد شفیع
ڈاڑھی کی شرعی حیثیت	مولانا مفتی محمد شفیع
حیلہ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح	مولانا مفتی محمد شفیع
کفایت المفتی جدید مدلل مکمل	مولانا مفتی محمد شفیع
حضور کے سوالات اور صحابہ کے جوابات	مولانا مفتی محمد شفیع
صحابہ کے سوالات اور آنحضرت کے جوابات	مولانا محمد حنیف گنگوہی
	مولانا محمد حنیف گنگوہی

عین الہدایہ جدید اردو

جس میں متن ہدایہ ترجمہ و تشریح سلیس زبان میں عنوانات و پیرا گراف کے ساتھ جدید انداز میں، خوبصورت کمپیوٹر کمپوزنگ۔ طلبہ و اساتذہ کے لیے بہترین تشریح زیر طبع

طالب وعا

خلیل اشرف عثمانی

فہرست عنوانات

پہلا باب

دارالاسلام اور دارالحرب

۳۳	دارالحرب میں بینک کی ملازمت
۴	کیا اب ہندوستان دارالحرب ہے؟
۳۴	دارالحرب کے کافروں سے سود لینا
۳۵	دارالحرب میں قانچہ دمہ کمپنی سے دمہ کرنا
۴	دارالحرب میں جمعہ و عیدین اور سود کا حکم
۳۶	ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام راجع قول کی تحقیق
۴	غارت سے سود لینا اور اس کو غرباء میں تقسیم کرنا
۴	دارالحرب سے ہجرت اور مسلمانوں کا آپس میں سودی کاروبار
۳۷	ہندوستان دارالحرب ہے
۴	دارالحرب کی تعریف اور ہندوستان میں مسلمانوں کی ذمہ داریاں
۳۸	دارالحرب میں سود لینا اور دارالحرب کے شرائط
۴	ہندوستان میں سود لینے کا حکم

دوسرا باب

اسباب نجات

۳۹	نجات کے لئے ایمان شرط ہے
۴۲	حضور اکرم ﷺ اور قرآن پاک پر ایمان لانا نجات کے لئے شرط ہے
۴۳	کافر جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا
۴۴	کافر، زانی، سود و غیرہ کے معصوم بچے اور بالغ مجنون جنتی ہیں

تیسرا باب

موجبات کفر

۴۵	قرآن مجید کا انکار کرنے اور اپنے آپ کو کافر کہنے والا کافر ہے
۴	رسمائیتوں کو سجدہ کرنے والے کے جنازہ کا حکم

صفحہ	عنوان
۴۶	شرعی قانون وراثت کا انکار کفر ہے.....
۴۷	رسالت و قرآن مجید کے منکر کو جنتی سمجھنے والے کی امامت درست نہیں.....
۴۷	غیر اللہ کی پوجا کرنا کفر ہے.....
۴۷	اللہ تعالیٰ کے نام کی توہین کفر ہے.....
۴۷	بت کو توڑنا ایمان کی علامت ہے.....
۴۸	پیر کو خدا کہنے والے کو مؤذن بنانا اور اس سے میت کو غسل دلوانا.....
۴۸	”ہم خدا اور رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے“ یہ الفاظ کہنے والے کا حکم.....
۴۹	”ہم شریعت کے پابند نہیں رہیں“ اور رواج کے پابند ہیں“ یہ الفاظ کہنا.....
۵۰	”یا اللہ تو نے برا ظلم کیا“ کہنا.....
۵۰	”خدا کی ایسی تیسری کلمہ کفر ہے.....
۵۱	شرعی فتویٰ کے منکر کا حکم.....
۵۲	رسالت کا منکر ہمیشہ جہنم ہی رہے گا.....
۵۲	کیا مندرجہ ذیل جملوں کا اعتراف کرنے والا مسلمان ہے؟.....
۵۳	چند مسائل کی تحقیق.....
۵۵	”مومن کا کفر سے بہتر ہے“ کہنے کا حکم.....
۵۵	نبی ﷺ کی توہین کرنے والا کفر ہے.....
۵۵	”میں نہیں مانوں گا چاہے رسول اللہ ﷺ مجھے کہیں“.....
۵۶	عالم دین کی توہین کرنا.....
	چوتھا باب
	مسئلہ ارتداد
۵۷	مرتد دین اسلام میں واپس آسکتا ہے.....
۵۷	مرتد کے اسلام میں داخل ہونے کا طریقہ.....
۵۷	کیا ملازمت حاصل کرنے کے لئے اپنے کو ہندو ظاہر کرنے والے کو مسلمان ماننا چاہئے؟.....
۵۷	کسی پر دین تبدیل کرنے کا بہتان لگانا.....
۵۸	کنواں بھارت میں ہندو کی مدد کرنے والے کو منع کرنا.....
۶۰	نبی علیہ السلام کو معاذ اللہ برا بھلا کہنے، شریعت کی توہین کرنے اور اپنے آپ کو سکھ کہلوانے کا حکم.....

صفحہ	عنوان
۶۰	بغیر عذر کے گواہی کو منوخر کرنا.....
۶۱	مرتد کے قبول اسلام کے بعد اس سے تعلقات ختم کرنا درست نہیں.....
	نہیند کی حالت میں الفاظ کفر یہ کہنا اور جاگنے کی حالت میں درود شریف میں لفظ محمد ﷺ کے
۶۲	جائے لفظ زید کہنا.....
۶۹	اسلام قبول کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں.....
۶	کسی دنیاوی غرض کے لئے کلمہ کفر کہنا.....
	پانچواں باب
	اہل کتاب
۷۰	کیا موجودہ زمانے کے یہودی و نصاریٰ اہل کتاب ہیں.....
۶	یہودی و نصاریٰ کا بیعت اور ان سے اکابر کا حکم.....
۶	یہودی و نصاریٰ کے ذلیل اور لعنتی ہونے کا مطلب.....
۷۱	قرآن کریم کی ایک آیت کا مطلب.....
۶	کیا موجودہ عیسائی و یہودی اہل کتاب ہیں؟.....
۶	موجودہ انجیل اور توراة پر اعتراض کا حکم.....
	چھٹا باب
	متفرق مسائل
۷۳	جنگلی لوگوں کو مسلمان کرنا.....
۶	کتاب ”ستھیارتھ پرکاش“ کو ممنوع قرار دینے کے لئے کوشش کرنا باعث ثواب ہے.....
۶	مسلمان ہونے کے بعد ہندوؤں سے تعلقات رکھنا.....
۷۴	باپ کے خوف سے زبان سے اقرار نہ کرنا.....
۶	سیاسی اختلاف کی وجہ سے کسی کو کافر کہنا.....
	کتاب العقائد
	پہلا باب: اللہ تعالیٰ
۷۵	اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا.....
۶	حدیث ”لا تخرک ذرۃ الا باذن اللہ“ پر اعتراض کا جواب.....
۷۶	کیا اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے؟.....

صفحہ	عنوان
۷۷	خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ثابت ہے.....
۷۸	خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا دعویٰ کرنے والے کو بتوں کی پوجا کرنے والوں سے بدتر کہنے کا مطلب.....
۷۸	اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب نہ سمجھنے والے کا ایمان کا حکم.....
۷۸	اللہ تعالیٰ کی طرف بھول کی نسبت کرنا.....
۷۸	اللہ تعالیٰ کی صفت خلق (پیدا کرنے کی طاقت) ہمیشہ سے ہے.....
۷۸	اللہ تعالیٰ قدرت کے باوجود بعض کام نہیں کرتے.....
۷۸	کیا اللہ تعالیٰ مسجود ہونے میں مخلوق کا محتاج ہے؟.....
۷۹	لفظ "اللہ" اسم ذات ہے.....
۷۹	مذکورہ اعتقادات کا حکم.....
	دوسرا باب
	انبیاء علیہم السلام
۸۰	کیا انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟.....
۸۰	نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر ہیں.....
۸۱	آدم علیہ السلام کی طرف گناہ کی نسبت کرنا غلط ہے.....
۸۲	اس عالم کی امامت جو پادری سے میل جول رکھے اور نبی علیہ السلام و صحابہ کی توہین پر خاموش رہے.....
۸۳	ہندو کا نبی علیہ السلام کی توہین کے بعد معافی طلب کرنا.....
۸۵	حضور ﷺ کی پیدائش عام انسانوں کی طرح ہوئی.....
۸۵	کیا حضور ﷺ کی تمام دعائیں قبول ہوئی تھیں؟.....
۸۵	کیا حضور ﷺ نے دنیاوی کاموں میں امت کو اختیار دیا ہے؟.....
۸۵	حضور ﷺ کی وفات طبعی ہوئی.....
۸۶	نبی علیہ السلام کے سایہ کی تحقیق.....
۸۸	عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ زمین پر آنے کو نہ ماننے والے گمراہ ہیں.....
۸۸	حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے.....
۸۸	کیا حضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں؟.....
۸۸	زیارت القبور اور ایصال ثواب مستحب ہے.....
۸۸	اولیاء اللہ کی کرامتیں برحق ہیں.....

صفحہ	عنوان
۸۹	نبی علیہ السلام کی توہین کفر ہے.....
۹۰	کرشن جی کا نبی اور وید نامی کتاب کا آسمانی کتاب ہونا بے دلیل ہے.....
۹۰	نبی پر شیطان قابض نہیں پاسکتا.....
۹۰	غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے.....
۹۰	نبی علیہ السلام کا پیشاب و پاخانہ پاک تھا.....
۹۱	کیا حضور ﷺ کے سر میں جوئیں پڑتی تھیں.....
۹۱	کیا نبی علیہ السلام کا نور اللہ کے نور سے نکلا ہے؟.....
۹۱	مذکورہ اشعار کا حکم.....
۹۲	نامناسب اشعار کے لئے قرآن کریم سے دلیل دینے والا جاہل ہے کافر نہیں.....
۹۳	نبی علیہ السلام کو "پیارے نبی" کہنا بے ادبی نہیں ہے.....
۹۳	گازی کا نام معاذ اللہ "نبی ﷺ" رکھنا.....
۹۳	نبی علیہ السلام کو بھڑ سمجھنا عین اسلامی تعلیم ہے.....
۹۳	حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے.....
۹۳	کیا حضور ﷺ اپنی رائے سے شریعت میں کمی بیشی کر سکتے تھے؟.....
۹۳	غیر اسلامی حکومت میں حضور ﷺ کو برا بھلا کہنے والے غیر مسلم کو معاف کرنا.....
۹۳	غیر اسلامی حکومت میں حضور ﷺ کے کتاخ کو معاف کرنا.....
۹۳	غیر اسلامی حکومت میں حضور کو برا بھلا کہنے والے کے قاتل کو اگر قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے.....
۹۵	مندرجہ ذیل عقیدہ قرآن و سنت کے خلاف ہے.....
۹۶	لفظ "محمد" پر پاؤں رکھنا بے ادبی ہے.....
۹۶	درود شریف میں کس فضیلت کی وجہ سے حضور ﷺ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے؟.....
۹۶	کیا درود شریف میں حضور علیہ السلام کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ سلسلہ نبوت جاری رہنے میں ہے؟.....
۹۶	"اگر حضور ﷺ پوری امت کے حالات نہیں دیکھ رہے تو ہم ایسے اندھے نبی سے پناہ مانگتے ہیں" کلمہ توہین ہے.....
۹۶	"حضور ﷺ اچھے برے ہر عمل کو دیکھتے ہیں۔" اس عقیدہ کا حکم ہے.....

صفحہ	عنوان
۹۷	حضور ﷺ کے حاضر ناظر ہو نیکیوں کا پل دلیل سے ثابت کرنا.....
۹۸	حضور ﷺ کو عالم الغیب کہنا امت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف ہے.....
۱۰۰	حضور ﷺ کے غالب الغیب ہونے کے بارے میں امام اعظم رحمۃ اللہ کا قول.....
۱۰۱	کیا حدیث قرآن کی طرح ہے؟.....
۱۰۲	کیا حضور ﷺ کا ہر فعل مذہب ہے؟.....
۱۰۳	مذہب نہانا کس کا حق ہے؟.....
۹۹	حضور ﷺ کی روح کو ہر جگہ حاضر ناظر کہنے والا اہلسنت والجماعت سے خارج ہے.....
۱۰۰	کرشن جی کو نبی اور گیتنامی کتاب کو آسمانی کتاب کہنا بے ثبوت ہے.....
۱۰۱	حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے نور کا ٹکڑا اور حاضر ناظر کہنے والا کا حکم.....
۱۰۲	”حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بیکار ثابت کر دیا ہے“ کہنے والے کا حکم.....
۱۰۳	”ہم جس کا کھائیں گے اس کا گائیں گے“ کہنے والے کا حکم.....
۱۰۴	کیا حضور ﷺ نبی مختار تھے؟.....
۱۰۵	کیا اللہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے؟.....
۱۰۶	کیا حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں؟.....
۱۰۷	حضور ﷺ کو عام انسانوں کی طرح نہ سمجھنا.....
۱۰۸	معراج کا جو توں سمیت اور بغیر پردہ کے ہونا ثابت ہے یا نہیں.....
۱۰۹	آیت ”ماکان للنبی الایہ“ کا شان نزول.....
۱۱۰	کیا حضور ﷺ کے تمام آباؤ اجداد مسلمان تھے؟.....
۱۱۱	نبی علیہ السلام، ملک الموت، غوث پاک اور شیطان ہر جگہ موجود نہیں ہیں.....
۱۱۲	کیا حضور ﷺ کو مثل چپڑ اسی کہنا شرعاً درست ہے؟.....
۱۱۳	حضور ﷺ کو مثل چپڑ اسی کہنا کلمہ توہین نہیں ہے.....
۱۱۴	اگر لفظ چپڑ اسی تو ہمینی لفظ ہے تو اس سے توبہ کرنے کا طریقہ.....
۱۱۵	حضور ﷺ کو مثل چپڑ اسی کہنے والے کی امامت کا حکم.....
۱۱۶	حضور ﷺ کو مثل چپڑ اسی کہنے والے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟.....
۱۱۷	کیا ہندوستان میں آنے والی ہندوؤں کے تمام پیشوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے؟.....
۱۱۸	کیا خواب میں شیطان نبی علیہ السلام کے علاوہ دوسرے انبیاء کی صورت میں آسکتا ہے؟.....
۱۱۹

صفحہ	عنوان
۱۰۹	کسی ولی کے بارے میں یہ کہنا کہ ”پیغمبر اس پر رشک کرتے ہیں“ درست نہیں.....
۱۱۰	واقعہ معراج کی طرف منسوب غلط قصیدہ پڑھنا گناہ ہے.....
۱۱۱	”میں آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کی عیادت کے لئے گیا تھا“ کہنے کا حکم.....
۱۱۱	کسی بزرگ کو ”دونوں جہانوں کا سورج“ کہنے کا حکم.....
۱۱۱	اولیائے کرام کے تمام الہامات صحیح نہیں ہوتے.....
۱۱۱	کیا حضور ﷺ کا سایہ تھا؟.....
۱۱۲	دل سے حضور ﷺ کو بندہ نہ ماننا.....
۱۱۳	حضور ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا ثابت نہیں.....
۱۱۳	حضور ﷺ کے بال مبارک اور اولیائے کرام کی چادر کی زیارت کرنا.....
۱۱۳	حضور علیہ السلام کو حاضر ناظر نہ ماننے والے کی امامت درست ہے.....
۱۱۳	معراج میں شیخ عبدالقادر جیلانی کا حضور علیہ السلام کو کندھا دینے والا قصہ من گھڑت ہے.....
۱۱۳	حضور علیہ السلام کے بول و براز وغیرہ پاک تھے.....
	تیسرے باب ملائکہ علیہم السلام
۱۱۵	شبِ برات میں روزی تقسیم کرنے والے فرشتے کا نام اور اس کی کیفیت.....
۱۱۵	کیا ملائکہ اور عقول مجردہ ایک ہی چیز ہیں.....
	چوتھے باب معجزات و کریمات
۱۱۶	نبی علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا ثابت نہیں.....
۱۱۶	کیا حضور ﷺ کا سایہ زمین پر پڑتا تھا؟.....
۱۱۶	چاند کو دو ٹکڑے کرنا حضور ﷺ کا معجزہ ہے.....
۱۱۶	قرآن مجید میں حضرت ﷺ کے مردوں کو زندہ کرنے کی نفی کیوں کی گئی؟ جب کہ آپ کے اتقیوں نے مردوں کو زندہ کیا.....
۱۱۶	کیا کرامت کا منکر کافر ہے؟.....
۱۱۷	کیا نبی علیہ السلام کے قدم کی وجہ سے پتھر کا نرم ہونا اور اس پر قدم نہ نقش آنا معجزہ ہے؟.....
۱۱۷	”عرش کے اوپر ہمارا القب حبیب الرحمن پکارا گیا“ کہنے والے کا حکم.....

صفحہ	عنوان
۱۱۸	غوث الاعظم کی طرف منسوب مذکورہ کرامات درست نہیں.....
۱۱۹	مندرجہ ذیل معجزات ثابت ہیں یا نہیں؟.....
"	کیا نبی ہر وقت معجزہ دکھانے پر قادر ہوتا ہے؟.....
	پانچواں باب
	قرآن مجید اور دیگر کتب کا سماویہ
۱۲۳	بیت المقدس، نبی علیہ السلام اور قرآن کریم میں سے افضل کون ہے؟.....
"	موجودہ دور میں پہلی آسمانی کتابوں پر مثل کرنا جائز ہے یا نہیں؟.....
"	پہلی کتابوں کو منسوخ نہ ماننے والے غلطی پر ہیں.....
۱۲۵	قرآن مجید افضل ہے یا حضور علیہ السلام؟.....
"	قرآن کریم کے قریب اس سے بلند جگہ پر بیٹھنا بے ادبی ہے.....
"	جس چار پائی کے نیچے قرآن ہوا اس پر بیٹھنا سخت بے ادبی ہے.....
"	ادب کا کیا معنی ہے؟.....
"	قرآن کریم سے بلند جگہ پر بیٹھنے کو ادبی خیال نہ کرنے والے کا حکم.....
۱۲۶	قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کو جلانے کا حکم.....
"	درپچوں میں رکھے ہوئے قرآن شریف کی طرف پیٹھ کرنے کا حکم.....
"	نمازی کے قریب قرآن کریم کو بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے.....
۱۲۷	قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کا حکم.....
۱۲۸	قرآنی آیات والے اوراق کو ردی میں استعمال کرنا جائز نہیں.....
"	جلسہ میں قرآن کریم کی تلاوت کو نظم و غیرہ سے مقدم رکھنا جائز ہے.....
"	قرآن مجید کا صرف ترجمہ شائع کرنا.....
۱۲۹	قرآن وحدیث کے مقابلے میں مولوی کی بات کو ترجیح دینے والے کا حکم.....
"	قرآن کریم کی تجارت سے حاصل شدہ نفع کا حکم.....
"	قرآن کریم کو اجزاء کی صورت میں شائع کرنا.....
"	قرآن کریم کو مختلف رنگوں سے مزین کرنا.....
۱۳۰	بلا قصد سپارہ ہاتھ سے گر جانے پر پڑ نہیں.....
"	ہندی رسم الخط میں قرآن شائع کرنا.....

صفحہ	عنوان
۱۳۱	غیر مسلم سے قرآن مجید کی جلد، عنوانا.....
۴	قرآن مجید کے بوسیدہ اور ارق کا حکم.....
۴	قرآن کریم کے علاوہ مزید جو دس پارے بتائے جاتے ہیں ان کو ناپاک چیز کے ساتھ تشبیہ دینا.....
۱۳۲	قرآن مجید کو خالق کہنا.....
۴	قرآنی آیات والے اخبارات کو ردی میں استعمال کرنا جائز ہے.....
۴	قرآن مجید کی تلاوت کے دوران کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا.....
۱۳۳	قرآن مجید کو بے وضو چھونا جائز نہیں.....
۴	قرآن مجید کا ترجمہ کرنا جائز ہے.....
۴	قرآن مجید کے ترجمے کو بغیر وضو ہاتھ لگانا.....
۴	قرآن مجید کا ترجمہ غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کرنا.....
۴	قرآن مجید کو غیر عربی رسم الخط میں لکھنا.....
۴	کاغذ پر لکھی ہوئی آیت کو بغیر وضو چھونا.....
۴	قرآن مجید کی پھٹی ہوئی پرانی جلدوں کا حکم.....
۴	قرآن شریف کی تلاوت پر اجرت لینا جائز نہیں.....
۴	تلاوت پر اجرت لینے والے کی امامت کا حکم.....
۴	امامت کی اجرت لینا جائز ہے.....
۴	قرآنی آیت "لا یمسہ الا المطہرون" کا مطلب.....
۱۳۴	موجودہ تورات انجیل کے مضامین تبدیل شدہ ہیں.....
	چھٹا باب
	خلیفہ، امام، امیر
۱۳۵	حدیث شریف میں مذکور بارہ خلفاء کا مصداق کون ہیں؟.....
۴	"حضرت علیؓ کو خلفاء میں افضل اور صدیقؓ کی خلافت کے بارے میں حضور ﷺ نے
۴	چھ ارشاد نہیں فرمایا" کہنے والا کی امامت کا حکم.....
۱۳۶	امام اور ولی میں فرق.....
۴	پوسٹر "علمائے اہل حدیث و احناف کا متفقہ فیصلہ" میں سوال و جواب کی تصدیق.....
۴	اشتہار "اعلان عام ہر اے رفیع اتمام" میں درج عقائد والے کا حکم.....

صفحہ	عنوان
۱۳۹	آیت ”واولی الامر منکم“ کو ہندوستان کے موجودہ حکمرانوں پر محمول کرنے والا کی امامت ناجائز ہے.....
۱۴۰	حرام کو حلال سمجھنے اور خلاف شرع افعال والے کی بیعت کرنا ناجائز ہے.....
۱۴۱	بیعت و امارت کے معتقد پر طعن کرنا اور ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے کا بیعت کرنا.....
۱۴۲	بارہ خلفاء والی روایت درست ہے.....
۱۴۳	یزید بن معاویہ کو کافر یا ملعون کہنے والے کا حکم.....
۱۴۴	صوبہ میں ایک امیر کی موجودگی میں دوسرا امیر بنانا ناجائز ہے.....
۱۴۵	صوبہ میں ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے شخص کا امارت کا دعویٰ باطل ہے.....
۱۴۶	صوبے کے امیر کی اجازت کے بغیر اس کے کسی ضلع میں امیر کا انتخاب درست نہیں.....
۱۴۷	امیر صوبہ کے عطا کردہ لقب کے علاوہ دوسرا لقب اختیار کرنا.....
۱۴۸	مختلف پارٹیوں کو یکجا ہونے اور ایک امیر منتخب کرنے کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنا.....
۱۴۹	مختلف پارٹیاں ایک امیر منتخب کریں تو وہ شرعی امیر ہوگا.....
۱۵۰	کن امور میں شرعی امیر کی اطاعت ضروری ہے؟.....
۱۵۱	شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے امیر کو معزول کرنے کا حکم.....
۱۵۲	عقل اور خواہش یا شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے پر آخرت میں سزا و جزاء.....
۱۵۳	اسلام میں سائنسی ایجادات کا استعمال مطلقاً ممنوع نہیں.....
	ساتواں باب
	تقدیر و تدبیر
۱۵۴	وسیلہ اور تقدیر کا انکار کرنے والے کا حکم.....
۱۵۵	انسان اپنے افعال میں خود مختار ہے نہ کہ مجبور محض.....
	آٹھواں باب اختلافی مسائل، فصل اول مسئلہ عید میلاد
۱۵۶	یوم ولادت کی صحیح تاریخ اور یوم ولادت منانے کا حکم.....
۱۵۷	عید میلاد النبی ﷺ منانا قرآن وحدیث اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کی تعلیمات کے خلاف ہے.....
۱۵۸	عید میلاد النبی ﷺ منانا بدعت ہے.....
۱۵۹	عید میلاد النبی ﷺ کے دن جلوس، جلسہ اور عوام میں شیرینی تقسیم کرنا.....
۱۶۰	مجلس میلاد النبی کو سجانے اور معطر کرنے کا حکم.....
۱۶۱	کیا زیورہ اول میں وعظ و تبلیغ کے لئے مجالس منعقد کرنا خیر و برکت کا باعث ہے؟.....

صفحہ	عنوان
۱۵۰	مروجہ میلاد کی ابتدا کب ہوئی؟ کیا اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے؟
"	میلاد میں قیام کے ثبوت کے لئے پیش کردہ حدیث سے استدلال درست نہیں
"	آیت "وما اھل بہ لغیر اللہ" میں ذبح کے وقت کا اعتبار ہے یا ذبح سے پہلے کا؟
۱۵۱	واعظ کے ارشاد پر حاضرین کا بلند آواز سے درود پڑھنا
"	"درود شریف نبی علیہ السلام خود سنتے ہیں اور پڑھنے والے کو پہچانتے ہیں" کہنے کا حکم
"	حضور ﷺ یا غوث پاک کے نام کی نیاز و نیاز دینے والوں کے لئے اسے کھانے کا حکم
۱۵۲	میلاد شریف کب اور کس نے ایجاد کی؟
۱۵۳	موجودہ دور میں عید میلاد النبی کی حیثیت مذہبی نہیں
	فصل دوم: جلسہ سیرت
"	عید میلاد النبی ﷺ منانے کی نیت سے جلسہ کرنا بدعت ہے قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت نہیں
"	"امام ممدی کے زمانے میں امام ممدی ایک طرف اور سارے علماء ایک طرف ہوں گے" یہ قول غلط ہے
۱۵۴	قرآن و حدیث میں عید میلاد النبی کا ثبوت نہیں ہے
"	صحابہ و تابعین وغیرہ کے دور میں عید میلاد النبی نہیں منائی گئی
"	کیا حضور ﷺ نے مسلمانوں کو منظم کرنے کا کوئی طریقہ بتلایا ہے؟
"	ہنچکانہ نمازیں، نماز عیدین اور حج بلاشبہ مسلمانوں کو منظم کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں
	شعائر اسلام سے توجہ ہٹا کر دوسری باتیں اسلام میں پیدا کرنا بدعت ہے اور ایسے
"	امور پر روپیہ خرچ کرنا اسراف ہے
"	مسلمانوں کو منظم کرنے کا وہی طریقہ معتبر ہے جو قرآن و سنت سے ثابت ہو
۱۵۶	جلسہ سیرت النبی کی صدارت کا فرد مشرک کے حوالے کرنا
	فصل سوم: مسئلہ قیام
۱۵۷	صحابہ و تابعین کے دور میں نہ میلاد تھی نہ میلاد کا قیام
"	قیام کی ابتدا اور اس کا حکم
۱۵۸	میلاد و قیام بدعت ہے اور بدعت کہنے والوں کو دہائی کہنا درست نہیں
۱۵۹	میلاد شریف میں قیام ثلاث نہیں
"	میلاد میں کھڑا ہونا بے اصل اور دوسروں کو کھڑا ہونے پر مجبور کرنا گناہ ہے
۱۶۰	محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنے پر اصرار بدعت ہے

صفحہ	عنوان
۱۶۰	میلاد شریف میں قیام اور اس کو حرام کہنے والے کی امامت کا حکم
۱۶۲	میلاد شریف میں قیام اور نبی علیہ السلام کا نام سن کر انگوٹھے چومنے کا حکم
۱	”میلاد شریف میں حضور ﷺ خود یا آپ کی روح آتی ہے“ یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے
	فصل چہدم: مسئلہ علم غیب
۱۶۴	محفل میلاد منعقد کرنا بدعت ہے
۱	حضور ﷺ محفل میلاد میں تشریف نہیں لاتے
۱	مسئلہ علم غیب
۱	ایصال ثواب کے لئے دن مقرر کرنا درست نہیں
۱	شرک و بدعت کی تعریف
۱۶۶	محبت کی وجہ سے یا رسول اللہ کہنا اور ”السلام علیک ایھا النبی“ کو اس کی دلیل بتانا
۱۶۷	محفل میلاد میں قیام کرنا
۱	یا رسول اللہ، یا غوث کہنا اور ان سے مدد مانگنا
۱	گیارہویں شریف پکانے اور کھانے کا حکم
۱	نماز میں حضور ﷺ کا تصور آنا
	محفل میلاد میں صلاۃ و سلام اس خیال سے پڑھنا کہ حضور علیہ السلام کی روح مبارک
۱۶۸	تشریف لاتی ہے شرعاً ناجائز ہے
۱۷۰	مسئلہ علم غیب
۱۷۲	حدیث ”اتقوا فرستہ المؤمنین“ کا صحیح ترجمہ
۱	حضور ﷺ کو حاضر ناظر سمجھ کر آپ سے مدد طلب کرنے والا شرک ہے
۱	حضور ﷺ کے بارے میں ذاتی علم غیب کا عقیدہ رکھنا درست نہیں
۱۷۳	لفظ یا رسول اللہ کہنا اور مسئلہ علم غیب
۱	کھانے پر فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں
۱۸۴	حکیم الامت اور ان کی کتاب ”الطیب پڑھنے والے کو کافر کہنے والے کا حکم
۱	مسئلہ علم غیب
۱	اشہد ان محمداً رسول اللہ پڑھنے پر مناسبت نہیں اور نہ چومنے والے کو کفر یا وہابی کہنا
۱	کے بعد دعا اور قبر پر اذان دینا ثابت نہیں

صفحہ	عنوان
۱۸۳	اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں.....
۱۸۵	مصیبت کے وقت حضرت جنید بغدادی کو پکارنے پر نجات کا قصہ من گھڑت ہے.....
۱	حضور ﷺ کے بارے میں کلی علم غیب کا اعتقاد رکھنا کفر ہے.....
۱۸۶	حضور ﷺ کو عالم الغیب نہ جاننے والے سے وعظ نہ کروانے کی قید لگانا جائز ہے.....
۱	کسی صحابی کی جوتی کی وجہ سے بادشاہ کی سر کے درد کا صحیح ہونے کا قصہ من گھڑت ہے.....
۱	اور اس جوتی کو مشکل کشا کہنا شرک ہے.....
۱	حضور علیہ السلام کے عالم الغیب ہونے کے لئے معراج کے قصہ کو دلیل بتانا.....
۱	من گھڑت قصے بیان کرنے والے واعظ کے وعظ میں شرکت سے چھٹا چاہئے.....
۱	علماء کو برا بھلا کہنے والے کا وعظ نہ سننا چاہئے.....
۱۹۶	حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ کو جانتے ہوئے غیر اللہ سے مدد مانگنے کو جائز کہنے کا حکم.....
۱	براہ راست اولیاء اللہ کی ارواح سے مدد مانگنا درست نہیں.....
۱	”اغثنی یا رسول اللہ“ کہنا.....
۱	یا شیخ عبد القادر شینا اللہ کہنا اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں.....
۱	غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں.....
۱۹۷	ہر وقت یا رسول اللہ کہنا اور اس سے منع کرنے والے کو کافر کہنا.....
۱۹۸	مندرجہ ذیل عقائد قرآن و سنت کے خلاف ہیں.....
۱	نبی علیہ السلام کو عالم الغیب اور حاضر ناظر سمجھنا.....
۱	یا رسول اللہ پکارنے پر حضور علیہ السلام کا مدد کرنا.....
۱	محبوب سبحانی اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو ٹال دیتے ہیں اور مشکلات حل کرتے ہیں.....
۱	اولیاء اللہ اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا برابر ہے.....
۱	مندرجہ بالا عقائد کو اہلسنت والجماعت کی طرف منسوب کرنا درست نہیں.....
۱	مندرجہ بالا عقائد کے نہ ماننے والے کو غیر مقلد، وہابی، نجدی اور کافر کہنا.....
	فصل پنجم: مجالس شہادت
۲۰۱	محرم کے پہلے دس دنوں میں مجالس کرنا اور ان میں شرکت ناجائز ہے.....
۱	فصل ششم: مسئلہ سماع موتی
۱	مردوں کے سننے کے بارے میں محققین علماء کا مسلک.....
	فصل ہفتم: وہابی کی تحقیق
۲۰۲	وہابی فرقہ کی ابتداء کب سے ہوئی اور اس کا موجود کون تھا؟ ہندوستان میں یہ فرقہ کب رونما ہوا؟.....

صفحہ	عنوان
۲۰۲	علمائے دیوبند کو وہابی کہنا.....
۴	میلاد شریف میں قیام سے منع کرنے والے کو کافر کہنا صحیح نہیں.....
۴	مروجہ اعراس بزرگان سے منع کرنے والا کافر نہیں ہوتا.....
۴	موجودہ دور کے وہابیوں (سنت کی اتباع کرنے والوں) کو مسجد سے روکنا جائز نہیں.....
۴	علمائے دیوبند کو کافر کہنے والا ظالم ہے.....
۴	ایسی مساجد میں جانا جائز نہیں جہاں علمائے اہل حق کو کافر کہا جاتا ہو.....
۲۰۶	علمائے دیوبند سب کے سب پر ہیزگار و مفتی ہیں.....
۲۰۸	عالم کی توہین کرنا گناہ ہے.....
۴	”نماز میں حضور ﷺ کا خیال آنا گدھے کا خیال آنے سے برا ہے“ کہنے والے کا حکم.....
۴	دیوبندی اور غیر مقلد کو کافر کہنے والے کی امامت کا حکم.....
۴	ڈھول کے ساتھ قولی سننا ناجائز ہے.....
۴	علمائے دیوبند کو وہابی اور کافر کہنا درست نہیں.....
۴	تقویۃ الایمان، صراط مستقیم وغیرہ قابل عمل کتب ہیں.....
۲۰۹	حضور ﷺ کو عالم الغیب اور اللہ تعالیٰ کی شان کے سامنے چمدان سے زیادہ ذلیل کہنا درست نہیں.....
۴	وہابی، رضا خانی، غیر مقلد، قادیانی اور رافضی وغیرہ کلمہ گو ہیں یا نہیں.....
۱۱۰	وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنا.....
۴	خفیوں کے ہاں حدیث سے بالاتر فقہ ہے یہ بات درست نہیں.....
۴	علمائے دیوبند کو وہابی، مقلد اور غیر مقلد کہنا.....
۴	سیرت کمیٹی اور اس کے بانی کو برا بھلا کہنا.....
۲۱	شرک و بدعت کی تردید، رسومات قبیحہ سے روکنے اور علمائے دیوبند کو.....
۲۱۳	حق بجانب سمجھنے والے کی امامت درست ہے.....
۲۱۴	قبر پر اذان کو درست نہ سمجھنے والا اہلسنت والجماعت میں سے ہے.....
۴	”بہشتی زیور“ معتبر کتاب ہے.....
	فصل ہشتم: احترام اولیاء
۲۱۵	معین الدین اجمیری کی تعریف پر سبحان اللہ وغیرہ کہنا.....

صفحہ	عنوان
	فصل نہم: نذرو نیاز اور فاتحہ
۲۱۶	پیران پیر کے نام پر بکرا ذبح کرنے اور اس کے کھانے کا حکم.....
۲۱۷	کسی بزرگ کی قبر پر چادر یا چڑھاوا چڑھانا حرام ہے.....
۲۱۸	گیارہویں میں غرباء و مساکین کے علاوہ ہر ادوی کو کھلانے کا حکم.....
۲۱۹	حضور ﷺ کا کھانے پر فاتحہ پڑھنا کسی روایت سے ثابت نہیں.....
۲۲۰	کتب فقہ میں گیارہویں کا ذکر نہیں اور غیر اللہ کے نام کا بکرا حرام ہے.....
۲۲۱	مراد پوری ہونے پر کسی مزار پر صاحب مزار کی نیاز کھانے اور کھلانے کا حکم.....
۲۲۲	شہداء اور اولیاء کی ارواح کو حاجت روا سمجھنا اور ان کے وسیلے سے مرادیں مانگنا.....
۲۲۳	کیا مروجہ میلاد میں شریک نہ ہونے والا اور نماز چھوڑنے والا برادر وجہ کے گناہ گار ہیں؟.....
۲۲۴	نماز عیدین کے بعد معافقہ اور فرض نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے.....
۲۲۵	مروجہ گیارہویں بدعت ہے.....
۲۲۶	اولیاء اللہ کے مزار کے سامنے حلوہ وغیرہ رکھ کر فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں.....
۲۲۷	گیارہویں، فاتحہ اور حفاظت کی خاطر بچہ کو گلے کا زیور پہنانا درست نہیں.....
۲۲۸	اولیاء اللہ سے محبت، وظائف کا پڑھنا اور اللہ کے نام کا صدقہ دینا بیک وقت افعال ہیں.....
۲۲۹	ایصال ثواب کا صحیح طریقہ.....
۲۳۰	غوث پاک کا مقام ”ہو“ تک پہنچنے کا قصہ اور لفظ ”ہو“ سے گیارہویں، فاتحہ وغیرہ کا ثبات خلاف شرع ہے.....
۲۳۱	ایصال ثواب کے لئے دن مقرر کرنا درست نہیں، البتہ مقرر کرنے سے کھانا حرام نہیں ہوتا.....
۲۳۲	سوم، چہلم وغیرہ کے جواز کے لئے علماء کے فعل کو دلیل بنانا.....
۲۳۳	شب برات اور گیارہویں کی نیاز بے اصل ہے.....
۲۳۴	مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا.....
۲۳۵	تیجہ، چہلم، گیارہویں وغیرہ کے لئے دن مقرر کرنا بدعت ہے، لیکن اس سے کھانا حرام نہیں ہوتا.....
۲۳۶	دوسروں کو گناہ سے منع کرنا اور خود گناہ کرنا ”انما مرون الناس بالبر الایۃ“ کے خلاف ہے.....
۲۳۷	ایصال ثواب کیلئے دن اور وظائف متعین کرنا بے ثبوت ہے.....
۲۳۸	میلاد میں قیام کو واجب اور اس کے چھوڑنے والے کو فاسق اور وہابی کہنے والا گناہ گار ہے.....
۲۳۹	شب برات کی افضلیت اور آسمان سے ندا والی حدیث ثابت ہے یا نہیں.....
۲۴۰	کھانے پر فاتحہ پڑھ کر دریا میں ڈالنا جائز ہے اور اس کو بھید سمجھنا غلط ہے.....

صفحہ	عنوان
۲۲۶	شب برات کے موقع پر نیاز، فاتحہ وغیرہ ثابت نہیں.....
۲۲۷	میلاد میں ذکر ولادت کے وقت قیام شرعاً درست نہیں.....
۲۲۸	قمر آن کریم اور وظیفہ وغیرہ پڑھوا کر کھانا کھانا جائز نہیں.....
۲۲۹	برسی اور عرس شریف پر کھانا تقسیم کرنا بدعت ہے.....
۲۳۰	چہلم اور کھانے وغیرہ پر فاتحہ دانا بے اصل ہے.....
۲۳۱	قبروں پر غلاف چڑھانا، میلہ کرنا اور اہل قبور سے مرادیں مانگنا جائز نہیں.....
	فصل دہم: مسئلہ سجدہ تعظیمی
۲۳۱	سجدہ تعظیمی کا حکم.....
۲۳۲	بزرگ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا اور جھک کر اس کے گھٹنے کو ہاتھ لگانے کا حکم.....
۲۳۳	علی بخش، رسول بخش وغیرہ نام رکھنے اور یاد رسول اللہ کہنے کا حکم.....
۲۳۴	قبر کے سامنے سجدہ تعظیمی اور سجدہ عبادت کا حکم.....
۲۳۵	مرشدیاء الدین کو سجدہ تعظیمی کرنا جائز نہیں.....
۲۳۶	نوائے باب: بدعات اور اقسام شرک
۲۳۷	بدعتیوں کا کھانا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم.....
۲۳۸	تعزیہ کی مجالس منعقد کرنے والے کے ایمان اور امامت کا حکم.....
۲۳۹	مولود شریف منانا اور اس میں قیام کرنا ثابت نہیں.....
۲۴۰	دس محرم کو کچھڑہ پکانا، شربت پکانا، نیا کپڑا پہننا اور سرمہ لگانا بے اصل ہے.....
۲۴۱	محرم کے پہلے دس دنوں میں کھانا یا کپڑا وغیرہ تقسیم کرنا اور سبیل لگانا بدعت ہے.....
۲۴۲	بدعت کی کتنی قسمیں ہیں؟.....
۲۴۳	آستانہ سرور عالم کے نام سے عمارت بنانا کر اس کا احترام کرنا بدعت ہے.....
۲۴۴	صفر کے آخری بدھ کی رسومات اور فاتحہ کا حکم.....
۲۴۵	محرم کے مخصوص ایام میں حلیم پکا کر تقسیم کرنا بدعت ہے.....
۲۴۶	تعزیہ بنانا اسکی تعظیم کرنا، تعزیہ سے منت مرادیں مانگنا اور سینہ کو ٹٹا وغیرہ سب امور حرام ہیں.....
۲۴۷	حضرت امیر معاویہؓ پر غصب خلافت کا الزام لگانا اور یہ کہنا کہ یزید کو ولی عہد بنایا تھا درست نہیں.....
۲۴۸	”یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ اللہ“ کا وظیفہ پڑھنا جائز ہے.....
۲۴۹	قبروں پر پھولوں کے ہار کھانا جائز ہے.....
۲۵۰	قبر پر چادر چڑھانا یا قبر کے پاس شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا بدعت ہے.....

صفحہ	عنوان
۲۳۹	تعزیہ کو برا بھلا کہنے کا حکم.....
۴	جعلی اور مصنوعی قبر بنانا گناہ ہے.....
۲۴۰	بارہ ربیع الاول کو دکانیں بند کرنے کا حکم.....
۴	تعزیہ داری کی رسم ناجائز ہے.....
۲۴۱	رجب کے مہینے میں نبی صاحب کا روٹ بنانا شرعی حکم نہیں بلکہ بدعت ہے.....
	یوم صدیق اکبر منانے کی خواہش پر کہنا کہ اس فقرے سے میرے دل کو بے حد تکلیف ہوئی
۴	اور یوم صدیق شریعت کی نظر میں.....
۲۴۲	خواب میں کسی بزرگ کا کہنا کہ میری قبر پر پختہ گنبد بناؤ اور قبر پر گنبد وغیرہ بنانے کا شرعی حکم.....
۲۴۳	پانچ محرم الحرام کو شان اسلام دکھانے کی غرض سے جلوس کی شکل میں تعزیہ داری کرنا.....
	اللہ تعالیٰ کی ذات کو حضور ﷺ کے ساتھ شکل و صورت میں تشبیہ دینا اور
۲۴۴	یہ کہنا کہ احمد اور احد میں فرق صرف میم کا ہے.....
۴	حضور ﷺ اور اولیائے کرام کو حاضر ناظر کہنا.....
۴	سرود مننا حرام ہے اس کو حلال سمجھنا کفر ہے.....
۲۴۵	حضور ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفات ثابت کرنا شرک ہے.....
۲۴۶	آیت ”انما المشرکون نجس الا یہ“ کے نزول کے بعد مشرک کے ساتھ کھانا کھانے کا حکم.....
۲۴۷	نماز میں حضور ﷺ کا خیال آئے تو گائے، بھینس، گدھے وغیرہ کا خیال آنے سے بدتر کہنا.....
	”اللہ تعالیٰ کی ذات کو زمان و مکان سے پاک جانا اور ہر طرف سے دیدار الہی کو
۴	حق جانبدار عت ہے“ کہنے والے کا حکم.....
	تشدد میں ”السلام علیک ایھا النبی“ اس خیال پر ہنا کہ حضور ﷺ
۴	خود سلام سنتے ہیں شرکیہ عقیدہ ہے.....
۲۴۸	کن باتوں سے شرک لازم آتا ہے؟ اور ان سے بچنے کا طریقہ.....
۴	نماز میں کسی بزرگ یا حضور ﷺ کا خیال آنے کا حکم.....
۲۴۹	جس مسجد میں شرکیہ افعال ہوتے ہوں اس میں نماز پڑھنے کا حکم.....
۲۵۰	محرم میں شیر کا بت بنانا شرعاً ناجائز ہے.....
۴	بت کی عبادت کرنا کفر ہے.....
۴	غیر اللہ کی نذر کرنا اور منت ماننا حرام ہے.....

صفحہ	عنوان
۲۵۰	بیتوں کو مرادیں پوری کر نیوالا اور ان کی تعظیم کو حلال سمجھنا کفر ہے.....
ۛ	ہت کے منہ میں ڈالا جانے والا گوشت حرام ہے.....
ۛ	”مٹی کے شیر میں معاذ اللہ حضور ﷺ کی روح ہے“ کہنے والے کا حکم.....
ۛ	شرکیہ رسم کو منانا اور مٹانے کی کوشش کرنا ثواب کا کام ہے.....
ۛ	بیتوں کی حمایت کرنا اور ان کو قائم رکھنے کی کوشش کرنا حرام ہے.....
۲۵۱	حضرت حسینؑ کی شہادت سے پہلے دس محرم کے دن ہونے والی رسومات.....
ۛ	دس محرم کو حلوہ، کھجورہ پکانے اور فاتحہ دلوانے کا حکم.....
ۛ	نو محرم کو سبز کپڑے پہننا، فاتحہ دلوانا اور تعزیوں پر مہندیاں چڑھانا جائز ہے.....
ۛ	ناچ رنگ کی محفل میں قلابازیاں وغیرہ کھانا اور گلی کوچوں میں نوحہ کرنا جائز نہیں.....
ۛ	کیا انیس اور دبیر شعراء کے مرثیوں کا مضمون صحیح ہے؟.....
ۛ	دس محرم کی روزے کا حکم.....
ۛ	غریب آدمی اہل بیت کے ساتھ محبت کا اظہار کس طرح کرے؟.....
ۛ	”تعزیوں اور مہندی وغیرہ سے شوکت اسلام ظاہر ہوتی ہے“ یہ خیال غلط ہے.....
ۛ	رجب کو کوئٹے اور شب برات کو حلوہ وغیرہ پکاند عت ہے.....
۲۵۲	تعزیہ بنا کر جلوس نکالنا اور اس سے مرادیں مانگنا حرام ہے.....
۲۵۳	مقررہ تاریخ کو کسی بزرگ کا میلاد منانا اور فاتحہ خوانی کرنا جائز ہے.....
۲۵۵	ایصال ثواب کا شرعی طریقہ کیا ہے؟.....
ۛ	ایصال ثواب کے لئے دن مقرر کرنا بے اصل ہے.....
ۛ	کسی غذا کو ایصال ثواب کے لئے خاص کرنے کا حکم.....
ۛ	کیا صحابہ، تابعین اور آئمہ اربعہ کے زمانے میں حلوے کی رسم تھی؟.....
ۛ	فقہاء کے کام میں شب برات کے حلوے کا ذکر نہیں ہے.....
ۛ	اگر کوئی مستحب کام فرض یا واجب سمجھا جانے لگے تو اس کو چھوڑ دینا ضروری ہے.....
۲۵۷	سنتوں کے بعد فاتحہ خوانی اور درود کی باقاعدہ پابندی کرنا بدعت ہے.....
ۛ	اولیاء کے نام کا جھنڈا نکالنا بدعت ہے.....
ۛ	اولیاء و شہداء کی زیارت کرنا اور ان سے مرادیں مانگنے کا حکم.....
۲۵۸	پیش گوئی پر پختہ اعتقاد رکھنے کا حکم دسواں باب، کائنات عالم

صفحہ	عنوان
۲۵۸	قرآن وحدیث کی رو سے زمین و آسمان ساکن ہیں یا متحرک؟
"	بارش بادلوں سے برستی ہے یا آسمان سے؟
۲۵۹	جنت کی پیدائش انسان سے پہلے ہوئی یا بعد میں
۲۶۰	کیا یہ درست ہے کہ زمینیں سات ہیں اور ان کو بیل نے سینگوں پر اٹھایا ہوا ہے؟
"	کیا زمین گول ہے؟
"	چاند میں روشنی آنے کو مغرب کے وقت کے لئے دلیل ملنا
"	کتاب "ہزار مسئلہ" قابل اعتماد نہیں ہے
۲۶۱	گائے کے سینگ پر زمین کا ہونا درست ہے یا نہیں؟
	گیارہواں باب
	ذات پات، نسل، قبیلہ
	حضرت صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی اولاد کا صدیقی، فاروقی اور عثمانی
۲۶۱	کملانا درست ہے
"	صدیقی اور فاروقی کملوائے جانے والے کا اپنے کو قریشی کملوانا درست ہے
"	چاروں خلیفوں کی اولادیں نصر بن کنانہ کی اولاد میں سے ہیں
۲۶۲	ہندو لڑکی کے مسلمان ہونے پر اسے مسلم برادری میں نہ سمجھنا درست نہیں
"	پہلے تین خلیفوں کی اولاد کو سید کملانا درست ہے یا نہیں؟
۲۶۳	گندگی وغیرہ صاف کرنے کا پیشہ اختیار کرنے والے کو حقیر سمجھنا درست نہیں
"	حدیث "قد مو اقریشا الحدیث" ثابت ہے
۲۶۴	کیا بنو فاطمہ کے علاوہ بقیہ بنو ہاشم سید ہیں؟
"	جن لوگوں کے لئے صدقہ لینا حرام ہے ان کو سید پکارنا ضروری نہیں
۲۶۵	دوسرے مسلمان کو ذلیل سمجھنے اور مسلمانوں میں فتنہ برپا کرنے والے کا حکم
"	سید ہونے کی وجہ سے اپنے کو دوسروں سے بڑا اور دوسروں کو ذلیل سمجھنا
۲۶۶	شیخ، سید، مغل اور پٹھان کو اعلیٰ اور دوسری قوموں کو ذلیل سمجھنا درست نہیں
"	اعلیٰ ذات والے غیر مسلم کو گھٹیا پیشہ والے مسلمان پر ترجیح دینا
"	اعلیٰ یا دونی قوم والے غیر مسلم کا جو ٹھا استعمال کرنا
"	غیر مسلموں کا جو ٹھا استعمال کرنا درست ہے بشرطیکہ ان کے منہ سے کوئی نجاست لگی ہوئی نہ ہو

صفحہ	عنوان
۲۶۸	ایک برتن میں غیر مسلم کے ساتھ کھانا کھانے کا حکم
۱	غیر مسلم سے مسجد میں جھاڑو دلوانا
۲۶۹	کیا اصلی قوم کو چھوڑ کر لفظ ”فقیر“ سے نسبت بیان کرنا سلف صالحین میں رواج تھا؟
۱	لفظ ”فقیر“ سے مشہور ہونے والے مسلمانوں کو حقوق سے محروم کرنا درست نہیں
۱	اپنے اصلی قبیلہ کی طرف نسبت کرنا درست ہے
۲۷۰	مسلمان کو ایسے لفظ سے مخاطب کرنا جس سے اس کی حقارت ظاہر ہو درست نہیں
۲۷۱	سادات کے سلسلہ کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟ اور سید کھلائے جانے کی وجہ کیا ہے؟
۲۷۲	صحابہ کو انصار کا لقب ملنے کی وجہ اور کیا صحابہ میں پیشے کی طرف نسبت کرنے کا رواج تھا؟
۲۷۳	میرا اسی قوم آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے
۱	حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکے جانے کے وقت کسی کا زنا کرنا ثلاث نہیں
۱	کیا اپنے کا پیشہ اختیار کرنے کی وجہ سے اپنے کو انصاری کہلوانا
۲۷۴	نو مسلم بھائیوں کے ساتھ کھانا اور ان کا جماعت میں شامل ہونے کا حکم
۱	قریش اور انصار میں سے فوقیت کس کو حاصل ہے؟
۲۷۵	سڑک پر جھاڑو دینے والے نو مسلموں کو مسجد سے روکنے اور ان کے ساتھ کھانے کا حکم
۱	سڑکوں پر جھاڑو دینا کسی کو اسلامی برادری سے خارج نہیں کر سکتا
۲۷۶	کسی مسلمان کا بعض غیر مسلموں کو اعلیٰ اور بعض کو ادنیٰ قرار دے کر اعلیٰ والوں کے ساتھ کھانے پینے کا حکم
۲۷۸	اعلیٰ مسلم اقوام کا ادنیٰ مسلم اقوام سے تعلق رکھنا خلاف شریعت نہیں
۱	کسی مسلمان کے لئے علم دین حاصل کرنے کی ممانعت نہیں
۱	گھٹیا مسلم اقوام کا دینی و دنیاوی ترقی کرنا شرعاً جائز ہے
۱	والی اور بزرگ وغیرہ گھٹیا قوم میں بھی ہو سکتے ہیں
۱	یہ غلط ہے کہ گھٹیا اقوام کو مراتب ولایت حاصل نہیں ہوتے
۱	کیا کتاب ”غایات النسب“ اور اس کے ضمیمہ کے مضامین صحیح ہیں؟
	بارہواں باب
	معاصی اور توبہ
۲۸۰	حقوق العباد معاف کروائے بغیر توبہ قبول نہیں ہوتی
۱	مجبوری کی وجہ سے سچی توبہ کرنے والے کی بیعت جائز ہے

صفحہ	عنوان
۲۸۰	حقوق اللہ سے توبہ کے بعد ان کی قضایا و صیت کرنا ضروری ہے.....
۲۸۱	کبیرہ گناہ کرنے والے کو کافر کہنے والا گناہ گار ہے.....
۲۸۲	بار بار گناہ کر کے بار بار توبہ کرنا اچھا نہیں.....
۴	صرف گناہ کے ارادہ سے گناہ نہیں لکھا جاتا.....
۴	گناہ سے سچی توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے.....
۲۸۳	فطرتی طور پر معذور شخص بھی گناہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہو سکتے ہیں.....
۴	گمراہ شخص کی توبہ قبول ہے.....
۴	لڑائی کی وجہ سے مولیٰ کا مخالفین پر کفر کا فتویٰ لگانا.....
۲۸۴	کتنی عمر تک بچے معصوم ہوتے ہیں؟.....
۴	زانیہ کا زنا سے کمایا ہوا مال توبہ سے حلال نہیں ہوتا.....
۲۸۵	نبا لہی کی حالت میں کئے ہوئے گناہوں پر پکڑ نہیں ہے.....
۲۸۶	گناہ سے توبہ کرنے کے بعد پھر وہی گناہ کرنا بہت برا ہے.....
۴	بغیر ظاہری اسباب کے آئندہ کی تاریخ میں کسی چیز کا وعدہ پورا نہ کرنا جھوٹ نہیں ہے.....
۴	بغیر گناہوں کی عبادت کر نیوالا توبہ کرنے والے گناہ گار سے بہتر ہے.....
	تیر ہواں باب
	مختلف فرقے
۲۸۷	فصل اول: فرقہ شیعہ.....
۴	شیعوں کا مذہب اور ان کے ساتھ کھانا کھانا، رشتہ کرنا اور تعلقات رکھنا.....
۴	شیعہ، اسماعیلیہ کا سنوں کی مسجد میں نمازیں پڑھنے کا حکم.....
۴	کیا شیعہ اسماعیلیہ سنوں کی مسجد میں قرآن مجید سن سکتے ہیں اور اپنے طرز پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟.....
۴	مسجد میں شیعہ اسماعیلیہ کو زود کو ب کرنا.....
۲۸۸	مسجد میں حنفی المذہب امام کے پیچھے شیعوں کا نماز پڑھنا اور تلاوت و وعظ سننے کا حکم.....
۲۸۹	شیعہ کا سنی لڑکی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا.....
۴	شیعہ کا سنی لڑکی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا.....
۲۹۰	رافضیت اختیار کر کے حضرت عمرؓ کو گالی دینے والا مرتد ہے.....
۴	مرتد کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے؟.....

صفحہ	عنوان
۲۹۰	برادری کے مرتد کے ساتھ تعلقات منقطع کرنا ضروری ہے.....
#	کیا مرتد کو برادری سے خارج کرنا ضروری ہے؟.....
#	رافضی کے ساتھ سنیوں کا نکاح منعقد نہیں ہوتا.....
#	شیعوں کے ساتھ سنی مسلمانوں کا نکاح جائز نہیں.....
۲۹۲	کیا شیعوں پر سید کا اطلاق کرنا درست ہے؟.....
۲۹۳	کیا شیعہ مسلمان ہیں؟.....
#	کیا اذان میں اشہد ان ولی اللہ کہنا خلفائے ثلاثہ پر تبرا ہے؟.....
#	مسلمانوں پر نہی عن المنکر کرنا فرض ہے.....
۲۹۵	سیدنا امیر معاویہؓ اور علمائے حقانیہ کو گالیاں دینے والا رافضی اور گمراہ ہے.....
۲۹۶	مذکورہ شعر کہنا درست نہیں.....
#	ایک مقدمہ ”یزید اور عبدالرحمن بن ملجم وغیرہ مسلمانوں کے پیشوا ہیں“ میں
#	مفتی صاحب کا گواہی دینا غلط ہے.....
#	مقدمہ جو نیور میں شہادت کی نقل کی طلب.....
#	شیعہ بنی امیہ کون تھے؟.....
#	رشید احمد گنگوہیؒ کے مذکورہ فتویٰ ”وقوع کذب باری کے معنی درست ہو گئے“ کا کیا مطلب ہے؟.....
۲۹۷	کیا کربلا کی لڑائی جہاد تھا؟.....
۲۹۸	یادگار حسینی میں شرکت حرام ہے.....
#	یادگار حسینی کی تکذیب کرنا ثواب کا کام ہے.....
#	اہلسنت والجماعت کے جلسہ یادگار حسینی میں شرکت کا شرعی حکم.....
#	جلسہ یادگار حسینی کے خلاف کوشش و سعی کرنا ثواب کا کام ہے.....
#	حسینؑ کو قتل کرنے والوں اور یزید کو گالیاں دینا جائز نہیں.....
۲۹۹	تعزیر نکالنا و ماتم گرنا ناجائز ہے.....
#	شیعہ کا کفن و دفن مسلمانوں پر ضروری ہے یا نہیں.....
	فصل دوم فرقہ دہریہ
۳۰۰	زمانہ کو الہ ماننا درست نہیں.....
۳۰۱	مولانا شبلی کے عقائد کیا تھے؟.....

صفحہ	عنوان
	فصل سوم: فرقہ خاکساراں
۳۰۲	مذکورہ عقائد کا حامل دائرہ اسلام سے خارج ہے.....
"	مذکورہ عقائد والوں کی حمایت کرنیوالا دائرہ اسلام سے خارج ہے.....
"	مرتد کا نکاح باطل اور مہر کی ادائیگی ضروری ہے.....
"	تحریک خاکساراں میں شامل ہونے والے غلطی پر ہیں.....
"	فوجی پریکٹس کے لئے تحریک خاکساراں میں شامل ہونا عقل کے خلاف ہے.....
"	اپنے ساتھ ہتھیار رکھنے کا شرعی حکم.....
"	"سلف کا اجتہاد کافی نہیں ہے" کہنے والے کا حکم.....
۳۰۳	لا علمی کی وجہ سے تحریک خاکساراں میں شمولیت سے ارتداد لازم نہیں آتا.....
۳۰۶	تحریک خاکساراں میں شامل ہونے والے کا ایمان خطرے میں ہے.....
"	تحریک خاکساراں کے متعلق حضرت مفتی اعظم کی رائے.....
۳۰۷	تحریک خاکساراں کے عقائد مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں.....
۳۰۹	تحریک خاکساراں پر مختصر تبصرہ.....
۳۱۰	تحریک خاکساراں غیر اسلامی تحریک ہے اس میں شامل ہونا جائز نہیں.....
"	تحریک خاکساراں میں شامل لوگوں کو اس سے علیحدگی اختیار کرنا ضروری ہے.....
"	تحریک میں شمولیت پر اصرار کرنے والے غلطی پر ہیں.....
"	تحریک خاکساراں کے جلسے جلوسوں میں شرکت ناجائز ہے اور اس سے منع کرنا ثواب ہے.....
"	تحریک خاکساراں کی مدد اور تعریف کرنا ناجائز ہے.....
۳۱۲	تحریک خاکساراں میں شامل ہونا جائز نہیں.....
"	کتاب "تذکرہ" کے مضامین کفر والحاد پر مبنی ہیں.....
"	تحریک خاکساراں کا کن بننے والے کی امامت درست نہیں.....
"	اسلامی حدود میں رہتے ہوئے جہاد کی ٹریننگ سیکھنا ضروری ہے.....
۳۱۳	علامہ مشرقی کے عقائد سے بیزاری کا اعلان کرنے والے خاکساراں مسلمان ہیں یا نہیں؟.....
"	ایسے لوگوں کو کافر کہنے والے کا حکم.....
۳۱۵	تحریک خاکساراں کا بانی علامہ مشرقی کافر ہے.....
"	مرتد کے حکم پر جانیں قربان کرنے والے شہید ہیں یا نہیں؟.....

صفحہ	عنوان
۳۱۵	تحریک خاکسار کے مقتولین کو شہید سمجھنے والے کا حکم.....
۳۱۷	علامہ مشرقی اور اس کے مددگاروں کی مذہبی امداد حرام ہے.....
"	علامہ مشرقی کے مذہبی عقائد کی حمایت کرنے والے اخبار کو اسلامی ترجمان سمجھنا غلط ہے.....
"	علامہ مشرقی اور اس کے رضاکاروں کے ساتھ اتحاد عمل کرنے کا حکم.....
۳۱۸	علامہ مشرقی کا فر اور اس کی اتباع کرنے والے گمراہ ہیں.....
	فصل چہارم: فرقہ قادیانی
۳۱۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں.....
"	قرآنی آیت "من بعدی اسمہ احمد" کا مصداق بلا تردید حضور ﷺ ہیں.....
"	حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا لامردود اور گمراہ ہے.....
۳۲۰	مرزا غلام احمد قادیانی کے مذکورہ اقوال کی تصدیق کرنے والے کافر ہیں اور ان سے رشتہ کرنا جائز نہیں.....
"	میاں بیوی میں سے کسی ایک کا مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کی تصدیق کرنے سے نکاح فاسد ہو جائے گا.....
۳۲۲	مرزائیوں کے ذبیحہ کا حکم.....
"	مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر ہیں.....
۳۲۳	قادیانی یا انکو اچھا سمجھنے والوں کے ساتھ میل جول، رشتہ وغیرہ کرنا جائز نہیں.....
"	قادیانیوں کے عقائد جاننے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھنے والے اسلام سے خارج ہیں.....
۳۲۴	ایک فتویٰ کی تصدیق.....
۳۲۵	علمائے ربانین مرزا غلام احمد کو کافر سمجھتے ہیں.....
"	مرزا غلام احمد کی تصدیق کرنے والے کافر ہیں.....
"	قادیانیوں سے ہر قسم قطع تعلق ضروری ہے.....
"	قادیانیوں کے ہاں کھانا کھانے والے کی سزا.....
"	کیا نسلی مرزائی اہل کتاب کے حکم میں ہیں؟.....
"	غلام احمد قادیانی کی تصدیق کرنے والا اور اپنے آپ کو ہندوؤں کا الو تار تانے والا گمراہ ہے.....
۳۲۶	تبلیغ کے لئے قادیانیوں کو چند دینہ جائز نہیں.....
۳۲۷	قادیانی کا کلمہ پڑھ کر مرنے والے کے جنازہ میں شرکت کا حکم.....
۳۲۸	اسلامی انجمن میں قادیانیوں کو ممبر بنانا جائز نہیں.....
"	جس انجمن میں قادیانی ممبر ہوں اس میں شرکت ناجائز ہے.....

صفحہ	عنوان
۳۲۸	کیا قادیانی مرتد ہیں؟.....
	فصل پنجم: فرقہ مودودی
"	کیا جماعت اسلامی والے گمراہ ہیں؟.....
"	جماعت اسلامی رکن ہفتا جائز ہے.....
	فصل ششم: فرقہ مہدویہ
۳۲۹	فرقہ مہدویہ کا مذہب حرام ہے.....
	فصل ہفتم: فرقہ حراں (سندھ)
	کسی انسان کو خدا سمجھنے اور بیت اللہ کے علاوہ دوسری جگہ حج کرنے والے اور
"	قبر کو سجدہ کرنے والے ملحد اور زندیق ہیں.....
"	مذکورہ افعال کرنے والے لوگوں سے رشتہ کرنا جائز نہیں.....
"	کیا پہلے سے منعقد شدہ نکاح کو قائم رکھا جائے؟.....
۳۳۰	کسی پیر کو امام الرسل سمجھنا اور بیت اللہ کے علاوہ کسی جگہ حج کرنا کفر ہے.....
"	کفر اور خوف کفر میں فرق.....
	چودھواں باب
	تقلید و اجتہاد
۳۳۱	غیر مقلدین کی امامت، ان کا وعظ سنا اور ان سے تعلقات کا حکم.....
۳۳۲	تقلید والوں کو مشرک کہنے والے کی امامت درست نہیں.....
"	غیر مقلدین کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے.....
۳۳۳	اہل حدیث مسلمانوں اور اہلسنت والجماعت میں سے ہیں ان کے ساتھ نکاح کرنا درست ہے.....
"	غیر مقلدین کو کافر کہنے والے کا حکم.....
"	اہلحدیث عورت کے غسل دینے کی وجہ سے میت کی نماز جنازہ نہ پڑھانا.....
"	جنازے میں اہلحدیث کے شامل نہ ہونے کی وجہ سے میت کو جنتی کہنا.....
"	کیا اہلحدیث حضرات کا پیسہ مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے؟.....
۳۳۴	امام کے پیچھے قرأت اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم.....
"	کیا حضور ﷺ نے پوری عمر رفقہ یدین کیا؟.....
"	تراویح کی رکعت کی صحیح تعداد کیا ہے؟.....

صفحہ	عنوان
۳۳۴	اہل حدیث کا دعویٰ کہ ان کا گروہ ہی جنتی ہے باطل ہے.....
۳۳۵	غیر مقلد امام کی وجہ سے جماعت کے وقت ایسے نماز پڑھنے کا حکم.....
۹	حنفی کے لئے غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم.....
۹	غیر مقلدین کو کافو کہنے والا گناہ گار ہے.....
۹	غیر مقلدین کے ساتھ مصافحہ کرنا جائز ہے.....
۹	غیر مقلدین کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے.....
۹	کیا ائمہ اربعہ کی تقلید کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے؟.....
۹	یہ درست نہیں کہ تقلید کی وجہ سے بعض احادیث پر عمل نہیں ہوتا.....
۹	رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے ائمہ کی پیروی کیوں؟.....
۹	کیا ائمہ نے اپنی پیروی کا حکم دیا ہے؟.....
۹	ائمہ اربعہ کس کی تقلید کرتے تھے؟.....
۹	ائمہ کی بات قرآن و حدیث کے مطابق ہوتی ہے.....
۹	ائمہ کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف کیوں ہے؟.....
۳۳۷	چاروں اماموں کا مذہب سنت نبوی ﷺ کے موافق ہے.....
۹	مجتہد کی تعریف اور مجتہد کیا ہر زمانے میں ہو سکتا ہے؟.....
	کیا امام اعظمؒ نے شریعت کے.....
۳۳۸	مسائل اپنی طرف سے بنائے ہیں؟.....
۹	حنفی مذہب چھوڑ کر شافعی مذہب اختیار کرنا.....
	پندرہواں باب
	متفرقات
۳۴۰	حضرت حسینؑ کی شہادت کو لوگوں کے گناہوں کا کفارہ کہنا باطل اور بے ہودہ خیال ہے.....
۳۴۱	کسی خاص چشمے میں شفا کی نیت سے نہانے کو شرک کہنا.....
۹	کیا ہر شہر اور بستی میں قطب کا ہونا ضروری ہے؟.....
۳۴۲	انتیس کے چاند کی صرف خبر سن کر افطار کرنا جائز نہیں.....
۹	شریعت کی رو سے برے فعل یا بری رسم کا ازالہ اپنی استطاعت کے مطابق ضروری ہے.....
۹	لوگوں کو صرف ایک جماعت کے ساتھ رشتہ نکاح قائم کرنے کا پابند بنانا شریعت کے خلاف ہے.....

صفحہ	عنوان
۳۴۳	کیا شریعت کے احکام تمام مسلمانوں پر یکساں ضروری ہیں؟
"	کیا لفظ "عقراں پناہ" غیر خدا پر بولا جاسکتا ہے؟
"	شہدائے کربلا کے مبالغہ آمیز حالات بیان کرنا جائز نہیں
"	یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے کا حکم
"	علامہ شبلی کی کفریہ عقائد سے توبہ کا تحقیق
۳۴۵	علامہ شبلی کی کفریہ عقائد سے توبہ پر چند شبہات کا جواب
"	کیا علامہ شبلی نے اپنے بعض کفریہ عقائد سے توبہ کی تھی؟
۳۴۶	کیا درج ذیل عبارت کہنے والا کافر ہے؟
"	قبر پر جا کر قبر والے سے دعا کی درخواست کرنا جائز نہیں
"	گیارہویں کی رسم بدعت
"	مسلمان کا کیا عقیدہ رہنا چاہئے؟
۳۴۷	خواجہ باقی باللہ کے مزار پر لگے ہوئے قدم شریف کی سند کیا ہے؟
"	گیارہویں شریف کی کیا حقیقت ہے؟
"	مزارات پر پھول، چادر چڑھانا اور چراغ جلانا جائز ہے
۳۴۸	محی الدین جیلانی کا قصہ بیان کرنے والے کی امامت کا حکم
"	کیا مذکورہ ایک سو تیس مسائل پر اعتقاد رکھنے والا گناہ گار ہے؟
۳۴۹	کیا اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں؟
"	مشرکانہ افعال کرنے والے سے کس طرح برتاؤ کیا جائے؟
"	زنا کار عورت سے علی الاعلان زنا کرنے والے کے ساتھ تعلقات ختم کر دینے چاہئیں
۳۵۰	قرآن کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا غیر ترجمہ کے پڑھنے سے بہتر ہے
"	اولیاء اور بزرگان دین کی قبروں کی زیارت کرنے اور ان سے مدد مانگنے کا حکم
"	معراج کی رات نبی علیہ السلام کہاں تک گئے؟
۳۵۱	صحابہ کے لئے توہین آمیز الفاظ کہنے والے کی سزا
"	کیا فاسق و فاجر مسلمان کے لئے لفظ "مرحوم" استعمال کر سکتے ہیں؟
"	غیر مسلم کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھانے کا حکم
۳۵۲	کیا مسلمان کے لئے اللہ، رسول، قرآن وغیرہ کے منکر کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے؟

صفحہ	عنوان
۳۵۲	کن عقائد کی وجہ سے علامہ مشرقی کو کافر کہا گیا؟
۳۵۳	مذکورہ چند علماء و بزرگان دین کی اقتداء درست تھی یا نہیں
"	بے نمازی کے باقی نیک اعمال قابل قبول ہیں
۳۵۵	کرشن جی کے پیغام کے پرچار کو باعث برکت کہنے والے کا حکم
"	کیا حجر اسود عام پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے؟
۳۵۶	نبی علیہ السلام کی طرف منسوب آثار کی عزت و تکریم کرنے کا حکم
۳۵۹	امت کا تہتر گروہوں میں تقسیم ہونے والی حدیث کی تحقیق
"	حضور ﷺ اور صحابہ کی مکمل پیروی کرنے والا فرقہ کون سا ہے؟
۳۶۰	شیخ عبدالقادر جیلانی کو "قدوة الاولین، امام الصدیقین اور حاکم علی القدر والقضاء" کہنا جائز ہے
۳۶۱	صرف گناہ کے ارادے سے گناہ نہیں لکھا جاتا
"	نیکی کے ارادے سے نیکی لکھی جاتی ہے
۳۶۲	کیا درج ذیل شعر حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی ہے؟
"	افعال میں عقل دل کے تابع ہے
۳۶۳	کیا مندرجہ ذیل عقائد اہلسنت والجماعت کے عقائد ہیں؟
۳۶۶	حضرات علمائے دیوبند کو گمراہ کہنا غلط ہے
"	درج ذیل اشعار کے خلاف کوشش کرنا ثواب کا کام ہے
۳۶۷	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی و دیگر علماء مقدس اور بزرگ ہیں ان کی تصنیفات معتبر ہیں
۳۶۸	من گھڑت و بصیت ناموں پر یقین کرنا جہالت اور گناہ ہے
۳۶۹	کسی دینی کتاب میں قیامت کی تعیین کا ذکر موجود نہیں ہے
۳۷۰	شریعت کی روح سے درج ذیل اشعار کا حکم
۳۷۱	بغیر دلیل کھلے کسی پر زنا کی تہمت لگانا اور قرآن کی بے ادبی کرنا

ابتدائیہ

از شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

الحمد لله على نعمه الظاهرة والباطنة قديماً وحديثاً والصلاة والسلام على نبيه
ورسوله محمد وآله وصحبه الذين ساروا في نصرته دينه سيرة حسنة و على اتباعهم
الذين ورثوا العلم، والعلماء ورثة الانبياء اكرم بهم وارثا وموروثا

اما بعد:

جس طرح قرآن مجید خدا کی آخری کتاب اور پیغمبر اسلام سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہے اسی طرح اسلام کا
پیش کیا ہوا نظام حیات سب سے آخری ابدی اور مکمل دستور ہے، یہ نہ صرف اسلام کا دعویٰ ہے بلکہ ایک طویل تاریخ
ہے جو اس کی تصدیق کرتی آرہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں جو بھی انسان کے خود ساختہ نظام ہیں، ان
میں قوانین کی تدوین میں موجود اسباب وقتی مسائل اور ذرائع کی رعایت کی جاتی ہے مسائل اور اسباب کی
خصوصیت یہ ہے کہ ان میں ہمیشہ تبدیلی اور تغیر پیش آتا رہتا ہے اس لئے ان قوانین کا بھی حال یہ ہوتا ہے کہ ایک
زمانہ گزرنے کے بعد دوسرے زمانے میں وہ فرسودہ اور بے کار ہو جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف اسلامی قانون میں
انسان اور اس کی فطرت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

انسانی فطرت ہمیشہ یکساں رہتی ہے مثلاً: مسرت و غم، آرام و تکلیف، غصہ و رحم، دوستی و دشمنی اور مختلف
واقعات پر منفی و مثبت رد عمل کھانے پینے اور معاشرت کی بنیادی ضرورتیں اور اس میں خوب سے خوب تر کی تلاش کا
جذبہ، یہ چیزیں ہیں جو ابتدائے آفرینش سے انسان میں ہیں۔ اور جب تک انسان رہے گا اس کی یہ خصوصیات بھی
قائم رہیں گی۔ اب فطری بات ہے کہ جس دستور حیات میں مرکزی حیثیت انہی امور کو دی جائے گی وہ خود بھی ابدی
اور لافانی ہوگا۔

انسان کی زندگی کا کوئی بھی پہلو ایسا نہیں جس میں اسلام نے اس کی راہنمائی نہ کی ہو، پھر اسلام کے پاس
فقہ و قانون کا جو ذخیرہ موجود ہے وہ قانونی دقیقہ سنجی اور ژرف نگاہی، مصالح کی رعایت اور انسانی فطرت سے ہم
آہنگی کا شاہکار ہے اور دنیا کے کسی جدید سے جدید قانون کو بھی اس کے مقابلے میں پیش کرنا مشکل ہے۔

فقہائے اسلام نے اپنی بالغ نظری اور بلند نگاہی سے انسانی زندگی کے جزئیات کا اس قدر احاطہ کیا ہے کہ
بجا طور پر آج کی اس نئی دنیا میں بھی ایسے کم کم ہی مسائل ملیں گے جن کے لئے فقہ کے اس قدیم ذخیرہ میں کوئی نظیر
موجود نہ ہو۔ بالخصوص فقہائے احناف کے یہاں چونکہ فقہ تقدیری کا حصہ زیادہ ہے اس لئے ان کی کتب فقہ میں
جامعیت اور وسعت اور بھی زیادہ ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں ماضی قریب کے زمانہ میں جو فتاویٰ مدون کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی اپنی

خصوصیت اور شان ہے، ”ہر گلے رارنگ و بوئے دیگر است“ کے پیش نظر ہر ایک کا اپنا ایک مقام ہے، لیکن حضرات علماء دیوبند کثر اللہ سواد ہم کے فتاویٰ اور تحقیقات کو جو مقام اہل علم و تحقیق کے ہاں حاصل ہے اس کا انکار کوئی صاحب علم و عقل نہیں کر سکتا، آج وہ کونسی لائبریری یا دارالافتاء ہے جو فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، امداد الفتاویٰ، فتاویٰ محمودیہ، فتاویٰ خلیلیہ، اور کفایت المفتی وغیرہ سے خالی ہو یا جہاں ان مذکورۃ الصدرا کتابوں کو چھوڑ کر کوئی مفتی فتویٰ دے سکتا ہو۔ ان ہی کتب فتاویٰ میں سے ایک ”کفایت المفتی“ ہے جو حضرت اقدس فقہیہ ہند ابو حنیفہ ثانی مفتی محمد کفایت اللہ کے نام سے منسوب ہے اس کتاب میں مندرجہ فتاویٰ جات کی سند کے لئے حضرت مفتی صاحب موصوف کا نام ہی کافی ہے۔ آپ کے تحریر کردہ فتاویٰ کی عبارات کی جامعیت اور مانعیت سے وہی شخص واقف ہوگا۔ جس نے ایک طویل زمانہ فقہ و فتاویٰ کی کتب کے کھنگالنے میں صرف کیا ہو اور علم فقہ سے غیر معمولی مناسبت بھی رکھتا ہو، بقول حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کہ مفتی کفایت اللہ صاحب کی تحریروں کا ایک ایک لفظ موزوں اور مناسب ہوتا ہے اور قید احترازی کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے، اس لئے مجھے ان کی کسی تحریر میں کتر و بیونت کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب کو جن خوبیوں سے نوازا ہے ان کا اعتراف وہی شخص کر سکتا ہے جس نے آپ کو دیکھا ہو یا آپ کے علوم کا مطالعہ کیا ہو، تاہم ”کفایت المفتی“ میں مندرج فتاویٰ حضرت مفتی صاحب کی مستقل تصنیف اور تحقیقات نہیں، بلکہ ساکین اور مستفتی حضرات کے سوالات کے جوابات ہیں، اس لئے ان میں قدرے اختصار سے کام لیا گیا ہے مصادر اور ماخذ کا ذکر نہیں کیا گیا ہے اہل علم و دانش کے مزید افادہ کے لئے ”دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی“ کے شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی کے اساتذہ اور مستحسنین نے بڑی جانفشانی کیساتھ اس کی تخریج کی ہے اور ہر مسئلے کا عنوان قائم کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو پڑھنے والوں کے لئے نافع، مقبول اور کام کرنے والوں کے لئے ذخیرہ آخرت بنا،

آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ وصحبہ اجمعین

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

مختصر سوانح، علمی مآثر و سیاسی کارناموں پر طائرانہ نظر

خاندانی پس منظر

تقریباً تین صدی پہلے جزیرۃ العرب کے جنوبی ساحلی خطہ میں بسنے والے اہل یمن بغرض تجارت بادبانی کشتیوں کے ذریعے ہندوستان آتے، بحرین سے موتی خرید کر یہاں لاتے اور تجارتی سامان و مسالہ جات لے کر عرب علاقوں میں فروخت کرتے، ایسی ہی بادبانی کشتی کو ساحل مراد سے پیشتر تند طوفانی موجوں نے آگھیرا، چند ثانیوں بعد یہ سفینہ طوفان کی تاب نہ لا کر شکست و ریخت اور اہل سفینہ دریا برد ہو کر آخرت کو سدھار گئے، کوئی ذی نفس زندہ نہ بچا سوائے اس کمسن بچے کے جو تختہ پر بہتا ہوا ساحل پہنچا بھوپال کا کوئی باشندہ اس کو ساحل سے اپنے ساتھ لے آیا یہ کمسن بچہ جس کا نام شیخ جمال تھا اور جو اس بد نصیب قافلہ کے سردار کا بیٹا تھا، اسی شخص کے زیر تربیت اور اسی کے سایہ شفقت میں پرورش پاتا رہا اس خدا ترس انسان نے اپنے خاندان کی دوشیزہ سے شادی کروا کر شیخ جمال کو اپنی فرزندگی میں لے لیا، یہی شیخ جمال مفتی صاحب قدس سرہ کے مورث اعلیٰ ہیں۔

کچھ عرصہ بعد یہ خاندان بھوپال سے نقل مکانی کر کے شاہجہان پور میں آباد ہو گیا اور یہیں بود و باش اختیار کی یہاں کے محلہ ”سب زئی“ میں حضرت مفتی صاحب ۱۲۹۲ھ میں پیدا ہوئے اور اسی محلہ کو آپ کا منشاے طفولیت ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ آپ کے والد بڑے متقی، پرہیزگار، صالح اور صاحب نسبت بزرگ تھے، کثیر العیال تھے، تنگئی معاش کے باوجود بڑی عالی ہمتی و جفاکشی سے نامساعد حالات سے نبرد آزما رہے، اپنے فرزند و جگر گوشہ کے بارے میں بڑے بلند الفاظ میں اظہار فرماتے کہ میں اس کو عالم دین بنانا چاہتا ہوں۔

تعلیم

پانچ برس کی عمر میں حافظ برکت اللہ صاحب کے مکتب میں تعلیم کا آغاز ہوا قرآن مجید اسی مکتب میں ختم کر کے اردو و فارسی کی ابتدائی تعلیم حافظ نسیم اللہ کے مکتب واقع محلہ ”درک زئی“ میں حاصل کی، مکتبوں سے فراغت و سیرابی کے بعد محلہ خلیل شرقی میں مولوی اعزاز حسن خان کے مدرسہ اعزازیہ میں داخلہ لیا، فارسی ادب کی کتاب ”سکندر نامہ“ اور عربی کی ابتدائی کتب ایک ماہر فن استاذ حافظ بدھن خان کے زیر سایہ شروع کیں، اسی مدرسے کے ایک اور استاذ محترم مولانا عبیدالحق خان افغانی جو مولانا لطف اللہ علی گڑھی جیسے شہرہ آفاق عالم کے شاگرد تھے، کے حضور زانوئے تلمذ طے کئے۔

مولانا عبید اللہ کی نگاہ جو ہر شناس سے آپ کے وہی کمالات و فطری صلاحیتیں چھپی نہ دے سکیں، جلد ہی آپ کو اندازہ ہو گیا کہ یہ لڑکا آگے چل کر بڑا نام پیدا کرے گا۔ بنابریں آپ کے والد کو مشورہ دیا کہ صاحبزادہ کو اعلیٰ تعلیم

کے لئے دیوبند بھیج دیں والدین کو اپنی غربت و تنگ دامنہ اور صاحبزادہ کی خرد سالی کی وجہ سے تردد ہوا اور وہ اس مشورہ پر رضا مند نہ ہوئے مفتی صاحب اس وقت اپنی عمر کی پندرہ بہاریں دیکھ چکے تھے۔ بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ مدرسہ شاہی مراد آباد میں سلسلہ تعلیم جاری رہے، چنانچہ آپ وہاں داخل ہوئے اور حضرت مولانا عبدالعلی میرٹھی مرحوم (تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ) اور مولانا محمد حسن وغیرہ سے کسب فیض کیا، یہاں دو سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۳۱۲ھ میں آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، اس زمانہ میں دارالعلوم کے مہتمم مولانا محمد منیر صاحب اور صدر مدرس شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب تھے۔ دیوبند میں درج ذیل اساتذہ سے تعلیم حاصل کی: شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مولانا حکیم محمد حسن (مولانا محمود حسن کے چھوٹے بھائی)، مولانا منفعت علی مرحوم وغیرہ قیام دیوبند کے زمانہ میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ ان کے بھائی مولانا سید احمد فیض آبادی، مولانا عبدالخالق شاہجہانپوری وغیرہ..... حضرت مفتی صاحب کے خصوصی رفقاء میں رہے، اسی طرح دورہ حدیث کے سال مولانا محمد انور شاہ کشمیری، مولانا محمد شفیع دیوبندی (شیخ الحدیث مدرسہ عبدالرب دہلی)، مولانا ضیاء الحق اور مولانا امین الدین وغیرہ آپ کے شریک درس رہے۔

فراغت و تدریس

آپ تقریباً ۲۲ برس کی عمر میں ۱۳۱۵ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر وطن مالوف واپس آ گئے۔ وہاں آپ کے استاذ و مربی اول مولانا عبید الحق خان صاحب مدرسہ اعزازیہ میں مبتدعین کے غلبہ سے دلبرداشتہ ہو کر ۱۳۱۴ھ میں مدرسہ عین العلم کی بنیاد ڈال چکے تھے، جب آپ شاہجہانپور پہنچے تو انہوں نے آپ کو اپنے مدرسہ میں مدرس مقرر کیا، حضرت مفتی صاحب مدرسہ عین العلم کے تمام انتظامی امور بحسن و خوبی انجام دیتے رہے..... اگرچہ مدرسہ کی مالی حالت روز بروز خراب ہوتی رہی اور اساتذہ کی تنخواہ میں بجائے ترقی، تنزل آتا گیا، لیکن آپ دین کے مال و متاع سے تمام تر استغناء کے ساتھ اپنے استاذ مولانا عبید الحق خان صاحب کی وفات بتاریخ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ تک تقریباً پانچ سال پورے انہماک و اخلاص کے ساتھ مسند تدریس پر رونق افروز رہے مدرسہ عین العلم میں آپ سے مستفید ہونے والوں میں مولانا حافظ اعجاز علی (استاذ ادب و فقہ دارالعلوم دیوبند) اور مفتی مہدی حسن (مفتی دارالعلوم دیوبند) سرفہرست ہیں۔

اسی زمانہ میں آپ کے رفیق خاص مولانا امین الدین نے دہلی میں مدرسہ امینیہ کے نام سے ایک درسگاہ قائم کی جس کے صدر مدرس مولانا انور شاہ کشمیری مقرر ہوئے تھے لیکن کچھ خانگی وجوہات اور والد محترم کے اصرار پر آپ کو وطن واپس جانا پڑا۔ ان کے جانے کے بعد مولانا امین الدین کے ایماء پر حضرت مفتی صاحب مدرسہ امینیہ دہلی تشریف لا کر مسند تدریس پر متمکن ہوئے۔ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں مولانا امین الدین کا انتقال ہوا۔ انہی دنوں حضرت شیخ الہند مالٹا سے رہا ہو کر ہندوستان تشریف لے آئے تھے..... انہوں نے اپنی موجودگی میں ۹ شوال ۱۳۳۸ھ میں ایک بڑے جلسے کے حضور آپ کو مدرسہ کا مہتمم بنایا۔

اسی طرح مدرسہ عالیہ فتح پور کے اہتمام کی ذمہ داری بھی آپ کو تفویض کی گئی، جس کے بعد مدرسہ نے حیرت انگیز ترقی کی اور اس کا تعلیمی معیار اس قدر بلند ہوا کہ مولوی فاضل کے امتحان میں اس مدرسہ کے طلبہ ہر سال اول درجہ پر کامیاب ہوتے اور پنجاب یونیورسٹی سے تمغہ حاصل کرتے۔

خانگی زندگی

آپ کی پہلی شادی مدرسہ عین العلم کی تدریس کے دوران ہوئی، اس زوجہ سے ایک لڑکا و ایک لڑکی تولید ہوئے، لیکن بچپن ہی میں فوت ہو گئے، کچھ عرصہ بعد رفیقہ حیات بھی داغ مفارقت دے گئی۔ بعد ازاں دوسرا عقد آپ نے جناب شرف الدین کی صاحبزادی سے کیا، ان سے سات اولادیں ہوئیں (جن میں دو لڑکے کے دو لڑکیاں بقید حیات رہیں)۔

دہلی میں مدرسہ امینیہ کی تدریس کے ساتھ آپ انجمن ہدایت الاسلام کے دفتر میں بطور محاسب کام کرتے رہے، لیکن کچھ عرصہ بعد آپ نے محض اس وجہ سے ملازمت کو خیر باد کہا کہ بعض غلط و ناجائز حسابات آپ کو لکھنے پڑتے تھے جس کی آپ کی دینی حمیت روادار نہ تھی۔ بعد ازیں ۱۳۲۲ھ میں حافظ زاہد حسن امر دہوی کی شرکت میں کتابوں کی تجارت شروع کی، لیکن یہ شرکت بھی زیادہ دن نہ چلی۔ پھر مولوی عبدالغنی دہلوی کے ساتھ شرکت کی، جس کے نتیجے میں کتب خانہ رحیمیہ قائم ہوا۔ یہ کتب خانہ آپ کی وفات اور اس کے بعد تک قائم رہا۔

دینی خدمات

حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنی حیات مستعار اسلام اور اہل اسلام کے لئے وقف کر لی تھی، تشنگان علوم شرعیہ کی سیرابی اور اسلام و مسلمانوں کی خدمت کے لئے آپ نے اپنا عیش و آرام تہج دیا، اور اسی کو اپنا مطمح نظر اور ہدف زندگی قرار دیا۔ اسی کے ساتھ آپ نے اپنے فقہی خداداد ذوق کے ذریعے اسلام کی جو خدمت انجام دی وہ رہتی دنیا تک یاد رہے گی مدرسہ عین العلم کی تدریس کے دوران ہی آپ نے فتویٰ نویسی کا شغل جاری فرما دیا تھا۔ سب سے پہلا فتویٰ جو بہت مدلل و مبسوط تھا اس کو شاہجہانپور کے تمام علماء اور خاص کر آپ کے استاذ مولانا عبیدالحق صاحب نے بہت سراہا۔ دہلی منتقل ہونے کے بعد دہلی کی تمام عدالتوں میں آپ کے فتویٰ کو معتبر سمجھا جانے لگا، اور آپ کی صاف و واضح تحریر سے عدالتوں کو کافی آسانی ہو گئی۔

خود فرماتے تھے کہ حصول تعلیم کے زمانہ میں، میں نے اگرچہ بہت کم محنت کی، مگر افتاء کے معاملہ میں بڑی احتیاط و حزم سے کام لیا کرتا تھا۔

فرق باطلہ کا تعاقب

حضرت مفتی صاحب اسلام بالخصوص دیوبندی مکتبہ فکر کے عظیم ترجمان تھے اسلامی عقائد کا دفاع اور مسلمانوں کو فرق باطلہ کے مکرو خداع سے بچانا نہ صرف آپ کا نصب العین بلکہ مقصد حیات تھا۔ تحریک خلافت کے

خاتمہ کے بعد ۱۹۲۲ء میں جب سوامی شردھانند نے شدھی کی تحریک شروع کی اور ہزاروں مسلمانوں کو مرتد بنایا تو آپ نے بحیثیت صدر جمعیت علماء ہند اس کی روک تھام کے لئے کوششیں شروع کیں، تبلیغی وفد بھیجے گئے اور جلسے جلوس کے ذریعے رائے عامہ کو منظم و بیدار کیا گیا، آپ نے اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ خود بھی ایک وفد لے کر بمقام اچھینر پہنچے اور وہاں کے مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچایا۔

ردِ عیسائیت

شدھی تحریک کی طرح آپ نے دوسری باطل تحریکوں اور فتنوں کی سرکوبی میں بھی کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا، عیسائی مشینریاں جو حکومت کی سرپرستی میں پورے ملک خاص کر مسلمانوں کو مرتد بنانا چاہتی تھیں حضرت مفتی صاحب نے ان کا مقابلہ کر کے نہ صرف پسپائی پر مجبور کیا بلکہ انہیں ملک بدر ہونا پڑا۔ سرسین العلم میں آپ درس و تدریس کے ساتھ عیسائیوں سے مناظرہ کرنے سے بھی نہ چوکتے تھے، مولانا اعجاز علیؒ اس زمانے کے ایک مناظرہ کا حال اس طرح بیان فرماتے ہیں:

”میں حضرت مفتی صاحب سے شاہجہانپور میں سکندر نامہ پڑھتا تھا کہ معلوم ہوا کہ سبزی منڈی میں عیسائیوں نے اسلام اور داعی اسلام کے خلاف ہفوات بکنا شروع کر دیا ہے، حضرت مفتی اعظمؒ اپنے ایک شاگرد کو لے کر جمع میں جا گھسے اور ان بد زبانوں پر اعتراضات شروع کر دیے، اول تو وہ یہ سمجھے کہ کوئی ناواقف بول رہا ہے۔ مگر اعتراضات کی اہمیت نے بتایا کہ مقترض کوئی معمولی آدمی نہیں۔۔۔۔۔۔ تو مناظرہ سے انکار کر کے گانا شروع کر دیا۔ حضرت نے تقریباً دس قدم کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر ان اعتراضات کا جواب دیا اور ان کے مسلمات ہی سے ان پر اعتراضات شروع کر دیے۔ ہفتہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا پھر ختم ہو گیا اور اس طرح ختم ہوا کہ عیسائیوں کی تقریر میں بجز میرے (کہ میں یادداشت مرتب کرنے کی غرض سے جایا کرتا تھا) سوا کوئی ایک تنفس بھی ان کے پاس نہ جایا کرتا تھا“

انگریزی سامراج نے برصغیر میں اپنی حکومت کی زندگی بڑھانے اور عیسائیت کی نشر و اشاعت کے لئے ان تحریکوں ہی کا سہارا نہیں لیا بلکہ بعض ایسے قانونی اقدامات بھی کئے جو اس کی پالیسی میں مددگار ثابت ہو سکتے تھے۔ ساردا ایکٹ ۱۹۲۹ء مخلوط شادیوں کا ایکٹ ایسے قانون مثال میں پیش کئے جاسکتے ہیں، حضرت مفتی اعظمؒ نے اس قانون کی مخالفت اور مسلمانوں کے دین و ایمان کے تحفظ کے لئے ۱۹۲۹ء میں ”مجلس تحفظ ناموس شریعت“ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی اور عام ایچی ٹیشن اور قانون شکنی کا اعلان کیا، خود بھی اس قانون شکنی میں شریک ہوئے۔ ”ساردا بل“ پر آپ کی معرکہ الآراء تنقید کو اہل علم حلقوں میں زبردست پذیرائی حاصل ہوئی اور آپ کی یہ تحریک پورے طور کا میاب ہوئی۔

ردِ قادیانیت

آپ قادیانیوں کا تعاقب کر کے ان کے حقیقی چہرہ کو دنیا کے سامنے پیش کرنے اور ان کے بے بنیاد مذہب

کی حقیقت اور پس پردہ کارفرما عناصر کے مقاصد کو مسلمانوں پر واضح کرنے میں بھی پیش پیش رہے۔ چنانچہ شاہجہانپور میں ایک تاجر حاجی عبدالقدیر، حافظ سید علی اور حافظ مختار احمد کے ذریعے فتنہ قادیانیت نے ہاتھ پیر پھیلانے شروع کئے تو مولوی محمد اکرام اللہ خان مرحوم نے ان کے رد میں مضامین لکھے، حضرت مفتی صاحب نے اس کو ناکافی سمجھ کر خود ایک رسالہ ”البرہان“ جاری کیا جس کے مدیر آپ خود تھے۔ اس کا پہلا شمارہ شعبان ۱۳۲۱ھ میں شائع ہوا اور غالباً اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ آپ نے دہلی میں اقامت طے نہ فرمائی۔ اس رسالے میں قادیانیوں کے عقائد باطلہ کی زبردست تردید ہوتی تھی۔

فتویٰ نویسی

پہلے بتایا جا چکا کہ مفتی صاحب نے شاہجہان پور کے زمانے سے ہی فتویٰ نویسی کا کام شروع فرمایا تھا اور یہ سلسلہ دہلی میں بھی جاری رہا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً پچاس سال کے عرصے میں آپ نے لاکھوں فتاویٰ کے جوابات دیئے اس طرح آپ کے فتاویٰ کا عظیم الشان ذخیرہ، جزیات فقہ اسلامی کا لازوال خزانہ اور فقہ اسلامی میں بیش بہا اضافہ ہے۔

فتویٰ نویسی کیلئے آپ ہر وقت مصروف رہتے، عام طور پر تدریس سے فارغ ہونے کے بعد دوپہر کے کھانے سے پہلے ضروری مسائل کے جوابات تحریر فرمایا کرتے، لیکن اگر کوئی وقت مقررہ سے پہلے بھی آتا تو اسی وقت اپنا کام چھوڑ کر پہلے جواب تحریر فرما کر مسائل کو رخصت فرماتے، ایسا بھی ہوا کہ آپ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ کوئی مسئلہ دریافت کرنے آیا تو آپ کھانا چھوڑ کر فتویٰ نویسی میں مشغول ہو گئے، کوئی اگر بازار میں مسئلہ آپ کے پاس آتا تو وہیں کسی کو نے مین بیٹھ کر جواب تحریر فرماتے، آپ کے جوابات پر تمام علماء اور آپ کے اساتذہ کو کامل اعتماد تھا، چنانچہ جب انگریزوں سے ترک موالات کے زمانے میں لوگوں نے حضرت شیخ الہندؒ سے فتویٰ طلب کیا تو آپ نے اس مسئلہ میں فتویٰ دینے کے لئے جن تین حضرات کے نام تجویز کئے ان میں حضرت مفتی صاحب کا نام گرامی سرفہرست تھا، حضرت مفتی صاحب کے فتاویٰ کی یہ خصوصیت تھی کہ نہایت مختصر مگر مدلل اور عبارت واضح ہوتی کہ ہر ایک اس کو سمجھ سکے، اسی وجہ سے آپ کے فتاویٰ علماء عوام اور عدالتوں میں یکساں مشہور اور مقبول تھے۔

تصانیف

حضرت مفتی صاحب کے اوقات بہت مصروف رہتے، تدریسی اور سیاسی سرگرمیاں، فتویٰ نویسی کا کام، مختلف اداروں کی سرپرستی کی وجہ سے ہر وقت مشاغل میں گھرے رہتے، بایں ہمہ تصنیف و تالیف کے لئے وقت نکالنا بہت مشکل تھا لیکن اس کے باوجود آپ نے اس میدان کو بھی خالی نہ چھوڑا۔ آپ کی مشہور و معروف تالیف ”تعلیم الاسلام“ ہے جو آپ نے بچوں کے لئے سوال و جواب کی شکل میں تحریر فرمائی مگر حقیقت یہ ہے کہ بڑے بھی اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔

یہ کتاب نہایت ضروری اسلامی عقائد اور اعمال پر مشتمل اور پاک و ہند کے اسلامی مدارس میں داخل نصاب

ہے۔ اس کے کئی زبانوں میں ترجمے بھی ہو چکے ہیں۔ اور آج تک لاکھوں کی تعداد میں اس کے نسخے مفید عام و خاص ہو رہے ہیں۔

آپ کے جمع شدہ فتاویٰ بھی دنیائے تصنیف و تالیف کے آسمان کا روشن ستارہ ہیں اس کے علاوہ آپ نے اپنے استاد حضرت شیخ الہند کے حالات پر مشتمل ایک رسالہ تحریر فرمایا:

دوسرا رسالہ ”مسلمانوں کے مذہبی و قومی اغراض کی حفاظت کے عنوان سے ۱۹۱۷ء میں شائع ہوا اس طرح مختلف مجلات میں خصوصاً ماہنامہ ”البرہان“ میں شائع شدہ آپ کے مضامین و مقالات اور خطبات و مکتوبات کا بہت بڑا ذخیرہ بھی موجود ہے۔

سیاسی خدمات

چندستان قائم و رشید سے حضرت مفتی صاحب صرف درس و تدریس اور علوم دینیہ کے چند پھول لے کر نہیں نکلے تھے، بلکہ آپ بہت بہترین مدرس اور بے مثال مفتی ہونے کے علاوہ بحریہ سیاست کے تجربہ کار شناس اور اس کے طوفانوں اور طغیانوں سے نبرد آزما ہونے کا تجربہ کامل رکھتے تھے۔

حضرت شیخ الہند کا وہ تاریخی جملہ آج بھی مسلم ہے:

”جب آپ کے کسی شاگرد نے ہر سیاسی مسئلہ کے بارے میں مفتی صاحب سے مشورہ کرنے کی وجہ پوچھی تو

آپ نے فرمایا، بیشک تم لوگ سیاست داں ہو لیکن مولوی کفایت اللہ کا دماغ سیاست ساز ہے۔“

حضرت شیخ الہند کی گرفتاری کے بعد ہندوستان کی سیاست کا رخ بدلنا شروع ہوا۔

جب کانگریس اور مسلم لیگ کا سمجھوتہ ”بیناق لکھنؤ“ کے نام سے شائع ہوا تو جماعت علماء میں سے سب سے پہلے حضرت مفتی صاحب کی نگاہ دور اندیش نے اس کی خامیوں اور مضمرات کا اندازہ لگایا اور مسلمانوں کو اس سے آگاہ کیا جس کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں نے اس سمجھوتہ کو ناقابل قبول گردانا علماء یہ خطرہ محسوس کر رہے تھے کہ اگر قومی و ملی نقطہ نظر سے مسلمانوں کو صحیح رہنمائی نہ کی گئی تو آئندہ چل کر اس سے مزید غلطیاں سرزد ہونے کا قوی امکان ہے چنانچہ ۱۹۱۹ء میں جمعیت علماء ہند کا قیام عمل میں آیا اور تمام ہندوستان کے علماء نے متفقہ طور پر آپ کو صدر منتخب کیا۔

جمعیت کا سب سے پہلا دفتر مدرسہ امینیہ دہلی میں آپ کے کمرہ میں قائم ہوا کوئی محرر اور خادم نہیں تھا، بلکہ آپ خود اور مولانا احمد سعید صاحب (ناظم اعلیٰ جمعیت علماء ہند) اپنے ہاتھوں سے تمام کام کیا کرتے تھے۔

آپ کے بلند اخلاق اور پاکیزہ کردار اور مضبوط و محکم عزم و ارادہ کا نتیجہ تھا کہ مختلف ان خیال علماء جو ہمیشہ جزوی مسائل میں الجھے رہتے تھے ایک جگہ جمع ہو کر مستقبل کے بارے میں سوچنے لگے۔

جمعیت علماء کی آپ نے اپنے ہاتھوں سے پرورش کی اور اپنی محنت و جانفشانی سے پروان چڑھایا۔

تقریباً ۲۰ برس آپ جمعیت علماء کے صدر رہے مگر تواضع و انکساری کا عالم یہ تھا کہ اس طویل عرصہ میں کبھی

سالانہ کانفرس کی صدارت نہیں فرمائی۔

قومی کاموں میں حتی الامکان اپنی جیب سے خرچ کرتے تھے۔

جمعیت علماء کے اجلاس پشاور ۱۹۲۸ء میں آپ کے صاحبزادے آپ کے ساتھ تھے، استقبالیہ کمیٹی کے بے حد اصرار کے باوجود آپ نے صاحبزادے کا سفر خرچ لینے سے یہ فرما کر انکار کیا کہ یہ صدر کا بچہ ضرور ہے، مگر جمعیت کا رکن نہیں ہے اس کا سفر خرچ لینے کا مجھے کوئی حق نہیں۔

۱۹۳۰ء کی تحریک سول نافرانی میں آپ کو بے انتہا باغیانہ اور خطرناک تقریریں کرنے کے جرم میں ۱۱/۱۱ اکتوبر ۱۹۳۰ء مطابق ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۹ھ کو اپنے دولت خانہ واقع کوچہ چیلان سے رات چار بجے گرفتار کیا گیا۔ چھ ماہ قید بامشقت کی سزا سنائی گئی اور اے کلاس دی گئی۔

کچھ دن دہلی جیل میں رہے اس کے بعد گجرات جیل میں منتقل کر دیا گیا جہاں ڈاکٹر احمد انصاری، مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی وغیرہ آپ کے ساتھ رہے۔

دوسری گول میز کانفرس (۱۹۳۱ء) کی ناکامی کے بعد دوبارہ سول نافرمانی شروع ہو گئی اس موقع پر جمعیت علماء ہند نے سول نافرمانی کی تحریک کا سب سے پہلا ڈکٹیٹر مفتی صاحب کو مقرر کیا۔ اور دفعہ ۱۱۴ کی خلاف ورزی کے لئے ۱۱ مارچ ۱۹۳۲ء بروز جمعہ جمعیت علماء کی طرف سے جلسہ جلوس کا اعلان کیا گیا۔

مفتی صاحب جب اسٹیج پر کھڑے ہو کر اپنا طوفانی بیان پڑھنا چاہتے تھے تو پولیس نے بے تحاشہ لاٹھی چارج شروع کر دیا اور نہتے عوام کو بری طرح زد و کوب کیا جب عوام منتشر ہو گئے تو آپ کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا جیل میں عدالت قائم کی گئی اور آپ کو اٹھارہ ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی پھر آپ کو نیو سنٹرل جیل ملتان میں رکھا گیا۔ وہاں مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا حبیب الرحمن، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ڈاکٹر انصاری وغیرہ ساتھ تھے جیل اور قید و بند کی صعوبتیں بھی آپ کے راستہ میں رکاوٹ نہ بن سکی چنانچہ آپ نے جیل ہی میں ایک طرف سے تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا، چنانچہ مولانا احمد سعید دہلوی لکھتے ہیں کہ فتح الباری شرح بخاری کا آخری پارہ میں نے حضرت مفتی صاحب سے گجرات جیل میں سراجی اور دیوان حماسہ ملتان جیل میں پڑھا اور دوسری طرف جیل میں موجود ہندوستان کے چند حضرات سے سیاسی گفتگو اور آئندہ کار پروگرام طے فرمایا۔

مولانا احمد سعید مزید لکھتے ہیں کہ قیدیوں کے پھٹے ہوئے کپڑے عام طور پر مفتی صاحب سیا کرتے تھے اور قیدیوں سے کام لینے کو جائز نہیں سمجھتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ یہ لوگ بھی ہماری طرح کے قیدی ہیں ان سے ہم خدمت کس طرح لے سکتے ہیں۔

مؤتمر حجاز

جب سلطان ابن سعود نے حجاز مقدس میں شریف مکہ کی حکومت ختم کر دی تو دنیا اسلام کا ایک نمائندہ اجتماع منعقد کرنے کی تجویز پیش ہوئی اسی کے مطابق ایک مؤتمر عالم اسلامی مورخہ ۲۶ ذی القعدہ ۱۳۴۳ء مطابق ۱۹۲۶ء کو

شریف عدنان کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں عام اسلامی ممالک کے منتخب وفود شریک ہوئے جمعیت علماء ہند کی طرف سے جو وفد بھیجا گیا اس کے صدر حضرت مفتی صاحب تھے اس عظیم الشان بین الاقوامی کانفرنس میں ہند، مصر، فلسطین، جاوا، بیروت، شام، سوڈان، نجد، حجاز، روس، ترکمانستان، افغانستان اور دیگر ممالک کے وفود نے شرکت کی، مؤتمر عالم اسلامی کی سبکدوشی میں چھ افراد کو شامل کیا گیا جن میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب بھی شامل تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے مؤتمر اسلامی میں مرکزی کردار کے ساتھ کام کیا آپ نے حجاز کے علماء اور خود سلطان ابن سعود سے سر زمین حجاز کے انتظامی امور کے متعلق کئی اصلاحی تجاویز منظور کرائیں آپ نے حجاز میں تمام مذاہب فقہیہ اور وفود کے آزادی خیال و عمل کا مطالبہ کیا اور حجاز میں بردہ فروشی کے غیر شرعی رواج کے انسداد کی تجاویز پیش کیں ان کے علاوہ بعض دیگر اصلاحی تجاویز پیش کیں اور اپنی خداداد قوت استدلال سے منظور کرائیں۔

مصر کی مؤتمر فلسطین

جب برطانیہ نے فلسطین کو تقسیم کیا اور ایک حصہ میں یہودیوں کی حکومت قائم کر دی تو فلسطین کے عربوں میں سخت بے چینی اور اضطراب پیدا ہو گیا اس لئے انہوں نے برطانیہ کے خلاف سخت تحریک چلائی جسے حکومت برطانیہ نے تشدد آمیز انداز میں ختم کرنے کی کوشش کی حضرت مفتی صاحب نے جمعیت علماء ہند کے زیر نگرانی مجلس تحفظ فلسطین قائم کی اور فلسطین کے مظلوموں کے لئے چندہ جمع کیا تقسیم فلسطین کے خلاف ۲۶ اگست ۱۹۳۸ء کو یوم فلسطین منایا گیا اس کے بعد قاہرہ میں عالم اسلام کی نمائندہ ایک کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز پیش ہوئی اور مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو قاہرہ میں جناب علی علویہ پاشا کی صدارت میں یہ مؤتمر فلسطین منعقد ہوئی جس میں عالم اسلام کے تقریباً ساڑھے تین ہزار نمائندے شریک ہوئے۔ جمعیت علماء ہند کی طرف سے جو وفد بھیجا گیا اس کے صدر حضرت مفتی صاحب تھے قاہرہ پہنچنے پر حضرت مفتی صاحب کا بہت شاندار اور مثالی استقبال کیا گیا مفتی اکبر زندہ باد ہندی وفد زندہ باد کے فلک شگاف نعروں کے ساتھ ایک عظیم الشان جلوس کی شکل میں آپ کو قیام گاہ تک لے جایا گیا۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو شام کے پانچ بجے مؤتمر شروع ہوئی اتنے بڑے اجلاس میں یہ شرف آپ کے حصے میں آیا کہ صدر کے دائیں جانب کی کرسی آپ کے لئے مخصوص کی گئی سبکدوشی کمیٹی میں آپ کا نام سب سے پہلے رکھا گیا لیکن حضرت مفتی صاحب کی بیماری جو دوران سفر شروع ہوئی مصر پہنچ کر شدت اختیار کر گئی اور آپ شدید بیماری میں مبتلا رہے اس لئے خود مؤتمر میں شریک نہ ہو سکے اس لئے مولانا عبدالحق مدنی نے مؤتمر میں آپ کا بیان پڑھا اور آپ کی نمائندگی کی۔

جاہ و جمال سے لوح خاک تک، حضرت مفتی صاحب نے اپنی زندگی خدمت دین اور مذہب و وطن کی آزادی کے لئے وقف فرمائی تھی تاکہ اہل اسلام اس خطہ زمین میں سکون و اطمینان کے ساتھ تمام احکام شریعہ کے مطابق زندگی بسر کر سکیں، لیکن یہ مجاہدین ملت اور شہیدان وطن کا خواب تھا جو آزادی کے بعد بھی پورا نہ ہوا اپنی

زندگی میں انہوں نے حصول مقصود کے لئے بڑی بڑی کھٹن منزلیں طے ہیں، بڑی بڑی آفتیں جھیلیں، لیکن اس دنیائے کون و فساد سے کوچ کرنے سے پہلے خود اپنی آنکھوں سے اپنی آرزوؤں کا خون ہوتے ہوئے بھی دیکھ گئے یہ جگر کا ناسور وہ اپنے ساتھ لے گئے زندگی میں اس کو بہتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا آپ تقریباً دس برس سے گوشہ نشین اور ہر قسم کی سیاسی سرگرمی سے دستبردار ہو گئے تھے، اللہ بادل کے ہند اخبار ”امرت پتریکا“ نے جب رحمۃ للعالمین کی شان میں گستاخی کی اور اس کے خلاف احتجاج کے طور پر ۱۲ اگست ۱۹۵۲ کو جامع مسجد شاہ جہانی کے سامنے جمعیت علماء کے اہتمام سے بہت بڑا عظیم الشان جلسہ ہوا اس کی صدارت آپ نے ہی فرمائی یہ دس برس گوشہ نشینی کے بعد پہلی اور آخری صدارت تھی اسی وقت سے آپ کی صحت گرنے لگی آپ ہر وقت اداس اور ملول رہنے لگے ایک دن آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ ہم کو اپنی زندگی میں کیا کیا دیکھنا تھا کسی کو کیا خبر تھی کہ ملت اسلامیہ کے اس بوڑھے سپاہ سالار کے دل پر کیا گزر رہی ہے، آدھی صدی دینی و سیاسی جدوجہد میں گزار کر بوڑھا شہسوار زمانہ کی ناسازگاری سے تھک چکا تھا اب اسکو نیند و آرام کی ضرورت تھی۔

وفات

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کا ایک جھونکا آیا اور ۳۱ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۵۲ء رات کو ساڑھے دس بجے اور نئے عیسوی سال کی آمد سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے اس پیکر اخلاص و وفا کو ابدی نیند آگئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

یکم جنوری ۱۹۵۲ء ستر کروڑ مسلمانوں کے مذہبی پیشوا کی خبر وفات جو نبی شہر میں پھیلی ہر طرف سناٹا چھا گیا، شہر کے تمام مسلم علاقوں میں کاروبار بند ہو گئے نماز فجر کے بعد ہی مفتی صاحب کے مکان کے باہر لوگوں کا ہجوم ہو گیا سات بجے زیارت کے لئے چہرہ مبارک سے کفن ہٹا دیا گیا اور لوگ تقریباً پانچ گھنٹے تک مسلسل قطار لگا کر زیارت کرتے گئے یہ طے کیا گیا کہ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نماز جنازہ پڑھائیں گے مگر وہ وقت پر دھلی نہ پہنچ سکے اس لئے حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں ایک لاکھ آدمی شریک ہوئے اس کے بعد جنازہ ”مہرولی“ لیجایا گیا اس وقت شیخ الاسلام مولانا مدنی، مولانا قاری محمد طیب، حضرت مولانا اعجاز علی اور حضرت مولانا ابراہیم صاحب بلیاوی بھی پہنچ گئے اور آخری دیدار کے لئے تشریف لائے اس کے بعد مولانا احمد سعید اور مولوی حفیظ الرحمن واصف نے (حضرت مولانا کے بڑے صاحبزادے) قبر میں اتر کر میت کو لحد میں رکھا، تقریباً مغرب کے وقت ہزاروں انسان اپنی اس جلیل القدر اور گراں مایہ دولت کو سپرد خاک کر کے واپس ہوئے۔

ہو گیا گل آہ دلی کا چراغ

۱۳۷۲ھ

کے جملہ سے نکلتی ہے تاریخ وفات اور یہی مادہ تاریخ لوح مزار پر مرقوم ہے۔

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين حمد الشاكرين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد و
على آله وصحبه و تابعيهم باحسان الى يوم الدين.

اما بعد:

فتویٰ کی لغوی تعریف

لفظ ”فتویٰ“ فاء کے فتح کے ساتھ بھی منقول ہے اور فاء کے ضمہ کے ساتھ بھی لیکن صحیح فاء کے فتح کے ساتھ ہے جس کے معنی ہیں: کسی بھی سوال کا جواب دینا، چاہے وہ کوئی شرعی سوال ہو یا غیر شرعی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

”يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَايَ تَعْبِرُونَ“ (سورہ یوسف ۱۲: ۴۳)

ترجمہ: ”اے دربار والو تعبیر کہو مجھ سے میرے خواب کی اگر ہو تم خواب کی تعبیر بتانے والے۔“

”يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ“ (سورہ یوسف ۱۲: ۴۶)

”اے یوسف! اے سچے! حکم دے ہم کو اس خواب میں سات گائیں موٹی۔“

”قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ“ (سورہ یوسف ۱۲: ۴۱)

”فیصل ہوا وہ کام جس کی تحقیق تم چاہتے تھے۔“

”يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي“ (سورہ النمل ۲۷: ۴۳)

”اے دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں۔“

مذکورہ بالا آیتوں میں لفظ فتویٰ مطلق جواب حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے کوئی شرعی حکم دریافت

کرنے کے لئے نہیں۔

لیکن بعد میں لفظ ”فتویٰ“ شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے خاص کیا گیا یعنی شرعی مسئلہ پوچھنے کو فتویٰ کہا گیا اور

قرآن کریم میں بھی اسی معنی کے لئے استعمال کیا گیا، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

”وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ“ (سورہ النساء ۴: ۱۲۷)

اور تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کے نکاح کی کہہ دو اللہ تم کو اجازت دیتا ہے۔

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ (سورہ النساء ۴: ۱۷۶)

حکم پوچھتے ہیں تجھ سے سو کہہ دو اللہ حکم بتاتا ہے تم کو کلالہ کا۔

احادیث مبارکہ میں بھی لفظ ”فتویٰ“ شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے، جیسا کہ حدیث

شریف میں ہے:

”اجروکم علی الفتیأ اجرؤکم علی النار“

(اخرجه الدارمی فی سننه : ۱۵۷/۱)

”الاثم ما حاک فی صدرک وان افتاک الناس وافتوک“

اصطلاحی تعریف:

الاخبار بحکم اللہ تعالیٰ عن مسئلة دینیة بمقتضى الادلة الشرعية لمن سائل عنه
فی امرنازل علی جهة العموم والشمول لاعلی وجه الالتزام. (المصباح ص ۱۶)

فتویٰ کا تاریخی پس منظر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فتویٰ

رسالت کے زمانہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود مفتی الثقلین تھے اور منصب افتاء پر فائز تھے، وحی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتویٰ دیا کرتے تھے، اور آپ کے فتاویٰ جوامع الکلم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فتاویٰ (یعنی احادیث) اسلام کا دوسرا ماخذ ہیں، ہر مسلمان کے لئے ان پر عمل کرنا ضروری ہے اور ہر مومکسی کو انحراف کرنے کی گنجائش نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا. (الحشر ۵۹: ۷)

ترجمہ: رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو۔

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ

ترجمہ: پھر اگر کسی امر میں باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کے حوالہ کر دیا کرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد زریں میں کوئی دوسرا فتویٰ دینے والا نہیں تھا، ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی کو دور دراز علاقوں کے لئے کبھی کبھی مفتی بنا کر بھیج دیتے، تو وہ منصب قضاء و افتاء پر فائز ہوتے اور لوگوں کی صحیح رہنمائی فرماتے جیسے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف قاضی بنا کر روانہ فرمایا اور آپ ﷺ نے ان کو قرآن، حدیث اور قیاس و اجتہاد کے ذریعے سے فتویٰ دینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فتاویٰ کے ذریعے سے مسلمانوں کی ہر چیز میں یعنی عبادات میں معاملات، اخلاقیات و آداب، معاشرت سب چیزوں میں صحیح رہنمائی فرمائی، ہر بات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاویٰ و ارشادات موجود ہیں اور مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔

صحابہ کرام کے دور میں فتویٰ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دارفانی سے رخصت ہونے کے بعد فتویٰ کے کام اور ذمہ داری کو صحابہ کرام نے سنبھالا اور احسن طریقے سے انجام دیا، حضرات صحابہ کرام میں سے جو فتویٰ دیا کرتے تھے ان کی تعداد

ایک سو تیس سے کچھ زائد تھی، جن میں مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی۔

البتہ زیادہ فتویٰ دینے والے سات تھے جن کے نام یہ ہیں:

حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عائشہ، حضرت زید بن

ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ان کے علاوہ وہ صحابہ کرام جو ان سے کم فتویٰ دیا کرتے تھے ان کی تعداد بھی بہت ہے ان میں سے چند کے

نام درج ذیل ہے:

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت ام سلمہ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عثمان بن

عفان، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت ابوموسیٰ اشعری،

حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سلمان فارسی، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت طلحہ،

حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابوبکرہ، حضرت عبادہ بن صامت اور

حضرت معاذ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تابعین کے دور میں فتویٰ

تعلیم و تربیت اور فقہ و فتویٰ کا سلسلہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد کہیں جا کر رکا نہیں، بلکہ

اس ذمہ داری کو حضرات صحابہ کرام کے شاگردوں نے احسن طریقے سے سنبھالا اور دل و جان سے اس کی حفاظت

کر کے آنے والی نسل تک کما حقہ پہنچایا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور مبارک میں بفضل خداوندی بہت فتوحات حاصل ہوئیں، اس وجہ سے

حضرات تابعین مختلف بلاد اسلامیہ میں دین متین کی خدمت سرانجام دے رہے تھے۔

اکثر بلاد اسلامیہ میں ایسے لوگ مقرر تھے جو لوگوں کی رہنمائی کرتے، مدینہ منورہ میں حضرت سعید بن

المسیب، ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف، حضرت عروہ بن الزبیر، حضرت عبید اللہ، حضرت قاسم بن محمد، حضرت

سلیمان بن یسار اور حضرت خارجہ بن زید، انہی کو فقہاء سبعہ بھی کہا جاتا ہے۔

بعض حضرات نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن کی جگہ ابوبکر بن الحارث بن ہشام کا تذکرہ کیا ہے ان کے اسماء کو کسی

شاعر نے شعر میں جمع کیا ہے:

”الا کل من لا یقتدی بائمة، فقسمتہ ضیزی عن الحق خارجه

فخذہم عبید اللہ عروہ قاسم، سعید ابوبکر سلیمان خارجه“

مکہ مکرمہ میں عطاء بن ابی رباح، علی بن ابی طلحہ اور عبدالملک بن جریج یہ کام کیا کرتے تھے۔

کوفہ میں ابراہیم نخعی ابن ابی سلیمان عامر بن شراحیل، شعبی، علقمہ، سعید اور مرہ ہمدانی، بصرہ میں حضرت حسن

بصری، یمن میں طاؤس بن کیسان اور شام میں حضرت مکحول، ابودریس الخولانی، شراحیل بن السمط عبداللہ بن ابی

زکریا الخزاعی، قبیصہ بن ابی ذؤیب الخزاعی، عبد بن امیہ، سلیمان بن الحلیب المحاربی، حارث بن عمیر الزبیدی، خالد بن معدان، عبد الرحمن بن غنم الاشعری، جبیر بن نفیر، عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر، عمر بن عبد العزیز اور براء بن حیوۃ اس کام میں مصروف تھے۔

ان کے اکثر فتاویٰ جات، موطات، سنن، اور مسندات وغیرہ میں موجود ہیں۔

امام ابو حنیفہ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تابعین میں سے ہیں، آپ کی پیدائش کے وقت بہت صحابہ کرام کوفہ میں موجود تھے، اور وہ حضرات صحابہ کرام یہ ہیں: حضرت ابن نفیل، حضرت وائلہ، حضرت عبد اللہ بن عامر، حضرت ابن ابی اوفی، حضرت عتبہ، حضرت مقداد، حضرت ابن بسر، حضرت بہل بن سعد، حضرت انس، حضرت عبد الرحمن ابن یزید، حضرت محمود بن لبید، حضرت محمود بن الربیع، حضرت ابو امامہ، حضرت ابو الطفیل، حضرت عمرو بن حریش، حضرت عمرو بن سلمہ، حضرت ابن عباس، حضرت بہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عننا جمعین۔

(رد المحتار، مقدمہ، ج ۱ ص ۱۳۹، ۱۵۰، طبع جدید بیروت)

آٹھ صحابہ کرام سے آپ نے روایت نقل کی ہے اور وہ یہ ہیں:

حضرت انس، حضرت جابر، حضرت ابی اوفی، حضرت عامر، حضرت ابن انیس، حضرت وائلہ، حضرت ابن جز، حضرت عائشہ بنت جبردر رضی اللہ تعالیٰ عنہا و عنہم اجمعین۔

علامہ شمس الدین محمد ابوالنصر بن عرب شاہ الانصاری الحنفی نے اپنی کتاب ”جواہر العقائد و در القلائد“ میں ان

صحابہ کرام کے نام کو شعر میں بیان فرمایا ہے جن سے امام صاحب نے روایت کی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

معتقدا مذهب عظیم الشان،	ابی حنیفۃ الفتی النعمان
التابعی سابق الأئمة،	بالعلم والدين سراج الامۃ
جمعامن اصحاب النبی ادركا.	اثرهم قداقتفی ومسلکا
طريقه واضحه المنهاج،	سالمة من الضلال الداجی
وقدروی عن انس و جابر،	وابن ابی اوفی کذا عن عامر
اعنی ابالطفیل ذا ابن وائلۃ،	وابن انیس الفتی و وائلۃ
عن ابن جز قدروی الامام،	بنت عجرد هی التمام
رضی اللہ الکریم دائماً،	عنهم و عن کل الصحاب العظما

(الدر المختار، مقدمہ ص ۱۵۰، ۱۵۲)

کچھ اور بھی صحابہ ہیں جن سے امام صاحب کی روایت منقول ہے اور وہ درج ذیل ہیں

حضرت بہل بن سعد، حضرت سائب بن یزید بن سعید، حضرت عبد اللہ بن بسر، حضرت محمود بن الربیع رضی

اللہ تعالیٰ عنہم۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

”وزاد (ای ابن الحجر الہیثمی) علی من ذکر هنا ممن روی عنهم الامام فقال: منهم سهل بن سعد ووفاته: سنة ۸۸ وقيل بعد ها، ومنهم السائب بن يزيد بن سعيد، ووفاته سنة احدى او اثنتين او اربع و تسعين، ومنهم عبد الله بن بسر ووفاته سنة ۹۶، ومنهم محمود بن الربيع ووفاته ۹۹“ (رد المحتار، مقدمہ، ج ۱، ص ۱۵۲)

استنباط مسائل میں امام ابوحنیفہؒ کا طریقہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ استنباط مسائل میں حد درجہ احتیاط فرماتے تھے آپ زمانے کے علماء کرام کی ایک بڑی جماعت جمع کرتے اور اس جماعت میں ہر فن کے ماہر شریک ہوتے تھے جو اپنے علم و فن میں کامل دسترس رکھنے کے ساتھ خدا ترسی و فرض شناسی اور دیگر اوصاف حمیدہ کے ساتھ متصف تھے خود امام صاحب اس جماعت کے صدر کی حیثیت رکھتے، کوئی مشکل مسئلہ پیش آجاتا تو سب ملکر بحث و مباحثہ اور غور و خوض کرتے تھے، جب سب علماء کسی مسئلے پر متفق ہو جاتے تو امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف کو فرماتے کہ اس کو فلاں باب میں داخل کرو۔

”روی الامام ابو جعفر الشیرازی عن شقیق البلخی انه كان يقول: كان الامام ابو حنیفۃ من اورع الناس وأعبد الناس، اکرم الناس، اکثرهم احتیاطاً فی الدین، وابعدهم عن القول بالرأی فی دین اللہ عزوجل، وکان لایضع مسئلة فی العلم حتی یجمع اصحابه علیها ویعقد علیها مجلساً فاذا اتفق اصحابه کلهم علی موافقتها للشریعة قال لأبی یوسف أو غیره ضعها فی الباب الفلانی اه کذا فی المیزان للامام الشعرانی قدس سرہ

ونقل ط عن مسند الخوارزمی: ان الامام: اجتمع معه الف من اصحابه، أجلهم و افضلهم اربعون قد بلغوا احداً لاجتهاد فقربهم وأدناهم وقال لهم: انی الجمعت هذا الفقه واسرجته لکم فأعینونی، فان الناس قد جعلونی جسراً علی الناس فان المنتهی لغیری واللعب علی ظہری فکان اذا وقعت واقعة شاورهم ناظرهم وحاوهم وسألهم، فیسمع ما عندهم من الاخیار والاثار ویقول ما عنده ویناظرهم شهراً او اکثر حتی یستقر آخر الاقوال فیثبتہ ابو یوسف، حتی أثبت الأصول علی هذا المنهاج شوری، لأنه تفرد بذلك کغیره من الانمة. اه“ (رد المحتار، مقدمہ ج ۱: ۱۵۲ ادار احیاء التراث بیروت)

امام صاحب کے شاگرد

اللہ تبارک و تعالیٰ نے امام صاحب کو ایسے شاگرد عطا فرمائے تھے جنہوں نے شاگردی کا حق ادا کر دیا اور امام صاحب کے علوم کو دنیا کے چاروں اطراف پہنچایا ان اطراف میں امام صاحب کے علاوہ کسی دوسرے امام کے

مسک سے لوگ واقف نہیں تھے۔

”حسبک من مناقبہ اشہار مذہبہ“

قوله اشہار مذہبہ ای فی عامة بلاد الاسلام، بل فی کثیر من الاقالیم والبلاد

لا یعرف الا مذہبہ کبلاد الروم والہند والسند وماورالنہر و سمرقند

(رد المحتار ج: ۱/ ۱۳۰ ادار احیاء التراث بیروت)

علامہ شامیؒ کی تحقیق کے مطابق ان شاگردوں کی تعداد چار ہزار ہے۔

”وروی أنه نقل مذہبہ نحو من اربعة آلاف نفر“ (حوالہ بالا)

فقہ حنفی بطور قانون

خلفائے عباسیہ کے دور سے لے کر گزشتہ صدی کے شروع ہونے تک اکثر اسلامی ممالک میں فقہ حنفی قانونی شکل میں نافذ و رائج رہی ہے۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

فالدولة العباسية وان كان مذهبهم مذهب جدهم ، فاكثر قضاتها ومشايخ اسلامها

حنفية يظهر ذلك لمن تصفح كتب التواريخ و كان مدة ملكهم خمسة سنة تقريباً

واما السلجوقيون وبعد هم الخوارزميون فكلهم حنفيون وقضاة ممالكهم غالباً

واما ملوك زماننا سلاطين آل عثمان ايد الله دولتهم ماكر الجديدان فمن تاريخ

تسعمائة الى يومنا هذا لا يولون القضاء و سائر مناصبهم الا للحنفية

(رد المحتار مقدمہ ج: ۱/ ۱۳۱ ادار احیاء التراث)

اور آج اس پرفتن دور میں الحمد للہ شامیؒ الحمد للہ امارات اسلامی افغانستان میں بھی مذہب حنفی پر قانونی صورت

میں عمل ہو رہا ہے۔

سلطنت مغلیہ کے بعد فتویٰ

سلطنت مغلیہ کے زوال اور انگریزی حکومت کے تسلط کے بعد فتویٰ کا کام مدارس دینیہ کی طرف منتقل ہو گیا

اور اب بھی یہ کام دینی مدارس ہی میں ہوتا ہے اس لئے کہ دینی مدارس ہی دین اور تعلیمات نبویہ کے آماجگاہ ہیں۔

جنگ آزادی کے بعد اسلام کے تحفظ اور فتویٰ کے کام کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے جانشین علماء

نے سنبھالا، ان میں اکابر علماء دیوبند حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حضرت حکیم

الامت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ، حضرت مولانا مفتی

محمد شفیع رحمہم اللہ تعالیٰ، خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جن کے فتاویٰ مطبوعہ شکل میں موجود ہیں۔

فتویٰ کی اہمیت

افتاء کا منصب ایک عظیم الشان منصب ہے اس کی فضیلت و اہمیت ہر شخص پر روز روشن کی طرح عیاں ہے اور فقہاء کرام اور مفتیان عظام کی وہ جماعت جنہوں نے اپنے آپ کو استنباط احکام اور استخراج مسائل کے لئے مختص کر دیا اور حلال و حرام کو معلوم کرنے کے لئے قواعد و ضوابط مرتب کئے وہ تاریک رات میں ستاروں کے مانند ہیں اور یہی لوگ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی وارث ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وانما ورثوا العلم

فمن اخذ به فقد اخذ بحظ وافر“

(رواہ ابن ماجہ فی کتاب العلم باب ما باقی فی فضل الفقہاء ج ۱ ص ۲۶۸)

قرآن کریم میں ”اولو الامر“ کی اطاعت اور فرمانبرداری کو واجب اور ضروری قرار دیا گیا ایک تفسیر کے مطابق ”اولو الامر“ سے مراد حضرات علماء اور فقہاء ہیں۔

علامہ ابو بکر الجصاص فرماتے ہیں:

”اختلف في تأويل اولى الا مرفروى عن جابر بن عبد الله وابن عباس رواية

والحسن وعطاء ومجاهد انهم اولو الفقه والعلم“ (احکام القرآن باب فی طاعة اولى الامر ج ۲ ص ۲۱۰)

اس طرح بعض آیتوں میں علماء کی اتباع اور امور شرعیہ کے معلوم کرنے میں ان کی طرف مراجعت کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

”فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“ الآية

ترجمہ: اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

دوسری جگہ میں ہے:

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ الآية

ترجمہ: پیروی کر اس شخص کے راستے کی جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔

لہذا ہر شخص پر ضروری ہے کہ جب مسئلہ کے متعلق دینی رہنمائی مطلوب ہو تو حکم خداوندی معلوم کرنے کے لئے مفتیان کرام سے مراجعت کر لے جیسا کہ حضرات صحابہ کرام اپنے درپیش دینی مسائل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مراجعت کیا کرتے تھے۔

امام بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وفي الآية دلالة على وجوب المراجعة الى العلماء فيما لا يعلم.

فتویٰ کے کام کی عظمت و اہمیت اس سے بھی واضح ہے یہ سنت الہی ہے اللہ تعالیٰ نے فتویٰ کی نسبت اپنی طرف بھی کی ہے چنانچہ ”کلالہ“ کے متعلق امت کے استفتاء کے جواب میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

”يَسْتَفْتُونَكَ ، قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ“ الْآيَةُ

اور عورتوں کے متعلق سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ“ الْآيَةُ

یہ کام امام المفتین، محبوب رب العالمین، خاتم الدین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی زندگی بھر کیا اور بیشمار فتاویٰ صادر فرمائے، کتب احادیث آپ ﷺ کے فتاویٰ سے بھری پڑی ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

”وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ“ الْآيَةُ

ترجمہ: اور اب یہ ذکر تم پر نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے اس تعلیم کی تشریح و توضیح کرتے جاؤ جو ان کے لئے اتاری گئی ہے اور تاکہ لوگ (خود بھی) غور و فکر کریں۔

اسی اہمیت و عظمت کے پیش نظریہ ضروری ہے کہ امت کا ایک طبقہ قرآن و سنت اور تفقہ فی الدین میں مہارت حاصل کر کے امت کے باقی طبقات کی راہنمائی کے فرائض انجام دے اور آیت قرآن کریم:

”فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ“ الْآيَةُ کا تقاضا بھی ہے۔

مفتی کا مقام

امام شاطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مقام مفتی پر طویل اور مفصل بحث فرمائی ہے اور اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مفتی امت میں افتاء، تعلیم اور تبلیغ کے اعتبار سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

”المفتی قائم في الأمة مقام النبي صلى الله عليه وسلم، والدليل على ذلك امور:

احدها: النقل الشرعي في الحديث: أن العلماء ورثة الأنبياء وبعث النبي صلى الله عليه وسلم نذيراً. بقوله تعالى: ”فلولا نفر من كل فرقة“

والثاني: أنه نائب في تبليغ الأحكام.

والثالث: ان المفتي شارع من وجه لأن ما يبلغه من الشريعة اما منقول عن صاحبها واما مستنبط من المنقول، فالاول يكون فيه مبلغاً، والثاني يكون فيه شارعاً من وجه، فهو من هذا الوجه واجب اتباعه والعمل على وفق ما قاله، وهذه هي الخلافة على التحقيق، وقد جاء في الحديث: ان من قرأ القرآن فقد استد رجعت النبوة بين جنبيه.

وعلى الجملة فالمفتي مخبر عن الله تعالى كالنبي وناخذ أمره في الأمة بمنشور الخلافة كالنبي والذاسموا ”اولى الأمر“ وقرنت طاعتهم طاعة الله وطاعة الرسول في قوله تعالى: يا ايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول وأولى الأمر منكم“

(المواثيق، ج: ۲، ص: ۲۵۵، ۲۵۶)

مفتی کے شرائط

مفتی کے لئے حضرات علماء کرام نے چند شرائط بیان کئے ہیں، مفتی میں ان کا پایا جانا ضروری ہے، وہ شرائط درج ذیل ہیں:

۱..... مکلف ہو یعنی عاقل ہو بالغ ہو۔

۲..... ثقہ ہو۔

۳..... گناہ اور منکرات سے پوری طرح اجتناب کرنے والا ہو۔

۴..... بداخلاق اور بے مروت نہ ہو۔

۵..... فقیہ النفس ہو۔

۶..... مسائل میں غور و فکر کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۷..... بیدار مغز ہو۔

۸..... متقی اور پرہیزگار ہو۔

۹..... دیانت داری میں مشہور معروف ہو۔

۱۰..... مسائل غیر منصوصہ میں استنباط و تخریج پر قادر ہو۔

علامہ نووی المجموع شرح المہذب میں فرماتے ہیں۔

شرط المفتی كونه مكلفاً، مسلماً، ثقةً ما مؤناً متنزّها عن اسباب الفسق و خوارم المروءة، فقیہ النفس سليم الذهن، وصین الفكر، صحيح التصرف والاستنباط، متيقظاً..... (باب آداب الفتوى والمفتى والمستفتى، ج: ۱/۴۱)

فصل: قالوا وينبغي ان يكون المفتى ظاهراً الورع مشهوراً. بالدّيانة الظاهرة والصيانة الباهرة. (باب آداب الفتوى والمفتى والمستفتى، ج: ۱/۴۱)

اسی طرح مفتی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس نے کسی ماہر مفتی کے زیر نگرانی کام کیا ہو اور قواعد فقہ، زمانہ کے عرف اور اس کے احوال سے واقف ہو اور اپنے امام کے مذہب پر پورا عبور رکھتا ہو اور اس کی ظاہری ہیئت بھی شرع کے موافق ہو۔

مفتی کا فریضہ:

مفتی چونکہ احکام خداوندی کا ترجمان اور اللہ تعالیٰ و مخلوق کے درمیان واسطہ ہے اس لئے اس پر لازم ہے کہ فتویٰ دیتے وقت پوری بصیرت سے کام لے اور اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے سوچ سمجھ کر جواب دیدے مسئلہ اگر معلوم نہ ہو تو محض انکسار سے جواب دے کر اپنی آخرت خراب نہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”جو شخص کسی چیز کا علم رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ اسے بیان کرے اور جسے علم نہ ہو اسے کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کیونکہ یہ بھی علم ہے کہ جو بات نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا ہے: کہ آپ فرمادیں کہ میں تم سے اجرت کا خواہاں نہیں اور نہ تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔

”ياايها الناس من علم شيئا فليقل به ومن لم يعلم فليقل الله اعلم فان من العلم ان تقول لعلنا تعلم الله اعلم . قال الله تعالى لنبه: قل ما أسئلكم عليه من اجر وما أنا من المتكلفين ، متفق عليه (مشکوٰۃ کتاب العلم)

اسی طرح مفتی کو چاہئے کہ جواب دیتے وقت خوف خدا اور خوف آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے پوری تحقیق کے ساتھ جواب دے۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مفتی جب کسی سوال کا جواب دینا چاہے تو اسے چاہئے کہ جواب سے قبل اپنے آپ کو جنت اور دوزخ پر پیش کرے اور یہ سوچ لے کہ آخرت میں اس کی نجات کیسے ہوگی؟ پھر جواب تحریر کرے۔

”وكان مالک يقول: من أحب أن يجيب من مسألة فليعرض نفسه قبل أن يجيبه على الجنة والنار ، وكيف يكون خلاصه في الآخرة ثم يجيب“

(الموافقات للشاطبي ج ۳/ ۲۸۶)

فتویٰ دینے میں احتیاط

فتویٰ نویسی کا کام عظیم الشان اور باعث اجر و ثواب ہونے کے ساتھ ساتھ نازک بھی ہے، اس لئے کہ مفتی اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان واسطہ ہے، اگر مسئلہ درست بتایا تو اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو کر اجر و ثواب کا مستحق ہوگا اور اگر خدانخواستہ مسئلہ غلط بتایا تو مستفتی کے عمل کا وبال بھی اسی پر ہوگا، اسی بناء پر فتویٰ دینے میں احتیاط بہت ضروری ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص بغیر حجت اور دلیل کے فتویٰ دے گا اس پر عمل کرنے والے کا گناہ بھی اسی مفتی پر ہوگا“

”عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ”من افتي بفتيا من غير ثبوت فانما اثمه على من افته“

أخرجه الدارمي في باب الفتيا وما فيها من الشدة ج : ۸۳/ ۱ ، رقم : ۱۶۱ والحاكم في كتاب العلم، ج : ۱۲۶/ ۱ .

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو (آخری زمانے میں) اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ لوگوں (کے دل و دماغ) سے اسے نکال لے بلکہ علم

اس طرح اٹھالے گا کہ علماء کو (اس دنیا سے) اٹھالے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے ان سے مسئلے پوچھنے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے لہذا وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

”عن عبد اللہ بن عمر و بن العاص قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول: ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من الناس ولكن یقبضہ بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالماً اتخذ الناس رؤساً جہالاً ففسلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا“

(اخرجه البخاری فی کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم، ومسلم ج: ۲/۳۴۰)
حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جو شخص ہر پوچھی گئی بات کا جواب دیدے تو وہ پاگل ہے

”ان من افقی الناس فی کل ما یسئلونہ عنہ لمجنون (اعلام الموقعین، ج ۱/۱۲)
حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے ابوالفرج کے حوالے سے مرفوع اثر نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص بغیر علم کے فتویٰ دیدے تو اس پر زمین آسمان کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔

”من أفتی الناس بغير علم لعنته ملائكة السماء و ملائكة الأرض“

(امام الموقعین، ج ۲/۲۵۶)

امام شعبی، حسن بصری اور ابو حصین تابعی رحمہم اللہ سے منقول ہے وہ لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ تم لوگ بعض مرتبہ ایسے مسئلہ کے بارے میں فتویٰ دیتے ہو کہ اگر اس جیسا مسئلہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش آتا تو وہ اس کا جواب معلوم کرنے کے لئے تمام اہل بدر کو جمع فرماتے اور اکیلے اپنی رائے پر اعتماد نہ فرماتے۔

”وعن الشعبي و الحسن ابی حصین بفتح الحاء التابعین قالوا: ان أحدکم لیفتی فی

المسئلة ولو وردت علی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لجمع لها اهل بدر“

(المجموع شرح المہذب، باب آداب الفتویٰ والمفتی المستفتی ج: ۱/۵۰)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ اگر علم ضائع ہونے کا خوف اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ہرگز فتویٰ نہ دیتا کہ وہ عافیت میں ہوں اور بوجھ مجھ پر ہو۔

”وقال ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ: لولا الفرق من اللہ تعالیٰ أن یضیع العلم ما أفتیت

(حوالہ ۱۱)

یکون لہم المہناً و علی الوزر“

حضرت سفیان بن عیینہ اور حضرت کنون رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لوگوں میں فتویٰ دینے پر سب سے زیادہ جسارت وہ شخص کرتا ہے جو سب سے کم علم رکھتا ہو۔

”وعن سفیان بن عیینة و سحنون: أجسر الناس على الفتيا أقلهم علماً (حوالہ بالا)

خلاصہ کلام یہ کہ منصب افتاء کی نزاکت کا خیال رکھتے ہوئے اس راہ میں پھونک پھونک کر قدم اٹھانا

چاہئے۔

”لا ادری“

تحقیق اور تتبع و تلاش کے بعد اگر مسئلہ کا حکم معلوم نہ ہو یا حکم معلوم ہو لیکن اس پر تشفی اور شرح صدر نہیں تو مفتی پر اس کا جواب دینا ضروری نہیں بلکہ مفتی صاف کہہ دے کہ مجھے اس کا جواب معلوم نہیں۔

اور اس طرح کہنے سے اس کی شان و عزت و مرتبہ میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی بلکہ اس سے اور شان بلند ہوگی اس لئے کہ یہ قلبی طہارت، دینی قوت اور تقویٰ کی واضح دلیل ہے۔

یہ اصطلاح خود سرور کائنات جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام و دیگر بزرگوں سے مروی ہے تو ماوشا کون ہیں جو اس سے اعراض و اجتناب کر کے اپنی طرف سے غلط سلط جواب دینے کی کوشش کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کوئی جگہ بری ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے یہی سوال کیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے بھی ”لا ادری“ کہہ کر جواب دیدیا، پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے پوچھا، اللہ تبارک و تعالیٰ سے جواب میں فرمایا کہ بازار بری جگہیں ہیں۔

”سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم: أى البلاد شر؟“

فقال: لا أدری، فسأل جبریل، فقال: لا أدری، فسأل ربہ عزوجل، فقال شر البلاد

أسواقها۔ (رواہ الامام احمد ج: ۳ / ۸۱ والحاکم فی المستدرک ج: ۲ / ۶ بسند حسن)

اسی طرح حدیث جبریل میں قیامت کے متعلق سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

”ماالمستول عنها بأعلم من السائل“ بھی اسی قبیل سے ہے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکیمانہ جواب سے یہ نکتہ مستنبط کیا ہے کہ

اگر کسی عالم سے کوئی ایسا سوال کیا جائے جس کے جواب سے وہ ناواقف ہو تو اسے ”لا أعلم“ کہنا چاہئے اور یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ”لا أعلم“ کہنے سے وقعت ختم ہو جائے گی بلکہ درحقیقت یہ رفع منزلت کا باعث ہے۔

قوله صلی اللہ علیہ وسلم: ماالمستول عنها بأعلم من السائل، فيه ينبغي للعالم

والمفتی وغيرهما اذا سئل عما لا يعلم أن يقول: لا أعلم وأن ذالك لا ينقصه بل

يستدل به على تقواه ووفور علمه۔ (اصحح لمسلم مع شرح النووي، کتاب الایمان ج: ۱ / ۲۸ قدیمی کتب خانہ)

حضرت ابن عباسؓ اور محمد بن عجلان فرماتے ہیں جب کسی عالم و مفتی کو مسئلہ معلوم نہیں تھا اس نے

”لا ادری“ نہیں کہا بلکہ اُنکل سے جواب دیا۔ تو اس پر نفس و شیطان کی ایسی ضرب لگی ہے کہ گویا اسے قتل کر ہی دیا۔

”وعن ابن عباس و محمد بن عجلان: اذا اخطاء العالم ”لا ادری“ اصبحت مقاتله.

(المعانی ثلاثین ج ۲ ص ۲۸۸)

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے:

”جنة العالم لا ادری اذا اغفله اصبحت مقاتله“

ایک دفعہ امام مالک رحمہ اللہ سے اڑتالیس مسئلے پوچھے گئے، ان سے بتیس کے بارے میں آپ نے ”لا ادری“ فرمایا اور ایک روایت ہے کہ آپ سے ایک مرتبہ چالیس مسئلے پوچھے گئے آپ نے صرف پانچ کا جواب دیا۔ بقیہ کے بارے میں فرمایا ”لا ادری“

”وعن الهیثم بن جمیل: شهدت مالکاً سئل عن ثمان وأربعین مسألة فقال فی اثنتین

و ثلاثین منها ”لا ادری“

وعن مالک ایضاً أنه ربما كان یسئل عن خمسين مسألة فلا یجیب فی واحدة منها

و كان یقول: من أجاب فی مسألة فینبغی قبل الجواب أن یرض نفسه علی الجنة

و النار و کیف خلاصه ثم یجیب.

(المجموع شرح المہذب)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد حضرت اثرم کہتے ہیں کہ امام احمد صاحب کثرت کے ساتھ

”لا ادری“ فرمایا کرتے تھے۔

”وعن الاثرم: سمعت أحمد بن حنبل یكثر أن یقول ”لا ادری“

مفتی کفایت اللہ صاحب اور فتویٰ نویسی

اس سے پہلے جو کچھ تاریخ فتویٰ اور اس کی اہمیت وغیرہ کے بارے میں لکھا گیا وہ مقدمۃ العلم کی حیثیت رکھتا ہے اب مقدمۃ الکتاب کے طور پر حضرت مفتی صاحب کا فتویٰ نویسی، کفایت المفتی اور اس پر کام کی نوعیت کے بارے میں کچھ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب دارالعلوم دیوبند سے شعبان ۱۳۱۵ھ بمطابق ۱۸۹۸ء میں دورہ حدیث سے فارغ ہو کر اپنے وطن شاہ جہاں پور تشریف لائے اور اپنے اولین استاذ حضرت مولانا عبیدالحق خان قدس سرہ کے سایہ عاطفت میں مدرسہ عین العلم میں درس و تدریس اور افتاء کی خدمت انجام دیتے رہے پھر مولانا موصوف کی وفات کے بعد شوال ۱۳۲۱ھ بمطابق دسمبر ۱۹۰۳ء میں صدر مدرس اور مفتی کے عہدے پر دہلی میں تشریف لائے اور پھر عمر مبارک کے آخری لمحات تک صبر و توکل کے ساتھ انہیں مشاغل میں مصروف و منہمک رہے، یعنی پچپن (۵۵) برس آپ نے تمام علوم و فنون کی تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ افتاء کی خدمت بھی انجام

دی۔

اس نصف صدی سے زائد کے زمانے میں آپ کے فتاویٰ غیر منقسم ہندوستان کے علاوہ جاوہ، سماٹرا، برما، ملایا، چین، بخاری، سمرقند، بلخ، بدخشان، ختن، تاشقند، ترکستان، افغانستان، ایران، عرب، افریقہ، امریکہ، انگلستان غرضیکہ جہاں مسلمانوں کا وجود تھا وہاں تک پہنچے۔

آپ نے فتویٰ لکھنے کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا، مدرسے میں، گھر میں، چلتے پھرتے، دن کو، رات کو، سفر میں، حضر میں یعنی ہر وقت، ہر حال اور ہر مقام میں آپ نے فتویٰ لکھا، حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی فتویٰ لکھنے سے انکار نہیں فرمایا:

سر روزہ الجمعۃ اخبار میں مستقل ایک کالم ”حوادث و احکام“ کے عنوان سے آپ کے فتاویٰ کے لئے مختص تھا، اس میں آپ کے فتاویٰ شائع ہوا کرتے تھے۔

مفتی صاحب فتویٰ نویسی میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے، بروقت جواب دینا آپ کی عادت ثانیہ بن چکی تھی، فتاویٰ میں اصابت رائے آپ کا طرہ امتیاز تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ کے اساتذہ بالخصوص شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی شخص فتویٰ طلب کرتا تو آپ اسے مفتی صاحب کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تھے، جس وقت حضرت شیخ الہند کی خدمت میں انگریزوں سے ترک موالات کا استفتاء پیش کیا گیا تو غایت انکساری کے ساتھ فرمایا کہ مجھے انگریزوں سے غیر معمولی بغض و نفرت ہے ان کے بارے میں فتویٰ دینے میں مجھے اپنے نفس پر اعتماد نہیں کہ وہ حدود کی رعایت رکھ سکے اور اپنے مخصوص تلامذہ میں سے فتویٰ لکھنے کے لئے جن تین حضرات کا نام لیا ان میں اولین نام حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تھا، آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ کا فتویٰ ہمیشہ مختصر اور جامع ہوتا تھا ذیل میں اس کے چند نمونے پیش کئے جا رہے ہیں۔

تعز یہ اور ماتم

سوال: تعز یہ کو مذہب سے کیا تعلق ہے؟ ماتم کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کے نزدیک تعز یہ بنانا ناجائز ہے۔ اور ماتم کرنا بھی خلاف شریعت ہے، کیونکہ خدا و رسول نے اس کی تعلیم نہیں دی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ (کتاب العقائد)

سینما بینی

سوال: عام طور پر مسلمان سینما بینی کو معمولی گناہ سمجھتے ہیں، آیا یہ مکروہ ہے یا حرام؟

جواب: سینما دیکھنا حرام ہے، اس میں غیر محرم عورتوں کی نیم برہنہ تصاویر کا مظاہرہ اور بولتا ہوا ان کا گانا ہوتا ہے نیز اخلاقیات میں خلاف شریعت بہت سے افعال و اعمال کی تمثیل ہوتی ہے جو اخلاق اسلامی پر بے حد مضراثر ڈالتی ہے، اس لئے مجموعہ منہیات بن جاتا ہے، پھر اسراف سب پر مستزاد ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

کچھ کفایت المفتی کے بارے میں

حضرت مفتی صاحب جو فتاویٰ تحریر فرماتے تھے ان کے نقول کو محفوظ کرنے کا معقول انتظام نہیں کیا گیا نہ ہی ان کو لکھنے کے لئے مستقل کوئی محرر تھا بس جو طالب علم فن افتاء سیکھنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اکثر ان سے فتاویٰ نقل کرا لئے جاتے تھے پھر روزانہ ڈاک میں جو فتاویٰ روانہ کئے جاتے تھے سب کے سب رجسٹر پر نہیں چڑھائے جاتے تھے صرف اہم اور مفصل فتوے رجسٹر میں درج کئے جاتے تھے۔ ان رجسٹروں اور نقول فتویٰ کے بارے میں کفایت المفتی کے مرتب حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا حفیظ الرحمن واصف تحریر فرماتے ہیں

”آپ نے ۱۳۱۶ھ بمطابق ۱۸۹۸ء سے فتویٰ لکھنا شروع کیا اور ۱۳۲۱ھ بمطابق ۱۹۰۳ء میں دہلی تشریف لائے، لیکن مدرسہ امینیہ میں نقول فتاویٰ کا سب سے پہلا رجسٹر ربیع الاول ۱۳۵۲ھ بمطابق جون ۱۹۳۳ء سے شروع ہوتا ہے، یعنی چھتیس برس فتویٰ لکھنے کے بعد مدرسے میں آپ کے حین حیات میں صرف پانچ عدد رجسٹر نقول فتاویٰ تیار ہوئے، چار رجسٹر بھرے ہوئے ہیں، چوتھے رجسٹر میں آخری فتویٰ مورخہ ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۶۳ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۴۴ء کا ہے، اس کے بعد آپ کی وفات تک آٹھ برس کے زمانے میں پانچویں رجسٹر پر صرف پچیس (۲۵) فتوے درج ہوئے، ان رجسٹروں میں حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ نائب مفتی حضرت مولانا حبیب المرسلین صاحب اور دیگر نائبین و تلامذہ کے فتاویٰ بھی منسلک ہیں، کل فتاویٰ کی تعداد تقریباً دو ہزار آٹھ سو چودہ (۲۸۱۴) ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نو جلدوں پر مشتمل مفتی صاحب کے فتاویٰ کا ذخیرہ کہاں سے آگیا اور کیونکر مہیا ہوا تو اس بارے میں مولانا حفیظ الرحمن واصف صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

”ضروری تھا کہ موجودہ ذخیرہ کے علاوہ مزید ذخیرہ جمع کیا جائے۔ چنانچہ بار بار اعلان کیا گیا، اشتہار طبع کرایا گیا جواب تک بھی مدرسے کی روزانہ ڈاک میں رکھ کر مستقل طور پر بھیجا جا رہا ہے، جب باہر سفر میں جانے کا اتفاق ہوا تو لوگوں کو توجہ دلائی گئی اور اس طرح بھی کچھ فتوے دستیاب ہوئے کچھ نقول فتاویٰ کی کتابیں گھر میں محفوظ تھیں، کچھ فتاویٰ مطبوعہ کتب میں تھے، غرضیکہ جو کچھ بھی جہاں سے ملا مجموعہ میں شامل کیا گیا اور اس مجموعہ فتاویٰ کا نام کفایت المفتی رکھا گیا“

آگے لکھتے ہیں:

”جو فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں:

اول وہ فتاویٰ جو نقول فتاویٰ کے رجسٹروں میں سے لئے گئے ہیں ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ ”المفتی“ پر نمبر ہے اور مستفتی کا نام مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے، بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ ”جواب دیگر“ کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔

دوسرے وہ فتاویٰ جو روزہ ”الجمعیۃ“ سے لئے گئے ہیں ان میں لفظ سوال کے نیچے حوالہ لکھا گیا ہے۔

تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کئے گئے یا مطبوعہ کتابوں میں سے لئے گئے۔
لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے
سیریل نمبر ہے۔

کفایت المفتی پر کام کرنے کی نوعیت

درج ذیل ہے کہ فتاویٰ کی کتابوں میں کفایت المفتی چونکہ تفصیلی کتاب تھی قدیم مسائل کے ساتھ اس میں
نئے نئے آئمہ مسائل کا حل بھی تھا، لیکن جوابات باحوالہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی طرف زیادہ التفات نہیں کیا جاتا
اسی طرح فہرست و عنوانات نہ ہونے کی وجہ سے ہر ایک کے لئے اس بحرِ خار سے استفادہ ممکن نہیں تھا۔ اس
لئے جامعہ فاروقیہ کے ”لجنۃ المشرعین“ نے مناسب سمجھا کہ اس پر کام کیا جائے اور پھر طبع کرایا جائے تاکہ عوام
دعوائی سب کے لئے یکساں طور پر مفید ہو۔

”لجنۃ المشرعین“ کی طرف سے جو امور کفایت المفتی پر کام کرنے کے لئے منتخب ہوئے ان کا مختصر خاکہ
درج ذیل ہے:

تخریج

کفایت المفتی میں اکثر و بیشتر فتاویٰ بغیر تخریج کے ہیں یعنی بے حوالہ ہیں، اگر کہیں حوالہ ہے تو وہ بھی
المعدوم کے درجے میں ہے، اس لئے ان کی تخریج کی گئی اور ہر فتویٰ کا حوالہ لکھا گیا اور جو حوالہ جات پہلے سے
وجود تھے ان کی دوبارہ مراجعت کر کے نئے ایڈیشنوں کے مطابق کتاب کا صفحہ، جلد، باب اور مطبع لکھا گیا۔
تخریج میں ایچ، ایم سعید سے طبع شدہ فتاویٰ شامیہ، مکتبہ ماجدیہ و مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ سے طبع شدہ فتاویٰ
المنیر، قدیمی کتب خانہ اور ایچ، ایم سعید سے چھپے ہوئے صحاح ستہ کے نسخوں سے استفادہ کیا گیا ہے اور حاشیہ
میں ”مط“ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، ان کے علاوہ دوسری کتابوں سے حوالہ لکھنے میں ہر ایک کے ساتھ مطبع لکھنے کا
اہتمام کیا گیا ہے۔

عنوانات:

کفایت المفتی میں ہر مسئلے کا الگ عنوان نہیں تھا، بلکہ کتاب، باب اور فصل کے تحت متعلقہ مسائل درج کئے
گئے تھے، اب ہر مسئلے کا الگ عنوان قائم کیا گیا تاکہ مطلوبہ مسئلے کا ملنا آسان ہو جائے اور اس سے استفادہ جلد ممکن
ہو۔

بعض مقامات میں ایک سوال کے تحت مختلف سوالات ہیں ان میں سے ہر ایک کے لئے الگ الگ
عنوانات قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

تفصیلی فہرست

فہرست میں صرف کتاب، باب اور فصل کا تذکرہ تھا، عنوانات نہ ہونے کی وجہ سے ہر مسئلے کا ذکر نہیں تھا اب چونکہ ہر مسئلے کا عنوان ہے اس لئے فہرست میں ہر مسئلے کا عنوان لکھا گیا تو تفصیلی فہرست مرتب ہو گئی۔

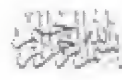
غیر مفتی بہ فتاویٰ کی نشاندہی

بعض مسائل کا دار و مدار عرف پر ہوتا ہے، عرف اور زمانہ تبدیل ہونے کی وجہ سے حکم تبدیل ہو جاتا ہے، اس لئے کفایت المفتی میں وہ فتاویٰ جو مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے زمانے میں مفتی بہ تھے اب وہ غیر مفتی بہ ہیں یا کسی مسئلے کا ہندوستان میں الگ حکم ہے اور پاکستان میں الگ، تو ان مسائل کی وضاحت اور نشاندہی کی گئی ہے۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس محنت کو قبول فرمائے اور محنت کرنے والوں کے لئے اسے صدقہ جاریہ بنائے۔

آمین ثم آمین

فللہ الحمد اولاً و آخراً، و ظاہراً و باطناً، و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم. والحمد للہ رب العالمین

www.ahlehaq.org



حمد و نعت

از حضرت مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ رحمۃ اللہ

يَا خَالِقَ الْأَرْوَاحِ وَالْأَبْدَانِ
اے وہ کہ تو نے ارواح و اجسام کو پیدا کیا
يَا مُوَدِّعَ الْأَلْوَانِ فِي الرِّيحَانِ
پھولوں کو مختلف رنگ عطا کیے
يَا مُرْسِلَ النُّشْرِ اللَّوَاقِحِ رَحْمَةً
ہواؤں کو حاملِ رحمت بنا کر بھیجا
يَا سَاقِيَ الرُّوضِ الْبَهِيِّ نَضَارَةً
تروتازہ گلستانوں کو رعنائی سے سیراب کیا
يَا حَاشِرَ الْأَجْسَادِ مِنْ بَعْدِ الْبَلَى
بوسیدہ اجسام کو از سر نو اٹھانے والا تو ہے
حَمْدُكَ اللَّهُمَّ رَبِّي بِالْغَا
اے اللہ میرے پروردگار تیری ستائش کی
حَمْدًا أَكْمَأَ أَنْتَ اصْطَفَيْتَ لِنَفْسِكَ
ستائش ہے تیرے لیے جیسی کہ تو نے اپنے لئے
أَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَى الْعِبَادِ مُقِيتُهُمْ
تو اپنے بندوں سے باخبر اور ان کا نگراں ہے
شَهِدْتُ بِتَوْحِيدِ إِلَهِ سَمَائِهِ
گواہ ہیں خدا کی یکتائی پر آسمان
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ الْمُنِيرُ بَصُورُهَا
اور سورج اور اسی کی روشنی سے چمکنے والا چاند
يَا مُنِيبَ الْأَرْوَاحِ فِي الْبُسْتَانِ
اے وہ کہ تو نے چمن میں پھولوں کو اُگایا
وَمُزَيِّنَ الْأَفْلَاقِ بِالشُّهُبَانِ
آسمانوں کو ستاروں سے سجایا
يَا مُنْزِلَ الْأَمْطَارِ بِالْهَطَلَانِ
موسلا دھار بارشیں نازل کیں
يَا مُخْرِجَ الْأَثْمَارِ وَالْقِنُونِ
پھل اور کھجور کے خوشے پیدا کیے
يَا نَافِخَ الْأَرْوَاحِ فِي الْجُثْمَانِ
مجسمے میں روح پھونکنے والا تو ہے
أَقْصَى الْمَدَى مِنْ قُوَّةِ الْإِنْسَانِ
کوشش کرتا ہوں۔ قوتِ انسانی کے آخری حدود تک
أَسْنَى الْمَحَامِدِ مُحْكَمَ الْأَرْكَانِ
پسند کی ہے۔ تمام ستائشوں سے بالاتر پائدار
أَنْتَ الْعَلِيمُ بِمَنْ يُطِيعُ وَجَانِي
تو طاعت شعاروں اور خطا کاروں کو جاننے والا ہے
وَبُرُوجُهَا كَالْجَدْيِ وَالْمِيزَانِ
اور اس کے بروج مثلاً جدی و میزان
وَنُجُومُهَا وَالْأَرْضُ ذَاتُ حِسَانِ
اور تمام ستارے اور زمین جو مرکزِ حسن و جمال ہے

وَوَهَّادُهَا وَجِبَالُهَا وَبَحَارُهَا
 اور گھاٹیاں اور پہاڑ اور سمندر
 شَهِدَتْ بِهِ ذَرَّاتُ رَمَلٍ عَالِجٍ
 گواہ ہیں اس کی یکتائی پر ریگستانوں کے ذرات
 أَوْرَاقُهَا وَغُصُونُهَا وَثَمَارُهَا
 باغوں کے پتے، شاخیں اور پھل
 ثُمَّ الصَّلَاةُ عَلَى الَّذِي قَدْ جَاءَنَا
 اس کے بعد درود و سلام ہے اس پر جو ہمارے لئے
 بَيَضَاءٌ صَافِيَةٌ نَقِيَّةٌ لَوْنُهَا
 صاف ستھری شریعت جو تحریف
 الْهَاشِمِيَّ الْأَبْطَحِيَّ مُحَمَّدٍ
 محمد ہاشمی مکی (صلی اللہ علیہ وسلم) جس نے دشمنوں
 الْحَامِدِ الْمَحْمُودِ أَحْمَدِنَا الَّذِي
 خدا کا حقیقی ثنا گراور خود قابل ستائش ہمارا احمد
 ثُمَّ الَّذِينَ اخْتَارَهُمْ مَوْلَاهُمْ
 پھر سلام ہے ان پر جن کو ان کے پروردگار نے
 حَازُوا الْفَضَائِلَ ثُمَّ فَازُوا بِالْمُنَى
 جو اپنے اندر فضائل کو جمع کر کے مقاصد میں کامیاب اور

وَجَمِيعَ مَا فِيهَا مِنَ الْحَيَاتَانِ
 اور سمندر کی تمام مچھلیاں
 وَنَبَاتُهَا وَالرَّوْضُ ذُو الْفَنَانِ
 اور ان کی بوٹیاں اور گھنے باغات
 أَزْهَارُهَا وَشَمَائِمُ الرِّيحَانِ
 پھول اور پھولوں کی خوشبوئیں
 بِشَرِيعَةٍ غَرَاءَ ذَاتِ أَمَانٍ
 ایک روشن اور پُر امن شریعت لے کر آیا
 عَنْ وَصْمَةِ التَّحْرِيفِ وَالنَّقْصَانِ
 اور کمی بیشی کے عیب سے پاک ہے
 مَنْ حَوْلَ الْأَعْدَاءِ كَالْإِخْوَانِ
 کے دل پھیر کر ان کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا
 نَجَّى الْوَرَى مِنْ حُفْرَةِ النَّيْرَانِ
 جس نے مخلوق کو جہنم کے گڑھے سے نجات دلوائی
 لَتَحْمُلِ الْأَخْبَارِ وَالْقُرْآنِ
 حدیث اور قرآن کی امانت برداری کے لیے چٹا
 وَسُقُوا شَرَابَ الْفَضْلِ وَالرِّضْوَانِ
 خدا کی مہربانی و خوشنودی کی شراب سے سرشار ہوئے

دیباچہ

جہاں جہاں نظر آئیں تمہیں لہو کے چراغ
مسافرانِ محبت! ہمیں دُعا دینا

ہوالموفق

سُبْحَنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا

بڑے طویل انتظار کے بعد ”کفایت المفتی“ کی پہلی جلد ہدیہ ناظرین کی جا رہی ہے۔ افسوس ہے کہ اس اہم کام کے انجام پذیر ہونے میں بہت تاخیر ہوئی لیکن بھوائے کُلُّ اَمْرِ مَرُّهُوَ بِاَوْقَاتِهَا۔ اس کے لیے یہی وقت مقدر تھا۔

حضرت علامہ مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ آپ کے علم و فضل اور تفقہ فی الدین کی امتیازی خصوصیت سے کون واقف نہیں۔ مبادِ فیاض نے آپ کو شروع سے ہی افتاء کا ذوق اور تفقہ فی الدین کا مملکہ فاضلہ عطا فرمایا تھا۔

آپ دارالعلوم دیوبند سے شعبان ۱۳۱۵ھ مطابق دسمبر ۱۸۹۷ء میں فارغ التحصیل ہو کر اپنے وطن مالوف شاہ جہان پور تشریف لے گئے اور جاتے ہی اپنے اولین استاد حضرت مولانا عبید الحق خان قدس سرہ کے سایہ عاطفت میں ”مدرسہ عین العلم“ سے وابستہ ہو گئے۔ درس و تدریس اور افتاء کی خدمت انجام دینی شروع کر دی۔ اور پھر مولانا موصوف کی وفات کے بعد شوال ۱۳۲۱ھ مطابق دسمبر ۱۹۰۳ء میں شیخ الحدیث (صدر مدرس) اور مفتی کے عہدے پر ہی دہلی تشریف لائے۔ عمر مبارک کے آخری لمحات تک صبر و توکل کے ساتھ انہیں مشاغل میں منہمک رہے۔ یعنی پچپن برس آپ نے تمام علوم و فنون کی تعلیم و تدریس کے ساتھ خدمتِ افتاء انجام دی۔ اس نصف صدی سے زائد کے زمانے میں آپ کے فتاویٰ غیر منقسم ہندوستان کے علاوہ جاوا، سائٹرا، برما، ملایا، چین، بخارا، سمرقند، بلخ، بدخشاں، ختن، تاشقند، ترکستان، افغانستان، ایران، عرب، افریقہ اور انگلستان غرضیکہ جہاں بھی مسلمانوں کا وجود ہے، وہاں تک پہنچے۔ اندازہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس طویل مدت میں آپ نے کتنے فتوے تحریر فرمائے۔ فتویٰ لکھنے کے لیے آپ نے کبھی کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا۔ مدرسے میں، گھر میں، چلتے پھرتے، دن

کو، رات کو، سفر میں، حضر میں غرضیکہ ہر وقت میں، ہر حال میں، ہر مقام میں آپ نے فتویٰ لکھا، حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی فتویٰ لکھنے سے انکار نہ فرمایا۔ اگر کم سے کم ایک فتویٰ روزانہ کا اوسط لگایا جائے، تب بھی بیس ہزار فتوے ہوتے ہیں۔

درس و تدریس کے علاوہ مدرسہ امینیہ اور مدرسہ عالیہ فتحپوری کے انتظام و اہتمام کی ذمہ داریاں اور پھر سیاسی و ملی خدمات جلیلہ، جنگ آزادی میں شرکت و رہنمائی اور قید و بند کے مصائب۔ یہ سب مجاہدات بھی پورے انہماک سے جاری رہے اور خدمت افتاء بھی قائم رہی۔ مرض وفات میں بھی عیادت کے لیے حاضر ہونے والے حضرات کو مسائل بتانے اور سمجھانے کا مشغلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ وقت موعود آ پہنچا اور مورخہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ (۳۱ دسمبر ۱۹۵۲ء) کو غلام نبویہ گایہ راز داں اور دین الہی کا خادم آغوش رحمت میں جاسویا۔ بِرَّكَ اللّٰهُ مَصْجَعَهُ وَنَوَّرَ ضَرْيُحَهُ۔ آپ کا مزار مبارک مہرولی میں ظفر محل کے پھانک کے نزدیک درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے باہر واقع ہے۔

تقسیم ہند کے بعد احقر نے حضرت موصوفؒ کی سوانح عمری لکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ کافی عرصے تک اس کے لیے مواد اور یادداشتیں جمع کرتا رہا۔ ارادہ یہ تھا کہ سوانح عمری مرتب کرنے کے بعد فتاویٰ کی جمع تبویب کا اہم کام بھی شروع کیا جائے گا۔ ان دونوں کاموں کے لیے سہ روزہ اخبار الجمعیتہ دہلی کے مکمل فائل کی بھی سخت ضرورت تھی۔ جمعیتہ علمائے ہند کے یوم تاسیس سے ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء تک تقریباً بیس سال آپ اس کے صدر بھی رہے۔ سہ روزہ الجمعیتہ اُسی عہد مسعود کی یادگار ہے۔ علاوہ اس کے کہ آپ کی سیاسی و ملی خدمات کے تذکرے میں اُس سے کافی مدد ملتی ہے۔ ایک مستقل کالم فتاویٰ کے لیے بھی مخصوص تھا۔ ”حوادث و احکام“ کے عنوان سے آپ کے فتاویٰ اخبار مذکور میں شائع ہوتے تھے۔ اس کا مکمل فائل نہ تو اخبار کے دفتر میں موجود تھا، نہ جمعیتہ علمائے ہند کے دفتر میں۔ نہ کسی لائبریری میں۔ بہر حال اللہ کا نام لے کر اخبار کے پرچے جمع کرنے شروع کیے۔ اور کچھ نہ پوچھے کہ کیسی مشکلوں سے پانچ چھ برس لگا تا دیوانہ وار جستجو میں لگے رہے اور رقم کثیر صرف کرنے کے بعد فائل جمع ہوا۔

سوانح کی تسوید پہلے سے جاری تھی اور ابھی وہ ابتدائی منزلوں میں تھی کہ حضرت کی وفات کا سانحہ جاں گداز پیش آیا اور دل و دماغ کی دنیا زیروز بر ہو گئی۔ آپ کی وفات کے بعد مدرسہ امینیہ دہلی کی مجلس منتظمہ نے احقر کی عزت افزائی فرمائی۔ نائب مہتمم کا عہدہ تجویز فرما کر انتظامی خدمت تفویض فرمائی۔ اگرچہ ضابطے میں عہدہ

نائب مہتمم کا تھا مگر عملی طور پر اہتمام و انتظام کی پوری ذمہ داری احقر کے اوپر تھی۔ پھر تقریباً ڈھائی سال نائب مہتمم رہنے کے بعد باضابطہ مہتمم کا عہدہ تفویض کر دیا گیا۔ بگڑتے ہوئے حالات کی وجہ سے انتظامی مصروفیات میں بے انتہا زیادتی ہو چکی تھی اور سوانح نگاری کا کام پہلے ہی ملتوی ہو چکا تھا۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے احقر کا ارادہ تھا کہ فتاویٰ کی جمع و تبویب کا کام سوانح کی تکمیل کے بعد شروع کیا جائے گا۔ لیکن اب حالات بدل چکے تھے۔ بڑے غور و فکر کے بعد دل نے یہ فیصلہ کیا کہ چوں کہ سوانح بالکل نامکمل حالت میں ہے اگر اس کو جاری رکھا جائے تو طویل مدت درکار ہوگی اور اس سے زیادہ اہم کام یعنی تبویب و جمع فتاویٰ میں بہت زیادہ تاخیر ہو جائے گی۔ لہذا اب پہلے یہی شروع ہونا چاہیے۔ چونکہ یہ کام خالص علمی کام تھا۔ رفقاء و اقران سے استدعاء کی کہ اس اہم کام کو شروع کریں یا احقر کے ساتھ تعاون فرمائیں، مگر افسوس کہ ان کے کچھ اور ہی عزائم تھے۔ کسی نے ہامی نہ بھری۔ اپنی کم علمی و بے بضاعتی کی وجہ سے سخت تردد تھا اور ہمت پست ہوئی جا رہی تھی۔ جب یاس اپنے نقطہ کمال پر پہنچی تو موفق حقیقی کے فضل و کرم نے سہارا دیا۔ اس کی کار سازی پر بھروسہ کر کے فتاویٰ کو جمع کرنے اور مبوب کرنے کا عزم مصمم کر لیا اور یہ سوچ لیا کہ تبویب صحیح ہو یا غلط کم از کم اسنا تو ہوگا کہ فتاویٰ کا ذخیرہ یکجا ہو کر سامنے آجائے گا۔ اس طرح تائید غیبی نے شر میں خیر کی صورت پیدا کر دی۔ وَلَا خَيْرَ فِي مَنْ لَيْسَ يُعْرِفَ حَاسِدُهُ

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ فتاویٰ کا ذخیرہ کہاں سے حاصل کیا جائے اور کیونکر مہیا کیا جائے؟ مدرسہ امینیہ میں جو کچھ تھا وہ ناکافی تھا۔ افسوس کہ نقول فتاویٰ کو محفوظ رکھنے کا معقول انتظام کبھی نہیں کیا گیا۔ آپ نے ۱۳۱۶ھ سے ۱۸۹۸ء سے فتویٰ لکھنا شروع کیا اور ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۳ء میں دہلی تشریف لائے۔ لیکن مدرسہ امینیہ میں نقول فتاویٰ کا سب سے پہلا رجسٹر ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق جون ۱۹۳۳ء سے شروع ہوتا ہے۔ یعنی چھتیس برس فتویٰ لکھنے کے بعد نقول فتاویٰ کا انتظام ہوا۔ مگر یہ انتظام بھی ناکافی اور ناقص تھا۔ مدرسے میں آپ کے حین حیات میں صرف پانچ عدد رجسٹر نقول فتاویٰ تیار ہوئے۔ چار رجسٹر بھرے ہوئے ہیں جو تھے رجسٹر میں آخری فتویٰ مورخہ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ (اکتوبر ۱۹۴۴ء) کا ہے اس کے بعد آپ کی وفات تک آٹھ برس کے زمانے میں پانچویں رجسٹر پر صرف ۲۵ فتوے درج ہوئے ان رجسٹروں میں حضرت مفتی اعظم کے فتاویٰ کے علاوہ نائب مفتی حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اور دیگر نائبین و تلامذہ کے فتاویٰ بھی مخلوط ہیں کل فتاویٰ کی تعداد تقریباً ۲۸۱۴ ہے۔

واضح ہو کہ آپ دارالافتائے مدرسہ امینیہ کے بھی اور دارالافتائے جمعیۃ علمائے ہند کے بھی صدر مفتی تھے

جب فتاویٰ کی آمد اور آپ کے مشاغل میں زیادتی ہو گئی تو دونوں جگہ نائب مفتی رکھے گئے جو آپ کی نگرانی میں کام کرتے تھے۔

اندراج فتاویٰ کے لیے کوئی مستقل محرر رکھا گیا آپ کی خدمت میں جو تلامذہ فن افتاء سیکھنے کے لیے حاضر ہوتے تھے اکثر نقل فتاویٰ کی خدمت وہی انجام دیتے تھے۔ یادگیر طلبہ سے یا محرر مدرسہ سے نقل کرا لیے جاتے تھے۔ روزانہ کی ڈاک میں جو فتاویٰ روانہ ہوتے تھے وہ سب کے سب رجسٹر پر نہیں چڑھائے جاتے تھے۔ صرف اہم اور مفصل فتوے درج رجسٹر ہوتے تھے۔ بعض اہم فتاویٰ آپ اپنے قلم مبارک سے بھی نقل فرماتے تھے آپ کے قلم مبارک کی کچھ نقول رجسٹروں پر بھی موجود ہیں اور علیحدہ کاغذوں پر بھی ہیں جو گھر کے کاغذات میں دستیاب ہوئیں۔

ضروری تھا کہ موجودہ ذخیرے کے علاوہ مزید ذخیرہ جمع کیا جائے۔ چنانچہ بار بار اعلان کیا گیا۔ اشتہار طبع کرایا گیا جواب تک بھی مدرسے کی روزانہ ڈاک میں رکھ کر مستقل طور پر بھیجا جا رہا ہے۔ جب باہر سفر میں جانے کا اتفاق ہوا تو لوگوں کو توجہ دلائی گئی اور اس طرح بھی کچھ فتوے دستیاب ہوئے۔ کچھ نقول فتاویٰ کی کتابیں گھر میں محفوظ تھیں۔ کچھ فتاویٰ مطبوعہ کتب میں تھے۔ غرضیکہ جو کچھ بھی جہاں سے ملا مجموعہ میں شامل کیا گیا۔ اور اس مجموعہ فتاویٰ کا نام کفایت المفتی رکھا گیا۔

حضرت کی وفات کے بعد سے یہ کام اب تک جاری ہے۔ اور قارئین کرام متحیر ہوں گے کہ سولہ برس میں بھی کفایت المفتی منظر عام پر نہ آسکا۔ اس کا ایک جواب تو محض اظہارِ ندامت اور اظہارِ افسوس ہے۔ لیکن کچھ نہ کچھ عذر پیش کرنا ہی پڑتا ہے۔ وَالْعُذْرُ عِنْدَ كِرَامِ النَّاسِ مُقْبُولٌ۔

لغزشیں و اصف کی جو مشہور دوراں ہو گئیں	خوش نصیبی سے وہی فرصت کا ساماں ہو گئیں
ایک دو گھریاں ملی تھیں کام کی اس عمر میں	ناگہاں دیکھا کہ غفلت میں گریزاں ہو گئیں
مل گیا اے ہم نشیں! اخلاص و محنت کا صلہ	کیسی کیسی حسرتیں نذرِ حریفان ہو گئیں
ہو گیا پامال اپنا جذبہ فکر و عمل	دل کی ساری قوتیں مصروف طوفاں ہو گئیں
جلوہ افکن تھیں یہاں کیا کیا مبارک ہستیاں	دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے پنہاں ہو گئیں
اب کہاں و اصف ملیں گی وہ گذشتہ صحبتیں	اب وہ باتیں سر بسر خواب پریشاں ہو گئیں

حقیقت یہ ہے کہ حضرت والد ماجد کی وفات کے بعد احقر کی ناتواں ہستی پر اس قدر پے در پے آفات

و مصائب کا نزول ہوا کہ زندگی کا نظام بالکل درہم برہم ہو گیا۔ اور خاص کر مدرسے کے ساتھ انتظامی تعلق بڑا ہی کٹھن اور حوصلہ شکن ثابت ہوا۔ یہ تجربہ مرد آزما پیٹنے کو پی تو لیا۔ لیکن اس کے عواقب و نتائج نے دن کا چین اور راتوں کی نیند حرام کردی اور زندگی اجیرن بنادی۔ حالات ایسے پیدا کیے گئے اور حادثات ایسے پیش آئے کہ دل کی ساری قوتیں اور دماغ کی ساری صلاحیتیں مدرسے کو سنبھالنے اور حالات کا مقابلہ کرنے میں صرف ہوتی رہیں۔ اور جسم و روح کی تازگی و توانائی غم و اندوہ اور الم و اضطراب کی نذر ہوتی رہی۔ وقت یہ تماشا دیکھتا رہا اور فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ گزرتا رہا۔ اِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَ حُزْنِي إِلَى اللَّهِ O

لیکن ان تمام حوادث و موانع اور تیرہ بختیوں کے باوجود نہا نخانہ دل میں ایک چراغ جل رہا تھا۔ یعنی کفایت المفتی کا فکر ہر وقت تازہ تھا۔ اور یہی وہ فکر تھا جس نے شدید ترین صعوبتیں جھیل لینے اور کڑوے سے کڑوے گھونٹ پی جانے اور ہر قسم کی توہین و تحقیر برداشت کر لینے پر مجبور کر دیا۔

یہ دنیا سازگار آئے نہ آئے لیکن اے واصف بہر صورت ہمیں چینا یہاں یوں بھی ہے اور یوں بھی تبویب تو احقر نے حضرت کی وفات کے بعد شروع کر دی تھی۔ اور تبویب کے مطابق مسودہ کا کام بھی بہت کچھ نمٹا لیا چکا تھا۔ پانچ سال کام کرنے کے بعد ملتوی کرنا پڑا۔ بہت عرصے تک ملتوی رہا۔ ایک اور صاحب کے بھی سپرد کیا گیا مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ شروع ہوا پھر ملتوی ہوا۔ پھر شروع ہوا پھر ملتوی ہوا۔ بار بار ایسا ہوتا رہا۔ غرض کہ آٹھ سال تک تسلسل قائم نہیں رہ سکا۔

رفتہ رفتہ کہ خار از پاکشم محمل نہاں شد از نظر یک لحظہ غافل بودم و صد سالہ را ہم دور شد آخر میں اب سے چار سال قبل پھر احقر نے بتوفیق ایزدی ہمت کر کے کام شروع کیا۔ اور کارساز حقیقی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ پہلی جلد قارئین کے پیش نظر ہے۔ اس کے بعد انشاء اللہ بہت جلد دوسری جلد شائع ہوگی۔ پوری کتاب نو جلدوں میں شائع ہوگی، اور جو فتاویٰ اس اثناء میں دستیاب ہوں گے ان کو بھی شامل کر لیا جائے گا۔ اور جو طباعت کے بعد موصول ہوں گے ان کو آئندہ ایڈیشن میں شامل کرنے کے لیے محفوظ رکھا جائے گا۔

فتاویٰ کو مہیا کرنے اور جمع کرنے کے علاوہ تسوید کے وقت بڑی دشواریاں اور مشکلات پیش آئیں رجسٹروں پر جن لوگوں نے فتاویٰ درج کیے تھے ان میں سے اکثر نہایت بدخط تھے۔ ان کے لکھے کو پڑھنے میں سخت محنت کرنی پڑی۔ بعض مرتبہ تو ایسا ہوا ہے کہ ایک ہی فتوے کو پڑھنے اور سمجھنے میں کئی کئی گھنٹے لگ گئے۔ عربی عبارتوں میں ناقلین نے اکثر غلطیاں کی ہیں۔ ان عبارتوں کو اصل کتابوں سے درست کیا گیا۔ حضرت مفتی اعظمؒ نے جہاں

حوالہ میں صرف کتاب کا نام تحریر فرما دیا ہے صفحہ و باب وغیرہ نہیں لکھا ان حوالوں کو اصل کتاب سے نکالنے میں بھی بہت وقت صرف ہوا۔ بہر حال کہیں عربی عبارت میں کچھ شک ہو یا بد خطی کی وجہ سے صاف پڑھی نہیں گئی حتی الامکان اس کو اصل کتاب میں تلاش کر کے درست کر دیا گیا ہے۔ اور حوالہ کا صفحہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔

فتاویٰ کو درج کرنے میں بہت احتیاط برتی گئی ہے۔ جو فتاویٰ باہر سے حاصل ہوئے ان میں سے صرف انہیں فتاویٰ کو شامل مجموعہ کیا گیا ہے جو خاص حضرت مفتی اعظم کے قلم مبارک کے تحریر کیے ہوئے تھے۔ اگر کسی نے نقل بھیج دی تو اس کو مجموعہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ حضرت مفتی اعظم کا انداز نگارش اور ان کے ہاتھ کی تحریر کو احقر خوب اچھی طرح پہچانتا ہے۔ تالیف کے وقت اگر کسی تحریر کے متعلق پورا یقین حاصل نہیں ہو اس کو الگ کر دیا گیا۔ جن سوالات کی عبارتیں بہت طویل تھیں ان کو حتی الامکان مختصر کر دیا گیا ہے۔ لیکن صرف اسی قدر کہ سائل کا مقصود فوت نہ ہونے پائے۔ اگر کسی فتوے میں مختلف قسم کے چند سوالات و جوابات تھے تو ان کو الگ الگ متعلقہ ابواب میں درج کر دیا گیا ہے۔ اس طرح ایک فتوے کے کئی فتوے بن کر شمار میں آئے ہیں۔

جو فتاویٰ عربی یا فارسی زبان میں ہیں ان کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔ تبویب کے لیے عنوانات قائم کرنے میں اس امر کا خیال رکھا گیا ہے کہ عام فہم ہوں۔ جزئیات کو زیادہ سے زیادہ عنوانات پر تقسیم کیا گیا ہے تاکہ مسائل کو تلاش کرنے میں سہولت ہو۔

اس مجموعے میں سب سے قدیم فتویٰ جو دستیاب ہو سکا وہ ۱۳۱۹ھ کا ہے جب کہ آپ مدرسہ عین العلم شاہجہانپور میں مدرس تھے۔ اس پر آپ کے اولین استاد مولانا عبیدالحق خان اور دیگر علمائے شاہجہانپور کے دستخط اور مہریں ثبت ہیں۔ یہ فتویٰ سنت فجر کے متعلق ہے۔ جو انشاء اللہ تیسری جلد میں آئے گا۔

جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو نقول فتاویٰ کے رجسٹروں میں سے لیے گئے ہیں، ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ ”جواب دیگر“ کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔

دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ ”الجمعیۃ“ سے لیے گئے ہیں۔ ان میں لفظ سوال کے نیچے حوالہ لکھا گیا ہے۔

تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کئے گئے یا مطبوعہ کتابوں میں سے لیے گئے لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔

یہ جلد اول جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں کل فتاویٰ چار سو انیس ہیں۔
تفصیل اقسام یہ ہے

کل ۳۱۹

متفرق ۶۹

الجمعیۃ سے ۶۶

رجسٹروں سے ۲۸۴

ابواب و عنوانات کے لیے علیحدہ علیحدہ سادہ کاغذ کی کتابیں بنائی گئی تھیں۔ ہر ایک مسئلے کو اُسی باب و عنوان کے تحت درج کیا گیا جس سے اُس کا تعلق تھا۔ اس طرح مسودہ تیار ہوا جو فل اسکیب سائز کے تین ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے تیار ہونے کے بعد اس کی تصحیح اور مقابلہ بامعان نظر کیا گیا۔

احقر نے مسودہ کو لفظاً لفظاً پڑھا اور مقابلہ نے اصل کو دیکھا۔ تصحیح اور مقابلہ میں احقر کی رفیقہ حیات نے باحس و جوہ شرکت اور پورا تعاون کیا۔ اور کبھی کبھی فرزند سعید بر خوردار مولوی انیس الرحمن فاضل دیوبند شریک کار رہے۔ اور یہ تصحیح و مقابلہ کا کام تقریباً ایک سال میں مکمل ہوا۔

غرض کہ اب پھر دوبارہ تقریباً چار سال تک مسلسل محنت شاقہ اور عرق ریزی کے بعد مسودہ پورا ہوا۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَنِّہٖ وَ کَرَمِہٖ وَ الشُّکْرُ لَہٗ اَوَّلًا وَ اٰخِرًا۔

ہنر و اصف کا اس میں کچھ نہیں ہے وہ کوئی اور ہی خلوت نشیں ہے
وہ اپنا کام لے لے جس سے چاہے کہ می باید سبد راہم گیا ہے
بایں کم مائیگی اس کا کرم ہے یہاں کیا ہے بزرگوں کا بھرم ہے
تری توفیق سے فائز ہے بندہ خدایا شکر سے عاجز ہے بندہ

اب حضرات اہل علم اور ارباب کمال کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر کہیں ترجمہ میں کوئی اغزش و کوتاہی نظر سے گزرے۔ نیز تبویب میں اگر کوئی مسئلہ غلط جگہ درج ہو گیا ہو یا فرہنگ اصطلاحات میں کوئی غلطی ہو تو احقر کی کم علمی اور قصور فہم پر محمول فرمائیں اور احقر کو آگاہ فرمائیں اور نکتہ چینوں سے میں کچھ عرض کرنا نہیں چاہتا۔

دشمنوں کی حرف گیری سے نہ ہو و اصف ماول نقد دل بازار رسوائی میں پرکھا جائے گا

آخر میں قارئین کرام سے گزارش ہے کہ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی جلیل القدر خدمات کے پیش نظر اپنے مخصوص اوقات کی دعاؤں میں ان کی ذات گرامی کو یاد رکھیں اور ایصالِ ثواب فرمائیں۔

اور اگرچہ اس موقع پر اپنا نام لینا بے ادبی ہے مگر حضرت سلیمان علیہ السلام کے تذکرے کے ساتھ ایک

مورے مایہ کا تذکرہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی عظمت میں کسی قسم کے نقص کا موجب نہیں۔ احقر بے انتہا محتاج ہے آپ حضرات کی دعاؤں کا کہ بالکل بے بضاعت اور فقیر ہے۔

رہے دنیا سے بھی محروم اور عقبی سے بھی غافل یہ عمر چند روزہ رائیگاں یوں بھی ہے اور یوں بھی
 البتہ فحوائے لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ ایک شمع شوق و تمنا سیہ خانہ دل میں روشن ہے اور انشاء
 اللہ روشن رہے گی۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ۔

احقر حفیظ الرحمان و اصف ابن حضرت علامہ مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ

مدرسہ امینیہ اسلامیہ کشمیری دروازہ دہلی

مورخہ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

(مئی ۱۹۶۹ء)

www.ahlehaq.org

تاریخ تکمیل مسودہ

اے وہ کہ تیرا دامن ہے بیکسوں کا ماوی
تیرے کرم سے میری مشکل ہوئی ہے آسان
عبرت فزا ہیں سجد اس ناتواں کے حالات
ہمت بھی ہے شکستہ منزل بھی بے نشان ہے
لیکن یہ ہے کرشمہ تائید ایزدی کا
سولہ برس سے پیہم اپنا سفر ہے جاری
بارے بفضل باری منت کی کاوشوں سے
تخریج و تحشیہ بھی تصحیح و ترجمہ بھی
ہے ایک یادگار مفتی کفایت اللہ
۸۵ھ ۱۳ھ
کیا لا سکے گا واصف جز تحفہ ندامت

اے وہ کہ تیری رحمت ہر درد کا مداوا
سب ہو گئے مرتب بکھرے ہوئے فتاویٰ
غفلت کا معصیت کا آنکھوں پہ ہے غشاوہ
چاروں طرف سے غم نے دل پر کیا ہے دھاوا
رحمت نے ہر قدم پر دل کو دیا بڑھاوا
کھولا نہیں ہے دم بھر اس راہ میں کجاوہ
تیار ہو گیا یہ مجموعہ فتاویٰ
کافی ہوئی ہے محنت جمویب کے علاوہ
کیا خوب سال بھری ہے ارسخ الفتاویٰ
۸۹ ۱۳

ہاں حیات ہرزہ با ایں کلام یا وہ

پہلا باب دارالاسلام اور دارالحرب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين۔ آمین۔

دارالحرب میں بینک کی ملازمت

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ بینک کی وہ ملازمت جس میں سود کا حساب کتاب و عملدرآمد وصول باقی کرنا پڑتا ہے، یہ ملازمت اہل اسلام کے لئے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بیٹوا توجروا۔

المستفتی۔ احقر العباد محمد یوسف تھانوی گلی لوہار ان اجمیری گیٹ دہلی۔ مورخہ ۷ ار رمضان المبارک

۱۳۴۲ھ م ۲۲ اپریل ۱۹۲۴ء

(جواب ۱) سرکاری بینک کی ملازمت اس حیثیت سے کہ اس میں سودی کاروبار ہوتا ہے ناجائز نہیں ہے کیونکہ بحالت موجودہ گورنمنٹ برطانیہ محارب ہے اور ہندوستان دارالحرب ہے (۱) اور اس میں گورنمنٹ سے سود لینا ناجائز نہیں ہے۔ (۲) لیکن سرکاری بینکوں میں قصداً روپیہ جمع کرنا اور اس کے ذریعے سے ایک قسم کی امداد پہنچانی درست نہیں (۳)۔ فقط۔

ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالامن؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیت دہلی مورخہ ۷ رجب ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۲۶ء)

(سوال) واقعات حاضرہ سے دریائے اضطراب اس ہستی ناپائیدار میں جس قدر زور و شور سے لہریں مار رہا ہے اس کا خاکہ زمین شعر و سخن ذیل پر کشید کر کے متمنی ہوں کہ ازراہ شفقت مفصل و مشرع دلائل سے جواب مرحمت

۱۔ ہندوستان کے دارالحرب ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے، ایک جماعت کی رائے یہی ہے جو حضرت مفتی صاحبؒ نے تحریر فرمائی ہے، ان حضرات کا مستدل مندرجہ عبارت ہے: (لا تصیر دارالاسلام دارالحرب الا بامور ثلاثة الخ) وفي الشامية "وقال بشرط واحد لا غير، وهو اظهار حكم الكفر (رد المحتار مع التنوير و شرحه ۴/ ۱۷۴) (انجائیم سعید) جبکہ دوسرے حضرات کی رائے اس کے خلاف ہے۔ تفصیل کے لئے (اعلاء السنن: ۱۳، ۳۶۵)

۲۔ "لارباہین المسلم والحربی فی دارالحرب (نصب الرایۃ: ۴/ ۴۴) دارالمأمون الطبعة الاولى۔ ذکر عن مکحول عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لارباہین المسلمین و بین اہل دارالحرب فی دارالحرب (اعلاء السنن ۱۴/ ۳۳۳) یہ امام صاحبؒ کا قول ہے جس علماء نے اس پر فتویٰ دیا ہے۔ امام ابو یوسف اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دارالحرب میں بھی سود لینا جائز نہیں۔ دیکھئے ادا الفتاویٰ (۳/ ۱۵۵) ادا الاحکام، ۱/ ۷۴، "اعلاء السنن: ۱۳/ ۲۳۲"

۳۔ "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" (المائدہ: آیت: ۲)

فرما کر مضطرب قلوب کو موقع تشکر عطا فرمائیں۔ رباعی :

مشرک کے جو رو ظلم سے مسلم غضب میں ہے، بیتاب اہل ہند ہیں خدشہ غرب میں ہے
گھر ہے امن کا ہند کہ دار الحرب ہے ہند، اے عالمو! بتادو لکھا کیا کتب میں ہے
پریشان خاطر شاہ صابری انہوئی از بسبب

(جواب ۲) بہتر یہ تھا کہ سوال کو نثر کے ایک مختصر فقرے میں کہ ”ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالامن؟“ اور کر دیا جاتا۔ مگر خیر جواب عرض کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کے دارالحرب ہونے نہ ہونے میں علماء کا اختلاف ہے (۱) اور میرے نزدیک نہ پورا دارالحرب ہے نہ پورا دارالاسلام۔ بعض احکام میں مثلاً جواز جمعہ و عیدین وغیرہ میں دارالاسلام ہے (۲) اور بعض احکام مثلاً محارب گورنمنٹ سے سود لینے میں دارالحرب ہے۔ اگرچہ اختلاف علماء کی وجہ سے احتیاط اسی میں ہے کہ مسلمان سود لینے کا ارادہ کر کے گورنمنٹ کے بنکوں میں روپیہ جمع کرنے کی عادت نہ ڈالیں، (۳) تاہم جمع شدہ روپیہ کا سود گورنمنٹ کے پاس چھوڑیں بھی نہیں۔ (۴) محمد کفایت اللہ غفرلہ

دارالحرہ کے کفار سے سود لینے کا فتویٰ۔

(سوال) دارالاسلام اور دارالحرب کی کیا تعریف ہے؟ دارالحرب میں اہل کتاب کفار وغیرہ سے سود لینا جائز ہے یا نہیں؟ زید اور بحر اخذ ربوا من غیر المسلمین میں باہم مختلف ہیں۔ زید کہتا ہے کہ ہندوستان میں جملہ شعائر کفر بلا خوف کھلم کھلا علی الامان لئے جاتے ہیں۔ دوسرے اجرائے حدود و قصاص و قتل مرتد کی طاقت نہیں۔ تیسرے ساروا ایکٹ اور فریضہ حج میں ناجائز قیود کے ذریعہ گورنمنٹ نے مداخلت فی الدین شروع کر دی ہے۔ تحریک کشمیر وغیرہ میں محض اعلائے کلمۃ الحق و تبلیغ کلمۃ اللہ کے جرم میں سینکڑوں علمائے راسخین اسیر ہوئے، لہذا ہندوستان دارالحرب ہے، اس میں اہل کتاب وغیرہ کفار سے اخذ ربوا جائز ہے۔ عمر و کہتا ہے کہ ہم اذان دیتے ہیں، نماز، جماعت، جمعہ، عیدین ادا کرتے ہیں۔ لہذا یہ دارالاسلام ہے اور اخذ ربوا ناجائز ہے۔ زید جواب میں کہتا ہے کہ ان اعمال صالحہ میں اس وقت تک آزادی ہے جب تک کہ یہ امور تعزیرات ہند کے کسی قانون سے نہ ٹکرائیں۔ اگر دفعہ ۱۴۴ وغیرہ آرڈیننس کے ذریعہ حکومت ان کاموں کو روکنا چاہے تو مسلمانان ہند میں اتنی سیاسی قوت نہیں جس کے بھروسہ پر وہ مقابلہ کر سکیں۔ جیسا کہ ساروا ایکٹ کے معاملے میں اور حرار کی تحریک میں اور معاملہ فریضہ حج میں مسلمان باوجود انتہائی کوشش کے کامیاب نہ ہو سکے۔

المستفتی نمبر ۷۲۳ بشیر احمد صاحب خطیب مسجد جامع پرور۔ ۲۰ محرم ۱۳۵۳ھ ۵ مئی ۱۹۳۲ء۔

نوٹ :- فتاویٰ سے استفادہ کرتے وقت تاریخوں کے تقدیم و تاخر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ و احف

۱۔ دیکھئے : اعلیٰ عدالتیں، ۱۴، ۳۶۵ ادارۃ القرآن کراچی

٢- وامامهم ولاية كفار، فيجوز للمسلمين اقامة الجمع والاعياد. (الشاميه : ١٧٥ / ٤ سعيد)

٣. وقد اتفقت اللجنة على أن الخروج من الخلاف مستحب قطعاً (اعلاء السنن : ١٤ / ٣٦٦)

۴۔ اس رقم کال کے پاس چھوڑنا معصیت پر تعاون ہے، جو کہ درست نہیں۔ موانع تعارض حلت و حرمت میں احتیاط اولیٰ ہے۔

(جواب ۳) ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں تو زید کا بیان صحیح ہے۔ (۱) لیکن سود لینے کا فتویٰ علی الاطلاق دینا مسلمانوں کے لئے خطرناک ہے کہ سود کی حرمت کی اہمیت ان کے ذہن سے نکل جائے گی۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دارالحرب میں قائم کفار کی کمپنی سے بیمہ کرانا

(سوال) زید ایک ہندوستانی مسلمان ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ اپنے اہل و عیال کی آئندہ بہبودی کے لئے اپنی جان کا بیمہ کرائے۔ جس بیمہ کمپنی میں وہ بیمہ کرنا چاہتا ہے وہ انگلستان میں ہے کمپنی کے حصہ دار، اس کے ڈائریکٹر وغیرہ بھی انگریز ہیں۔ ہندوستان میں کاروبار کے لئے کمپنی کی ایک شاخ ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۶۷۱ محمد حسین بی، اے بی ٹی علیگ فزاشخانہ دہلی۔ ۱۱ شعبان ۱۳۵۲ھ ۹ نومبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۴) ہندوستان کے دارالحرب ہونے کی بنا پر زید کو جائز ہے کہ وہ انگلستان کی کمپنی میں زندگی کا

بیمہ کرائے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

دارالحرب میں جمعہ عیدین اور سود لینے کا حکم

(سوال) ہمارے پٹھان لوگ آپس میں جھگڑتے ہیں کہ یہ ملک دارالحرب ہے یا نہیں۔ کیونکہ اگر دارالحرب ہو تو بیان یاربواجو کہ پٹھان لوگ لیتے ہیں آواز ہے اور اگر دارالاسلام ہو تو بند ہے۔ نیز جمعہ کی نماز اس ملک میں جائز ہے یا نہیں۔ اگر جمعہ کی نماز جائز ہے تو احتیاطی چار رکعات وہ بھی جائز ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۱۵ لال محمد خاں پٹھان (بمبئی) ۲۵ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵) اگر دارالحرب بھی ہو جب بھی غیر مسلموں سے ربو لینا (ان کی رضامندی سے) جائز ہے۔ (۱)

مسلمانوں سے یا جبراً غیر مسلموں سے لینا روا نہیں (۵) جمعہ کی نماز جائز ہے (۶) ظہر احتیاطی پڑھنا نہیں چاہئے۔ (۷)

محمد کفایت اللہ

۱۔ ہی البلاد التي ليس للمسلمين عليها ولاية، وسلطان، ولاتقام فيها اكثر شعائر الاسلام

(حاشیۃ الفتح الاسلامی والوائ: ۸، ۳۹) (الکتب الختانیہ) یہ ایک رائے ہے، دوسری رائے اس کے خلاف ہے

۲۔ قد اتفقت الائمة دیکھئے اعلاء السنن ۱۴/۳۶۵ علی ان الخروج من الخلاف مستحب قطعاً (اعلاء السنن ۱۴/۳۶۶)

۳۔ بیمہ سود اور قمار سے مرکب ہے دارالحرب میں ان عقود فاسدہ کے جواز کے قول کو بنیاد بنا کر یہ فتویٰ دیا گیا ہے، دوسرے حضرات اس کو دارالحرب میں بھی ناجائز کہتے ہیں، دیکھئے امداد الفتاویٰ ۳/۱۶۱

۴۔ لان ماله ثمة مباح فيحل برضاة مطلقاً ("در مختار" ۴/۱۷۵)

۵۔ احتراز بالحربی عن المسلم الاصلی، والذمی، وكذا عن المسلم الحربی اذا هاجر البنا. الحج ("الشامیة: ۵/۱۸۶") (س)

۶۔ واما في بلاد عليها ولاية كفار فيجوز للمسلمين اقامة الجمع والاعياد. (الشامیة: ۵/۱۷۵ سعید)

۷۔ فی البحر قد اُفتیت مراراً بعدم صلوة الاربعة بعدها بنية آخر ظہر. ("درمع الرد: ۲/۱۳۷ سعید)

ہندوستان کا دارالحرب ہونا قوی اور راج ہے

(سوال) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے لحاظ سے ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟
نیز شیخین کی رائے کے لحاظ سے بھی؟ اور فتویٰ کس پر ہے؟

المستفتی نمبر ۷۴۰۔ عمر الحق (کاٹھیاواڑ) ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ ۸ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۶) اب ہندوستان کے دارالحرب ہونے کی رائے قوی اور راج ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ

(دارالحرب میں کفار سے سود لینا اور اس کو فقراء اور مساکین پر خرچ کرنا)

(۱) ہندوستان دارالحرب ہے یا نہیں؟

(۲) اگر دارالحرب ہے تو کافروں سے مسلمان سود لے سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) (الف) جس مسلمان کی رقم ڈاکخانہ میں رکھی ہوئی ہے وہ ۳۵۱ اپنی رقم سود ڈاک خانہ سے لے سکتا ہے یا نہیں؟ (ب) اگر لے سکتا ہے تو اس سود کو اپنی ذات پر یا کسی اسلامی ادارہ پر یا غیر مستطیع طلبہ پر خرچ کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۳ حبیب احمد (کیتھل ضلع کرناٹ) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۳ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۷) (۱) ہندوستان بقول راج دارالحرب ہے۔ (۲)

(۲) ہاں حرئی کافروں سے دارالحرب میں مسلمان کو سود لینا مباح ہے۔ (۳) مگر چونکہ ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں اختلاف ہے، اس لئے مسلمانوں کو باخوری سے بچنا احوط ہے۔ (۴)

(۳) ڈاک خانہ سے ضرور سود کی رقم لے لے اور مساکین و یتامی پر خرچ کر دے یا طلبہ کو دے دے۔ (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

ہندوستان سے ہجرت کرنا ضروری ہے نہ اس میں

مسلمانوں کا آپس میں سودی لین دین جائز ہے

(سوال) کیا ہندوستان اور بلوچستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام۔ اور کیا دارالحرب سے مسلمانوں کو الٰہی

دارالاسلام ہجرت کرنا واجب اور لازمی ہے یا نہیں۔ اور کیا ریوایع سودی کاروبار کرنا دارالحرب میں بعض

مسلمانوں کا بعض مسلمانوں سے جائز ہے یا نہیں؟

۱۔ "وقالا: بشرط واحد لا غیر وهو اظہار حکم الکفر وهو قیاس" (الشامیہ ۴/ ۱۷۴ سعید) بعض علماء نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ دیکھئے (اعلاء السنن: ۱۳/ ۳۶۵)

۲۔ "وقالا: بشرط واحد لا غیر وهو اظہار حکم الکفر وهو قیاس" (الشامیہ ۴/ ۱۷۴ سعید) بعض علماء نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ دیکھئے (اعلاء السنن: ۱۳/ ۳۶۵)

۳۔ "لان ماله ثمة مباح فیحل برضاه مطلقاً" (الرد مع الدر: ۵/ ۱۸۶ سعید) یہ ایک قول ہے دوسرا قول عدم جواز کا ہے۔ دیکھئے امداد الفتاویٰ ۳/ ۵۵، امداد الاحکام: ۱/ ۶۴۷

۴۔ دیکھئے "اعلاء السنن: ۱۳/ ۳۶۵-۳۶۶

۵۔ یہ رقم عیسائی مشینریوں کو دی جاتی تھی اور وہ اس کو کفر کی تبلیغ کے لئے استعمال کرتے تھے اس لئے یہ فتویٰ دیا جاتا تھا۔

المستفتی نمبر ۱۱۱۱ مولوی عطاء اللہ صاحب کوئٹہ (بلوچستان) ۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۸ اگست ۱۹۳۶ء
(جواب ۸) ہاں ہندوستان اور بلوچستان جو حکومت انگریزی کے ماتحت محکوم ہیں دارالحرب ہیں (۱) اور
دارالحرب میں عقود ربویہ حرابی کافروں کے ساتھ جائز ہیں۔ (۲) مگر ہجرت اس لئے فرض نہیں کہ ادائیگی فرائض
ممکن ہے (۳) لیکن مسلمانوں کو عقود ربویہ کی اجازت دو وجہ سے دینا مشکل ہے۔ اول یہ کہ دارالحرب ہونے میں
بعض علماء کا اختلاف ہے، اس لئے شبہ ربوہ کا متحقق ہو سکتا ہے۔ (۴) دوم یہ کہ دارالحرب میں بھی مسلمانوں کو آپس
میں سود لینا دینا قبول رائج جائز نہیں ہے۔ (۵) اور ربوہ کی مروجہ صورتوں میں مسلمانوں کی شرکت اکثری طور پر
لازمی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

ہندوستان دارالحرب ہے

(سوال) ہندوستان واقعی اس وقت دارالحرب ہے؟ اگر ہے تو کیوں؟ اگر نہیں تو کیسے؟

المستفتی نمبر ۱۱۹۱ محمد انیال صاحب (لاہور) ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۹) ہندوستان دارالحرب ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

دارالحرب کی تعریف اور ہندوستان کے مسلمانوں کی ذمہ داریاں

(سوال) (۱) دارالحرب سے کیا مطلب ہے (۲) آیا اس وقت ہندوستان دارالحرب ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں
(۳) اگر ہے تو مسلمانوں پر کیا فرض ہے۔

المستفتی محمد رفیع صاحب (آلہ آباد) ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۰) (۱) دارالحرب وہ ملک ہے جس میں کفار کی خود مختار حکومت ہو جو اپنی مرضی کے موافق احکام
جاری کرنے پر قادر ہو۔ (۲)

(۲) ہندوستان یقیناً دارالحرب ہے۔

(۳) مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ حسب استطاعت امارت شرعیہ قائم کرنے اور اسلامی حکومت ملک کے اجراء
میں آزادی حاصل کرنے کی کوشش کریں اور مسلسل جدوجہد جاری رکھیں۔ (۸) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ملکہ نقل مطابق نقل ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہاں اصل میں لفظ اسلامی حکومت کے بجائے "اسلامی حدود" ہو گا۔ واصف غنی سنہ۔

۱۔ وقال ابو يوسف ومحمد: بشرط واحد لا غير، وهو اظهار احكام اهل الكفر وهو القياس (هنديہ: ۲۳۲/۲ ماجديہ)
(اعلاء السنن ۳۶۵/۱۴ اداره القرآن)

۲۔ لان ماله ثمة مباح فيحل برصاه مطلقاً (الشامية ۱۸۶/۵ سعد)، دیکھئے، امداد الفتاویٰ ۱۵۵/۲

۳۔ والثانی: قادر لکنہ لکنہ اظهار دينه واداء واجبه ومستحبه (تكملة فتح الملهم ۳۷۳/۳)
۴۔ دیکھئے اعلاء السنن حوالہ سابقہ

۵۔ "فان مدلوله جواز الربا بين مسلم اصلي مع مثله، او مع الدمي، هنا وهو غير صحيح" (الشامية: ۱۸۶/۵ سعيد)
۶۔ دیکھئے حاشیہ نمبر ۱

۷۔ هي البلاد التي ليس للمسلمين عليها ولاية، ولا يقام فيها اكثر شعائر الاسلام طائفة الفقہ الاسلامی وادلته (۳۹/۸ مکتبہ حقانیہ)

۸۔ اما في البلاد عليها ولاية كفار... ويجب عليهم طلب "وآل مسلم" (الشامية ۱۷۵/۴)

دارالحرب ہونے کی شرط اور دارالحرب میں سودی لین دین
(سوال) (۱) ہندوستان دارالحرب ہے یا نہیں؟

(۲) دارالحرب میں کفار سے بیاج لین دین کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) دارالحرب ہونے کی کون کون سی شرط ہے؟

المستفتی - نمبر ۲۶۳۴ محمدولی شمس الدین صاحب (گجرات) ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ ۷ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۱) (۱) ہندوستان دارالحرب ہے مگر دارالحرب کے تمام احکام یہاں جاری نہیں (۱)

(۲) ہندوستان میں مسلمانوں کو سود لینا دینا جو شبہ کے جائز نہیں۔ یعنی ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں

علماء کے اختلاف کی وجہ سے شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ (۲)*

(۳) جو ملک ایک بار دارالاسلام ہو چکا ہو اس کے دارالحرب بننے میں امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک تین شرطیں

ہیں۔ اول یہ کہ اس میں حکومت سابقہ کی کوئی شرط امن و ذمہ داری یا معافی باقی نہ رہے۔ دوم یہ کہ احکام اسلامی

جاری نہ رہیں۔ تیسرے یہ کہ اس کا دارالاسلام سے اتصال باقی نہ رہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ہندوستان میں سود کا جواز

(سوال) ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں اب تو کوئی شک نہیں معلوم ہوتا۔ تو کیا اب سود لینا جائز ہو گا۔ اور

اس کا استعمال جائز ہو گا؟

المستفتی - نمبر ۲۸۱۲ سلیمان موسیٰ حافظ فی بارڈولی ضلع سورت - ۸ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ

(۲۸ دسمبر ۱۹۵۰ء)

(جواب ۱۲) ہندوستان اگرچہ پہلی حالت میں نہیں رہا، مگر دارالحرب نہیں بنا۔ بلکہ یہاں کی حکومت قانوناً

مشترک حکومت ہے۔ اس میں مسلمان ممبر بھی شامل ہیں۔ اس لئے سود کا جواز سمجھ میں نہیں آتا۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

۱۔ کیونکہ دارالحرب کی تعریف میں یہ قید موجود ہے کہ
”لا یتقام فیہا اکثر شعائر الاسلام“ اور ہندوستان ایسا نہیں ہے۔

۲۔ دیکھئے (الامام السنن: ۱۳۱-۳۶۵)

۳۔ لا تصر دار الاسلام دار حرب الا بامور ثلاثہ احدثها باجراء احکام اهل الشرك علی سبيل الاشتہار وان لا یحکم فیہا بحکم الاسلام والثانی: ان تكون متصلہ بدار الحرب ولا یتخلل بینہما بلد من بلاد الاسلام الثالث: ان لا یبقی فیہا مومن ولا ذمی آمن بامانہ الاول. (ہندیہ ۲/ ۲۳۲ ماجدیہ کوندہ)

۴۔ ”لو اجريت احکام المسلمين و احکام اهل الشرك لا تكون دار الحرب“ (طحطاوی علی الدر: ۲/ ۴۶۰) طبع

دار المعرفہ بیروت

دوسرا باب اسباب نجات

نیکو کار کافر و مشرک کی نجات نہ ہوگی۔

ایک شخص خاندانی مسلمان ہے اور خود بھی نہایت پابند صوم و صلوٰۃ ہے۔ تہجد گزار ہے ذکر و شغل کا بھی عادی ہے۔ وضع ظاہری بھی شریعت اسلام کے مطابق رکھتا ہے۔ لیکن زندگی اس کی مکرو فریب، کذب و افتراء، ایذاء رسانی و قطع رحم میں بسر ہوتی ہے۔ دوسرا شخص قوم کا برہمن پشتینی کافر و مشرک ہے، اس کے گلے میں بتوں کی ہیکل پڑی

رہتی ہے، رات دن پوجا پاٹ کرتا رہتا ہے، مگر اسی کے ساتھ اس کی زندگی لبنائے جنس کی خدمت، یتیمی کی پرورش، بیواؤں کی ہمدردی میں بسر ہوتی ہے اور اس کی ذات یکسر امن و سکون ہے۔ براہ کرم مذہب اسلام کے نقطہ نظر سے بتائیے کہ ان دونوں میں کون ناجی ہے اور کون ناری؟ یادوؤں ناجی ہیں یا دونوں ناری؟ اگر آپ چاہیں تو استناداً قرآن، حدیث و اقوال اکابر کا حوالہ دے دیں، ورنہ اس کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ مجھے صرف جناب فی رائے بحیثیت ایک عالم دین ہونے کے درکار ہے۔ میں پندرہ دن تک جناب کے فتویٰ کا انتظار کروں گا۔

المستفتی نیاز فتحپوری ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنؤ۔

(جواب ۱۳) اسلامی اصول کے موافق نجات کے لئے ایمان لازم ہے۔ مشرک کے لئے نجات نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے :-

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء (نساء) (۱)

یعنی اللہ اس کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، اور اس کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا۔ یعنی مشرک کی مغفرت کے ساتھ مشیت ایزدی متعلق ہی نہ ہوگی۔ خازن میں ہے۔

ومعنى الآية ان الله لا يغفر لمشرك مات على شركه ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء يعنى ويغفر ما دون الشرك لمن يشاء من اصحاب الذنوب والاثام۔ (خازن ص ۲۵۳ مصر ج ۱)

آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ مشرک کو جو مشرک ہونے کی حالت میں مر جائے نہیں بخشے گا اور شرک کے علاوہ دوسرے گناہ اور جرائم والوں میں سے جسے چاہے گا بخش دے گا (خازن صفحہ ۲۵۳ مطبوعہ مصر جلد اول) اور حدیث میں ہے: ثم امر بالا فنادى فى الناس انه لا يدخل الجنة النفس مسلمة۔ (بخاری جلد اول ص ۴۳۱) (۲)

یعنی پھر حضور انور ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے لوگوں میں پکار کر کہہ دیا کہ جنت میں صرف نفوس مسلمہ داخل ہوں گے۔

ہاں جو مسلمان کہ ایمان و اسلام کے ساتھ گناہوں کا مرتکب بھی ہوگا اگر توبہ کر کے نہ مرے تو اس کو گناہوں کے بدلے جہنم کا عذاب دیا جائے گا۔ یعنی وہ عذاب دیئے جانے کا مستحق ہے اگر حق تعالیٰ چاہے تو اس کو بغیر عذاب دیئے بخش دے اور چاہے عذاب دے کر بالآخر نجات دے۔ (۱) کافر اور مشرک کے پاس نجات کی اساسی شرط اور رضائے حق تعالیٰ کی کلید یعنی ایمان نہیں۔ اس لئے وہ نجات جس کو رضائے مولیٰ کے حصول یا وصول الی اللہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے نہیں پاسکتا۔ نہ نجات کا مستحق قرار دیا جاسکتا ہے۔ (۲)

انسانی روح کی منزل مقصود رضائے مولیٰ یا بالفاظ دیگر وصول الی اللہ ہے۔ اس منزل مقصود تک سفر کے لئے جس قوت کی ضرورت ہے وہ ایمان کی قوت (اسٹیم) ہے۔ اعمال حسنہ اس قوت کے معین ہو سکتے ہیں، لیکن اصل قوت کا کام نہیں دے سکتے۔ مثلاً ایک مقام پر دو ٹرینیں کھڑی ہیں۔ ایک ٹرین کے ڈبے نہایت نفیس صاف شفاف، اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ ڈبوں میں ہر قسم کے راحت کے سامان فواکہ الوان طعام سب موجود ہیں۔ اس میں بیٹھنے والے نہایت راحت و آرام پاتے ہیں۔ کھانا کھاتے اور مٹھائیوں اور میوؤں سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ دوسری ٹرین کے ڈبے نہایت میلے کچیلے، خراب خستہ، ٹوٹے پھوٹے۔ نہ کسی قسم کی راحت کا سامان نہ کھانے پینے کا آرام۔ اس کے پرزے بھی پرانے گھسے ہوئے۔ مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی ٹرین میں اسٹیم کا انجن نہیں ہے۔ اور دوسری میں اسٹیم والا انجن لگا ہوا ہے۔

ظاہر ہے کہ دوسری خراب خستہ ٹرین باوجود اپنی تمام قباحتوں اور خرابیوں کے واصل الی المقصود (ناجی) ہوگی۔ اور پہلی نفیس اور صاف شفاف ٹرین باوجود اپنی تمام خوبیوں بلکہ راحت پاشیوں اور فائدہ رسانیوں کے غیر واصل الی المقصود (غیر ناجی) ہوگی، اس میں شک نہیں کہ اگر اس ٹرین میں اسٹیم کا انجن لگا دیا جائے تو اس کی سیر الی المقصود اعلیٰ و اکمل ہوگی۔ لیکن جب تک اصل قوت یعنی اسٹیم کا انجن نہ ہو اس کی تمام خوبیاں فائدہ رسانیوں زرپاشیاں، ڈبوں کی صفائی پرزوں کی خوئی و مضبوطی سب بے کار ہے۔ یہی مطلب اس آیت کریمہ کا ہے۔

ان الذین کفروا وما توا وہم کفار فلن یقبل من احدہم ملء الارض ذہباً
ولو افندی بہ (آل عمران) (۳)

یعنی جو لوگ کافر ہوئے اور کفر کی حالت میں مر گئے تو ان میں سے کسی کی طرف سے زمین بھر سونا بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ اس نے یہ سونا فدیہ خسران (یعنی فدیہ عدم نجات) کے طور پر پیش کیا ہو۔
مراویہ ہے کہ چونکہ اس نے وصول الی اللہ کی اصل قوت محرکہ و موصلاً حاصل نہیں کی (یعنی ایمان) تو اگرچہ دنیا میں اس نے زمین بھر سونا بھی خرچ کیا ہو مگر یہ اس کے لئے ایمان (یعنی اصلی قوت موصلاً) کے قائم مقام نہ ہوگا۔

۱. ”ویغفر لمن یشاء، ویعذب من یشاء وکان اللہ غفوراً رحیماً“ (الفتح: ۱۴)

۲. ”ان اللہ لا یغفر لمن یشرك به، ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء“ (النساء: ۱۱۶)

۳. (آل عمران: ۹۱)

جس طرح کہ مثال مذکور میں پہلی ٹرین کی خوبصورتی، صفائی، مضبوطی، فائدہ و راحت رسائی وصول الی مقصود کے لئے کام نہ آئی کیونکہ ان میں سے کوئی چیز بھی قوت موصولہ کا کام نہیں دے سکتی اور جب تک قوت موصولہ نہ ہو، ہر ایک کا وجود بے کار ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات مالکیت، خالقیت، ربوبیت، رزاقیت وغیرہ پر ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے تو اس امر کو سمجھ لینا کچھ مشکل ہی نہیں کہ اسلام نے نجات کے لئے ایمان باللہ کو کیوں لازم قرار دیا ہے۔

بادشاہ سے بغاوت ایسا جرم ہے اس کے ہوتے ہوئے مجرم کی تمام صفات حسنہ اس کے بچانے کے لئے کافی نہیں ہوتیں بالخصوص جب کہ بادشاہ نے یہ اعلان بھی کر دیا ہو کہ باغی کا جرم بغاوت معاف نہیں کروں گا باقی جرائم کو چاہوں گا تو معاف کر دوں گا۔

یہ شبہ کہ جس شخص کی زندگی بنائے جس کی خدمت یتامی کی پرورش، یتیموں کی ہمدردی میں بسر ہوئی ہے اس کا ناجی نہ ہونا اس امر کو مقتضی ہے کہ یہ اعمال حسنہ بے کار اور ضائع ہو جائیں اور یہ بات غیر معقول ہے، اس امر پر مبنی ہے کہ اعمال حسنہ کو نجات کے لئے موجب بالذات مانا جائے اور یہ غلط ہے۔ کیونکہ نجات یعنی وصول الی اللہ کا تصور بغیر اللہ تعالیٰ کے اعتراف اور ایمان باللہ کے نہیں ہو سکتا اور کافر جب کہ بت پرست عابد صنم ہے مومن باللہ اور مصدق بالصفات موجد قرار نہیں دیا جاسکتا۔ تو اس کے افعال حسنہ بہ نیت تقرب الی اللہ (یعنی سیر الی اللہ) ہو ہی نہیں سکتے اور ان کو حقیقۃً افعال حسنہ کہنا ہی صحیح نہیں ہے، اس لئے یہ لازم ہی نہیں آیا کہ افعال حسنہ بے کار ہو جائیں۔

دوم یہ کہ ایسا شخص جو نیک کام کرتا ہے اس کی منزل مقصود حصول نیک نامی ہوتی ہے اور یہ مقصد اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ من سمع سمع اللہ بہ (۱) پس اس کے اعمال کا بطلان و ضیاع لازم نہیں آیا۔ تیسرے یہ کہ باوجود کفر اور شرک کے اس کے اعمال صالحہ میں اگر ادنیٰ سے ادنیٰ شائبہ بھی اعتراف و ایمان باللہ کا ہو گا اور کسی درجہ میں بھی وہ حصول رضائی مولیٰ تعالیٰ کا قصد رکھتا ہو گا تو حضرت حق تعالیٰ اس کے انہیں اعمال صالحہ کو اس کے لئے وسیلہ ایمان باللہ بنا دے گا۔ اور اس کے لئے سیر الی اللہ کی اصلی قوت (سٹیم) مہیا و میسر فرما دے گا۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد اسلمت علی ما سلف (۲) لك من خیر سے مفہوم ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ اسلام لانے سے پہلے میں نے جو اعمال صالحہ (مثلاً صدقہ، غلام آزاد کرنا صلہ رحمی وغیرہ) کئے ہیں کیا مجھے ان کا بھی کچھ ثواب ملے گا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ انہیں اعمال کے صلے اور نتیجے میں تو تم کو ایمان و اسلام کی توفیق نصیب ہوئی۔ (۳)

۱۔ مسلم شریف ۲/۴۱۲

۲۔ مرئع بالا ۲/۴۶

۳۔ یہ حدیث حضرت عمر کی نہیں بلکہ حضرت حکیم بن حزام کی ہے۔ مسلم شریف میں ہے عن حکیم بن حزام أنه قال لرسول الله ﷺ آئی رسول الله آرایت امورا اتحدث بها فی الجاهلیة من الصدقة أو عتاق أو صلة رحم أفيها أجر فقال رسول الله ﷺ اسلمت علی ما أسلفت من خیر (مسلم ۷۴/۱) قدیمی

مختصر تشریح کے بعد آپ کے سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ مومن عاصی آخر کار ضرور ناجی یعنی واصل الہی ہے۔ اس کے ایمان کا مقتضی یہ ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس کو اطاعت و انقیاد کے صلے میں آخر کار ضرور مندی کا تمغہ عطا فرمائے۔ اگرچہ وصول الہی اللہ کے سفر میں اس کو اپنی خرابی خستگی کمزوری (جرائم معاصی) کی وجہ سے کتنی ہی دیر لگے اور کتنی ہی تکلیف اور مصائب برداشت کرنی پڑیں۔ مگر چونکہ قوت موصولہ (ایمان کی ستیم) موجود ہے، اس لئے ایک نہ ایک دن ضرور منزل تک پہنچ کر رہے گا۔ (۱)

اور کارفرما کار ناجی نہیں۔ یعنی واصل الہی اللہ و فائز برضاء اللہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں دنیا میں اس کے اعمال صالحہ کا بدلہ یعنی نیک نامی منقبت مقبولیت شہرت یا دولت و ثروت مل جائے لیکن مالہم فی الآخرة من خلاق۔ (۲) آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔

مکتوب حضرت مفتی اعظم بنام نیاز فتحپوری ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنؤ۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۱ء
جناب عالی دام مجد ہم۔ سلام مسنون!

آپ کا خط اور نومبر و دسمبر کے نگار کے پرچے اور اخبار حقیقت کا کٹنگ مولانا عارف صاحب کی معرفت پہنچا۔ میں نے آپ کی تحریر پر جو اخبار "حقیقت" میں چھپی ہوئی ہے اعتماد کرتے ہوئے مسلمانوں کو تعرض نہ کرنے کا مشورہ دے دیا ہے۔ مرسد پرچے تفصیلی طور پر میں نہیں دیکھ سکا۔ اجمالی طور پر بعض مقامات دیکھے۔ میں آپ سے یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت حق جل شانہ انبیائے کرام علی نبینا وعلیہم السلام۔ صحابہ و اولیائے امت رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ دین اسلام والہیات و اسلامیات کا احترام و تقدیس ہر مسلمان کا مذہبی و اخلاقی فریضہ ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان ہوئے اور مسلمان رہنے کا پرزور اعلان فرماتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ اس اعلان کی ذمہ داری کو بھی آپ اچھی طرح محسوس فرماتے ہوں گے۔ اسلام اور مسلمان قوم آپ کا اصلی سرمایہ اور ذخیرہ شرف ہے اور یہی ہونا اور رہنا چاہئے۔ مجھے معلوم نہیں کہ مسلمان میرے مشورے کو قبول کریں گے یا نہیں، لیکن یہ یقینی ہے کہ آپ کا آئندہ طرز عمل مسلمانوں کے آئندہ طرز عمل کا دار ہو گا۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔ دہلی۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۱ء ۵ شعبان ۱۳۵۰ھ

وہ اہل کتاب جن کو آپ ﷺ کی دعوت پہنچ جائے پھر بھی آپ پر ایمان نہ لائے ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

(السوال) اہل کتاب سے جو شخص آج کل موحّد ہو، اچھے کام کرتا ہو، برے کاموں سے روکتا ہو، بیشتر کے پیغمبروں کو مانتا ہو، ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو نہ مانتا ہو اور ہمارے قرآن و حدیث پر عمل نہ کرتا ہو، ایسا شخص اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد جنتی تک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

۱۔ "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا دخل أهل الجنة الجنة، وأهل النار النار يقول الله تعالى: من كان في قلبه مثقال حبة من خردل من إيمان فإخروجه، ويخرجون قد ماتحشوا وعادوا حملاً فيلقون في نهر الحياة فينبون كما تبت الحبة في حميل السيل، ألم تروا أنها تخرج صفراء ملتوية." (مشکوٰۃ المصابيح: ۹۰) قرآن محل
۲۔ البقرة: ۱۰۲

المستفتی نمبر ۶۵ مولوی عبدالرحیم کانپور۔ ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۱۴) جو شخص کہ حضرت نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہ لائے اور حضور ﷺ کی تصدیق نہ
کرے حالانکہ اس کو حضور ﷺ کی دعوت پہنچ چکی ہو، آخرت میں اس کی نجات نہیں ہوگی۔
قرآن مجید میں ہے :

ومن اظلم ممن ذکر بآیت ربہ ثم اعرض عنها . انا من المجرمین منتقمون۔ (۱)
دوسری جگہ ہے :

ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا ونحشرہ یوم القیامة اعمی . الی قوله تعالیٰ
و كذلك نجزی من اسرف ولم یؤمن بآیت ربہ ولعذاب الآخرة اشد وابقی۔ (۲)
ایک اور جگہ فرمایا :

ومن یکفر بہ فاولئک ہم الخسرون۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

ایمان کے بغیر اعمال صالحہ جنت تک نہیں پہنچا سکتے۔

(سوال) ایک شخص ہندو ہے اور نجی بہت ہے۔ مردم آزادی سے بچا ہوا ہے۔ اس کو بو بہشت کی پہنچے گی یا
نہیں جو بوئے بہشت مسلمانوں کو پانچ سو کو س دور سے پہنچے گی، اس ہندو کو بھی پہنچے گی یا کہ نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۳۶۔ چودھری خیر الدین صاحب راجپوت (ضلع انبالہ) ۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ
(جواب ۱۵) کافر کے لئے جنت یا جنت کی پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں۔ ایمان کے بغیر اعمال صالحہ (سناوت
ومدارات وغیرہ بھی جنت تک نہیں پہنچا سکتی)۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

۱۔ ام السجدہ: ۲۲

۲۔ طہ: ۱۳۳

۳۔ البقرہ: ۱۲۱

۴۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع ببی احد من
ہذہ الامۃ یهودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار ، مشکوٰۃ المصابیح : ۱۴ (قرآن
نحل مولوی مسافر خان)

کفار و فساق کے معصوم بچے نیز حالت جنون میں بالغ ہو کر مرنے والا شخص جنتی ہے۔
 (۱) مشرک و کافر کے معصوم بچے جو فوت ہوتے ہیں کیا یہ سب بلا حساب و کتاب جنت میں داخل کئے جائیں گے اور کیا یہی بچے جنت میں ہمارے خدمت گار ہوں گے؟

(۲) زانی کے مجہول النسب و نیز سود خوار کے معصوم بچوں کا کیا حشر ہوگا؟
 (۳) ایک مشرک جو پیدائشی مجنون و مختل دماغ ہو اور ایسی ہی حالت میں بالغ ہو کر مر گیا ہو تو ایسی حالت میں اس کا کیا حشر ہوگا؟ (المستفتی نمبر ۲۰۸۵۔ شیخ عبداللہ مولا بخش چکی والے (بمبئی ۸) ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۱۶) (۱) ہاں قول راجع یہی ہے کہ مشرکین و کفار کے معصوم بچے جنت میں جائیں گے۔ (۱)
 (۲) سود خوار کے معصوم بچے اور ولد الزنا بھی جو قبل بلوغ مر جائیں دوسرے نابالغ بچوں کی طرح جنتی ہوں گے۔ (۲)

(۳) جو شخص جنون کی حالت میں بالغ ہو کر مر گیا وہ بھی جنتی ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

www.ahlehaq.org

۱۔ ان الاصح انہم من اہل الجنة: "مرقاۃ المفاتیح: ۱/۱۶۶ مکتبہ امدادیہ مئتان

۲۔ عن محمد انی اعلم ان اللہ لا یعذب احداً بغير ذنب الخ (البحر الرائق: ۲/۲۰۵ بیروت)

۳۔ "ان اللہ لا یظلم مثقال ذرة" (النساء: ۴۰) اس کو اللہ تعالیٰ جہنم میں نہیں بھیجیں گے جس کا کوئی قصور نہیں۔

تیسرا باب

موجبات کفر

دین کو ماننے سے انکار کرنا یا اس کی کسی بات کا مذاق اڑانا کفر ہے

(السوال) ایک مقام پر بہ تقریب شادی منجملہ دیگر اہل اسلام کے چند علماء بھی جمع تھے۔ جب دامن کے مکان پر مولوی صاحبان تشریف لے گئے اور راگ و باج سے منع فرمانے لگے تو مالک مکان نے کہا کہ ہم ہر راگ و باج بخوانیں گے۔ علماء نے کہا کہ قرآن و حدیث میں راگ و باج کی سخت ممانعت آئی ہے، یہ فعل ہرگز نہ کرو۔ اس کے جواب میں ان مسلمانوں نے یہ کہا کہ ہم قرآن و حدیث کو نہیں مانتے ہم راگ و باج ضرور بخوانیں گے۔ بعد وہی شخص دوسرے گاؤں شادی کرنے گیا اور باج ہمراہ لے کر دامن کے مکان پر پہنچ کر باج بخوانا شروع کر دیا۔ دامن کے والد نے کہا کہ باج مت بخواؤ، یہ رسم کفار کی ہے تو اس کے جواب میں کہنے لگا کہ ہم کافر ہیں، ہم کافر ہیں، ہم کافر ہیں، تین بار کہا اور جو کوئی ہم سے رشتہ داری و میل رکھے گا وہ بھی کافر ہے، لہذا شریعت میں ایسے اشخاص کے واسطے کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۷) کسی شخص کا یہ کہنا کہ ہم قرآن و حدیث کو بالکل نہیں مانتے یا کسی ایسی بات کا زبان سے نکالنا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول و کتب کی حقارت ہوتی ہو، صریح کفر ہے۔ ایسے الفاظ کے استعمال کرنے سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں سے اہل اسلام جیسا کہ تاؤر کھنڈا درست نہیں۔ فتاویٰ ہذا میں ہے: اذ اوصف الله بما لا يليق به اوسخر اسما من اسمائه او باصر من اوامره او انكر وعدا او وعيدا كفر ولو قال من خذ ايم يکفر (۱)۔ انتہی۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

رضی بالکفر کفر ہے۔

(سوال) ایک مسلمان عورت کسی کافر کے ساتھ کفر کے رسم و رواج کے موافق نکاح کر کے رہی اور اس کافر کے ساتھ اس کے بت خانے میں جا جا کر مذہبی رسوم پوجا پاٹ ادا کرتی رہی، ایسی عورت کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھنا اور اسے مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بیوا تو جروا۔

(جواب ۱۸) بت خانہ میں جانا اور بت پرستی کے رسوم ادا کرنا بتوں کو سجدہ کرنا کفر ہے اور چونکہ یہ کام اس نے خوشی اور رضامندی سے کئے ہیں اور رضا بالکفر بھی کفر ہے (۲)، اس لئے وہ عورت کافرہ ہے۔ لہذا اس کے جنازہ پر نماز پڑھنا اور مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز نہیں۔ وکما لو سجد الصنم او وضع مصحفاً فی قاذورة فانه يکفر وان كان مصدقاً لان ذلك فی حکم التکذیب کما افاده فی شرح العقائد (۲) الخ (رد المحتار)

۱. بزار علی ہلمش ہندیہ ۳۲۳/۷ مکتبہ ماجدیہ

۲. قال! هو يهودی او نصرانی لانہ رضاء بالکفر وهو کفر وعلیه الفتوی (جامع الفصولین ۲/۱۰۳ اسلامی کتب خانہ
۳. "کما فرضنا ان احدا صدق بجمیع ماجاء به النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اقربہ و عمل مع ذلك شد الزنا بالاخیار
او سجد الصنم بالاخیار نجعله کافراً، لما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل ذلك علامة التکذیب و انکار." (شرح العقائد
۱۹۵ ایچ ایم سعید)

اور چونکہ یہ مرد ہے اس لئے اسے غسل دینا بھی جائز نہیں۔ ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبہ کحالہ الکافر الاصلی اما المرتد فیلقی فی حفرة کالکلب انتھی (در مختار ولا یغسل ویکفن ولا یدفع الی من انتقل الی دینہم بحر عن الفتح (ردالمحتار) (۱)

اسلامی قانون وراثت کے کسی خبر کا انکار کرنا یا غیر شرعی قانون کو اس پر ترجیح دینے کا حکم۔ (السوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس جماعت کے بارے میں جو کچھ عرصے سے مسلمان ہوئے ہیں اور تمام احکام شریعت کو وہ تسلیم کرتے ہیں مگر قانون وراثت شرعی کو بالکل نہیں مانتے اور اپنے آبائے قدیم ہنود کے قانون کو صراحتہ اپنا قانون بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے آبائے قدیم ہنود کے اس قانون وراثت نہیں چھوڑ سکتے۔ اور عدالت میں کہہ دیا ہے کہ ہم مسلمان ہیں مگر شریعت محمد کے قانون وراثت کو ہم نہیں تسلیم کرتے بلکہ ہندو یعنی قانون وراثت اہل ہنود کو اپنا قانون تسلیم کرتے ہیں۔ اس آیت شریفہ کا حکم ان کا کد ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکفرون۔

(جواب ۱۹) قانون وراثت کا اکثری حصہ نص قرآنی سے ثابت ہے، اس ثابت شدہ حصے کے کسی جزو کو تسلیم کرنا کسی دوسرے قانون کو اس پر ترجیح دینا قطعاً کفر ہے۔ پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ شریعت محمدی کے قانون وراثت کو ہم تسلیم نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔ اور جب وہ کافر ہیں تو لو قاف شرعیہ کی تولیت کا انہیں کوئی استحقاق نہیں۔ فی البزازیۃ انکرایۃ من القرآن او سخر بایۃ منہ یکفر انتھی (۲) وفي اعلام بقوا طع الاسلا ویکفر من کذب بشی مما صرح به القرآن من حکم او خبرا وجملة التوراة والانجیل وکتب الل المنزلة او کفر بها اولعنها اوسبها واستخفها انتھی (۳) وفي الفصول العمدیۃ اذا انکرایۃ من القرآن او سخر بایۃ منہ کفر الخ (۴)

ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں جو نبوت رسالت اور قرآن کے منکر کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو۔

(السوال) زید تو حید و رسالت اور جمیع ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوئے اور اس پر عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ جو شخص صرف تو حید کا قائل ہو اور رسالت اور قرآن کو نہ مانتا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا، بلکہ آخر میں اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔ زید کا امام بنانا جائز ہے۔ یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۹۲ محمد ابراہیم خان ضلع غازی پور ۹ رجب ۱۳۵۲ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۰) جو شخص آنحضرت ﷺ کی رسالت و نبوت کو نہ مانے اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب تسلیم نہ کرے وہ جماہیر امت محمدیہ علیٰ صابہا کی اسلام والہیہ کے نزدیک ناجی نہیں ہوگا (۱) ایسے شخص کو جو اس کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو، امام بنانا جائز نہیں ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

غیر اللہ کو پوجنا کفر ہے ایسے افعال کا مرتکب شخص امامت کا قابل نہیں۔

(السوال) زید نے (جو مسلمان ہے) اپنے لڑکے کی شادی میں رسم ہنوداں ماتا دیوی کی پوجا کے ساتھ کی۔ جب اہل اسلام کی طرف سے متنبہ کیا گیا تو اس نے تین اراکین اسلام کے خلاف عدالت میں استغاثہ پیش کر کے مقدمہ چلایا اور خود بھی عدالت میں حلفا بیان دیا اور بحر سے بھی جو پیش امام ہے خفیہ بیان دلویا کہ مسلمان لوگوں میں ضرورت کے وقت ماتا پوجی جاتی ہے اور میں نے ماتا پوجی ہے۔ ایسے آدمیوں سے تعلق رکھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۳۱۷ محبوب خان ولد مصطفیٰ خاں (مالوہ) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۷ جون سن ۱۹۳۴ء (جواب ۲۱) زید کا فعل ماتا کی پوجا کرنا اور بحر کا بیان کہ مسلمانوں میں ضرورت کے وقت ماتا پوجی جاتی ہے اسلام کے خلاف ہے اور شریعت میں بت پرستی اور اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت اور پوجا کرنے کی کسی حالت میں اجازت نہیں۔ بحر امامت کے قابل نہیں رہا۔ (۳) دونوں سے توبہ کرانی چاہئے اور دونوں کے نکاح از سر نو پڑھائے جائیں۔ (۴) اگر وہ توبہ نہ کریں اور تجدید نکاح نہ کریں تو مسلمان ان سے قطع تعلق کر لیں۔ (۵)

اللہ کے نام کی توہین کفر ہے

(سوال) خدا کے نام کی بتک و بے عزتی کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۴۱۴ فقیر محمد (ضلع ہزارہ) ۲ جمادی الثانیہ ۱۳۵۳ھ م ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء (جواب ۲۲) خدا کے نام کی بتک اور توہین کرنی کفر ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

اسلامی احکامات کے ماتحت مت گرانا واجب ہے اور اس کو بنانے والا مستحق ملامت و تعزیر ہے۔

(سوال) ضلع مظفر گڑھ پنجاب قصبہ جان گڑھ کے قریب ایک مشہور بزرگ جناب میران حیات رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف کے احاطہ کے اندر ۵-۶ فٹ کے فاصلہ پر مزار مبارک کے عین سامنے ایک مجسمہ

۱۔ یکفر اذا کفرایۃ من القرآن (البحر الرائق : ۵ / ۱۳۱ بیروت)

۲۔ "وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها" فلا یصح اقتداء به اصلاً۔ (الشامیہ : ۱ / ۵۶۱، ۵۶۲)

۳۔ کما لو سجد لصنم..... فانه یکفر (الشامیہ : ۴ / ۲۲۲ سعید)

۴۔ ویبطل منه النکاح، (تنویر مع الرد و شرحہ : ۴ / ۲۵۹) سعید

۵۔ فاما من جنی علیہ، عصى ربه فجاءت الرخصة فی عقوبته بالهجران کالثلاثة المتحلفین..... وقال احمد: لا یرأ من الهجرة الا بعوده الی الحالة التي کان علیها اولاً" (عمدة القاری : ۲۲ / ۱۳۷ بیروت)

۶۔ اوسخرا سما من اسمائه تعالیٰ..... یکفر" (بزازیہ علی هامش ہندیہ : ۶ / ۳۲۳ ماجدیہ)

اونٹنی کا بنار کھا تھا۔ اس بت کی کرامات بیان کرتے تھے۔ ہار سنگار، تیل پھیل، نذر نیاز، چو مناور کئی قسم کے چڑھاوے چڑھانا جائز سمجھتے تھے۔ وہ بت میاں میلو کے نام سے بہت متبرک مشہور ہو گیا تھا۔ ایک غیرت مند مسلمان عالم نے وہاں جا کر دیکھا کہ بہت لوگ گمراہ ہو رہے تھے۔ اللہ اکبر کا نعرہ کہہ کر اس نے اس بت کو مسمار کر کے صاف زمین کر دی۔ اس کی یہ بت شکنی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۴۳۹ محمد حبیب اللہ (خان گڈھ) ۲۸ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء (جواب ۲۳) یہ بت بنانا اور اس کی پوجا کرنا، نذر نیاز چڑھانا شریعت اسلامیہ کے احکام کی صریح خلاف ورزی اور شرک و بت پرستی کی ترویج ہے۔ (۱) ایک بزرگ کے مزار کے پاس یہ مشرکانہ افعال کرنا اور اس بزرگ کے نام کے ساتھ اس کو منسوب کرنا اس مزار اور صاحب مزار کی بھی اسلامی عقیدے کے بموجب توہین ہے۔ اسلامی احکام کے ماتحت وہ بت۔

واجب الہدم اور اس کو بنانے والے مستحق ملامت و تعزیر تھے۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ڈھانے والے کو انعام اور بنانے والے کو سزا دی جاتی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ الجواب صحیح۔ حبیب الرحمن سلیمین غفری عنہ

پیر کو خدا سمجھنا کفر ہے۔

(السوال) جو شخص کہتا ہے کہ خدا کیا ہے میرا تو پیر خدا ہے مجھ کو پیر نے بتایا ہے، خدا نے کیا بتایا ہے اور میں اپنے پیر کے حکم سے مردے کو زندہ کر سکتا ہوں۔ اور میں نماز خدا کی نہیں پڑھتا ہوں۔ اور خدا کے ذکر کے بجائے اپنے پیر کا ذکر کرتا ہے یا وارث، یا وارث کرتا ہے غسل میت کے فرض واجب نہیں جانتا ہے۔ اور اپنے آپ کو لوگوں میں ولی ظاہر کرتا ہے۔ ایسے آدمی کو مسجد میں جا روپ کش یا مؤذن مقرر کرنا یا اس سے میت کو غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۴۶۲ محمد حسین صاحب (سابر متی) ۱۵ محرم ۱۳۵۴ھ ۲۰ اپریل ۱۹۳۵ء (جواب ۲۴) یہ کلمات موجب کفر ہیں، (۳) اس کو ان کلمات سے توبہ کرنی چاہیے۔ ورنہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کو علیحدہ کر دیں۔ اگر میت کے غسل کا طریقہ سے معلوم نہیں تو اس سے میت کو غسل نہ دلویا جائے۔ (۲) فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

ہم خدا اور رسول کا حکم نہیں مانتے کہنے والے کا حکم۔

(السوال) قاضی صاحب نے اپنے گاؤں کے مسلمانوں کو زلزلہ کے موقع پر مجتمع کر کے استغفار و توبہ کی

۱۔ قال ابن کثیر: تحت قوله تعالى واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئاً يا مرتبارك وتعالى لعبادته وحده ولا يشرك به شيئاً من مخلوقاته تفسير ابن کثیر ۱/ ۴۹۳ تھیل اکیڈمی لاہور

۲۔ "من رای منکم منکراً الخ (مسلم ۱۱/ ۵۱ قدیمی کتب خانہ)

۳۔ اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق یکفر اذا کان الجزء ثابتاً (برازیة علی هامش ہندیہ: ۶/ ۳۲۳)

۴۔ اسے بالکل غسل دلوانا ہی نہیں چاہئے۔ کیونکہ اس کے غسل دینے سے مسلمانوں کے ذمہ سے واجب ساقط نہیں ہوتا اور نہ ان کو ثواب ملتا ہے۔ دیکھئے (الشامیہ: ۲/ ۱۹۹ سعید)

ترغیب دی اور خدا اور رسول ﷺ کے احکام کی تعمیل کرنے پر متوجہ کیا۔ بعض سود خوار مسلمانوں نے قاضی صاحب کی باتوں پر عمل کرنے اور توبہ کرنے سے انکار کیا۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ ہم خدا اور رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے۔ قاضی صاحب نے بہت کچھ سمجھایا، مگر وہ شریک نہیں ہوئے۔ لہذا ان لوگوں کو وہاں کے مسلمانوں نے جماعت سے خارج کر دیا۔ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۱۸ قاضی محمد خالق (ضلع بنگلور) ۶ ربیع الثانی سن ۱۳۵۶ھ ۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۵) دعاء واستغفار کے اجتماع میں شریک ہونا فرض و واجب نہیں تھا۔ صرف جائز تھا۔ اس لئے شرکت سے انکار کرنے والوں پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں تھا۔ مگر نہ شریک ہونے والوں کے یہ الفاظ کہ ”ہم خدا اور رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے۔“ اگر اس سے مراد یہ تھی کہ خدا اور رسول ﷺ کے احکام جو خدا اور رسول ﷺ کے احکام ہیں انہیں ہم نہیں مانتے، تو یہ لوگ کافر ہو گئے۔ ان کو تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ (۱) اور اگر یہ مطلب ہو کہ قاضی صاحب جو ہمیں خدا اور رسول ﷺ کی طرف سے یہ احکام بتاتے ہیں کہ ایک جگہ جمع ہو، توبہ کرو۔ تو ہم ان احکام کو خدا اور رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے اور اس لئے اس کی تعمیل نہیں کرتے۔ تو اس صورت میں ان کی تکفیر میں احتیاط کی جائے۔ (۲) مگر زجرا توبہ کرنے تک ان سے تعلقات ترک کر دیئے جائیں۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

ہم شریعت محمدی کے پابند نہیں کہنے سے کفر کا قوی خطرہ ہے۔

(السوال) زید عدالت میں یہ کہہ کر کہ جو کہوں گا ایمان سے سچ کہوں گا کہتا ہے، میں یا ہم شریعت محمدی ﷺ کے پابند نہیں ہیں۔ رسم و رواج کے پابند ہیں۔ زید کی ان الفاظ کے بظاہر ہوش و حواس ادا کرنے سے کفر لازم آتا ہے کہ نہیں۔ ایسے شخص کے لئے تجدید اسلام کی ضرورت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۲۲ ملک محمد امین صاحب (جاندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۶) ”ہم شریعت محمدی ﷺ کے پابند نہیں ہیں۔“ یہ جملہ بہت سخت گناہ کا موجب ہے، اس کا مفہوم شریعت محمدی کی تعمیل کا ترک اور رواج کی پابندی کا التزام ہے جو فسق تو یقیناً ہے اور کفر کا قوی خطرہ ہے، مگر چونکہ اس سے اعتقاد حقانیت شریعت کا انکار صاف طور سے ثابت نہیں ہوتا، اس لئے تکفیر میں احتیاط کی جاتی ہے۔ (۱) لیکن اگر کوئی یہ کہہ دے کہ میں رواج کو شریعت سے بہتر سمجھتا ہوں، تو اس کی تکفیر میں تاہل نہیں (۲) اور پہلی صورت میں بھی تجدید اسلام و تجدید نکاح احتیاطاً لازم ہے۔ (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

۱۔ ”ما یكون کفراً اتفاقاً یطل العمل والنکاح.“ (الشامیہ : ۴ / ۲۴۶ سعید)

۲۔ ”وقد سئل فی الخیرۃ عنمن قال له الحاکم: ارض بالشرع لا اقبل..... فأجاب بانہ لا ینبغی للعالم ان ینادر بتکفیر اهل الاسلام.“ (الشامیہ : ۴ / ۳۲۰ سعید)

۳۔ اما من جنی علیہ وعصى ربه فانت الرخصة فی عقوبة بالهجران کالثلاثة المتخلفین علیها اولاً. (عمدة القاری : ۲۲ / ۱۳۷ بیروت)

۴۔ اذا کان فی المسئلة وجوه توجب الکفر ووجه يمنع فعلى المفتی ان یمیل الى ذلك الوجه. (ہندیہ : ۲ / ۲۸۳ ماجدیہ)

۵۔ ”قال: لخصمه آنچه حکم شریعت است بر آن رویم، فقال خصمه: من سیاست کارکم بشرع نی، کفر.“ (بزازیہ علی هامش ہندیہ : ۶ / ۳۳۸ ماجدیہ) ۶۔ دیکھئے الشامیہ : ۳ / ۲۳۷ سعید

یا اللہ تو نے بڑا ظلم کیا انتہائی صدمے کی حالت میں کہنا۔

(السوال) زید نے فرط غم اور انتہائی صدمہ کی حالت میں مثلاً کسی کی موت یا کسی چیز کے فوت پر کہا یا اللہ تو نے بڑا ظلم کیا۔ زید کی دماغی حالت متعدد اولادوں کے فوت ہونے، بال بچوں کی علالت اور تیمارداری، اپنوں اور غیروں کی بد سلوکی و ایذا رسانی و کثرت صدمات سے اچھی نہ تھی۔ بعض اوقات بلکہ اکثر اوقات تو اس وقت کی حالت پر غور کرنے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ دماغ صحیح ہی نہ تھا۔ لیکن بعض اوقات یہ خیال ہوتا ہے کہ بے اختیار محض تو نہ تھا کہ ان کلمات کا حسن و فحش نہ سمجھتا ہو اور اکل و شرب و حوائج و ضروریات سے بے خبر ہو۔

ہاں سالہا سال کے متواتر صدمات و ہجوم و غموم و افکار و ترددات اور ناقابل برداشت پریشانیوں اور اس پر سے کسی صدمہ عظیم کا بار یکبارگی دماغ پر پڑ جانے سے ایک مغلوبیت کی حالت تھی۔ بہر حال زید کی حالت ایک عجیب شش و پنج اور حیس حیس کی حالت ہے کہ وہ پورے طور سے یہ بھی فیصلہ نہیں کر سکتا کہ دماغی حالت درست بھی تھی یا نہیں۔ اور بحالت موجودہ بھی دماغی امراض و عوارض میں مبتلا رہتا ہے اور دو اعلاج کرتا رہتا ہے۔ لہذا ایسی حالت میں زید پر کفر لازم آتا ہے یا نہیں اور اس کا نکاح درست ہے یا نہیں۔ حالت اوائل غم میں ایک بار اور تجدید نکاح کی تھی یہ تو ہے کہ کوئی معاملہ طلاق وغیرہ کا نہ تھا نہ کوئی ایسا لفظ زبان سے نکالا تھا اور الفاظ کفر یہ ہی کی بنیاد پر تھی یا احتیاطاً تھا اور کوئی واقعہ یاد نہیں۔ پس ایسی حالت میں زید کا نکاح درست ہے یا نہیں۔ اور تجدید نکاح کرے یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۱۶۹۲ مولوی محمد یوسف صاحب شہر سلطان پور (اودھ) ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ

۲۴ اگست ۱۹۴۳ء

(جواب ۲۷) اگر اس کی دماغی حالت درست نہ ہو۔ معنوی مغلوب العقل کی حالت ہو تو کفر عائد نہیں (۱) احتیاط یہی ہے کہ توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے۔ اگر پہلے تجدید نکاح اسی بنا پر یعنی شبہ کفر کی بناء پر ہو چکی ہو تاہم اب پھر تجدید جائز ہے اور احوط ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

اسلام، اہل اسلام، اور خدائے پاک کے متعلق مغالطات بننے والے شخص کا حکم۔

(السوال) (۱) جہانیا منڈی ضلع ملتان میں سر بازار بھرے مجمع میں چودھری دلدار خاں ولد صوبے دار بلندے خاں نمبر دار جہانیا نے مذہب اسلام کے متعلق کہا ”اسلام تیل لے گیا۔“

(۲) مسلمانوں کے متعلق کہا ”سب مسلمان اپنی مائیں چدوا کے میرے ساتھ حقہ پیویں گے۔“ اور

جب پھر اس سے کہا کہ کیا تم نعوذ باللہ خدا بن بیٹھے ہو تو اس نے کہا ”خدا کی ایسی تیمی۔“ مذہب اسلام سب مسلمانوں اور خدا کے متعلق اس قسم کے مغالطات کہنے والا کیا ازروئے شریعت مسلمان ہے اگر وہ مسلمان نہیں رہا

۱۔ ”فلا نصح ردة مجنون و معنوه“ (الشامیہ: ۴/ ۲۲۴ سعید)

۲۔ وما فیہ خلاف یومر بالا ستغفار والتوبہ و تجدید النکاح، (الشامیہ: ۴/ ۲۴۷)

تو اس کے ساتھ میل جول رکھنا کیا حکم رکھتا ہے۔

المستفتی - نمبر ۲۰۵۴ غلام محمد لودھیانوی (ملتان) ۱۵ رمضان ۱۴۳۵ھ ۲۰ م نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸) یہ الفاظ یقیناً موجب استخفاف و توہین ہیں اور کہنے والا اس کا مرتکب کبیرہ ہے اور آخری فقرہ (خدا کی ایسی تیسری) صراحۃً موجب کفر ہے (۱) جب تک یہ شخص توبہ نہ کرے اس سے مقاطعہ کر لیا جائے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

”میں ایسے شرعی فتوے کو نہیں مانتا“ کہنے والا کا حکم؟

(السوال) ایک فتویٰ قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے مطابق علماء دین نے دیا جس کو ایک مسلمان کہتا ہے کہ میں ایسے شرعی فتوے کو نہیں مانتا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ شخص اسلام میں رہایا نہیں اگر اسلامیہ حکومت ہو تو یہ شخص واجب القتل ہے یا نہیں؟ اور اگر کفار کی حکومت ہے پھر ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے؟

المستفتی - نمبر ۲۳۵۹ انوار احمد صاحب دہلی ۷ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ ۶ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب) از مفتی مظہر اللہ صاحب۔ اگر فتویٰ صحیح ہے اور یہ شخص اسی اعتبار سے کہ وہ شرعی حکم ہے اس کے ماننے سے انکار کرتا ہے تو بے شک یہ کفر ہے (۳) اور اگر کسی تاویل کی گنجائش نہ ہو تو یہ بھی صحیح ہے کہ ایسا شخص واجب القتل ہے (۴) جس کا حکم ہندوستان میں یہ ہے کہ کسی مسلمان کو اس سے کسی قسم کا تعلق رکھنا بھی جائز نہیں۔ لیکن چونکہ یہ حکم انتہاء درجہ کی تحقیق کے بعد لگایا جاسکتا ہے۔ اس لئے جب تک علماء کے سامنے اس شخص کو اور اس واقعہ کی نوعیت کو پوری طرح سے پیش کر کے حکم حاصل نہ کیا جائے مسلمانوں کو اس سے انقطاع جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد مظہر اللہ غفر لہ امام مسجد جامع فتحپوری دہلی۔

(جواب ۲۹) (از حضرت مفتی اعظم) کسی فتوے کے ماننے سے انکار کرنا دو طرح پر ہے۔ اول یہ کہ منکر اس فتویٰ کو شرعی۔ صحیح فتویٰ جانتے ہوئے ماننے سے انکار کر دے تو یہ تو حقیقتہً شریعت کا انکار ہے اور یہ کفر ہے۔ (۵) دوم یہ کہ منکر اس فتوے کو صحیح شرعی فتویٰ نہ سمجھے اور اس بناء پر ماننے سے انکار کر دے تو یہ شریعت کا انکار نہیں ہو بلکہ اس شخص فتوے کا انکار ہوا۔ پھر اگر وہ فتویٰ کسی فرض قطعی یا ضروریات دین میں سے کسی ضروری چیز کے متعلق تھا تو اس کا انکار مستلزم انکار شریعت ہو جائے گا اور یہ بھی منجر بکفر ہوگا : اور اگر وہ فتویٰ کسی قطعی اور ضروری چیز کے متعلق نہ تھا بلکہ کسی مجتہد فیہ امر کے متعلق تھا تو اس کا انکار کفر نہیں۔ (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

۱۔ ”اذا وصف الله بمالا يليق بكفر“ (بازایۃ علی ہامش ہندیہ : ۶ / ۳۲۳ ماجدیہ)

۲۔ ”وان جنی علیہ وعصى ربه“ قال احمدیبرامن الهجرة الا بعوده الى الحالة التي كان عليها۔ (عمدة القاری : ۲۲ / ۱۳۷ بیروت)

۳۔ ولو نظر الى الفتوى وقال : ”بازنامہ فتویٰ آوردی“ یکفر ان اراد به الاستخفاف بالشریعة“ (ہندیہ : ۲ / ۲۷۲)

۴۔ ”من بدل دینه فاقتلوه“ (مشکوۃ : ۳۰۷ ، محمد سعید ایند سنن)

۵۔ ہندیہ حوالہ سائن

۶۔ ”والاصل ان من اعتقد الحرام حلالاً..... وان كان دليلاً قطعياً ككفر والا فلا“ (الشامیہ : ۴ / ۲۲۳ سعید)۔ یہ بھی کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

جو شخص توحید کا قائل مگر رسالت کا منکر وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا؟

(السوال) (۱) ایک شخص توحید کا قائل ہے اور خدا تعالیٰ کو وحدہ لا شریک سمجھتا ہے۔ نیز اعمال صالحہ کرتا ہے اور افعال شنیعہ سے پھرتا ہے، مگر رسالت کا منکر ہے یعنی آنحضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان نہیں رکھتا ہے کیا از روئے شرع شریف یہ شخص بدی جہنمی ہے؟

(۲) زید مسلمان ہے، توحید و رسالت کا قائل ہے۔ مذکور بالا شخص کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ رسالت کا منکر کافر ہے اور اس انکار کی وجہ سے ایک عرصہ تک جہنم میں سزا بھگتنے کے بعد آخر کار جنت میں ضرور داخل ہوگا اور اپنے اس خیال کی تصدیق میں یہ آیت کریمہ پیش کرتا ہے۔ ان الله لا يغفران يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا خیال رکھنے سے زید کے ایمان میں کوئی خرابی واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۲۳۶۱ منظور احمد خان۔ نیو دہلی۔ ۸ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ مے جولائی ۱۹۳۸ء
(جواب ۳۰) جو شخص آنحضرت ﷺ کی نبوت کا منکر ہے وہ اگرچہ توحید کا قائل ہو، خلود فی النار سے نہیں پئے گا۔ (۱) آیت کریمہ میں لفظ شرک سے مراد کفر ہے یعنی جو کفر کرے گا وہ بخشا نہیں جائے گا کیونکہ بہت سی آیات قرآنیہ کفار کے لئے خلود و دوام فی النار۔ پر صراحۃً دلیل ہیں مثلاً والذین کفروا وکذبوا بآیاتنا اولئک اصحاب النار هم فیہا خلدون۔ ای لا یخرجون منها ولا یموتون فیہا (خازن)۔ (۲) دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ وما هم بخارجین من النار (۳) کہ کافر دوزخ سے نکالے نہ جائیں گے اور آیت کریمہ۔ ویغفر ما دون ذلك لمن يشاء (۴) میں کفر کی مغفرت مراد نہیں ہے کیونکہ کفر کی جزا تو خلود فی النار قرآن مجید کی بہت سی آیات میں بتصریح وارد ہے۔

پس جو شخص توحید کا قائل ہے اور رسالت کا منکر ہے وہ یقیناً کافر ہے اور آیت منقول بالا کے بموجب اس کی سزا خلود ہے۔ والمراد بالشرك في هذه الآية الكفر لان من جحد نبوة محمد صلى الله عليه وسلم مثلاً كان كافراً و لو لم يجعل مع الله الهاً آخر و المغفرة منتفیه عنه بلا خلاف (فتح الباری انصاری جز اول صفحہ ۳۵) (۵) اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کی نبوت کا انکار کر دے وہ کافر ہے اگرچہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اور اس کی مغفرت نہ ہونا متفق علیہ ہے۔

موحدین کا دوزخ میں ہمیشہ نہ رہنا اور آخر الامر نکالا جانا اگرچہ بعض روایات میں حضرت عمر اور حضرت ابن مسعودؓ کی طرف نسبت کیا گیا ہے مگر اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ مذہب صحیح نہیں ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری پارہ ۲ مطبوعہ انصاری صفحہ ۱۸ میں اس کو مذہب ردی مردود علی قائلہ فرمایا ہے۔ اور کفار کے

۱۔ عن ابی ہریرۃؓ والذی نفس محمد یدہ لا یسمع بی احد من هذه الامة من یهودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار (مشکوۃ: ۱۲)

۲۔ (خازن: ۱/ ۴۴ مصر)

۳۔ البقرة: ۱۶۷

۴۔ النساء: ۳۸

۵۔ فتح الباری: ۱/ ۷۹ مصر

خلو فی النار کو اہل سنت کا اجماعی مذہب بتلایا ہے (۱) اور کفار میں وہ موحدین بھی شامل ہیں جو انکار نبوت کی وجہ سے باوجود عقیدہ توحید کے کافر ہوئے ہیں۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

مسلمان کے لئے موجب کفر اقوال و افعال سے بچنا ضروری ہے۔

(السوال) ایک شخص ہے جس کو مشرف باسلام ہوئے عرصہ تقریباً پچیس برس کا گذر چکا ہے اور اس کی زندگی کا نصب العین یہ ہے جو اس نے اپنی زبان سے بیان کیا ہے کہ :-

(۱) میرے یہاں گھر میں جملہ رسومات ہندوانی ہوتی ہیں (۲) اور میں روزہ نماز کا پابند ہوں۔ (۳) اور میں اپنی برادری میں چمدروں کو سمجھتا ہوں (۴) اور میں مسلمانوں کو اپنی برادری میں نہیں سمجھتا ہوں (۵) اور میں دونوں طرف ہوں۔ (۶) جو لڑکا کہ میرے مشرف باسلام ہو جانے کے بعد پیدا ہوا ہے اس بیٹے کی ختنہ نہیں کراؤں گا اس لئے کہ ختنہ کرانے سے مسلمان تھوڑا ہی ہوتے ہیں (۷) اور شخص مذکور نے اپنی بیٹی کو جو مشرف باسلام ہو جانے کے بعد پیدا ہوئی۔ اس بیٹی کی منگنی جائب یعنی چمدار کے ساتھ کر دی اور اسی جائب کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

المستفتی - نمبر ۲۷۲۲ عبد الرشید خاں (آگرہ) ۲۹ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ م ۱۴ جون ۱۹۴۲ء

(جواب) نمبر اکا اگر یہ مطلب ہے کہ میرے گھر میں جملہ رسومات ہندوانہ ہوتی ہیں اور میری رضامندی سے ہوتی ہیں ان کو منع نہیں کرتا بلکہ پسند کرتا ہوں تو ظاہر ہے کہ یہ بات ایک سچے مسلمان سے نہیں ہو سکتی (۲) نمبر ۳ کا اگر مطلب یہ ہے کہ میں جائب یعنی چمدروں کو اپنا بھائی مند سمجھتا ہوں اور ان کے ساتھ برادرانہ تعلقات رکھتا ہوں یا رکھنا پسند کرتا ہوں تو یہ بھی سچے مسلمان سے نہیں ہو سکتا (۴) اور نمبر ۵ کہ میں دونوں طرف ہوں، اس کا مطلب کیا ہے یعنی مذہب کے لحاظ سے دونوں طرف ہوں، اگر یہ مطلب ہو تو یہ شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ (۵) اور نمبر ۶ یعنی جو لڑکا کہ میرے مسلمان ہونے کے بعد پیدا ہوا ہے اس کی ختنہ نہیں کراؤں گا۔ یہ بات بہت شبہ میں ڈالتی ہے

کیونکہ اگرچہ ختنہ کرنا فی حد ذاتہ فرض نہیں ہے، لیکن مسلمانوں کا خاص شعار ہے۔ (۶) اور نمبر ۷ یعنی اپنی مسلمان لڑکی کی بیاہ جائب سے کروں گا۔ اگر جائب مسلمان ہے تو خیر مضائقہ نہیں، لیکن اگر وہ غیر مسلم ہے تو

۱۔ "السابع يزول عذابها ويخرج اهلها منها جاء ذلك من بعض الصحابة وهو مذهب ردي مردود على قائله." (مرجع بالا ۱۱ / ۳۶۳ مصر)

۲۔ لان الكفار اصناف خمسة ينكر بعثة الرسل كالقلا سفة. (الشاميه ۴ / ۲۲۶ سعيد)

۳۔ "ويكفر اي شئ اصنع وكذا من حسن رسوم الكفرة." (البحر الرائق: ۵ / ۱۳۴ بيروت)

۴۔ "لا يتخذ المؤمنون الكافرين اولياء من دون المؤمنين." نهى تبارك وتعالى عباده المؤمنين ان يوالوا الكافرين، وان يتخذوهم اولياء. (تفسير ابن كثير: ۱ / ۳۵۷ سهيل اكيذمي لاهور)

۵۔ "من اعتقد ان الايمان والكفر واحد كفو" (جامع الصوليين: ۲ / ۲۹۶ اسلامي كتب خانہ كراچي)

۶۔ والاصل ان الختان سنة كما جاء في الخبر وهو من شعائر الاسلام وخصائصه فلوا جمع اهل بلدة على تركه حاربهم الامام، فلا يترك الا لعذر. (الدر المختار: ۱ / ۷۵۱ سعيد)

مسلمان لڑکا کا نکاح غیر مسلم سے حرام ہے۔ (۱) بہر حال یہ اقوال اس شخص کے مسلمان ہونے میں شبہ پیدا کرتے ہیں۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

کتب فقہ سے بعض منتخب مسائل کی صحت کے بارے میں استفسار .

(السوال) میں در مختار، فتاویٰ عالمگیری، بہار شریعت وغیرہ کتابوں میں سے کچھ مسائل مسجد میں بیان کر دیا کرتا ہوں۔ مندرجہ ذیل چند مسائل جو میں نے بیان کئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ مسائل غلط ہیں (۱) محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسجد اللہ کا گھر ہے یہاں اللہ و رسول ﷺ کا ذکر کرنا جائز ہے کوئی ممانعت نہیں اور کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ (۲)

(۲) اگر کوئی شخص اللہ و رسول ﷺ کے فرمان کے خلاف مسجد میں ذکر کرے اسے روکنا جائز ہے (۳)

(۳) اگر کوئی یوں کہے کہ ہم تمہارے مسئلے وغیرہ نہیں سنتے، یہ کفر ہے۔ (۵)

(۴) شرعی مسائل کا مذاق اڑانا یا ہنسنا کفر ہے۔ (۶)

(۵) علمائے دین کا فتویٰ نہ ماننا کفر ہے۔ (۷)

(۶) مسئلہ کی ایک بات مسلمان بھائی کو سننا لاکھ درم دینے سے بہتر ہے۔ (۸)

(۷) کوئی شخص کہے کہ شرع سے یہ حکم ہے اور سننے والا کہے کہ ہم شرع درع نہیں مانتے یہ

کفر ہے (۹)

(۸) کسی نے کہا گناہ مت کرو، خدا جہنم میں ڈالے گا، وہ کہے ہم جہنم سے نہیں ڈرتے یہ کفر ہے (۱۰)

(۹) ڈاڑھی منڈے مذاق کرتے ہیں کلا سوف تعلمون۔ یہ مذاق کرنا کفر ہے۔ (۱۱)

۱۔ "ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا" (البقرة: ۲۲۱)

۲۔ اذا کان فی المسئلة وجوب الکفر و وجه يمنع فعلى المفتی ان یمیل الى ذلك الوجه (ہندیہ: ۲ / ۲۸۳ ماجدیہ)

۳۔ "انما هی الذکر اللہ والصلوة وقراءة القرآن" (مسلم: ۱ / ۱۳۸ قدیمی کتب خانہ)

۴۔ من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ، فان لم یستطع فبلسانہ، فان لم یستطع فبقلبہ وذلك اضعف الایمان، (مشکوٰۃ: ۴۳۶)

۵۔ اگر بطور احانت کے کہے تو کفر ہے۔

۶۔ "ہکذا استہزاء باحکام الشرع کفر" (ہندیہ: ۲ / ۲۸۱ ماجدیہ)

۷۔ نہ ماننے کی دو صورتیں (۱) اس مسئلہ شرعی نہ سمجھے اس خیال سے کہ علماء نے غلط فتویٰ دیا ہے اس صورت میں کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا

(ب) دوسری صورت یہ ہے کہ مسئلہ سمجھ کر انکار کرے تو اگر مسئلہ قطعی دلائل سے ثابت ہے تو کافر ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

ورد النصوص بان ینکروا احکام التي دلت علیہا النصوص القطعیة من الكتاب والسنة کحشر الاجساد، یکفر، لکنہ

تکذیباً صریحاً للہ ورسولہ (شرح العقائد: ۲۴۵ ایچ ایم سعید)

۸۔ "قول معروف ومغفرة خیر من صدقة" (البقرة: ۲۶۳)

۹۔ "قال: "این چه شرع است" یکفر، لانه رد حکم الشرع." (بزازید علی ہامش ہندیہ: ۶ / ۳۳۷ ماجدیہ)

۱۰۔ اوقال: لا اخاف القیامہ یکفر ہندیہ: ۲ / ۲۷۴ ماجدیہ

۱۱۔ "ویکفر... المزاح بالقرآن" البحر الرائق: ۵ / ۱۳۱ بیروت

- (۱۰) شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت یا جوا کھیلتے وقت بسم اللہ کہنا کفر ہے۔ (۱)
 (۱۱) کوئی حضور ﷺ کی توہین کرے، آپ ﷺ کا لباس، ناخن وغیرہ خراب بتلاوے یا عیب لگاوے یہ کفر ہے۔ ان مسائل کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں۔ (۲)

المستفتی نظر الدین امیر الدین (املیزہ ضلع مشرقی خاندیس)
 (جواب ۳۲) یہ گیارہ مسئلے جو سوال میں لکھے ہیں صحیح ہیں۔ ان کو سننا اور مسلمانوں کو بتانا ثواب کا کام ہے (۳)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسلمان بہر حال کافروں سے بہتر ہے۔

(سوال) متعلقہ افضلیت مؤمن
 (جواب ۳۳) کافر، مسلمان سے کسی حال میں اچھا نہیں ہو سکتا۔ مسلمان بہر حال کافروں سے بہتر ہے (۴)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

پنجائیت کے الفاظ ”کس سرے نے شرع بنائی ہے“
 حکم شرعی بیان کرنے میں تحقیق طلب ہے۔

(از اخبار الجمعية دہلی مورخہ ۲ نومبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) ایک بیچ نے پنجپت میں یہ الفاظ کہے کہ کس سرے نے ایسی شرع بنائی۔ اس کا کیا حکم ہے۔
 (جواب ۳۴) جس شخص نے مذکورہ الفاظ کہے ہیں اس کا پورا واقعہ معلوم ہونا چاہئے کہ کس بات پر اور کس موقع پر اس نے یہ کہا ہے تاکہ معلوم ہو کہ آیا اس کے یہ الفاظ شریعت اور شارع کی توہین قرار دیئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ (۵)
 محمد کفایت اللہ غفر لہ

اگر رسول اللہ بھی اس معاملے میں مجھے کہیں گے
 تو میں ہرگز نہیں مانوں گا“ کے قائل کا حکم۔

(از اخبار الجمعية دہلی مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص کو لین دین کے بارے میں سمجھا رہے تھے کہ جس کا تم نے دینا ہے اس کے ساتھ فیصلہ کر لو، تو اس شخص نے ایک نہیں بلکہ کئی بار یہ الفاظ کہے کہ ”اگر رسول اللہ بھی اس معاملے کے بارے میں مجھے کہیں گے تو میں ہرگز نہیں مانوں گا“ (نعوذ باللہ) اور علاوہ ازیں نمازیوں کو ہر وقت بد زبانی سے یاد کرتا رہتا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مذکورہ الفاظ کہتے وقت اس سے کہہ دیا گیا تھا کہ یہ کلمات کفر ہیں مگر پھر بھی باز نہ آیا۔

۱۔ وکذا لو قال عند الشرب الخمر والنزنا: بسم الله. شرح العقائد: ۲۴۷

۲۔ ”لوعاب نبیاً بشی..... کفر.“ جامع الفصولین: ۲/۲۰۳ اسلامی کتب خانہ

۳۔ ان الله وملائكته، واهل السموات، والارض حتى النملة في حجرها وحتى الحوت يصلون على معلم الناس الخير“ مشکوٰۃ: ۱۳۴ ایچ ایم سعید۔

۴۔ ”ولعد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم، لما له وجماله“ تفسیر جلالین: ۳۳

۵۔ ”واعلم انه لا یفتی بکفر مسلم أمکن حمل کلامه علی محمل حسن.“ (تویر مع شرح: ۲۲۹/۳ سعید)

(جواب ۳۵) اگر یہ الفاظ کہنے سے اس کی نیت یہ تھی کہ ”میرا معاملہ سچا ہے اور میں حق پر ہوں، اگر بالفرض رسول اللہ ﷺ بھی اس معاملے میں میرے اوپر صلح کرنے کا دباؤ ڈالیں جب بھی نہیں کروں گا۔“ تو یہ کلمات کفر نہ ہوں گے۔ (۱) مگر بہر صورت ان کلمات کا ظاہر مفہوم بُرا ہے اور اطاعت رسول اللہ ﷺ سے انکار مفہوم ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود حکم کفر نہ کرنے کے احوط یہی ہے کہ شخص مذکور کو توبہ کا حکم دیا جائے اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے تعلقات اسلامیہ ترک کر دیئے جائیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

عالم دین کی توہین کفر ہے۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۱ء)

(السوال) کسی عالم کی توہین و بے حرمتی کرنے کے بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۶) کسی عالم دین کی تحقیر عالم دین ہونے کے توہین کرنا موجب کفر ہے۔ اگر توہین اس جہت سے نہ ہو بلکہ کسی اور دنیاوی معاملہ کی وجہ سے ہو تو موجب کفر نہیں ہے۔ (۳)

www.ahlehaq.org

۱۔ اذا كان في المسئلة وجود توجب الكفر و وجه يمنع فعلى المفتي ان يميل الى ذلك الوجه (ہندیہ: ۲/ ۲۸۳ ما جدید)
 ۲۔ قال كعب بن مالك: حين تخلف عن النبي ﷺ ونهى النبي ﷺ المسلمين عن كلامنا و ذكر خمسين ليلة. (بخاری شریف: ۲/ ۸۹۷ قدیمی کتب خانہ)
 ۳۔ الا استخفاف بالعلماء لكونه علماء استخفاف بالعلم والعلم صفة الله تعالى منجه فضلاً على خيار عباده ليدلوا خلقه على شريعته نياية عن رساله فاستخفافه بهذا يعلم انه الى من يعود! (ہزازیہ علی حاشیہ ہندیہ: ۳/ ۳۳۶)

چوتھا باب مسئلہ ارتداد

مرتد کے لئے توبہ کی شرائط

(سوال) (۱) مرتد فطری دین اسلام میں واپس آسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اگر واپس آسکتا ہے تو اس کے کیا شرائط ہیں؟

(۳) اگر کوئی شخص اپنی ملازمت کے تعلق سے ظاہر اپنا ہندو ہو جانا ظاہر کرے مگر دل یا زبان سے ہندو ہو جانے کا اقرار نہ کیا ہو (جیسا کہ سی آئی ڈی پولیس کے ملازمان اکثر حسب ضرورت اپنے کو ہندو عیسائی وغیرہ ہونا دکھاتے ہیں، اس صورت میں کوئی ثبوت یعنی شہادتوں وغیرہ کا بھی اس کے خلاف رسوم یا عبادت بطور ہندو ادا کرنے کا بھی نہ ہو تو اس شخص کو مسلمان ماننا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی - نمبر ۷۰ اسیدناظم حسین (ریاست الور) ۱۰ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۷) (۱) اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے تو وہ بھی توبہ کر کے اسلام میں واپس آسکتا ہے (۱)۔

(۲) اس کی صورت یہ ہے کہ وہ اسلام کا کلمہ پڑھے اور سوائے اسلام کے باقی دینوں سے اپنی میزاری کا اعلان کرے۔ (۲)

(۳) جب تک یہ نہ بتایا جائے کہ اس کو کس فعل کی بناء پر ہندو سمجھا گیا، اس کے متعلق کوئی حکم نہیں دیا جاسکتا۔ اور ہر صورت ہندو ہو جانے کے بعد بھی توبہ اور تجدید اسلام کر کے وہ شخص مسلمان ہو سکتا ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

کسی شخص پر دین تبدیل کرنے کا بہتان لگانا سخت گناہ ہے۔

(سوال) مسکمی محمد امیر ولد سمندر (قوم دربودال) ساکن موضع کفری ضلع سرگودھا کا ہوں، میرے متعلق نہ معلوم کس وجہ سے لوگوں نے یہ بات مشہور کر دی کہ خدا نخواستہ میں کر شان ہو گیا ہوں حالانکہ اس چیز کی کوئی اصلیت نہیں۔ واقعہ صرف اتنا ہے کہ میرے چچا کے لڑکے مسکمی اللہ دتہ جو کسی وجہ سے کر شان ہو گیا تھا وہ جب خدا کی توفیق سے مشرف باسلام ہو گیا اور ارتداد سے واپس آگیا تو میں اور وہ دونوں پاس اٹھتے بیٹھتے تھے، اور جس زمانے میں وہ مرتد رہا، اس زمانے میں اس کے ساتھ میرا کچھ سروکار نہ تھا۔ اب میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ اقرار کرتا ہوں کہ میں نے نہ کبھی دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا ارادہ کیا اور نہ خارج از اسلام ہوا ہوں اور نہ آئندہ ہونے کا ارادہ۔ پس ایسی صورت میں جب کہ میرا قطعاً کوئی ارادہ ظاہری و باطنی طور پر اسلام سے خارج ہونے کا نہ تھا اور نہ ہے، لوگوں کا مجھ پر یہ اتہام لگانا کہ تم کر شان ہو گئے ہو کہاں تک صحیح اور قابل تسلیم ہے میرے اس اقرار کے بعد بھی اگر کوئی شخص نہ مانے اور مجھ کو کر شان ہی

کھتا رہے تو اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی - نمبر ۵۷۶ محمد امیر (ضلع سرگودھا) ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ ۱۳ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۸) جب کہ مسمی محمد امیر کرستان ہونے سے حلفیہ انکار کرتا ہے اور اسلام پر قائم رہنے کا اقرار کرتا ہے اور اسلام کے سوا دوسرے دینوں سے بیزاری ظاہر کرتا ہے اور جو لوگ اس پر کرستان ہونے کا الزام لگاتے ہیں ان کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ تو محمد امیر کے ساتھ اسلامی برادری کے تعلقات رکھنا جائز ہے اور بلا وجہ اور بغیر ثبوت کسی مسلمان پر تبدیل مذہب کی تہمت نہیں لگانی چاہئے کہ یہ سخت گناہ ہے۔ (۱)

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

مذہبی معاملات میں ہندوؤں کا تعاون کرنا درست نہیں۔

(سوال ۱) ایک عورت کافرہ (ہندو) مسلمان ہو گئی۔ ایک مسلمان لوہار کے ساتھ نکل گئی، بغیر نکاح کے اس کے ساتھ رہی۔ تقریباً عرصہ ۲۰ سال اس کے ہمراہ مسلمان رہی۔ کسی وجہ سے ناراض ہو کر بلیک ورنغا کر پھر اس کو ہندو بنا لیا گیا اور پھر واپس اپنے سابقہ خاوند ہندو کے گھر آگئی۔ ہندو ترکھان برادری اکٹھی ہو گئی اور اس عورت کو اس بد لے میں کہ وہ مسلمان ہو گئی تھی بہت برا بھلا کہا گیا اور اس کے خاوند ہندو کو اس کی پاداش میں کفارہ یہ مقرر کیا کہ اول تو دونوں میاں بیوی سمعہ ایک زائد ہندو کے گنگا اشان کر کے آویں اور پھر کسی رفاہ عام کی جگہ پر ایک کنواں لگوائیں اور ۲۵ روپے نقد خیرات کریں۔ جب یہ شرطیں پوری ہو جائیں پھر برادری کو اٹھا کر لے، اس وقت اگر برادری کی منشاء ہوئی تو اصلی ہندو خاوند کی بیوی بنائی جاوے گی۔

(۲) یہ کنواں صرف مسلمان ہونے کی سزا ہے۔ ایسے کنویں کا پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر جائز نہیں تو ایسا کنواں لگانے کے لئے کسی مسلمان کا جگہ دینا جائز ہے یا نہیں اور جگہ بھی مفت دینا۔

(۴) اس کنویں کے لگانے میں مسلمانوں کو مدد کرنی جائز ہے یا نہیں؟

(۵) اگر جائز نہیں تو جگہ دینے والے اور مدد کرنے والے مسلمانوں کے لئے کیا حکم ہے یعنی جو مدد کر چکے ہیں۔

(۶) ان لوگوں کے لئے جن کو منع بھی کیا گیا ہو کہ یہ اسلام کے لئے بد نما داغ ہے پھر بھی مدد کریں تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۷) اور اگر منع کرنے سے کوئی مسلمان باصرار اس کی مدد کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(۸) اور اگر جگہ دینے والے شخص کو منع کیا جائے اور وہ کہے کہ کچھ بھی ہو میں ضرور جگہ دوں گا۔

(۹) اس مسلمان لوہار کو جو اس عورت کو بغیر نکاح لئے پھر تارہا کیا حکم ہے؟

(۱۰) اگر یہ مسلمان لوہار بھی کوئی کنواں یا نکالگوائے اس کا پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۱) اس کی مدد کرنا کیسا ہے؟

(۱۲) اگر یہ مسلمان لوہار اس ہندو کے کنویں کے مقابلہ میں کوئی نکالیا کنواں لگوائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(۱۳) اس مسلمان لوہار کے ساتھ میل جول کرنا کیسا ہے اور ہندو ترکھان کے ساتھ میل ملاقات کرنی کیسی ہے؟

المستفتی - نمبر ۱۶۳۳ یوسف علی خاں لاکل پور - ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء (جواب) (از مولوی محمد مسلم صاحب لاکل پور) - (۱) باللہ التوفیق - چونکہ ہندو برادری کے تقاضہ پر مسلمان ہونے کی سزا میں کنواں وغیرہ تجویز کیا گیا ہے اس لئے اسلامی توہین ہونے کی وجہ سے کسی مسلمان کو اس میں شریک نہ ہونا چاہئے - قیمتاز میں دینا بھی اس موقع میں جائز نہیں - مفت امداد کرنا تو مذہبی توہین میں شریک ہونا ہے جو کسی طرح بھی شرعاً جائز نہیں ہو سکتا -

(۲) زمین دینے پر اصرار کرنے والا مسلمان گنہگار ہے - اسے اس بات سے باز آجانا چاہئے - مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کو اس کام سے روکنے کی کوشش کریں - اسلام کی توہین کر کے مسلمان رہنے والے کی مسلمانوں کو ضرورت نہیں -

(۳) لوہار کو توبہ کرنی چاہئے - اگر وہ کنواں بنواتا ہے تو بنوائے - اس سے پانی پینا جائز ہے -

کاتبہ محمد مسلم کان اللہ - صدر مدرس مدرسہ عربیہ لاکل پور -
الجواب صحیح - احقر محمد یونس عفا اللہ عنہ - خطیب جامع مسجد لاکل پور - ۷ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ -
(جواب ۳۹) (از حضرت مفتی اعظم) عورت کا اسلام لانا اور پھر مرتد ہو جانا اور اسلام کی حالت میں بے نکاح زنا کاری میں مبتلا رہنا مسلمانوں کے لئے کوئی اچھی بات نہیں ہے - اسلام تو بہر حال مقبول ہوتا - لیکن اب تو وہ مرتد ہو گئی - اور اس کی غیر مسلم برادری نے اس کے خاوند پر جو تعزیر لگائی وہ عورت کے مسلمان ہونے کی وجہ سے نہیں - اگر یہ وجہ ہوتی تو اس کے مرتد ہونے سے پہلے ہی لگائی جاتی - اب مرتد ہونے کے بعد اس کو پھر ہندو برادری میں شامل کرنے کی یہ شرط ہے کہ وہ کوئی رفاہ عام کا کام کرے تو ہندو برادری میں شامل ہو سکے گی اور اس کا خاوند اس کو رکھ سکے گا تو اس میں اسلام کی توہین نہیں ہے، بلکہ ایک ہندو مرتد عورت کو اپنے ساتھ ملانے کی شرط ہے، اس سے مسلمانوں کو کیا واسطہ - البتہ مسلمانوں کے لئے ان کے اس فعل میں کسی قسم کی شرکت اور مدد کرنی مناسب نہیں ہے - (۱) بہتر صورت یہ ہے کہ مسلمان جس نے زمین دی ہے وہ ہندوؤں کی لاگت خود یا مسلمانوں کی امداد سے ادا کرے اور کنویں کو رفاہ عام کے لئے وقف کر دے - ایک بدکار عورت مرتدہ کی خاطر ایک اچھے خاصے مسلمان کو اتنا تنگ کرنا کہ وہ مرتد ہونے پر آمادہ ہو جائے خطرناک فعل ہے - وہ عورت تو مسلمان بھی نہیں رہی - اور ایک مسلمان خدا نخواستہ اور مرتد ہو گیا تو یہ مسلمانوں کے لئے خوشی کی بات نہ ہوگی -
فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ - دہلی

آنحضرت ﷺ کی شان میں اعلانیہ گستاخی ناقابل برداشت ہے۔

(سوال) علماء دین اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں :-

(۱) جس نے جوانی میں ختنہ کرائی تکلیف ہونے پر رسول اللہ ﷺ کو متواتر ایک ماہ تک گالیاں دیتا رہا (نعوذ باللہ من ذلک)

(۲) رمضان المبارک میں دوستوں کو ہمراہ لے کر اعلانیہ کھانا پیتا رہا، ایک شخص کے ٹوکنے پر جواب دیا کہ ہم کیا مفلس ہیں جو بھوکے مریں۔

(۳) اس کے اس بات کے جواب میں کہ تم نے ماہ صیام کی توہین کی ہے توبہ کرو۔ اس شخص نے آنحضرت ﷺ کو فحش گالیاں کئی مسلمانوں کے سامنے دیں۔

(۴) ان مسلمانوں کے شور و غل کرنے پر کہ تم توبہ کرو۔ یہ توہین ہم برداشت نہیں کرتے اس نے اور اس کے تین چار ساتھیوں نے جواب دیا کہ تم لے آؤ شریعت کو ہم منہ پھوڑ کر رکھ دیں گے (نعوذ باللہ منہ)

(۵) یہ تنازعہ تین دن ہوتا رہا، وہ نہ تاب ہوئے نہ نادم ہوئے بلکہ اور زیادہ کفر کرتے رہے۔

(۶) پھر اپنے آپ کو سکھ مشہور کرنے لگا، کہ میں اسلام ترک کر کے سکھ ہو گیا ہوں، سکھوں کا شعار اختیار کیا، کیا شریعت کی اس طرح توہین کرنے والا اور رسول اکرم (فداہ الہی و امی) ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی اور سب و شتم کرنے والا اور مصر علی الار تداء مستحق عفو ہے۔ ایسے مردود پر مقدمہ چلانا چاہئے یا نہیں؟ کیا مسلمانوں کو گورنمنٹ وقت سے عبرتناک سزا کے لئے قانون پاس کرنا چاہئے یا نہیں؟۔ سکھ لوگ اس کی مدد کرتے ہیں۔ کیا ایسے شخص کی توبہ قبول ہوتی ہے، وہ توبہ کی طرف خود بھی نہیں آتا، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کو دھمکا کر جرمانہ کر کے معاف کر دینا چاہئے اور تحریری معافی نامہ لے لینا چاہئے۔ مقدمہ وغیرہ کی حاجت نہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

المستفتی - نمبر ۲۱۵۵ مولوی محمد لاکیل پوری دیوبندی رائے کوٹ (لدھیانہ) ۲۶ شوال

۱۳۵۶ھ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰) آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں یہ انتہائی گستاخی اور توہین مسلمانوں کے ضبط و تحمل سے باہر ہے ان کو انتہائی چارہ جوئی اور عدالتی کارروائی کرنی لازم ہے اور جب کہ وہ خود ندامت ظاہر نہیں کرتا اور توبہ پر آمادہ نہیں تو توبہ قبول ہونے نہ ہونے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی۔

گواہوں کی گواہی کب بے اثر ہوگی؟

(سوال) جناب کے حافظہ اور مجموعہ فتاویٰ میں یہ سوال و جواب ہو گا کہ زید نے کہا کہ ”میں نے زمین و آسمان پیدا کیا۔“ وغیر ذلک۔ پھر آٹھ ماہ کے بعد شہادت ہوتی ہے اور زید کے دعوائے خدائی کا تذکرہ جس پر تجدید ایمان اور نکاح کا سوال پیدا ہوا جس کی پوری تفصیل آپ کے پاس جا چکی ہے اور جناب نے یہ جواب مرحمت فرمایا تھا کہ ”زید کا قول معتبر ہو گا، ان لوگوں کا قول جو آٹھ دس مہینے کے بعد اس کا اظہار کرتے ہیں چنانچہ قابل

التفات ہے۔

لہذا گزارش ہے کہ جناب تھوڑی سی وقت کی قربانی دے کر شاہدین کی شہادت کے ناقابل التفات ہونے کی جو بنیاد ہے اور دلیل شرعی مع عبارات کتب مرحمت فرمادیں تاکہ مترددین و منکرین کے سامنے مسئلہ اپنی پوری روشنی میں آجائے اور ہر ایک کے لئے بلاریب و شک باعث طمانیت ہو۔

(جواب ۴۱) زید کا قول معتبر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا قول مع حلف کے معتبر ہوگا۔ اور شہود کی شہادت معتبر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شہادت دیانت اور حسبتہ یعنی للہیت پر مبنی ہے اور ایسی شہادت بلا وجہ معقول تاخیر کرنے سے نامقبول ہو جاتی ہے۔ ومتی اخر شاهد الحسبة شہادته بلا عذر فسق فترد (درمختار)۔
(۱) اس کے علاوہ یہ شہادت ردۃ پر ہے۔ اور اس میں جب مشہود علیہ انکار کر دے اور شہادتین کا اقرار کر لے تو شہادت بے اثر ہو جاتی ہے۔ شہدوا علی مسلم بالردة وهو منکر لا یتعرض له (درمختار) (۲)۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ وہابی

ارتداد سے توبہ کرنے والے سے نفرت اور تعلقات ختم کرنا جائز نہیں

(السوال) میں مسماۃ جنت خاتون دختر آلا ذات تیلی ساکن قصبہ راہوں ضلع جالندھر کی خانہ جنگی عرصہ پانچ چھ سال سے خاوند خود سے رہی اور میری بے کسی اور بے بسی کی داستان قوم کے کسی آدمی نے نہیں سنی۔ میں نے مجبوراً جناب مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیتہ علماء ہند سے اپنی ساری داستان عرض کر کے فتویٰ طلب کیا۔ ان کے حکم فرمانے پر خلع کیلئے میں نے دوسروں پر پیش کئے کہ مجھے اس تلخ زندگی سے رہا کر لیا جائے پھر بھی قوم نے کوئی توجہ نہیں دی میں نے تنگ آکر مذہب عیسائیت اختیار کیا۔ مسلمان حاکم نے نکاح فسخ قرار دیا۔ فسخ ہونے پر میں نے پھر پوری ندامت سے توبہ کر کے اسلام قبول اور فتویٰ طلب کیا اور جمعیتہ علماء ہند سے مندرجہ ذیل جواب آیا۔

”جب کہ مسماۃ جنت خاتون اپنے اس گناہ عظیم یعنی ارتداد سے نادم ہو کر توبہ کر چکی ہیں اور دوبارہ اسلام میں داخل ہو چکی ہے تو مسلمانوں کا اس سے اور اس کے والدین سے نفرت کرنا یا طعنہ زنی کرنا نامناسب ہے۔ مسلمانوں کو اس لعن طعن سے اجتناب کرنا چاہئے۔“

اس کے بعد مورخہ کو قوم تیلیان نے تقریباً نوے ۹۰ گاؤں کے لوگوں کو جمع کر کے میرے والدین سے مقاطعہ کلی طے کر دیا۔ اب گزارش ہے کہ کیا میری توبہ قبول نہیں؟ کیا میں مقولہ ہذا کا مصداق نہیں ہوں۔ الثائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ کیا میں اور میرا خاندان پھر داخل عیسائیت ہو جاؤں، جب کہ مجھے اسلام سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔ میں تعلیم یافتہ ہوں، اگر مجھے اسلام نے سہارا دیا تو غیر مذاہب میرے خیر مقدم کے لے تیار ہیں۔

المستفتی - نمبر ۱۹۷۷ء ۱۹ جنت خاتون (ضلع جالندھر) ۲۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۳۲) ارتداد بہت بڑا گناہ اور جرم عظیم ہے۔ (۱) مگر جب کہ مرتدہ نے صدق دل سے توبہ کر لی ہے اور داخل اسلام ہو گئی ہے تو اب مسلمان اس کو اپنے میں شامل کر لیں۔ (۲) پھر اس کے والدین کا اس میں کیا قصور ہے کہ ان سے مقاطعہ کر لیا گیا۔ (۳) پنچایت کو اپنا فیصلہ بدلنا چاہئے اور ان سب کو اسلام کے دامن کے نیچے پناہ دینی چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

بے اختیاری کی حالت میں کفریہ الفاظ کہنے کا حکم۔

(سوال) متعلقہ حکم ارتداد بملفظ الفاظ کفریہ خواب (سوال دستیاب نہیں ہوا)

(جواب ۴۳) سوال میں صاحب واقعہ کے دو واقعہ مذکور ہیں، ایک حالت خواب کا دوسرا حالت بیداری کا۔ حالت خواب کے واقعہ کا تو اصول شرعیہ کے موافق حکم صاف ہے کہ حسب ارشاد رفع القلم عن ثلاثة الخ (۴) تا تم مرفوع القلم ہے، حالت نوم کا کوئی فعل اور کلام شرعاً معتبر نہیں بلکہ حالت نوم کا کلام کلام طیور کے مشابہ اور اسی حکم میں ہے۔ وفي التحرير و تبطل عبادته من الا سلام والردة والطلاق ولم توصف بخبر ولا انشاء و صدق و كذب كالحن الطيور راه و مثله في التلويح فهذا صريح في ان كلام النائم لا يسمى كلاماً لغة ولا شرعاً بمنزلة المہمل (رد المحتار) (۵) پھر اس خواب کے واقعہ کی حکایت ایک ایسے واقعہ کی حکایت ہے کہ وہ کفر نہیں تھا۔ اگرچہ الفاظ کفریہ ہیں۔ لیکن الفاظ کفریہ کی محض نقل کافر نہیں بناتی۔

اگر کوئی کہے کہ نصاریٰ کہتے ہیں کہ خدا تین ہیں تو اس کہنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ الفاظ کفریہ کی نقل تو قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وقالت اليهود عزیرا بن اللہ وقالت النصارى المسيح ابن اللہ۔ (۶) یہ الفاظ کہ ”عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔“ یقیناً کفر کے کلمات ہیں، اور مسلمان انہیں رات دن تلاوت قرآن مجید اور نماز میں پڑھتے ہیں اور یہود و نصاریٰ کے یہ کلمات نقل کرتے ہیں تو جب کہ ان کلمات کا نقل کرنا وجودیہ کہ منقول عنہم نے ان کا تکلم بحالت اختیار کیا تھا اور ان پر انہیں کلمات کے تکلم کی وجہ سے کفر کا حکم کیا گیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ . لقد کفر

۱۔ جیسے ایمان سب سے بڑی نیکی ہے، اس کا ترک یعنی ارتداد سب سے بڑا جرم ہوگا، قرآن مجید میں ہے ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا، ثم ازدادوا کفراً لم یکن اللہ لیغفر لہم، ولا لیہد یہم سیلاً (النساء: ۱۳۷)

۲۔ الا الذین تابوا واصلحوا و بینوا فاولئک اتوب علیہم وانا التواب الرحیم۔ (البقرة: ۱۶۰)
”انما المؤمنون اخوة ای الجمیع اخوة فی الدین“ (تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۲۱۱ سبیل اکیڈمی لاہور)

۳۔ ”ولا تذر وازرة وذر اخیری“ (اسراء: ۱۵) اور حدیث شریف میں ہے ”لا یحل لمسلم ان یمجر اخاه فوق ثلث ایام۔“ (بخاری شریف: ۲/ ۸۹۶..... قدیمی کتب خانہ)

۴۔ (ابوداؤد: ۲/ ۲۵۶ مکتبہ المدنیہ ملتان)

۵۔ الشامیہ: ۳/ ۲۳۵ سعید

۶۔ (التوبہ: ۳۰)

الذین قالوا اتخذ الله ولداً۔ (۱) ناقلین کے لئے موجب کفر نہ ہوا تو حالت خواب کے وہ کلمات کہ نہ ان کا قائل کافر ہو نہ نوم کی حالت میں ان کلمات کو کلمات کفر کہا جاسکتا ہے۔ نقل کرنے سے کفر کا حکم بدرجہ اولیٰ نہیں دیا جاسکتا۔

رہا دوسرا واقعہ جو حالت بیداری کا ہے، اس کے متعلق صاحب واقعہ کا بیان یہ ہے کہ وہ اپنی حالت خواب کی غلطی سے نام اور پریشان ہو کر چاہتا ہے کہ درود شریف پڑھ کر اس کا تدارک کرے، اور درود شریف پڑھتا ہے لیکن اس میں بھی جائے آنحضرت ﷺ کے نام مبارک کے زید کا نام اس کی زبان سے نکلتا ہے۔ اسے اس غلطی کا احساس تھا، مگر کہتا ہے کہ زبان پر قابو نہ تھا، بے اختیار تھا، مجبور تھا۔ اس واقعہ کے متعلق دو باتیں تنقیح طلب ہیں۔

اول یہ کہ آیا حالت بیداری میں ایسی بے اختیاری اور مجبوری کہ زبان قابو میں نہ رہے بغیر اس کے کہ نشہ ہو، جنون ہو، اکراہ ہو، عتہ ہو ممکن اور متصور ہے یا نہیں؟ کیونکہ ان چیزوں میں سے کسی کا موجود ہونا سوال میں ذکر نہیں کیا گیا۔ تو ظاہر یہی ہے کہ ان اسباب میں سے کوئی سبب بے اختیاری پیدا کرنے والا نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ اگر بے اختیاری اور مجبوری ممکن اور متصور ہو تو صاحب واقعہ کی تصدیق بھی کی جائے گی یا نہیں؟ امر اول کا جواب یہ ہے کہ بے اختیاری کے بہت سے اسباب ہیں۔ صرف سکرو جنون و اکراہ و عتہ میں منحصر نہیں۔ کتب اصول فقہ و فقہ میں ان اسباب کے ذکر پر اقتصار کرنا تحدید و حصر پر مبنی نہیں، بلکہ اکثری اسباب کے طور پر انہیں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ متعدد کتب فقہیہ میں اس کی تصریح موجود ہے کہ خواہ کسی وجہ سے عقل مغلوب ہو جائے وہ مغلوبیت موجب رفع قلم ہو جاتی ہے۔ الا فی بعض المواقع فیکون الزجر مقصوداً۔ (۲)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے :- من اصابه برسام او اطعم شیئا فذهب عقله فهدی فارتد لم یکن ذلک ارتداداً و کذا لو کان معتوها او موسوساً او مغلوباً علی عقله بوجه من الوجوه فهو علی هذا کذا فی السراج الوہاج (ہندیہ مطبوعہ مصر (۳) صفحہ ۲۸۲ ج ۲)۔ اس عبارت میں لفظ موسوس اور لفظ وجہ من الوجوه قابل غور ہے۔ لیکن واقعہ مسئلہ عنہا میں نہ تو زوال شعور و زوال عقل کی تصریح ہے اور نہ میں واقعات مذکورہ کی بناء پر زوال شعور کا ہونا صحیح سمجھتا ہوں کیونکہ صاحب واقعہ بحالت تکلم اپنی غلطی کا ادراک ہونا بیان کرتا ہے اور عذر میں صرف بے اختیاری مجبوری، زبان کا قابو میں نہ ہونا ذکر کرتا ہے۔ اس لئے میں صرف اسی بات کو ٹھیک سمجھتا ہوں وہ باوجود شعور و ادراک کے کلمہ کفر یہ کہتا ہے، مگر بے اختیاری سے مجبوری سے اور عین تکلم کی حالت میں بھی اسے غلطی اور خلاف عقیدہ سمجھتا ہے اور بعد الفراغ من التكلم بھی اس پر نام ہوتا ہے، پریشان ہوتا ہے، روتا ہے۔ اسباب معلومہ (شرک، جنون، اکراہ و عتہ) کے علاوہ کبر سنی، مرض، مصیبت، غلبہ

۱۔ "لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسيح ابن مریم" (المائدہ: ۷۱) قالوا اتخذ الله ولداً سبحانه (یونس: ۶۸)

۲۔ جیسا کہ نشہ کی حالت میں طلاق دینا دیکھئے (الشامیہ: ۳/ ۲۳۹ سعید)

۳۔ حندیہ ۲/ ۵۲ ما جدید

خوشی غلبہ حزن فرط محبت وغیرہ بھی زوال عقل یا زوال اختیار کے سبب بن سکتے ہیں۔ اور جہاں زوال عقل یا زوال اختیار ہو وہاں حکم ردۃ ثلث نہیں ہو سکتا۔

(۱) در مختار میں ہے: وما ظهر منه من کلمات کفریۃ یغفر فی حقہ ویعامل معاملۃ موتی المسلمین حملاً علی انہ فی حال زوال عقلہ انتہی (۱)۔ یعنی قریب موت و نزاع روح اگر مختصر سے کچھ کلمات کفریہ ظاہر ہوں تو انہیں معاف سمجھا جائے اور اس کے ساتھ اموات مسلمین کا معاملہ کیا جائے اور ظہور کلمات کفریہ کو زوال عقل و اختیار پر محمول کیا جائے۔

اس عبارت سے صرف یہ غرض ہے کہ اسباب مذکورہ معلومہ میں سے یہاں کوئی سبب نہیں پھر بھی ایک اور چیز یعنی شدت مرض یا کلفت نزع روح کو زوال عقل کے لئے معتبر کیا گیا اور میت کے ساتھ مرد کا معاملہ کرنا جائز نہیں رکھا گیا۔ اگرچہ نزع کی سخت تکلیف کی وجہ سے ایسے وقت زوال عقل متصور ہے لیکن یقینی نہیں ہے۔ صرف تحسیناً للظن بالمسلم احتمال زوال عقل کو قائم مقام زوال عقل کر لیا گیا ہے۔

(۲) صحیح مسلم کی روایت میں آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے گنہگار بندے کے توبہ کرنے پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے کہ ایک مسافر کا جنگل میں سامان سے لدا ہوا لونٹ گم ہو جائے اور وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر نامید ہونے کے بعد مرنے پر تیار ہو کر بیٹھ جائے اور اسی حالت میں اس کی آنکھ لگ جائے تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کا لونٹ مع سامان اس کے پاس کھڑا ہے۔ اسی روایت میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اس شخص کی زبان سے غایت خوشی میں بے ساختہ یہ لفظ نکل جاتے ہیں۔ انت عبدی وانا ربک۔ یعنی خدا تعالیٰ کی جناب میں یوں بول اٹھا کہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا خدا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں خطا من شدة الفرح۔ یعنی شدت خوشی کی وجہ سے اس سے خطایہ لفظ نکل گئے۔ (۲)

اس حدیث سے صراحتاً ثلث ہو گیا کہ شدت فرح بھی زوال اختیار کا سبب ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ آنحضرت ﷺ نے اس کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ الفاظ کفریہ کا یہ تکلم جو خطا ہوا تھا جب کفر اور مزیل ایمان تھا، اس لئے آپ کے سکوت سے معلوم ہو گیا کہ الفاظ کفر کا تلفظ جو خطا کے طور پر ہو مثبت ردۃ نہیں۔

(۳) صلح حدیبیہ کے قصے میں جو صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے ذکر کیا گیا ہے کہ جب صلح مکمل ہو گئی آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم فرمایا کہ سر منڈاؤ لو اور قربانیاں ذبح کرو تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بوجہ فرط حزن و غم کہ اپنی تمنا و آرزو کے خلاف خانہ کعبہ تک نہ جاسکے۔ ایسے بے خود ہوئے کہ باوجود حضرت ﷺ کے مکرر و سہرر فرمانے کے کسی نے فرمان عالی کی تعمیل نہ کی۔ آپ غمگین ہو کر خیمے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے پریشانی کا سبب دریافت کیا اور

(۱) تہذیب مع شرح: ۲/۱۹۲ (سید)

۲۔ انس بن مالک و هو عمہ قال: قال رسول اللہ ﷺ اللہ اشد فرحاً بتوبۃ عبدہ حین یتوب الیہ من احدکم کان علی راحلہ بارض فلاة فانفلت منه وعلیہا طعامہ، وشرابہ فیس منها، فانی شجرة فاضطجع فی ظلہا قد ايس من راحلہ، فبينا هو كذلك اذ هو بها قائمۃ عنده فاحذ بخطا مها، ثم قال من شدة الفرح: اللہم انت عبدی وانا ربک اخطأ من (شدة الفرح) (مسلم: ۳۵۵/۲)

عرض کیا کہ آپ باہر تشریف لے جا کر اپنا سر منڈا دیں اور کسی سے کچھ نہ فرمائیں۔ آپ باہر تشریف لائے اور حلق کو بلا کر اپنا سر منڈا دیا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دیکھا تو ان کے ہوش و حواس جابھوئے اور ایک دم ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے۔ (۱) اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ فرط حزن بھی موجب زوال اختیار ہو جاتا ہے، کیونکہ قصد و اختیار سے آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جانب وہم بھی نہیں ہو سکتا۔

(۴) امتحان تقریری کے وقت جن طلبہ کی طبیعت زیادہ مرعوب ہو جاتی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کی زبان سے باوجود ادراک و شعور کے بے قصد غلط الفاظ نکل جاتے ہیں، حالانکہ صحیح جواب ان کے ذہن میں ہوتا ہے۔ مگر فرط رعب کی وجہ سے زبان قلم میں نہیں ہوتی۔

(۵) رسول خدا ﷺ از دواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں عدل کی پوری رعایت کر کے فرماتے :-

اللهم هذه قسمتي فيما املك فلا تأخذني فيما تملك ولا املك (r)

”یعنی اے خداوند میں نے اختیاری امور میں تو براہِ کی تقسیم کر دی، اب اگر فرطِ محبتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وجہ سے میلانِ قلب بے اختیاری طور پر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف زیادہ ہو جائے تو اس میں مؤاخذہ نہ فرمانا کیونکہ وہ میرا اختیاری نہیں۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اگر فرط محبت کی وجہ سے بے اختیاری طور پر کوئی امر صادر ہو جائے وہ قابل مؤاخذہ نہیں۔ رہا اطراء ممنوع جو فرط محبت سے پیدا ہوتا ہے وہ اختیاری حد تک ممنوع ہے وہ بھی غیر اختیاری حد تک پہنچ جائے تو یقیناً مرفوع القلم ہوگا۔ نیز حدیث لا تطرونی الخ (۲) میں اطراء کی نہی ضرور ہے لیکن یہ ضرور نہیں کہ اطراء کا سبب فرط محبت ہی ہو بلکہ جہالت، تعصب، غلط فہمی وغیرہ اسباب بھی موجب اطراء ہو سکتے ہیں۔ پس نہی عن الاطراء مستلزم نہی عن غلبة المحبت نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح غلبہ محبت منحصر فی الاطراء الاضطرا دی نہیں۔ اس لئے نہی عن الاطراء کو مستلزم نہی عن غلبة المحبت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ حدیث مذکور اس امر پر صاف دلالت کرتی ہے کہ غلبہ محبت بسا اوقات غیر اختیاری طور پر محبوب کی طرف میلان پیدا کر دیتا ہے۔ اور یہ میلان قابل مؤاخذہ نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ غیر اختیاری ہے، اور اس کو غیر اختیاری کس چیز نے بنایا؟ غلبہ محبت نے۔

بخاری شریف کی وہ حدیث دیکھئے جس میں امم سابقہ میں سے ایک شخص کا یہ حال مذکور ہے کہ اس نے اپنے بیٹوں سے موت کے وقت کہا تھا کہ مجھے جلا کر میری خاک تیز ہوا میں اڑا دینا۔ فہو اللہ لنن قد ر اللہ علی

١- قال رسول الله ﷺ لأصحابه : قوموا فانحروا ثم احلقوا، قال : فوالله ما قام منهم رجل حتى قال ذلك ثلاث مرات، فلما لم يبق منهم أحد، دخل على أم سلمة فذكر لها ما لقي من الناس فقالت أم سلمة يا نبي الله ! اتحب ذلك؟ اخرج ثم لا تكلم معهم أحدا حتى تحربنك، تدعو حالقك، فخرج فلم يكلمهم منهم حتى فعل ذلك، تحربنك ودعا حالقه (بخاري شريف ٢٠٤٠)

۲۔ ترمذی شریف : ۱ / ۱۷۴ ایچ ایم سعید

۳۔ "عن ابن عباس سمع عمر يقول علي المنبر سمعت النبي ﷺ يقول : لا تطروني كما اطرت النصارى عيسى ابن مريم فانما انا عبده ولكن قولوا عبد الله ورسوله." (بخاری شریف : ۱/ ۴۹۰ قدیمی کتب خانہ)

الخ (۱) ان الفاظ کے (اس تقدیر پر کہ قدر کو قدرت سے مشتق مانا جائے) الفاظ کفر یہ ہونے میں شبہ نہیں لیکن اس کا جواب رب خشیتک اسے کفر سے بچا کر مغفرت خداوندی ٹھہرا دیتا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خوف خداوندی نے اس کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلوا دیئے اور بے اختیاری کی وجہ سے وہ مؤاخذہ سے بچ گیا۔

بہر حال وجوہ مذکورہ سے صاف ثابت ہو گیا کہ اسباب معلومہ (سکر، جنون، اکراہ کے علاوہ بھی بہت سے اسباب ہیں جن سے شعور و ادراک یا ارادہ و اختیار زائل ہو جاتا ہے پس واقعہ مسئولہ عنہما میں سکر جنون اکراہ عتہ نہیں ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ محض ان اسباب کے عدم کی وجہ سے لازم کر دیا جائے کہ اس نے الفاظ مذکورہ ضرور ارادے اور اختیار سے کہے ہیں۔

اس کے بعد دوسرا امر تنقیح طلب یہ تھا کہ اگر بے اختیاری اور مجبوری ممکن ہو تو صاحب واقعہ کی تصدیق بھی کی جائیگی یا نہیں۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ اس سے پہلے کہ اس کی تصدیق یا عدم تصدیق کی بحث کی جائے۔ اول یہ بتادینا ضروری ہے کہ صاحب واقعہ اپنی بے اختیاری کس قسم کی ظاہر کرتا ہے اور اس کا سبب کیا ہو سکتا ہے؟ سو واضح ہو کہ صاحب واقعہ کا قول یہ ہے ”لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے، اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا و مولانا و نبینا زید۔ حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں۔“ اس کلام سے صاف واضح ہے کہ اسے اپنی خواب کی حالت میں غلطی کرنے کا افسوس اور پریشانی بیداری میں لاحق تھی اور اسی غلطی کا تدارک کرنے کے لئے اس نے درود شریف پڑھنا چاہا۔ اس کا قصد تھا کہ صحیح طور پر وہ آنحضرت ﷺ پر درود پڑھ کر اپنی منامی غلطی کا تدارک کرے لیکن اب بھی اس سے بے اختیاری طور پر وہی غلطی سرزد ہوتی ہے۔ اور اس کی زبان، اس کے ارادے اور اعتقاد کے ساتھ موافقت نہیں کرتی، اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ غلطی اس سے خطا سرزد ہوئی یعنی وہ اپنی اس غلطی کو خطا سرزد ہونا بیان کرتا ہے۔ کیونکہ خطا کے معنی یہی ہیں کہ انسان کا قصد اور کچھ ہو اور جو ارجح سے فعل اس کے قصد کے خلاف صادر ہو جائے۔ (۲) مثلاً کوئی ارادہ کرے کہ اللہ واحد کہوں۔ اس ارادے سے زبان کو حرکت دے لیکن زبان سے بے اختیار اللہ عابدہ نکل جائے۔ خطا کے یہ معنی عبارات ذیل سے صراحۃً ثابت ہوتے ہیں۔ الخاطی من یجری علی لسانہ من غیر قصد کلمۃ مکان کلمۃ (فتاویٰ قاضی خاں) خاطی اذا جری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطاً بان کان یرید ان یتکلم

۱۔ ”عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال : قال رجل لم يعمل خیراً قط : اذامات فاحرقوه و اخر و انصفہ فی البر و انصفہ فی البحر، فرأیہ لئن قدر اللہ علیہ لیعذبہ عذاباً لا یعذب بہ احداً من العالمین ، فامر اللہ البحر فجمع ما فیہ ، و امر البر فجمع ما فیہ ثم قال لم فعلت ؟ قال من خشیتک و انت اعلم ، فنفرتہ“ (بخاری شریف : ۲/ ۱۱۱۷۷ قدیمی کتب خانہ)

۲۔ ”هو مالیس للانسان فیہ قصد“ (التعریفات للجرجانی : ۷۲ مطبوعہ دار المنار مصر)

بما لیس یکفر فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطاً (قاضی خاں) (۱) اما اذا اراد ان یتکلم بکلمۃ مباحتہ فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطاً بلا قصد (بزازیہ) (۲)

ان عبارتوں سے صاف معلوم ہو گیا کہ خطا کے معنی یہی ہیں کہ بلا قصد شعور و اوراک کی حالت میں جو کلمہ زبان سے نکل جائے وہ خطا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ صاحب واقعہ کا ان الفاظ کفریہ کے ساتھ تکلم کرنا خطا ہے۔ کیونکہ اس کا قصد اس کے خلاف الفاظ مباحتہ کہنے کا تھا اور بلا قصد اس کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ اور جب ان الفاظ کا خطا صادر ہوا ثابت ہو گیا تو اب یہ دیکھنا چاہئے کہ اگر الفاظ کفر خطا کسی کی زبان سے نکل جائے تو ان کا حکم کیا ہے؟ اس کے لئے کتب فقہ میں مختلف عبارتیں ملتی ہیں۔

اول یہ کہ الفاظ کفریہ کا خطا زبان سے نکل جانا موجب کفر نہیں۔ رجل قال عبدالعزیز عبدالخالق عبدالغفار عبدالرحمن بالحق الکاف فی اخر الاسم قالوا ان قصد ذلك یکفرو ان جری علی لسانہ من غیر قصد او کان جاہلاً لا یکفرو علی من سمع ذلك منه ان یعلمه الصواب (قاضی خاں) (۳)

لسانہ کلمۃ الکفر خطاً لم یکن ذلك کفراً عندا لكل کذا فی العالمگیریہ نقلاً عن الخانیہ (۴)

(۲) دوسرے یہ کہ الفاظ کفریہ کا خطا تکلم اگرچہ دیانت بالا تقاض موجب کفر نہیں مگر قضاء تصدیق نہ کی جائے گی۔ اما اذا اراد ان یتکلم بکلمۃ مباحتہ فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطاً و العیاذ باللہ لا یکفر لکن القاضی لا یصدقہ علی ذلك (بزازیہ) بدلیل ماصر حواہ من انه اذا اراد ان یتکلم بکلمۃ مباحتہ فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطاً بلا قصد لا یصدقہ القاضی وان کان لا یکفر فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ فمامل ذلك اه (رد المحتار) (۵)۔ اگر کہا جائے ممکن ہے کہ قاضی خاں کی دونوں عبارتیں صرف حکم دیانت بتاتی ہوں۔ کیونکہ بزازیہ اور رد المحتار کی عبارتوں میں بھی حکم دیانت یہی بتایا گیا ہے کہ کافر نہیں ہو گا لیکن اس کے بعد حکم قضا یہ بتایا کہ قاضی تصدیق نہ کرے اور حکم قضاء کی قاضی خاں کی عبارتوں میں نفی نہیں۔ بلکہ وہ حکم قضا سے ساکت ہیں۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ ہاں بے شک یہ احتمال ہے۔ لیکن اول تو مفتی کا منصب صرف یہ ہے کہ وہ حکم دیانت بتائے اس لئے صورت مسئلہ میں مفتی کو یہی فتویٰ دینا لازم ہے کہ قائل مرتد نہیں ہوا۔ دوم یہ بھی دیکھنا ہے کہ جب کہ شرائط صحت ردۃ میں طوع و اختیار بھی داخل ہے اور بے اختیاری میں ردۃ معتبر نہیں ہوتی تو یہ عدم اعتبار صرف مفتی کے اعتبار سے ہوتا ہے یا قاضی بھی غیر اختیاری ردۃ کو معتبر نہیں سمجھتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بے اختیاری کے اسباب اگر ظاہر ہوں تو اس میں مفتی اور قاضی دونوں بے اختیاری کو تسلیم کرتے اور ردۃ کو غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔

۱۔ قاضی خاں علی حاشیہ حندیہ: ۵۷۷/۳

۲۔ بزازیہ علی حاشیہ حندیہ: ۶/۳۲۱ ما جدیہ

۳۔ قاضی خاں علی حاشیہ حندیہ: ۳/۵۷۶ ما جدیہ

۴۔ حندیہ: ۲/۲۷۶ ما جدیہ

۵۔ الشملیہ: ۳/۲۲۹ سعید

جیسے کہ جنون معروف یا سکر ثابت عند القاضی یا طفولیت مشاہدہ وغیرہ۔

پس صورت مسئلہ میں اگر اس کی حالت بے خودی و بے اختیاری کو اور لوگوں نے بھی محسوس کیا ہو جب تو ظاہر ہے کہ قاضی کو بھی اس کا اعتبار کرنا پڑے گا ورنہ زیادہ سے زیادہ قاضی کو صاحب واقعہ سے اس کی اس حالت بے خودی و بے اختیاری کے متعلق قسم لینے کا حق ہوگا۔

(۳) سوم یہ کہ اگر قاضی کے سامنے یہ واقعہ اس طرح جاتا کہ اس شخص نے فلاں الفاظ کفریہ کا تکلم کیا ہے اور پھر یہ شخص قاضی کے سامنے عذر بے اختیاری پیش کرتا، ضرور تھا کہ قاضی اس سے بے اختیاری کا ثبوت مانگتا اور صرف اس کے کہنے سے حکم ردۃ کو اس پر سے مرتفع نہ کرتا۔ لیکن یہاں یہ واقعہ نہیں ہے بلکہ قاضی کے سامنے اس قائل کا بیان جائے گا تو اس طرح جائے گا کہ میں نے حالت بے خودی و بے اختیاری کہ زبان قابو میں نہ تھی یہ الفاظ کہے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں یہ الفاظ بایں حیثیت کہ بے خودی اور بے اختیاری سے سرزد ہوئے ہوں موجب کفر نہیں ہیں۔

(۴) چہارم یہ کہ ردۃ حقوق اللہ خالصہ میں سے ہے اور اگرچہ بعد ثبوت ردۃ بعض عباد کے حقوق متعلق ہو جاتے ہیں، لیکن نفس ثبوت و اثبات ردۃ میں دخل نہیں بلکہ بعد ثبوت ردۃ مترتب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہر ازیہ میں اس کی تصریح ہے۔ (۱) پس کسی متکلم کے دعویٰ خطا کرنے سے کوئی حق عبد زائل نہیں ہوتا۔ اور اس لئے قاضی کو اس کی تصدیق کر لینا ہی راجح ہے جیسا کہ حدیث الخطاء من شدة الفرح اور (۲) حدیث واللہ لنن قدر اللہ علی (۳) اور مختصر کے کلمات کفریہ کا اعتبار نہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے۔ (۴) اس کے بعد یہ بات باقی رہی کہ آیا صاحب واقعہ کی اس قول میں کہ ان الفاظ کا صدور بے اختیاری سے ہوا تصدیق کی جائے گی یا نہیں؟ اس کا جواب ضمناً تو آچکا لیکن زیادہ وضاحت کی غرض سے عرض کیا جاتا ہے کہ اگر اسی کلام میں متعدد وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو مفتی اسی ایک وجہ کو اختیار کرے جس سے حکم کفر عائد نہ ہو۔ کیونکہ جہت اسلام راجح ہے (۵) اور مسلمان کے ساتھ حسن ظن لازم۔ (۶) یہ دوسری بات ہے کہ اگر مفتی کی تاویل فی الواقع صحیح نہ ہوگی تو اس کا فتویٰ قائل کو حقیقی کفر سے نہیں بچا سکے گا۔ (-)

صورت مسئلہ میں جب کہ قائل خود اپنا کلمہ کفر سے ڈرنا، پریشان ہونا اور پھر تدارک کے خیال سے درود شریف پڑھنا اور اس میں بے اختیاری سے غلطی کرنا اور پھر اس پر افسوس کرنا اور رونا بیان کرتا ہے تو اس بدگمانی کی کوئی وجہ نہیں کہ اس نے یہ الفاظ کفریہ اپنے ارادے اور اختیار سے کہے یہ خیال کہ جب اسے معلوم تھا

۱۔ وبخلاف الار تداد، لا نہ معنی لا حق لغیرہ من الادمین (بوازیہ علی ہامش ہندیہ ماجدیہ: ۶/۳۲۲)

۲۔ مسلم شریف ۲/۳۳۵ قدیمی

۳۔ بخاری شریف ۲/۱۱۷۱ قدیمی کتب خانہ

۴۔ وما ظہر منہ من کلمات کفریہ بغتفر فی حقہ و یعامل معاملہ مولیٰ المسلمین (التنویر مع الدرر: ۲/۱۹۲) (تج۔ ایم سعید)

۵۔ اذا کان فی المسئلة وجوہ توجب الکفر و وجہ واحد یمنع فعلی المفتی ان یمیل الی ذلک (عالمگیری: ۲/۲۸۳)

۶۔ عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ: "یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن" قال: نهی اللہ المؤمن ان یظن بالمومن سواہ (تفسیر الدر الثمور: ۶/۹۱ بیروت)

۷۔ فمن قضیب له بحق مسلم فانما هی قطعة من النار فلیأخذها ویترکها (بخاری شریف: ۲/۱۰۶۴) جیسا کہ قضا اگر حقیقت واقعہ کے مطابق نہ ہو تو مسلم

کہ میری زبان قابو میں نہیں تو سکوت کرنا چاہئے تھا لیکن اس نے سکوت نہ کیا اور کلمہ کفر زبان سے نکالا تو گویا قصد اکلمہ کفر کے ساتھ تکلم کیا صحیح نہیں۔ کیونکہ اس نے قصد اورد و شریف صحیح پڑھنے کا کیا تھا مگر تلفظ کے وقت زبان سے دوسرے لفظ نکلے پھر قصد کیا کہ صحیح پڑھوں بقصد الاصلاح والتدارک سے افضل نہیں ہو سکتا۔ پس ممکن ہے اور اقرب الی القیاس یہی ہے کہ اس کے دل پر کوئی ایسی حالت طاری ہوئی جس کی وجہ سے اس کے جوارح کے افعال مختل ہو گئے۔ خود اس کے بیان میں موجود ہے کہ بیداری کے بعد بھی بدن میں بے حسی اور اثرنا طاقی بدستور تھا۔ اس لئے مفتی کے ذمہ صورت واقعہ میں لازم ہے کہ اس طرح فتویٰ دے کہ جب صاحب واقعہ نے اپنے اختیار اور ارادہ سے الفاظ مذکورہ نہیں کہے ہیں تو وہ بالاتفاق مرتد نہیں ہوا۔ اور چونکہ ان الفاظ کا اس کی زبان سے صدور خطا ہوا ہے اور اس صورت میں اتفاقاً کفر عائد نہیں ہوتا۔ جیسا کہ قاضی خاں کی عبارت سے معلوم ہو چکا۔ اس لئے اس کو تجدید نکاح یا تجدید ایمان کا حکم بھی نہیں کیا جائے گا۔ احتیاطاً تجدید کر لینا بحث سے خارج ہے۔ اس کی منکوحہ قطعاً اس کے نکاح میں ہے اور اسے ہرگز دوسرا نکاح جائز نہیں۔ (۱) اگر اس کی یہ حالت بے خودی و بے اختیاری معروف ہو جب تو حکم قضاء و دیانت میں کوئی فرق ہی نہیں۔ اگر یہ حالت معروف نہ ہوتا ہم یہ جوہ مذکورہ بالا قضاء بھی بلا قسم یا زیادہ سے زیادہ قسم کے ساتھ تصدیق کی جائے گی۔

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ مورخہ ۳۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ

اسلام قبول کرنے سے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(از اخبار سہ روزہ ”الجمعیۃ“ دہلی مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) بعد اسلام قبول کر لینے کے مشرک مرتد کا کیا حکم ہے۔ اس کی مشرکیت و مرتدیت کیا ہو جاتی ہے؟

(جواب ۴۴) الا سلام یهدم ما کان قبلہ (۱۲) یعنی اسلام قبول کرنے سے پہلے کے تمام گناہ اسلام لانے سے معاف ہو جاتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

کسی دنیاوی غرض سے کفر اختیار کرنا

(از اخبار سہ روزہ ”الجمعیۃ“ دہلی مورخہ ۸ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص کسی ضرورت کی وجہ سے مذہب اسلام ترک کرتا ہے لیکن حقیقت میں اس نے اسلام کو ترک نہیں کیا ہے۔ صرف اپنی غرض کو حاصل کرنے کے لئے اس نے ایسا کیا ہے۔ ارکان اسلام پر عامل ہے۔

(جواب ۴۵) ترک اسلام اور اجرائے کلمہ کفر یا کوئی عمل کفر کرنا حالت اضطرار میں جب کہ جان کا خطرہ ہو جائز ہو جاتا ہے۔ (۳) اس کے علاوہ کسی حالت میں جائز نہیں۔ پس اگر شخص مذکور نے کسی اضطراری حالت میں ایسا کیا ہے اور قلب میں ایمان و یقین بدستور ہے تو وہ خدا کے نزدیک مسلمان ہے۔ واللہ اعلم۔ (۴) محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

۱۔ النوع الخامس الحرة لحق الغير كمنكوحه الغیرو معتدته (تین اختلافی شرح کنزالذائق: ۲/ ۱۰۱ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

۲۔ مسلم شریف: ۱/ ۷۶

(۳۰) ومن كفر بالله من بعد ايسائه الا من اكره ، وقلبه مضطرب بالايمن (الحلل: ۱۰۶)

پانچواں باب اہل کتاب

کیا موجودہ زمانے کے یہود و نصاریٰ اہل کتاب ہیں؟
یہود و نصاریٰ کا تہیجہ اور ان سے نکاح کا حکم؟

(سوال) (۱) موجودہ زمانہ کے یہود اور نصاریٰ اہل کتاب ہیں یا نہیں؟

(۲) یہود اور نصاریٰ کے ذہن کو مسلمان کہا جاتا ہے یا نہیں؟

(۳) یہود اور نصاریٰ کی عورتوں سے بغیر اسلام پیش کئے اور بغیر اسلام کی قبولیت ان سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔

المستفتی۔ نمبر ۱۶۶۷ مولوی سید امجد اللہ صاحب (جائیدہ ص ۳۱۳) ۱۹۵۶ء ۱۹ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶) (۱) موجودہ زمانہ کے یہود و نصاریٰ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

پیغمبر اور تورات یا انجیل کو آسمانی کتاب مانتے ہوں، اہل کتاب ہیں، اگرچہ تثلیث کے قائل ہوں۔ (۱)

ہاں جو دھر یہ عقیدہ رکھتے ہوں یعنی نبوت و رسالت کے ہی قائل نہ ہوں اور نہ آسمانی کتاب پر ایمان رکھتے ہوں وہ اہل کتاب نہیں۔ (۲)

(۲) یہود و نصاریٰ جو دین موسوی یا دین عیسوی کے معتقد ہوں، ان کا ذہن حلال ہے۔ (۳)

(۳) یہود و نصاریٰ جو دین موسوی یا دین عیسوی کے قائل ہوں ایسی یہودیہ یا نصرانیہ سے مسلمان

شادی کر سکتا ہے۔ عرض اسلام کرنا جو ان نکاح کے لئے لازم نہیں۔ (۳) محمد کفایت اللہ غفرلہ

یہود و نصاریٰ کے ذلیل اور لعنتی ہونے کا مطلب۔

(سوال) قرآن کریم کی تصریحات مثلاً غیر المغمضوب علیہم اور ضربت علیہم الذلۃ الخ و دیگر آیات چنانچہ اور مفسرین و علمائے سلف و خلف کی تصریحات سے یہ ظہور ہوتا ہے کہ یہودی دنیا میں بھی ذلیل و ملعون رہیں گے۔ مگر عرب کے موجودہ حالت و شواہد سے بظاہر اس کے خلاف معاملہ نظر آتا ہے۔ چونکہ کلام الہی اپنی جگہ کامل و مکمل ہے، اس کی تعلیمات و احکام کی سچائی و پختگی پر ہمارا ایمان ہے، اس لئے لازمی طور پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اس کا مطلب سمجھنے میں غلطی کر رہے ہیں۔ یا اس کی کوئی دوسری توجیہ ہو سکتی ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۲۸۱۵ مولوی محمد عبد المعز۔ نوشہرہ ضلع پشاور

۱۔ وصح نکاح کتابیہ وان کرہ تنزیہا (مؤمنۃ بنتی) مرسل (مقرۃ بکتاب) منزل وان اعتقدوا المسیح الہا۔ (الدر مع البیور ۳/۳۵ قدیمی)

۲۔ "الکتابی عند الحنفیۃ من یؤمن بنی و یقر بکتاب" (القاسمی القسبی ۱۶: سیرت)

۳۔ "وطعام اللہ ان اتوا الکتاب حل لکم"۔ روی عن ابن عباس، وابی الذرءاء والحسن، ومجاہد، وابراہیم، والسدی انه ذہابہم، لان ذہابہم من طعامہم" (احکام القرآن ج ۲/۲۲ سیرت)

۴۔ "والمحصنات من الذین اتوا الکتاب من قبلکم" (المائدہ: ۵)

(جواب ۴۷) یہود کی ذلت سے مراد ان کی باطنی اور عقیدے کی ذلت ہے۔ اسی پر غضب خد لوندی کے وہ مستحق ہیں۔ ظاہر ہے کہ دنیوی غربت و مسکنت موجب غضب خد لوندی نہیں ہو سکتی۔ ورنہ دنیوی حیثیت سے تو وہ حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی بڑے تاجر، بڑے مالدار اور اپنی اپنی بستیوں میں صاحب امر تھے۔ پھر ان کے مغضوب علیم اور ذلیل ہونے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کوئی شبہ نہیں ہوا۔ کیونکہ ان کی باطنی ذلت تمام اہل عقل اور اہل حق کے نزدیک مسلم تھی (۱)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

قرآن کریم کی آیت ”ولتجدنہم اقربہم مودة للذین آمنوا الذین قالوا : انا نصاریٰ“ کا کیا مطلب ہے؟

لتجدن اشد الناس عداوة للذین آمنوا اليهود والذین اشرکوا . ولتجدن اقربہم مودة للذین آمنوا الذین قالوا انا نصاری الخ۔ اس آیت کریمہ کا کیا مطلب ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۲۵۳۳ محمد ضیاء الحق متعلم مدرسہ امینیہ دہلی مورخہ ۲۸ جمادی الثانی

۱۳۵۸ھ ۱۶ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۸) آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ یہود اور مشرکین کو تم مسلمانوں کا سخت دشمن پاؤ گے۔ اور نصاریٰ مسلمانوں کے ساتھ محبت میں قریب تر ہوں گے مگر وہ نصاریٰ مرلو ہیں جو اپنے مذہب پر قائم اور دنیا کی محبت اور جاہ و مال کی رغبت سے بے نیاز ہیں۔ (۲) موجودہ نصاریٰ تو نام کے نصاریٰ ہیں۔ یہ تو درحقیقت نصرانیت کے قائل بھی نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج یہ نام کے نصاریٰ مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

موجودہ توریت یا انجیل کی کسی آیت پر بغیر تصدیق کے اعتراض کرنا۔

(از اخبار المجمعۃ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال ۱) کیا موجودہ عیسائی و یہودی اہل کتاب کھلائے جانے کے مستحق ہیں؟

(۲) کیا موجودہ انجیل یا توریت کی کسی آیت پر ہم کو بغیر تصدیق اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے؟

(جواب ۴۹) (۱) وہ یہودی جو توریت کو مانتے ہوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہوں، اور وہ عیسائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کو مانتے ہوں اہل کتاب کھلانے کے مستحق ہیں (۳)

(۲) چونکہ موجودہ توریت اور انجیل تحریف شدہ ہیں اس لئے ان کے احکام پر وثوق نہیں اگر ان میں کوئی ایسی

۱۔ اما الغضب فهو ارادته ازال العقاب المستحق بهم، ولعنهم، وبراءته منهم، (تفسیر مجمع البیان: ۲/ ۳۰۰ سورت)

۲۔ اما النصاری فانهم فی اکثر الامر معرضون عن الدنيا مقبلون علی العبادۃ و ترک طلب الریاسة و التکبر والترفع۔ (التفسیر الکبیر للرازی: ۱۲/ ۶۶ دار الکتب العلمیہ تہران)

۳۔ واعلم من اعتقد دیناً سماویاً وله کتاب منزل..... فهو من اهل الکتاب (رد المحتار: ۳/ ۳۵ سعید)

بات ہو جو اصول دین کے خلاف ہو تو اس پر ہمیں اعتراض کرنے کا حق ہے مثلاً کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے یا یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ اور اگر فروعی مسائل میں کوئی مسئلہ اسلامی احکام کے خلاف ہو تو ہمیں اس کی نہ تصدیق کرنی چاہئے نہ تکذیب۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

www.ahlehaq.org

.....
 ۱۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... فقال رسول اللہ ﷺ لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تکذبوہم ، و قولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا (بخاری شریف: ۲: ۱۰۶۴۰ قدیمی کتب خانہ)

چھٹا باب متفرق مسائل

جنگلی لوگوں کو مسلمان کرنا۔

(سوال) پہاڑ میں ایک قوم ہے جس کو اس ملک میں گارو کہتے ہیں، جنگلی ہیں، ان کی نہ کوئی ذات ہے نہ انسانیت ہے، اگر وہ مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں تو ان کو مسلمان کر سکتے ہیں یا نہیں، خوراک ان سب کی حلال و حرام سب ہے، حتیٰ کہ کتا تک کھاتے ہیں۔ اس ملک کے عالم لوگ کراہت کرتے ہیں۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے مسلمان کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۲۱۸۴ جناب قسمت اللہ صاحب ۳ اذی قعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۶ جنوری ۱۹۳۸ء
(جواب ۵۰) ان کو ضرور مسلمان کر لینا چاہئے۔ ان کو اسلامی تعلیم دے کر انسان بنانا اور حرام اشیاء ترک کرانا چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

جس کتاب سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہوں اس کو ممنوع قرار دینے کے لئے کوشش کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔

(سوال) کتاب ”ستیار تھ پرکاش“ کا چودھواں باب ملاحظہ فرمائیں کیا یہ اسلام پر بدترین حملہ ہے یا نہیں؟ اور کیا اس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی مسلمان اس کتاب کی مخالفت کرے اور سزا پائے تو وہ مستحق اجر و ثواب ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۸۴۔ مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۳۲ء

(جواب ۵۱) ”ستیار تھ پرکاش“ میں دوسرے مذاہب کے خلاف جو تنقید کی گئی ہے وہ علمی حدود سے قطعاً باہر ہے۔ وہ تو بازاری پھسکا بازی، بہتان تراشی، تممت طرازی، تمسخر و استہزاء، تبدیل و تحریف کا معجون مرکب ہے۔ وہ دل آزار اور اشتعال انگیز ہونے میں محتاج کسی دلیل و ثبوت کی نہیں ہے۔ اس کو ممنوع الاشاعت قرار دینے کے لئے جس قدر جدوجہد کی جائے حق بجانب ہے۔ جو مسلمان اور دوسرے مذاہب والے اس میں سعی کریں گے وہ انسانیت، تہذیب و شرافت کی خدمت کریں گے۔ اور مذہبی حیثیت سے مسلمان انبیاء علیہم السلام کی توقیر و تکریم کی حفاظت کا اجر و ثواب پائیں گے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

فاسق و فاجر شخص کے مسجد میں آنے کو ناپسند کرنا کیسا ہے؟

(السوال) ایک ہندو شرعی طریق پر اسلام لانے کے بعد پھر بھی ہندوؤں سے تعلقات اور میل جول رکھتا ہے اور انہیں کے ہمسایہ میں رہتا ہے۔ اور ایک عورت کے ساتھ زمانا میں رہتا ہے۔ بعض مسلمان اس کا

مسجد میں آنا پسند نہیں کرتے۔

المستفتی۔ نمبر ۲۰۳۲ منشی سید الطاف حسین (ضلع گننور) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۲) اس کو نماز کی ترغیب دینا اور مسجد میں بلانا جائز ہے۔ (۱) اور ترک زنا کی نصیحت بھی کرنا چاہئے۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

سیاسی اختلاف کی وجہ سے کسی کو کافر کہنا مسلمان کہلانے کیلئے زبان سے اقرار ضروری ہے۔
(از اخبار الجمعية دہلی مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(سوال ۱) (۱) سیاسی اختلاف کی بناء پر کسی شخص کو کافر کہا جاسکتا ہے؟ مثلاً زید مہاتما گاندھی کے خیال کا آدمی ہے۔ بحر کتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی اکثریت گاندھی کے خلاف ہے اور تو بنے ایک کافر کی تقلید کی ہے اس لئے تیرا حشر کافر کے ساتھ ہوگا۔ کیا شرعاً ایسا کہنا جائز ہے؟

(۲) دولڑ کے اہل ہنود کے میرے شاگرد ہیں جو ہنوز بلوغ کو نہیں پہنچے ہیں۔ ان کے عقائد بالکل اسلامی ہیں، وحدانیت کے قائل ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ حشر نشر کے قائل ہیں۔ مگر باپ کے خوف سے اسلام کا اظہار نہیں کر سکتے۔ کیا وہ اپنا نام ہندوؤں جیسا قائم رکھ کر بھی مسلمان ہو سکتے ہیں۔ ان کے درپردہ مسلمان ہونے میں شک نہیں، لیکن کیا ان کو مسلمان کہا جاسکتا ہے؟

(جواب ۵۳) (۱) سیاسی اختلاف کی بناء پر کسی کو کافر کہنا دینا بہت بڑی غلطی ہے۔ اور گاندھی کے ساتھ اگر کوئی سیاسی پروگرام میں متفق ہو اور اپنا مذہب ہر طرح محفوظ رکھے۔ عقائد میں کسی طرح نقصان نہ آنے دے تو اس میں کوئی شرعی مؤاخذہ نہیں ہے۔ جو شخص محض سیاسی اختلاف کی وجہ سے کسی کو کافر بتانے لگے اور مسلمان کو کہے کہ تیرا حشر گاندھی کے ساتھ ہوگا۔ اس کو ایمان کی سلامتی کی فکر کرنی چاہئے کہ مسلمانوں کو کافر کہنا بہت سخت بری بات ہے۔ (۳)

(۲) جو شخص اسلامی عقائد قبول کرے، یعنی دل سے ان کو حق سمجھے اور زبان سے حقانیت کا اقرار کرے وہ شرعاً مسلمان ہے۔ اگر دل سے حق سمجھنے کے باوجود کسی کے خوف سے زبان سے اعلان و اظہار نہ کرے تو وہ احکام شرعیہ کی رو سے مسلمان نہیں کہلائے گا اور اسلام کے احکام دنیا میں اس پر جاری نہ ہوں گے کیونکہ اجرائے احکام کے لئے سوائے اقرار لسانی کے ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ یہ آدمی مسلمان ہے، اور مسلمان کو نماز کی ترغیب دینا اور مسجد کی طرف بلانا صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن اور کار خیر ہے۔
۲۔ من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ، فان لم یستطع فبقلبہ ذلک اضعف الایمان۔ (بخاری ۳۳۶۶ قرآن محل مولوی مسافر خانہ کراچی)

۳۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ایما رجل قال لاخیه: کافر..... ان معناه رجع باثم ذلک القول..... رجعت علیہ نقیصتہ ومعصیۃ تکفیرہ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۹/۳۷۷ الحدادیہ)

۴۔ هو تصدیق محمد ﷺ..... هل هو فقط او مع الاقرار قولان..... والاقرار شرط لا جراء الاحکام الدنیویۃ (الشامیہ: ۴/۲۲۱ عید)

کتاب العقائد

پہلا باب

اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا

(سوال) زید اللہ کو تعظیم کی وجہ سے تمہارا آپ کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جیسے یا اللہ تم نے سچ کہا آپ کا فرمان چاہے۔ اس طرح کہنا کیسا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے شرک لازم آتا ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۶۸۸ سکرٹری انجمن حفظ الاسلام (ضلع مہرودج) ۷۷ رمضان ۱۴۲۵ھ ۲۴

دسمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۴) شرک لازم آیا گناہ ہونا تو درست نہیں۔ کیونکہ جمع کا صیغہ بطور تعظیم کے استعمال کرنا جائز ہے، خود قرآن مجید میں بہت سے مواقع میں موجود ہے۔ جیسے وانا له لعافظون (۱) اور ولقد نادنا نوح فلنعم المجیبون (۲)۔ لیکن اردو کے محاورہ کے لحاظ سے واحد کا صیغہ استعمال کرنا اولیٰ اور بہتر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

جملہ ”لا تتحرك ذرة الا باذن الله“ پر اعتراض کا جواب۔

(سوال) حدیث شریف میں ہے لا تتحرك ذرة الا باذن الله۔ خدا کے حکم کے سوا ذرہ نہیں ہل سکتا۔ تو جو بندہ سے خطا ہوتی ہے۔ مثلاً شراب، مازی پینا، جوا وغیرہ کھیلتا۔ اس کا خلاصہ جواب فرمائیے گا۔

المستفتی۔ نمبر ۱۰۷۴ حاجی محمد علی صاحب (احمد آباد) جمادی الاول ۱۴۲۵ھ ۷ جولائی ۱۳۶۶

(جواب ۵۵) اذن کے معنی اس عبارت میں ارادے کے ہیں۔ رضامندی اور اجازت کے نہیں ہیں اور مطلب یہ ہے کہ عالم میں کوئی ذرہ اللہ تعالیٰ کسی ذرے کو حرکت دینا چاہے، تو ذرہ حرکت کر سکے گا، اور نہ دینا چاہے تو ذرے کیلئے حرکت کرنا ناممکن ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قوت خالقیت اور ارادی طاقت سے جو چیزیں وجود میں آتی ہیں ان کے ساتھ رضا اور اجازت بھی شامل ہوتی ہے۔ بلکہ افعال و اعمال انسانی سب خدا کے ارادے اور قوت خالقیت سے وجود میں آتے ہیں۔ اچھے اعمال کے ساتھ اس کی رضامندی بھی شامل ہوتی ہے۔ اور برے اعمال سے وہ ناراض اور غضب ناک ہوتا ہے۔ اور ثواب و عذاب کا تعلق رضامندی اور ناراضگی سے ہے، نہ ارادے اور خالقیت کے متعلقات سے۔ (۳) فقہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ (الحج: ۹)

۲۔ (الصافات: ۷۵)

۳۔ قال الله تعالى: ولا يرضى لعباده الكفر، يعني ان الارادة والمشيئة، والتقدير يتعلق بالكل، والرضاء والمحبة والامر لا يتعلق الا بالمحسن دون القبيح، (شرح العقائد: ۱۵۶ ج ۱ ایم سعید)

کیا خدا جھوٹ بول سکتا ہے؟

(سوال) آیا خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں۔ وہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے :-

ان الله على كل شئ قدير یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اگر خدا جھوٹ نہیں بول سکتا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے ایک چیز یعنی جھوٹ پر قدرت حاصل نہیں ہے (نعوذ باللہ)۔ زید کہتا ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ کیا زید پر کفر کا فتویٰ عائد ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۷۶۱۳۔ رمضان علی صاحب بمبئی نمبر ۸-۲۶ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ مارچ ۱۹۳۷ء)

(جواب ۵۶) حق تعالیٰ و تقدس نے نہ کبھی جھوٹ بولا ہے نہ بولے گا۔ اور نہ خدا تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ جھوٹ کے ساتھ متصف ہو، (۱) لیکن بندے جو جھوٹ بولتے ہیں، اس جھوٹ کا خالق وہ ہے کیونکہ بندے کے تمام اعمال و افعال حق تعالیٰ کے مخلوق ہیں۔ اس لحاظ سے کذب بھی خدا تعالیٰ کا مخلوق ہے۔ اور ہر مخلوق مقدر ہے اس لئے کذب بھی مقدر ہے اور اس میں کوئی شبہ اور اہل سنت و الجماعت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور جھوٹ کو پیدا کرنا اور اس پر قادر ہونا حق تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس میں کوئی نقصان نہیں پیدا کرتا۔ یہ کلام تو کذب عباد کے متعلق تھا اور یہ اصول کہ اللہ تعالیٰ کذب عباد کا خالق اور اس پر قادر ہے۔ بلا شک و شبہ صحیح اور اہل سنت و الجماعت کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ (۲)

دوسری بات یہ ہے کہ جنت و دوزخ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں شامل ہیں اور جنت کو ذریعہ ثواب اور دوزخ کو آلہ عذاب قرار دینا بھی حق تعالیٰ ہی کا کام ہے وہ اس پر قادر ہے کہ وہ اپنی مخلوق سے جو چاہے کام لے اور جو معاملہ چاہے کرے، نیکوں کو دوزخ میں بھیج دے اور بدوں کو جنت میں داخل کر دے تو کسی کو اعتراض کا حق نہیں۔ لا یسئل عما یفعل (۳) صرف اس کی شان ہے۔ اور خلف فی الوعد رحمہ و کرم ہے۔ اس لئے اگر خلف فی الوعد کو کسی نے کذب سے تعبیر کر کے مقبور کہہ دیا تو کوئی جرم نہیں۔ لیکن یہ متفق علیہ ہے کہ خلف فی الوعد مطلقاً اور خلف فی الوعد ایسی صورت سے کہ نقص و عیب کا موجب ہو حضرت حق سے باوجود مقدر ہونے کے صادر ہونا محال ہے مگر یہ استحالہ ذاتی نہیں ہے بلکہ حضرت حق کے صدق و وعدہ کے لازم ہونے کی بناء پر استحالہ بالغیر ہے۔ (۴)

یہ تعبیر کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے مذکور بالا تفصیل کی بناء پر فی حد ذاتہ صحیح ہے۔ مگر عام مسلمانوں کو حیرت اور تشویش اور فتنہ میں ڈالنے والی ہے اس لئے اس کو عوام کے سامنے ذکر کرنا نہیں چاہئے۔ فقط (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ وہابی۔

۱۔ ان الله تعالى منزّه من ان يتصف بصفة الكذب، وليست في كلامه شبه الكذب أبدا كما قال الله تعالى: "ومن اصدق من الله قيلا"..... (المہند علی المفتر: ۵۳) وار الا شاعت

۲۔ دیکھئے (مہند علی المفتر: ۵۵-۶۰ مکتبہ دار الا شاعت)

۳۔ (الانبياء: ۲۳)

۴۔ ان امثال هذه الاشياء مقدور قطعاً لكنه غير جائز الوقوع عند اهل السنة و الجماعة من الاشاعرة (المہند علی المفتر: ۵۹)

۵۔ عن علي رضي الله تعالى عنه قال: حدثوا الناس بما يعرفون، ان يحبون ان يكذب الله ورسوله (کنز العمال: ۱۰) حديث نمبر ۲۹۵۱۵ (بیروت)

خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے بارے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیان اور ابو منصور ماتریدی کے قول کے درمیان تطبیق۔

(السوال) دو قولوں میں سے (باجود یہ کہ دونوں قول فقہ کی معتبر کتابوں میں موجود ہیں) کون سا قول صحیح ہے۔

قول اول (۱) فتاویٰ شامی جلد اول ص ۴۸ میں ہے۔ کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خدا کو ننانوے مرتبہ خواب میں دیکھا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر سویں ۱۰۰ مرتبہ خدا کو خواب میں دیکھوں تو اللہ رب العزت سے وہ عمل پوچھوں گا کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اس کے عذاب سے نجات حاصل ہو۔ پھر مجھ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا۔ الخ۔ مطلب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں سو ۱۰۰ مرتبہ دیکھا۔ چنانچہ در مختار میں بھی مرقوم ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کو سو ۱۰۰ مرتبہ خواب میں دیکھا۔

(۲) قول فتاویٰ قاضی خاں جلد ۴ فصل فضل التسبیح والتسليم میں لکھا ہے کہ :-

ولو قال الرجل رأيت الله تعالى في المنام قال الشيخ رئيس اهل السنة ابو منصور الماتريدي رحمة الله عليه رأيت هذا الرجل شراً من عابدا لوثن.

اگر کوئی آدمی کہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے تو اس شخص کے حق میں شیخ رئیس اہل سنت و الجماعت ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ شخص بتوں کی پوجا کرنے والوں سے بدتر ہے۔ المستفتی نمبر ۲۲۶۶-۲۳ رمضان ۱۳۵۷ھ م ۷ نومبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۷) اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا انسان کا غیر اختیاری امر ہے۔ سینکڑوں آدمی یہ خواب دیکھتے ہیں کہ انہوں نے خدائے تعالیٰ کو دیکھا اور اس خواب کو بیان کرنا شریعت نے ناجائز اور ممنوع قرار نہیں دیا۔ سید المرسلین ﷺ نے فرمایا۔ رأیت ربی فی احسن صورة الخ رواہ الدارمی والترمذی کذا فی المشکوۃ۔

وفی المرقاة الظاہران هذا الحدیث مستند الی رؤیا راها صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۱)

پس حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو ننانوے مرتبہ یا سو مرتبہ خواب میں دیکھا ہے، (۲) شرعی قواعد کے بموجب محل اعتراض نہیں بلکہ درست اور صحیح ہے۔

فتاویٰ قاضی خاں نے شیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا جو قول نقل کیا ہے اس کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے مرقاة کتاب الرؤیا میں نقل کر کے بتایا ہے کہ کسی شخص کا اپنے خواب کو بیان کرنا موجب کفر نہیں ہو سکتا (۳) پس شیخ ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے معنی یہی ہیں کہ اگر کوئی ذات خداوندی کو خواب میں دیکھنا بیان

۱۔ (سنن الدارمی: ۲/ ۷۰۱ قدیمی کتب خانہ) ترمذی میں یہ حدیث نہیں ملی۔ (مرقاة المفاتیح: ۲/ ۹۰ مکتبہ امدادیہ ملتان)

۲۔ ان الامام رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: رأیت رب العزۃ فی المنام تسعاً وتسعین مرة..... قال فرأیتہ سبحانہ وتعالی (الشامیہ: ۵۱/ ۱ معید)

۳۔ لا ن کثیراً من الناس یرونہ سبحانہ تعالیٰ فی المنام، فلا ینبغی ان یفتی بمجرّد قولہ: انہ رای اللہ تعالیٰ بکفرہ کما قالہ بعض علمائنا..... (مرقاة: ۹/ ۲۶ مکتبہ امدادیہ ملتان)

کرے یعنی یہ دعویٰ کرے کہ میں نے جس کو خواب میں دیکھا ہے وہی حقیقتہً ذات احدیت ہے تو وہ عابد و ثن سے زیادہ رہا ہے، کیونکہ خواب میں دیکھی ہوئی چیز خیالی صورت ہوتی ہے نہ کہ اصل ذات و حقیقت۔ پس امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی صحیح ہے اور امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی اس معنی کے اعتبار سے صحیح ہے اور دونوں میں تعارض نہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم و احکم۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

”خدا عالم الغیب نہیں ہے“ کا عقیدہ رکھنے والے کا حکم۔

(سوال) اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ خدا عالم الغیب نہیں آیا ایسے شخص کا اسلام باقی رہتا ہے یا نہیں اس کا اس کی بیوی سے نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۸۵ مولوی محمد یوسف فقیر دہلوی ۲۴ ربیع الاول ۱۴۵۹ھ ۱۳ اپریل ۱۹۴۰ء
(جواب ۵۸) یہ لفظ مبہم ہے۔ اس قائل سے اس کا مطلب دریافت کرنا لازم ہے، اس کے بعد کوئی حکم دیا جاسکتا ہے۔ یہ تعبیر تو اس کی نصوص کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں حق تعالیٰ کی صفات عالم الغیب والشہادۃ اور علام الغیوب فرمایا گیا ہے، لہذا یہ قول تو گمراہی اور جہالت ہے مگر قائل کی تکفیر اس کے بیان سے پہلے نہیں کی جاسکتی۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف مجازاً بھول کی نسبت کرنا ہی سخت بے ادبی اور گستاخی ہے۔

(از اخبار المجموعۃ دہلی مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص نے ”اخبار ترجمان سرحد“ مورخہ ۳۱ جنوری سن ۱۹۲۸ء میں ایک نظم شائع کی ہے جس کا ایک شعر یہ ہے :-

سرائے دہر میں وہ ہستی فضول ہوں میں ☆ کہ گویا صانع قدرت کی ایک بھول ہوں میں

مصرع ثانی میں صانع قدرت کی طرف جو بھول کی نسبت کی گئی ہے آیا یہ جائز ہے؟

(جواب ۵۹) دوسرے مصرع میں صانع قدرت کی طرف بھول کو منسوب کرنا بے شک خلاف ادب اور سخت جرات اور گستاخی ہے۔ اگرچہ لفظ گویا نے اس نسبت کو اپنے اصل مفہوم سے ہلکا کر دیا ہے جس کی وجہ سے قائل تکفیر سے بچ سکتا ہے، مگر پھر بھی ایسا عنوان اور تعبیر جائز نہیں ہو سکتا اسے توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ ایسی بے احتیاطی اور بے ادبی سے احتراز کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

- (۱) اللہ تعالیٰ کو اس وقت سے خالق کہتے ہیں جب کہ اس نے کچھ پیدا کیا۔
- (۲) اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے مگر جھوٹ بولتا نہیں“ کے قائل کا حکم۔
- (۳) اللہ تعالیٰ مسجود ہونے میں مخلوق کا محتاج نہیں۔

(۴) لفظ ”اللہ“ اسم ذات ہے

(۵) جو اعتقاد اوپر درج ہیں یہ صحیح ہیں یا غلط؟

(السوال) (۱) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ میں خلق کرنے کی قوت و قدرت ہمیشہ سے موجود ہے لیکن اس کو خالق اس وقت سے کہتے ہیں جب کہ اس نے کچھ پیدا کیا۔ جب تک کچھ پیدا نہیں کیا تھا، اس وقت اس کو خالق نہیں کہہ سکتے۔

(السوال) (۲) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے لیکن بعض باتیں ایسی ہیں کہ جن کو وہ نہیں کرتا۔ مثلاً یہ کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، مگر یہ بات اس کی قدرت سے خارج نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اس کی بناء پر ایسا نہ کہیں لیکن حقیقت یہی ہے۔

(سوال) (۳) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ اگر مخلوق کو پیدا نہ کرتا خواہ کسی قسم کی ہو یعنی اس کی ذات کے سوا کچھ بھی نہ ہوتا تو سجدہ کرنے والے میں وہ محتاج رہتا۔ بغیر دوسری ذات کے پیدا کئے اس کو سجدہ کون کرتا۔

(سوال) (۴) زید کہتا ہے کہ اللہ اسم ذات ہے۔ اسم صفت نہیں ہے۔

(سوال) جو اعتقاد اوپر درج ہیں یہ صحیح ہے یا غلط؟

(جواب ۶۰) (۱) یہ صحیح ہے کہ حضرت حق جل شانہ میں قدرت خلق ازل ابداً موجود تھی اور ہے اور رہے گی اور وہ ہمیشہ سے اس قدرت خلق کی بناء پر خالق ہے۔ ہاں اس صفت کا تعلق مخلوقات کے ساتھ اسی وقت ہو واجب مخلوق پیدا ہوئی۔ پس صفت خلق قدیم ہے اور تعلق صفت بالمخلوق حادث ہے۔ ان تعلقات کے حدوث سے نفس صفت کی قدرت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور خالق کا اطلاق اس معنی سے کہ صفت خلق اس میں موجود تھی قبل تعلق کے بھی ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے اس میں کچھ خرابی نہیں ہے۔ (۱)

(۲) ہزاروں چیزیں ایسی ہیں کہ خدا ان پر قادر ہے مگر کرتا نہیں ہے۔ مثلاً وہ قادر ہے کہ ہر شخص کے سامنے ہر وقت سونے کا پہاڑ پیدا کر دے، چاندی کے درخت اُگادے (وغیرہ) مگر کرتا نہیں اور جھوٹ بولنے کا وقوع محال ہے نہ کبھی جھوٹ بولا ہے نہ بولے گا، نہ جھوٹ بولنا شان الوہیت کے لائق ہے۔ (۲) امکان کذب کا مشہور مسئلہ در حقیقت خلف فی الوعید کی طرف راجع ہے جو علمائے قبحرین ہی سمجھ سکتے ہیں۔

(۳) سجدہ کرنے والے کو اگر خدا پیدا نہ کرتا تو سجدے کا وقوع نہ ہوتا، مگر خدا کی الوہیت میں اس کی وجہ سے کوئی کمی یا نقصان نہیں آسکتا تھا۔ (۳) پس یہ کہنا کہ خدا اپنے لئے سجدہ کرانے میں مخلوق کا محتاج تھا، ایک غلط تعبیر ہے جس سے نا فہم لوگ دھوکے میں پڑ سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات تمام احتیاجات سے پاک اور منزہ ہے۔ (۴)

(۴) یہ صحیح ہے کہ اللہ اسم ذات ہے اسم صفت نہیں ہے۔

(۵) ان خیالات کے اصول صحیح ہیں، تعبیرات میں احتیاط کی جائے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

۱۔ ان اللہ تعالیٰ موصوف بانہ الرب قبل ان یوجد مربوب۔ وموصوف بانہ خالق قبل ان یوجد المخلوق (شرح العقیدۃ الطحاویۃ: ۸۰، المکتب الاسلامی الطبعہ الثانیۃ)

۲۔ ان اللہ منزہ من ان یتصف بصفة الکذب، ولیست فی کلامہ شائبۃ الکذب أبداً کما قال اللہ تعالیٰ: ”ومن اصدق من اللہ قیلاً“ (المہند علی المنہد: ۵۴/ دارالاشاعت)

۳۔ عن ابی در عن النبی ﷺ: ”یا عبادی! لو ان اولکم و آخرکم، وانسکم و جنکم علی الفجر قلب رجل واحد منکم مانقص ذلك من ملکی شیئاً“ (مسلم شریف: ۲/ ۳۱۹ قدیمی کتب خانہ) ۴۔ اللہ الصمد (الاخلاص: ۲)

دوسرا باب انبیاء علیہم السلام

حیات انبیاء علیہم السلام

(سوال) انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں یا نہیں؟

(جواب ۶۱) انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنی قبور میں زندہ ہیں، مگر ان کی زندگی دنیاوی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ برزخی اور تمام دوسرے لوگوں کی زندگی سے ممتاز ہے۔ (۱) اسی طرح شہداء کی زندگی بھی برزخی ہے اور انبیاء کی زندگی سے نیچے درجے کی ہے۔ دنیا کے اعتبار سے تو وہ سب اموات میں داخل ہیں۔ انک میت و انہم میتون اس کی صریح دلیل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

آنحضرت ﷺ کا بشر ہونا اسلام کا قطعی مسئلہ ہے۔

(السوال) ایک شخص جناب رسول اللہ ﷺ کو سید الانبیاء والرسل مانتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ ﷺ کو بشر کہنا جائز ہے۔ اور اس میں کوئی ترک ادب نہیں ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے اور حدیث ترمذی رحمۃ اللہ علیہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشرا من البشر یخصف نعلہ ویقلی ثوبہ۔ نیز یرتول (مواہب لدینیہ)۔ شرح مواہب زر قانی وغیرہ) اور بزرگوں کے کلام مثلاً قصیدہ بردہ میں ہے۔ فمبلغ العلم فیہ انہ بشر،۔

المستفتی نمبر ۳۰ مولانا کریم بخش ایم، اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور ۹ جمادی

الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۲) آنحضرت ﷺ کا بشر ہونا قطعی ہے قطعیات سے ثابت ہے حضرت حق جل مجدہ، نے حضور ﷺ کو حکم دیا کہ اپنی بشریت کا اعلان و تبلیغ فرمادیں۔ قل انما آنا بشر مثلکم یوحی الیّ الایہ (۲) اس اعلان و تبلیغ کی ضرورت یہ تھی کہ حضور ﷺ کی حقیقت بشریت کا امت کو علم ہو جائے اور وہ عیسائیوں کی طرح آپ کو الوہیت میں داخل کر دینے کی غلطی اور گمراہی میں مبتلا نہ ہوں۔ اور یہ کہ کفار کے اس قول کا صریح رد ہو جائے جو کہتے تھے ما انزل اللہ علی بشر من شیء (۳) اور ان کی اس غلطی کا بھی ازالہ ہو جائے جو بشریت کو نبوت کے

۱۔ ما من احد یسلم علیّ الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام (ابوداؤد: ۱/۲۷۹) (ایم سعید)

عن اوس بن اوس قال قال رسول اللہ ﷺ ان من افضل ایامکم یوم الجمعة فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النسخہ وفیہ الصغفہ فاکثر علی من الصلوۃ فیہ ان صلوتکم معروضۃ علی قال: قالوا یا رسول اللہ وکیف تعرض صلاتنا علیک و قد امنت قال یقولون بلیت فقال: ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء (ابوداؤد: ۱/۱۵۰) (ایم سعید)

حضرت انس سے صحیح سند کے ساتھ منقول ہے "الا نبیاء احياء فی قبورهم یصلون" شفاء السقام: ۱۲۴، حیات الانبیاء للبیہقی: (نقل عن تسکین الصدور: ۲۲۰ مکتبہ صدوریہ)

۲۔ (تم السجدہ: ۶)

۳۔ الانعام: ۹۱

منافی قرار دیتے تھے اور انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا انکار کرنے کے لئے ان کی بشریت کو حیل بناتے تھے اور ان ائمہ الاہل کو بھڑکاتے تھے۔ (۱) حضرت حق نے انبیائے سابقین کی طرف سے جو جواب نقل فرمایا وہ یہ ہے:-
 قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلکم ولكن الله یمن علی من یشاء من عباده۔ (۲) کہ اس میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بشریت کا صاف لفظوں میں اعتراف فرمایا اور یہ بتایا کہ بشر کو رسالت و نبوت سے سرفراز فرمانا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے، جس میں وہ مختار مطلق ہے۔ بشریت کے لوازم کو بھی کفار نبوت کے خلاف پیش کیا کرتے تھے کہ یہ کھانا کھاتے ہیں بازار میں آمدورفت رکھتے ہیں تو نبی کس طرح ہو سکتے ہیں۔ (۳) حضرت حق نے ان چیزوں کا بھی اثبات فرمایا اور کہا کہ ہم نے پہلے بھی جو رسول بھیجے تھے وہ کھانا بھی کھاتے تھے اور بازار میں بھی آتے جاتے تھے۔ غرض یہ کہ یہ تو کفار کا عقیدہ اور خیال تھا کہ رسول اور نبی کو بھڑکانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ابتداء سے انسانوں کی ہدایت کے لئے جتنے نبی بھیجے سب بشر تھے، اور انبیاء علیہم السلام نے اپنی بشریت کا اعتراف فرمایا بلکہ تبلیغ کی اور اسی اعتراف و تبلیغ کا حضور ﷺ کو قل انما انا بشر مثلکم (۴) میں حکم فرمایا گیا۔ پس حضور ﷺ کی بشریت کا منکر قرآن کی نصف کا منکر اور حضرت حق اور انبیاء علیہم السلام اور خود حضور ﷺ کی تعلیم کا منکر اور مخالف ہے۔

رہی یہ بات کہ بشر ہونے کا اقرار کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ گو فی الحقیقت حضور ﷺ بشر تھے لیکن حضور ﷺ کو بشر کہنا نہیں چاہئے تو یہ قول بھی غلط ہے۔ کیونکہ احادیث میں بشارت وارد ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور ﷺ کو بشر کہا (۵) اور اس کو نہ خلاف ادب سمجھا نہ کسی نے اس پر اعتراض کیا۔ بلکہ بشر کہنے سے منع کرنے میں ان کفار کے عقیدہ کی جھلک ہے جو بشریت کو نبی کے مرتبے کے خلاف سمجھتے تھے۔ ہمارا تو یہ فرض ہے کہ ہم بطور تحدیث بالنعمة کے اس کا اعلان کریں کہ حضرت حق جل مجدہ، کالوع بشر پر یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنی پیغام رسانی کی اعلیٰ ترین خدمت اور نبوت و رسالت کے افضل ترین منصب سے بشر کو نوازا۔ اور تمام ماسوی اللہ میں سے ایک بشر (نبی امی ارواحنا فدہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو چن کر اپنا حبیب بنایا اور تمام مخلوق پر اس کو فضیلت دی۔ ہذا هو الحق الذی لا محیص عنہ۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی۔

(۱) ایسی باتیں جن سے عوام کا عقیدہ خراب ہونے کا اندیشہ ہو بیان نہیں کرنا چاہئے۔

(۲) آیت فمکوننا من الظالمین کا ظاہری معنی مراد لینا سبب النبی ہے یا نہیں؟

(سوال) زید نے دوران وعظ میں فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا کہ

۱۔ ابراہیم: ۱۰

۲۔ ابراہیم: ۱۱

۳۔ وما ارسلنا قبلك من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام، ویمشون فی الأسواق (الفرقان: ۲۰)

۴۔ (تم السجدۃ: ۶)

۵۔ انہم انما انا بشر فای المسلمین لعتہ اوسیتہ فجعلہ زکوۃ واجراً (مسلم: ۲/۳۲۳ قدیمی)

اصل المعاصی ثلثة اشياء الکبر والحسد والحرس الخ۔ الغرض جس میں تکبر کا موجد ابلیس، حسد کا قابیل، اور حرص کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی طرف کی۔ پس واعظ اس قول میں صادق ہے یا کاذب نیز فتحونا بمن الظلمین کا ظاہر معنی ارادہ کرنا سب النبی ہے یا نہیں؟ ایسے واعظ کو مرتد کہنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۱ ڈاکٹر عزیز الرحمن (ضلع پشاور) ۲۷ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۲ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۳) واعظ نے جو عبارت نقل کی اور جو معنی اس کے بیان کئے وہ قابل تاویل ہیں اس لئے واعظ پر ارتداد کا حکم کرنا درست نہیں ہے۔ (۱) ہاں ان کو اس قسم کی عبارت عوام کے ساتھ بیان نہیں کرنی چاہیئے جس سے عوام کے عقیدے خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔ اور انبیاء علیہم السلام کی طرف معصیت کی نسبت کرنے کا احترام ہو سکے۔ (۲) آیت کریمہ میں ظالمین کا لفظ اپنے معنی میں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم باوجود یاد ہونے کے بقصد نافرمانی اس درخت کے قریب جاؤ گے (یعنی اس میں سے کھاؤ گے) تو تم ظالم ہو جاؤ گے۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن حضرت آدم علیہ السلام نے شجرہ ممنوعہ کو قصداً نہیں کھایا بلکہ ممانعت کو بھول گئے اور بلا قصد بھول کر ان سے فعل ممنوع سرزد ہوا۔ قرآن مجید میں ہے: ولقد عهدنا لآدم من قبل فتنسی ولہ نجد لہ عنہا (۳) اس لئے حضرت آدم علیہ السلام ظالم نہیں ہوئے۔ موقوف تھا بالقصد نافرمانی اور وہ پائی نہیں گئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

آنحضرت ﷺ کی شان میں بے ادبی کرنے والا یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان لگانے والا کافر ہے، ایسے گستاخ سے اظہار ناراضگی نہ کرنے والا بھی کافر ہے۔

(سوال) ایک مولوی بنام زید اور چند مسلمان ناخواندہ امی اس کے ہمراہ ایک پادری مذہب عیسوی کے ہاں نشست و برخاست ایک وقت معین پر رکھتے ہیں اور خورد و نوش اکل و شرب میں پادری صاحب کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ یعنی پان، چائے وغیرہ خاص پادری صاحب کے ہاں کا بنا ہوا کھاتے ہیں۔ اور گفتگو میں یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ وہ حضرت سرور کائنات ﷺ کی شان میں بے ادبی کرتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں افک و بہتان لگاتا ہے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا و زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لفظ گستاخانہ کہتا ہے۔ دوسرے مسلمان اس مولوی کو کہتے ہیں کہ پادری کے یہاں اکل و شرب نہ کرنا چاہئے تو جواب یہ دیتا ہے کہ کچھ حرج نہیں۔ اس سے ہمارے ایمان میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اگر فرق آتا تو ہمیں قرآن و حدیث سے ثبوت دو۔ لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس مولوی کے ایمان میں کچھ خلل آیا یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۴) جناب رسالت پناہ روحی فدائے ﷺ کی یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں

۱۔ اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه يمنعه، فعلى المفتي ان يميل الى ذلك الوجه (ہندیہ ۲/ ۲۸۳ ما جدید)

۲۔ لكن الاولى ان لا يقرر بالعربية صيانة لدينهم. (الدرمع الرد ۱۰ / ۵۴۱ سعید)

گستاخی کرنے والا (۱) یا کسی گستاخی کرنے والے سے ناراض نہ ہونے والا کافر ہے (۲) فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین متفق ہیں کہ نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے۔ وکل مسلم ارتد فتوۃ مقبولة الا الکافر بسب نبی من الانبیاء فانه یقتل حداً ولا تقبل توبته مطلقاً ولو سب اللہ تعالیٰ قبلت لا نہ حق اللہ تعالیٰ والا ول حق عبد لا یزول بالتوبة وکذالوا بغضه بالقلب. فتح و اشباہ وفي فتاوی المصنف ویجب الحاق الاستهزاء والا مستخفاف به لتعلق حقه ایضاً. انتہی مختصراً (در مختار ص ۳۱۹ ج ۳) (۳)

پس جو شخص ایسی آدمی کے فعل پر خواہ وہ عیسائی ہو یا اور کوئی ہو اظہار ہراسگی نہ کرے یا کم از کم دل سے برا سمجھ کر اس جگہ سے اٹھ نہ جائے، بے شک وہ بھی کافر ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست نہیں۔ (۴)

رہا صرف کھانا پینا تو وہ عیسائی کے مکان کا بشرط یہ کہ کسی ناپاک یا حرام چیز کی آمیزش کا گمان غالب نہ ہو درست ہے۔

ہندو کا نبی علیہ السلام کی توہین کرنے کے بعد معافی طلب کرنا۔

(سوال) ایک بنگالی ہندو راؤ بہادر آر تعلقدار سرکاری وکیل نے ایک ایسے موقع پر جہاں کثرت سے اشخاص جمع تھے مسلمانوں سے آپس کی گفتگو میں ایک دل آزار جملہ شان رسول کریم ﷺ میں استعمال کیا، یعنی یوں کہا کہ (نعوذ باللہ) محمد ﷺ نے اپنی والدہ سے شادی کر لی تھی۔ جس پر مقامی مسلمانوں نے مقدمہ دائر کیا اور اس کے خلاف سارے برما میں جذبات نفرت بھڑک اٹھے۔ بالآخر وکیل مذکور حسب ذیل تحریری معافی نامہ دینا چاہتا ہے جس کا عدالت میں باقاعدہ ریکارڈ ہے۔ اخباروں میں اس کو شائع کرانے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ساتھ ہی اس کی قوم کے معزز اور بااثر حضرات یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر اس معافی نامہ پر اکتفا نہ ہو تو ہم پبلک میں آ کر اپنی تمام قوم کی طرف سے معافی مانگنے پر تیار ہیں۔ تو کیا شخص مذکور کا معافی نامہ جو مندرجہ ذیل ہے شرعاً و مصلحتاً قابل قبول و جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ عدالت میں خطرہ ہے کہ باوجود زور صرف ہونے کے کامیابی نہ بھی ہو۔ علاوہ ازیں یہ بھی خطرہ ہے کہ دو قوموں میں منافرت کی بنیاد قائم ہو۔ ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ اس قسم کا معافی نامہ منظور نہ ہو تو جیسا منظور کیا جائے دے دو معافی نامہ حسب ذیل ہے :-

”میں اپنے ان دل آزار الفاظ کو جو پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ شان اقدس میں استعمال کئے ہیں واپس لیتا ہوں اور ان پر اظہار افسوس و ندامت کرتے ہوئے معافی کا طالب ہوں۔ اور آئندہ کے لئے وعدہ کرتا ہوں کہ اس قسم کے الفاظ ہرگز استعمال نہیں کروں گا۔ نیز ان دل آزار الفاظ سے تمام مسلمانوں، بالخصوص مسلمانان شوبہ کو جو صدمہ پہنچا ہے اس کے متعلق بھی دلی رنج و افسوس کو ظاہر کرتے ہوئے مسلمانان شوبہ

۱۔ ولا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (الشامیہ: ۳/ ۳۳۷ سعید)

۲۔ ان الرضا بکفر الغیر انما یکون کفراً (منہ الخالق علی البحر الرائق ۵/ ۳۳ بیروت)

۳۔ رد المحتار ۳/ ۲۳۱

۴۔ اذا منکر معلوماً من الدین بالضرورة فلم ینکر، ولم یکرہ ورضی بہ واستحسنہ کان کافراً (مرقاۃ المفاتیح: ۹/ ۳۲۸ امدادیہ ملتان)

کو پورا اطمینان دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے ساتھ میرا تواؤ پہلے کے مانند دوستانہ اور مخلصانہ رہے گا۔ اور میں اپنی طرف سے اخبات میں اپنی معافی مانگنے کو شائع کرادوں گا۔“

اگر شرعاً و مصلحتاً قابل قبول و جائز ہے تو ایک شخص جو یوں کہتا ہے کہ ایسے شخص کے لئے معافی ہے نہیں کیونکہ یہ حق عام بھی ہے اور جو حق عام ہوتا ہے وہ حقوق اللہ میں سے ہوتا ہے اور حقوق اللہ کے لئے معافی نہیں اٹخ۔ نیز یہ کہ ہرگز کسی طرح معاف نہیں ہو سکتا ہے اٹخ۔ نیز یہ کہ معاف کرنے اور سزا کا حق کسی مسلمان کو نہیں، صرف بادشاہ اسلام کو ہے اٹخ۔ قابل اعتنا ہے یا نہیں؟ اور طرہ یہ کہ بادشاہ اسلام کا حق در بلا سزا و معافی تسلیم کرتے ہوئے یوں بھی کہتا ہے کہ یہاں جب کہ بادشاہ اسلام نہیں تو حاکم وقت سے چارہ جوئی کرنا ضروری ہے اٹخ۔ نیز آگے ہم کو صرف مقدمہ کرنا۔ ان کی خوشی جو چاہے سزا دیں اٹخ۔

کیا یہ کام اس کو مستلزم نہیں کہ اس مسئلے کو خالص اسلامی مسئلہ تسلیم کرتے ہوئے اور قرار دیتے ہوئے معافی نامہ کو قبول نہ کر کے غیر مسلم حکومت کے پاس مقدمہ کو ضروری سمجھنا اسلام پر سنل لاء میں مداخلت کو جائز قرار دینا ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۵) آنحضرت ﷺ اور احنافہ کے متعلق کوئی بے ادنی مسلمان برداشت نہیں کر سکتے۔ سوال میں جو الفاظ و کیل مذکور کے کہ ہوئے منقول ہیں وہ تاریخی حیثیت سے بالکل غلط اور افتراء ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ وکیل کو کوئی دھوکہ اور غلطی لگی ہو لیکن واقعہ کے غلط اور بہتان ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اس قسم کے واقعات میں کسی محبت رسول سے حالت بے اختیاری و اضطرار میں کوئی حرکت ہو جائے تو وہ خارج از بحث ہے مگر شرعی قانون کے ماتحت سزا جاری کرنا سلطان اسلام ہے۔ اس ملک میں شرعی قانون تو نافذ نہیں اور موجودہ حکومت کا قانون وہ سزا جاری نہیں کرتا جو شرعی سزا ہے۔ اس غیر شرعی سزا کو جاری کرانے کی سعی مسلمانوں کی طرف سے منشاء شریعت پورا کرانے کی غرض سے تو ہو نہیں سکتی۔ البتہ اس جہت سے واجب ہے (۱) کہ اس قسم کی جسارت کا آئندہ کے لئے سدباب ہو جائے۔ حدود الہیہ میں تغیر و تبدل کسی طرح ممکن نہیں۔ اور کسی تبدیل شدہ سزا کو حد شرعی کی وقعت دینا یا حد شرعی کی احکام اس پر جاری کرنا درست نہیں۔ پس موجودہ قانونی مواخذہ اور قانونی سزا کو سیاست یا تعزیر کی وقعت دی جاسکتی ہے۔ اور اگر مسلمان وکیل مذکور کے اظہار افسوس و ندامت اور آئندہ ایسے کلمات کے اعادہ سے اجتناب کے حتمی وعدہ کو ہی مقدمہ کو آگے بڑھانے سے زیادہ مفید سمجھیں تو انہیں مقدمے سے دست کش ہو جانے میں گناہ نہ ہوگا۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ امور ذیل کا لحاظ رکھا جائے:-

(۱) معافی نامہ کے الفاظ یہ ہوں کہ:-

”میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف جو واقعہ منسوب کیا تھا کہ انہوں نے (نعوذ باللہ) اپنی والدہ سے شادی کر لی تھی یہ واقعہ سراسر غلط اور جھوٹ ہے اور میں نے اس

نسبت کرنے میں سخت غلطی کا ارتکاب کیا تھا۔ میں اپنی اس غلطی پر افسوس کرتا ہوں اور سخت نادم ہوں۔ میں پختہ وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں کوئی بے ادبی کا کلمہ استعمال نہ کروں گا۔ مجھے اس کا بھی رنج ہے کہ میری اس غلطی سے تمام مسلمانوں کو عموماً اور مسلمانان شوبہ کو خصوصاً صدمہ پہنچا۔ میں ان کو اطمینان دلاتا ہوں کہ آئندہ وہ مجھے اپنا ایک دوست اور مخلص پائیں گے اور اس قسم کی شکایت کا ہرگز کوئی موقعہ پیدا نہ ہوگا۔“

(۲) یہ بیان عدالت میں داخل مسل مقدمہ کیا جائے اور اس کو وکیل مذکور کی طرف سے اخبارات میں شائع کر دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ مدرسہ امینیہ دہلی ۵ رجب ۱۳۵۰ھ ۶ نومبر ۱۹۳۱ء
الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

- (۱) آنحضرت ﷺ از روئے تخلیق نور ہیں یا بشر؟
- (۲) کیا آپ ﷺ کی بعض دعائیں قبول نہیں کی گئیں؟
- (۳) آپ ﷺ کا دنیاوی امور میں امت کو اختیار دینے کا مطلب۔
- (سوال) (۱) زید کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ماں باپ سے پیدا ہوئے۔ عمر و کہتا ہے کہ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔
- (۲) زید کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعاء قبول بھی ہوتی تھی اور بعض دعائیں ہوتی تھیں۔
- (۳) رسول اللہ ﷺ نے دنیاوی کاموں میں امت کو اختیار دیا ہے۔
- (۴) کیا آپ ﷺ طبعی موت سے وفات پا گئے؟
- (۵) رسول اللہ ﷺ اپنی طبعی موت سے وفات پا گئے۔ عمر و انکار کرتا ہے۔

المستفتی نمبر ۵۵ مولوی محمد یوسف صاحب ٹونک۔ ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۱ء
(جواب ۶۶) (۱) حضور انور ﷺ والدین سے پیدا ہوئے۔ آپ حضرت عبداللہ حضرت آمنہ کے فرزند اور عبدالطلب کے پوتے۔ حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بچے تھے۔ عربی اور قریشی تھے۔ (۱) انسان تھے۔ (۲)

(۲) آپ ﷺ کی بعض دعائیں قبول نہیں کی گئیں۔ مثلاً حضور ﷺ نے دعاء فرمائی تھی کہ میری آپس میں جنگ و جدال اور قتل و قتال سے باز رہے۔ یہ دعاء قبول نہیں ہوئی۔ (۳)

۱۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکانہ سمع شیئاً فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر ، فقال : من انا ؟ فقالوا : انت رسول اللہ ، قال : محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب (ترمذی حریف ۲/ ۱۲۰۱ ج ۱۔ الم سعید)

۲۔ انما انا بشر مثکم یوحی الی۔
۳۔ عن ثوبان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : انی سالت ربی لامتی ان لا یهلكہا بسوء عامۃ ، وان لا یسلط عدوا حتی یکون بعضهم یهلك بعضا ، ولیس یی بعضهم بعضا (مسلم ۲/ ۳۹۰) ترمذی کتب خاند

(۳) جو امور کہ خالص دنیوی حیثیت رکھتے ہیں اور شریعت سے کسی طرح ٹکرائے نہیں ان میں امت کو اختیار ہے کہ جو چاہے اپنے لئے پسند کرے۔ (۱)

(۴) حضور ﷺ نے اپنی عمر پوری کر کے وفات پائی اور آپ کی وفات و موت سے تعبیر کرنا صحیح ہے۔ قرآن مجید میں ہے اَفَانِ مَاتَ اَوْ قُتِلَ اَوْ اَنْكَ مِيتٌ وَاَنْهَم مِيتُونَ (۲)

اللہ کے نور سے پیدا ہونے کا یہ مطلب تو کسی کے نزدیک بھی صحیح نہیں کہ آپ کی بشریت مع اپنے لوازم جسمانی و غیرہ کے نور سے پیدا ہوئی تھی۔ اور نہ آپ کی حیات کا یہ مطلب ہے کہ آپ پر موت طبعی وارد نہیں ہوئی ہے اور جیسے آپ ﷺ زندہ تھے اسی طرح اب بھی زندہ ہیں۔ کہ یہ بات صریح البطلان ہے۔ واللہ اعلم (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی
الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ خدائش عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی سکندر دین۔ عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ عبدالغفور عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ انظار حسین عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

حضور اکرم ﷺ کے سایہ کی تحقیق

(سوال) حضور اکرم ﷺ کا سایہ دن کی روشنی میں اور رات کی چاندنی میں ہوتا تھا یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۶۱۔ مولانا کریم بخش ایم، اے۔ پروفیسر عربی گورنمنٹ کالج لاہور۔ ۲۱ جمادی
الآخری ۱۳۵۲ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۷) اگرچہ بہت سے ارباب سیر نے حضور ﷺ کے معجزات اور خصائص میں اس کا ذکر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں زمین پر نہ پڑتا تھا۔ مگر ان سب اقوال کا مدار روایتوں پر ہے۔ ایک ذکوان کی روایت ہے جو حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے نوادر الاصول کی طرف منسوب کی جاتی ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق نور اللہ مرقدہ نے مدارج النبوة میں اور جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں اس حدیث کو بحوالہ نوادر ذکر کیا ہے۔ مدارج کی عبارت یہ ہے :- ونبود مرال حضرت ﷺ را سایہ نہ در آفتاب نہ در قمر (رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول) (۴) اور خصائص کبریٰ کی عبارت یہ ہے :- اخراج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ ﷺ لم یکن یری له ظل فی شمس ولا قمر (۵) شرح شفاء علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے :- وهذا معنی

۱۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرقوم یلقحون فقال لولم تفعلوا لصلح، قال فخرج شیصا فمر بهم فقال ما لکم قالوا قلت کذا وکذا قال انتم اعلم بامر دنیا کم (مسلم: ۲/۲۶۴)

۲۔ فی شرحہ قال العلماء قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من رای، ای فی امر الدنیا و معاشہا لا علی التشریع، فاما ما قالہ باجتهادہ صلی اللہ علیہ وسلم وراہ شرعا فیجب العمل بہ (مسلم مع شرحہ لنووی: ۲/۲۶۴)

۳۔ (الزمر: ۳۰)

۴۔ آپ ﷺ کی موت کا قنن تو یقینی اور قطعی ہے لیکن موت، موت میں فرق ہے، جیسا کہ آیت میں موت کے لفظ کا تکرار خود اس پر دلالت کر رہا ہے۔

۵۔ مدارج النبوة: ۱/۲۶۱ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ الخصائص الکبریٰ: ۱/۶۸ حیدر آباد دکن

ما فی النوا درو لفظہا لم یکن لہ ظل فی شمس ولا قمر (۳) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کتاب میں حدیث ذکوان کی سند اس طرح ذکر کی ہے۔ ذکرہ الحکیم الترمذی فی نوا در الاصول عن عبدالرحمن بن قیس وهو مطعون عن عبدالملک بن عبداللہ بن الولید وهو مجهول عن ذکوان من انه کان لا ظل لشخصہ فی شمس ولا قمر۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکوان کی روایت میں ایک راوی مطعون اور دوسرا مجهول ہے۔

دوسری روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جس کو خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں کتاب الوفا فی فضائل المصطفیٰ سے نقل کیا ہے۔ خفاجی کی عبارت یہ ہے :- وهذا رواہ صاحب الوفاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوءہ وضوئہا ولا مع سراج الا غلب ضوءہ وضوئہ (۱)۔

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرح شمائل میں اس روایت کو ذکر کیا ہے۔ عبارت یہ ہے :-

وفی حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوءہ وضوئہ الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءہ وضوئہ السراج۔ ذکر ابن الجوزی۔ انتہی (۲) اس روایت کی سند معلوم نہ ہو سکی۔ اور نہ کتاب الوفاء دستیاب ہوئی دو روایتوں کے علاوہ اور کسی روایت کا پتہ نہیں۔ اکثر کتابوں میں تو صرف اس کو ابن سبع سبقتی سے نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ جیسے کہ نزہۃ الناظرین میں ہے :- ومن فضائلہ ما ذکرہ ابن سبع اور انوار محمدیہ میں ہے۔ قال ابن سبع کان صلی اللہ علیہ وسلم نوراً فکان اذا مشی بالشمس او القمر لا یظہر لہ ظل انتہی (۳) اس بارے میں یہ بات غور طلب ہے کہ اگر دھوپ اور چاندنی میں اور چراغ کی روشنی میں حضور ﷺ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا تو یہ بات عام طور پر اور مخالف کے مشاہدے میں رات دن آتی رہتی اور اس کثرت وقوع کے ساتھ نقل ہوتی کہ حد تو اترا کو پہنچ جاتی اور حدیث کی کوئی کتاب اس روایت سے خالی نہ ہوتی اور دوسرے تمام معجزات سے ظہور و ثبوت میں اول نمبر پر ہوتی۔ بخلاف اس کے اس کا سوائے مذکور بالا دو روایتوں کے (جن میں سے ایک سند میں مطعون و مجهول راوی ہیں (۴) اور دوسری کی سند بھی معلوم نہیں) کسی روایت میں حدیث کی کتابوں میں ذکر ہی نہیں۔ اور یہ بات اس کی قوت صحت میں شبہ ڈالنے کے لئے کافی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ جمع الوسائل فی شرح الشمائل لملا علی القاری : ۱ / ۲۷۶ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

۲۔ عبدالرحمن بن قیس زعفرانی باطل ضعیف مجروح اور ناقابل اعتبار ہے ”وکان واسطیاً لیس حدیثہ بشی، حدیثہ حدیث ضعیف“ (الکامل فی ضعیفاء الرجال : ۴ / ۲۹۱ دار الفکر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنے کا منکر گمراہ ہے۔

(السوال) اگر کوئی مسلمان یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں دوبارہ تشریف لانے کا ثبوت نہیں تو وہ مسلمان غلطی پر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۵ مولوی عبدالرحیم کانپور۔ ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جو شخص ان صحیح حدیثوں

کو نہ مانے وہ گمراہ ہے۔ بخاری شریف میں ہے: یوشک ان ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا الخ۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له وہابی۔

آپ ﷺ کو عالم الغیب سمجھنا درست نہیں۔

(۲) حیات النبی ﷺ ثابت ہے یا نہیں؟

(۳) کیا زیارت قبور اور ایصالِ ثواب کرنا ضروری ہے؟

(۴) کرامات اولیاء کا قائل ہونا چاہئے یا نہیں؟

(السوال) کیا ہر مسلمان سنی الغیب کو حضور سرکار رسالت مآب ﷺ پر علم غیب کے مسئلے میں ایمان لانا ضروری ہے یا نہیں؟ یعنی حضور ﷺ کو علم غیب تھا یا نہیں حضور ﷺ حیات النبی ﷺ ہیں یا نہیں۔ ہر سنی مسلمان کو زیارت قبور و فاتحہ دینا ایصالِ ثواب کے لئے کرنا لازمی ہے یا نہیں۔ اولیاء اللہ کی کرامات کا قائل ہونا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۸۔ مرزا ولی اللہ بیگ رائے پور۔ ۲۶ شوال ۱۳۵۲ھ ۱۱ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۹) آنحضرت ﷺ کو حضرت حق جل شانہ نے تمام مخلوق سے زیادہ علم عطا فرمایا تھا اور بے شمار غیوب کا علم بھی دیا تھا، لیکن باوجود اسکے حضور اکرم ﷺ کو عالم الغیب کہنا، سمجھنا درست نہیں۔ کیونکہ عالم الغیب ہونا صرف حضرت حق تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے۔ کوئی نبی، رسول، فرشتہ اس صفت میں باری تعالیٰ کا شریک نہیں، و عنده مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو۔ (۲)

(۲) ہاں انبیاء علیہم السلام کو حضرت حق تعالیٰ نے ایک مخصوص اور ممتاز حیات عطا فرمائی ہے جو شہداء کی حیات سے ممتاز ہے۔ اور شہداء کو ایک حیات عطا ہوئی ہے جو اولیاء کی حیات سے امتیاز رکھتی ہے مگر یہ زندگیاں دنیا کی زندگی سے علیحدہ ہیں۔ کیونکہ دنیا کی زندگی کے لوازم ان میں پائے نہیں جاتے۔ (۳)

(۳) زیارت قبور حصولِ عبرت اور موت یاد آنے اور اموات کے لئے دعا کرنے کی غرض سے جائز ہے۔ اور ایصالِ ثواب بھی جائز ہے لیکن زیارت لازم اور فرض ہے نہ ایصالِ ثواب ضروری ہے۔ یہ سب مستحبات میں داخل ہیں۔

۱۔ بخاری شریف ۱/ ۳۹۰ قدیمی کتب خانہ

۲۔ الانعام ۵۹

۳۔ الانبیاء احیاء فی قبور ہم یصلون (شفاء القام: ۱۲۴) تسکین الصدور ۲۲۰ مکتبہ صفوریہ

فرورا القبور فانها تذکرکم الموت (مجموعہ ۱/ ۳۱۴)

(۴) اولیاء اللہ سے کرامات ظاہر ہونا حق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے کسی خاص بند سے کوئی ایسا کام کرا دیتا ہے یا اس کے ہاتھ سے کوئی ایسی بات ظاہر کر دیتا ہے جو عادت کے خلاف ہوتی ہے اس میں اس شخص کے اپنے اختیار کو دخل نہیں ہوتا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام مشہور کرامتیں درست اور صحیح ہیں جو لوگوں نے گھر گھر کر اولیاء کی طرف منسوب کر رکھی ہیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

کیا ہندوستان میں پیغمبر آئے ہیں؟

(سوال) زید کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کرشن جی کا ایک ہی درجہ ہے۔ کرشن جی بھی نبی اور دید بھی الہامی کتاب ہے ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبر گزرے مگر کام الہی میں چند رسولوں کے نام ہیں۔ بقیہ کرشن جی وغیرہ تھے۔ رسول اکرم ﷺ کے کسی قول کے مطابق زید کا خیال ہے کہ کرشن جی ہندوستان میں نہیں ہوئے ہیں۔ عام علماء کے نزدیک تمام پیغمبر حجاز یا ملک شام میں ہوئے مگر نہیں، ہر جگہ پیغمبر ہوئے ہیں۔ اس میں ہندوستان بھی ہے یہاں بھی ہوئے۔ ہر قوم میں پیغمبر ہوئے (کیا ہندوستان میں بھی؟) آیت قرآنی کے موافق یعنی خدا نے ہر قوم میں نبی بھیجا، اس کا کیا مطلب ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برا کہتا ہے۔

بہر کہتا ہے کہ دید الہامی کتاب نہیں، صرف چار کتابیں جو مشہور ہیں وہی کتاب الہی ہیں کرشن جی نبی نہیں تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کرشن جی برابر نہیں ہو سکتے۔ ہندوستان میں کسی نبی کے آنے کا پتہ شریعت یا کسی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا علمائے متقدمین سے نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں۔ براہ کرم مطلع فرمائیے کہ زید کے اقوال صحیح ہیں یا بحر کے؟

المستفتی نمبر ۳۱۳ عبدالحکیم لکھنوی (کھیری لکھیم پور) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۱۷ جون

۱۹۳۲ء

(جواب ۷۰) یہ قول غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کرشن جی کا ایک درجہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور بزرگی قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہے۔ (۲) کرشن جی کی نبوت اور بزرگی کا کوئی پختہ ثبوت موجود نہیں، پھر دونوں برابر کس طرح ہو سکتے ہیں۔ کرشن جی کو نبی کہنا بے دلیل اور بے ثبوت ہے۔ دید کا الہامی کتاب ہونا بے ثبوت ہے۔ ہاں نبی اور رسول بہت ہوئے ہیں اور سب کے نام قرآن مجید یا حدیثوں میں نہیں آئے صرف تھوڑے سے پیغمبروں اور رسولوں کے نام آئے ہیں (۳) مگر جس شخص کو نبی کہا جائے اس کی نبوت کا ثبوت بھی تو درکار ہے اور کرشن جی کی نبوت کا کوئی ثبوت موجود نہیں اس لئے ان کو نبی کہنا غلط ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر کرشن جی کی تعلیم صحیح تھی اور ان کے افعال انبیاء علیہم السلام کے افعال کی طرح جادہ نبوت کے موافق تھے تو ممکن ہے کہ وہ نبی ہوں لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ نبی تھے۔ ایسا کوئی قول

(۱) وکرامات الاولیاء حق وکرامتہ ظہور امر خارق للعادة من قبلہ من قبلہ غیر مقارن للدعوی البنوہ (شرح العقائد: ۱۲۱ ج ۱ - ایم سعید)

۱۲. قال: انی عبد اللہ اتانی الكتاب وجعلنی نبیاً، وجعلنی مبارکاً این ما کنت (مریم: ۳۱)

۳۔ ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک منهم من قصصنا علیک ومنهم من لم نقصص علیک. (المؤمن: ۷۸)

آنحضرت ﷺ کا ہماری نظر میں نہیں جس سے کرشن جی کی نبوت ثابت ہو سکتی ہو۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی نبی ہندوستان میں مبعوث ہوئے ہوں لیکن ان کے نام اور حالات معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہم اپنی طرف سے کسی خاص شخص کو نبی نہیں بتا سکتے۔ ہاں ہر قوم میں ہادی کا آنا آیت سے ثابت ہے۔^(۱) لیکن اس کا بھی یہ مطلب نہیں کہ ہر قوم کے کسی خاص شخص کو ہم نبی سمجھنے لگیں۔ دیکھو نمبر ۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برا کہنے والے کا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا، کیونکہ کسی نبی کی توہین موجب کفر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

انبیاء اور اولیاء پر شیطان کا تسلط، واستیلاء ہو سکتا ہے یا نہیں؟ استمداد بغیر اللہ کا حکم۔
(السوال) نبی اور رسول پر ارواح خبیثہ کا تسلط ہو سکتا ہے یا نہیں۔ نیز اگر کسی غیر اللہ سے مدد طلب کی جائے تو وہ امداد دے سکتے ہیں یا نہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ سے مدد مانگنے سے مل جاتی ہے۔

المستفتی نمبر ۳۸۹ سراج الدین دہلی۔ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۴ء
(جواب ۷۱) انبیائے کرام اور اولیاء پر شیطان کا تسلط اور استیلاء نہیں ہو سکتا۔ ان عبادی لیس لك علیہم سلطان^(۲) لیکن اس تسلط سے یہ مطلب ہے کہ شیاطین ان کا راہ حق سے منحرف کرنے پر قابو نہیں پاسکتے۔^(۳) ہاں سحر کے بعض اقسام کا اثر وہ بھی جسمانی لذیت کی حد تک نبی یا ولی پر ہونا ممکن ہے جیسے کہ زہر یا دوسری موزیات جسمانی کا اثر ہونا ممکن نہیں ہے۔^(۴)

غیر اللہ کو کسی کی امداد کرنے کی قدرت نہیں اس لئے غیر اللہ سے استمداد بھی ناجائز ہے۔ اذا سألنا فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔^(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) رسول اللہ ﷺ کا بول برا زپاک تھا یا نہیں؟
(۲) حضور ﷺ کے سر مبارک میں جو میں پڑتی تھیں یا نہیں ابو داؤد کی روایت ”تفلی راسہ“ کا کیا مطلب ہے؟

(السوال) (۱) حضور ﷺ کا پیشاب، پاخانہ پاک تھا یا نجس؟
(۲) حضور ﷺ کے سر مبارک میں جو میں پڑتی تھیں یا نہیں؟ اگر نہیں پڑتی تھیں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے جو ابو داؤد میں اس طرح ہے تفلی راسہ اور اس کے حاشیے کا کیا مطلب ہے جو اس طرح ہے ای تفتش القمل من راسہ و تخرج و تقتله۔ بینوا تو جروا۔

۱۔ وان من امة الا خلا فيها نذیر (فاطر : ۲۴) اخذتہم، فکیف کان عقاب۔ (الرعد : ۳۲)

۲۔ بنی اسرائیل : ۶۵

۳۔ ان عبادی المخلصین لیس لك علیہم تسلط بالا غواء لا نهم فی حفظی وامانی، صفوة التفاسیر : ۲ / ۶۷ دار القرآن بیروت

۴۔ عن عائشہ قالت : سحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انه یخجل الیہ انه فعل الشی وما فعلہ۔ (بخاری : ۲ / ۸۵۸ قدیمی کتب خانہ)

۵۔ ترمذی : ۲ / ۷۸۱۔ ایچ۔ ایم سعید

المستفتی نمبر ۵۸ شیر محمد خان (دہلی) ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۷۲) شوافع میں بعض علمائے محققین نے آنحضرت ﷺ کے بول و براز کی طہارت کا حکم کیا ہے، اور
علمائے حنفیہ نے اس کو نقل کر کے اس کے ساتھ اپنی موافقت بیان کی ہے۔ (۱) اور بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے
وصحابیات کے اس واقعہ سے کہ انہوں نے حضور ﷺ کا پیشاب نادانستگی میں پی لیا تھا مگر حضور ﷺ نے خبر پا کر
ان کو دُعا دی اور انکار نہیں فرمایا، طہارت پر استدلال کیا ہے۔ (۲)

اکثر علمائے سیر نے تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ کے سر مبارک میں جوں نہیں پڑتی تھی، اور اس میں
کوئی تعجب اور انکار کی وجہ بھی نہیں۔ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث اس کے خلاف پر دلالت بھی
نہیں کرتی۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ گو حضور ﷺ کے سر میں جوں پیدا نہیں ہوتی تھی مگر دوسروں کے بدن یا
پٹے کی جوں رنگ کر چڑھ جاتی ہو اور وہ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ لگ جاتی تھی اور وہ پکڑ کر
مار ڈالتی تھی۔ اس کے علاوہ حدیث کے الفاظ صرف تفلّی راہہ ہیں جس کے معنی صرف جوں کو تلاش کرنے
کے ہیں اور محشی کا قول و تخرج و تقتله محتاج دلیل ہے۔ (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔

(۱) کیا آنحضرت ﷺ خدا کے نور میں سے ہیں؟

(۲) اشعار مذکور کا ترک ضروری ہے۔

(سوال) (۱) کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے نور سے نکلے۔ یعنی حضور ﷺ کا نور خدا تعالیٰ
کے نور سے نکلا ہے، یا خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت ﷺ کا نور پیدا کیا ہے
(۲) مندرجہ ذیل شعر پڑھنا مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں؟

خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہیں پانچوں تن محمد است و علی فاطمہ حسین و حسن
جس نون پنج تن نال پیار ناہیں اوہ دے کلمے دا اعتبار ناہیں

المستفتی نمبر ۶۱۳ شیخ ظہور الدین (ہوشیار پور) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ م ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۷۳) آنحضرت ﷺ کے نور کو اللہ تعالیٰ کے نور کا حصہ یا جزو سمجھنا درست نہیں کیونکہ حضور انور ﷺ
کے لئے قرآنی اور حدیثی تعلیم یہ ہے نشہد ان محمد عبیدہ و رسولہ یعنی ہم اس کی گواہی دیتے ہیں کہ محمد
ﷺ، اللہ کے بندے اور پیغمبر ہیں۔ حضور ﷺ اور حضور کا نور مخلوق ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا نور غیر مخلوق ہے۔ اور
مخلوق غیر مخلوق کا جزو یا حصہ نہیں ہو سکتا۔

(۲) یہ شعر اور عبارت اسلامی تعلیم کے لحاظ سے غلط ہے۔ مسجد میں لگانے کے قابل نہیں ہے۔ کفایت اللہ

۱۔ صحیح بعض ائمۃ الشافعیۃ طہارۃ بولہ ﷺ و سائر فضائلہ، وبہ قال: ابو حنیفۃ (الشامیہ: ۱/۳۱۸ سعید)
۲۔ شرب مالک بن سنان دمہ یوم احد، ومضہ ایامہ وتصویغہ ﷺ ایامہ۔ ولم یامر واحد منهم غسل فمہ، ولا نہاہ عن
عودہ، شرح الشفاء: ۱/۱۶۱، ۱۶۳ مصر عن ام ایمن قالت قام النبی ﷺ من اللیل الی فخارۃ فبال فیہا قمت من اللیل
وتنا عطشانۃ فشربت ما فیہا خصائص الکبریٰ ۱/۷۹ دار الکتب
۳۔ ومراد عدم وجود قملست و آنکہ در بعض حدیث واقع شدہ مراد بدان حقیقت نسبت مدارج النبوة: ۱/۱۳۶

غلط اور ناموزوں شعر کہہ کر آیت ”ما علمناہ الشعر و ما ینبغی لہ“ سے استدلال کرنا جہالت ہے۔

(السوال) ایک صاحب نے اپنی تحریر میں شعر غلط اور ناموزوں لکھے۔ جب اغلاط پر ان کو تنبیہا لکھا گیا تو جواب میں انہوں نے مجائے اعتراف کے آیہ شریفہ سے تمسک کیا اور لکھا کہ بعد حمد و صلوة علی النبی الذی قال اللہ تعالیٰ فی حقہ و ما علمناہ الشعر و ما ینبغی لہ فقط۔ آیہ فخر الانبیاء علیہ السلام کی توہین و تحقیر ہے یا نہیں اور بصورت اولیٰ ایسے شخص کا شرعاً کیا حکم ہے جس نے محض اپنے عیب کو چھپانے کے لئے پیغمبر ﷺ کو اس میں شریک کرنے کی بجا جرات کی ہو۔ حالانکہ پیغمبر ﷺ کے لئے شاعری کا عدم علم ان کے کمال رسالت کی دلیل تھا۔ اس میں یہ حکمت تھی کہ آپ ﷺ کے زمانے میں شعرائے عرب کا طبقہ نہایت ہی فصیح و بلیغ واقع ہوا تھا چنانچہ اسی زعم باطل کی بناء پر کفار عرب نے قرآن مجید کے معجز بیان کلام کو معاذ اللہ شاعری کا ایک شعبہ اور رسالت مآب کو شاعر سمجھ لیا تھا۔ جس کا رد اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ سے کیا اور ظاہر کیا کہ باوجود حضرت ﷺ کے شاعر نہ ہونے کے جو آپ ﷺ کی چالیس سالہ قبل از بعثت زندگی بھر نظر ڈالنے سے محتاج بیان نہیں۔ مشابیر شعرائے فصیح البیان کا مقام تحدی اس کلام کی چھوٹی سے چھوٹی جزء کی نظیر و مثل لانے سے عاجز رہنا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ کلام منزل من اللہ ہے اس میں آیت شریفہ میں یہی نکتہ ہے۔ اور رسالت مآب ﷺ کا وان من الشعر لحکمة فرمانا اور قصیدہ کعب میں زبیر کو سن کر اپنی چادر مبارک اتار کر دینا اسی توجیہ کا مؤید ہے۔ علی ہذا القیاس امی ہونا بھی ہمارے نبی ﷺ کے لئے ایک مخصوص باعث فخر امر تھا۔ چنانچہ محقق جار اللہ زنجیری رحمۃ اللہ علیہ کشاف میں فرماتے ہیں کہ جعلناہ امیالا یہتدی للخط ولا یحسنہ لتکون الحجة اثبت والشبهة وخص؟ حالانکہ غیر پیغمبر کے حق میں امی ہونا ایک مسلہ عیب اور نقص ہے جس میں کسی کو بھی کلام نہیں۔ بیوا تو جروا۔

المستفتی نمبر ۶۳۰ مولوی حبیب اللہ (ضلع لودھیانہ) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۱ء (جواب ۷۴) حضور ﷺ نے شاعر تھے اور نہ کبھی آپ ﷺ نے شعر موزوں فرمایا۔ (۱) مجیب کا یہ آیت جواب میں لکھنا بے محل ہے۔ کیونکہ اس پر اعتراض یہ تھا کہ غلط شعر کیوں کہتا ہے تو اس کا جواب آیت سے کمال ہوا۔ اگر خدا انخواستہ حضور ﷺ نے کوئی غلط شعر کبھی کہا ہوتا تو اس کو ایسے غلط گو شاعر اپنے لئے سند ملت تو مانتے۔ لیکن حضور ﷺ نے تو کبھی شعر نہ فرمایا ہی نہیں۔ حضور ﷺ کے وصف سے استدلال کرنا بے قیاس کی صورت تو یہ ہے کہ شعر بانا چھوڑ دو اور جب کوئی تقاضا کرے کہ شعر کہو تو یہ کہہ دو کہ چوں کہ شعر نہ کہنا آنحضرت ﷺ کی صفت ہے اس لئے میں بھی شعر نہ کہنا نہیں چاہتا۔ غلط شعر اور حضور ﷺ کی صفت شاعر نہ ہونے اور شعر نہ بنانے کو اپنی غلطی کے لئے عذر ٹھہرانا جہالت ہے۔

خدا کے قدوس اپنے پیغمبر ﷺ کو شعر بنانے کی اجازت دیتا تو یقیناً آپ ﷺ کے شعر اعلیٰ درجے کے فصحاء و بلغاء کے شعروں سے بڑھ کر فصیح و بلیغ ہوتے۔ بہر حال شخص مذکور کا یہ جواب غلط اور نامناسب تو ہے مگر اس کو توہین پر محمول نہ کرنا چاہئے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیارے نبی کہنا بے ادبی ہے؟

(السوال) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیارے نبی کہنا ادب ہے یا بے ادبی؟

المستفتی نمبر ۶۳۱۔ عبد الستار (بلاری ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(جواب ۷۵) بے ادبی نہیں کہا جاسکتا۔

گاڑی کا نام نبی رکھنا معاذ اللہ

(السوال) ایک شخص نے اپنی موٹر کا نام نبی ﷺ کر کے رکھا ہوا ہے۔ یہ جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی نمبر ۷۶۶ کے، جی، مولوی محمد عبدالسلام (ضلع جنوبی ارکاٹ) ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ ۱۸ فروری

(جواب ۷۶) موٹر کا نام نبی ﷺ رکھا ہے تو یہ لفظ نبی ﷺ کی توہین کے مرادف ہے۔ اور اس میں نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ تمام فرقوں کی جو نبی کے قائل اور سلسلہ نبوت پر ایمان رکھتے ہیں، دل آزار اور اس کو اس فعل سے روکنا ضروری ہے۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کیا آنحضرت ﷺ کو بشر سمجھنا یا کہنا کفر ہے؟

(السوال) کیا حضور علیہ السلام کو حیثیت بشر ہونے کے بخر سمجھنا یا کہنا کفر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۸۸ عبد العزیز صاحب (ضلع سیالکوٹ) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۶ ستمبر

(جواب ۷۷) آنحضرت ﷺ کو بشر تھے آپ ﷺ کو بشر ہی سمجھنا اور بشر کہنا اسلام کی تعلیم ہے (۳) ہاں بشر ہونے کے ساتھ اللہ کے پیغمبر اور رسول اور نبی اور حبیب تھے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه يمنع فعلى المفتي ان يميل الى ذلك الوجه (الحدية: ۲/ ۲۸۳ ما جدیدہ کوئٹہ)

۲۔ واغلم انه اذا كان المنكر حراما وجب الزجر عنه (مرقاۃ المفاری: ۳۲۹/ ۹ مکتبہ المدادیہ ملتان)

۳۔ قل: انما انا بشر مثلكم يوحى الي (تم السجدة: ۶)

۴۔ عن ابن عباس انا حبیب الله ولا فخر. (ترمذی: ۲/ ۳۰۲ مکتبہ المدادیہ ملتان)

حضور ﷺ کا علم غیب ذاتی ہے یا عطائی؟

(سوال) (۱) کیا حضور علیہ السلام کو ذاتی علم غیب حاصل تھا یا کہ جتنا علم ان کو دیا گیا تھا وہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے عطائی تھا۔

(۲) حضور علیہ السلام اپنی ذاتی رائے سے شریعت میں کمی کر سکتے تھے۔ یا آیت ان اتبع الا ما یوحی الی کے ماتحت وحی کی اتباع کرتے تھے۔؟ عبد العزیز مشین والا (ضلع سیالکوٹ)

(جواب ۷۸) (۱) حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے، (۲) ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے غیب کا علم آپ ﷺ کو عطا ہوا تھا۔ (۲)

(۲) حضور ﷺ اپنی ذاتی رائے سے احکام الہی میں کمی پیشی نہیں کر سکتے تھے۔ (۳) ہاں اجتہادی مسائل میں اجتہاد سے کوئی حکم بنا سکتے تھے، (۴) مگر جن امور میں کہ قرآن مجید کی آیت نازل ہو اور کوئی حکم بتا دیا جاوے اس میں اجتہاد نہیں کیا جاتا۔ بلکہ وحی کی ممتنع ضروری ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دہلی

گستاخ رسول ﷺ کو قتل کرنے والے کا حکم

(سوال) (۱) ایک غیر مسلم شخص نے رسول اللہ ﷺ کی شان پاک میں بہت بہودہ اور ناپاک الفاظ استعمال کئے ہیں۔ پولیس نے اس کو حراست میں لے کر چالان کر دیا ہے۔ اب وہ شخص اپنے اس گناہ سے شرم سار ہو کر معافی مانگتا ہے اور مسلمان نہیں ہونا چاہتا، حالت کفر ہی میں رہنا چاہتا ہے تو کیا اس حالت میں اس کو بروئے شریعت معافی ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر معافی نہیں ہو سکتی تو کیا اس کی سزا ہے۔ کیا وہ شخص واجب القتل ہے؟

(۲) اس سے پہلے ایک فتویٰ صادر ہوا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ ہر ایسے شخص کے لئے سزائے موت کے سوا اور کوئی سزا نہیں بشرط یہ کہ حکومت اسلام کی ہو، اگر اسلام کی حکومت نہیں ہے تو وہ شخص اگر معافی مانگتا ہے تو اس کو معافی دی جاسکتی ہے۔ لہذا آپ بھی اس مسئلہ پر رائے دے کر مطمئن فرمائیں۔

(۳) اس سے پہلے اس قسم کے کئی ایک معاملے رونما ہوئے ہیں جن کے نتیجے ہا آپ کو معلوم ہوں گے کہ تمام وہ اشخاص جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں بے حرمتی کی تھی، مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے مثلاً علم الدین، عبدالرشید وغیرہ جنہوں نے ان کو قتل کر کے خود تختہ دار پر چڑھ کر بروئے قانون سرکاری جان دے دی اور ان کو شہید کہا جاتا ہے۔ تو کیا ان کا یہ قتل کرنا شریعت کے لحاظ سے جائز تھا یا ناجائز۔ کیونکہ شریعت میں ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے، بشرط یہ کہ حکومت اسلام کی ہو، یہاں پر حکومت ہے

۱۔ قل: لا اقول لكم: عندی خزان اللہ ولا اعلم الغیب. (الانعام: ۵۰)
 ۲۔ وما كان الله ليطالعكم على الغیب (فتعرفوا قلوب المخلصین والمنافقین) ولكن الله یجتبی من رسله من یشاء (جاء الیمان علی حاش جلالین: ۱۶۶ ج۱۔ ایم سعید)
 ۳۔ قل: ما یكون لی ان ابدله من تلقاء نفسی، ان اتبع الا ما یوحی الی۔ (یونس: ۱۵)
 ۴۔ قال العلماء: فاما ما قال باجتہادہ ﷺ راه شرعا فیجب العمل به (شرح مسلم للنووی: ۲/ ۲۶۵ قدیمی کتب خانہ)

انگریز کی۔ تو کیا اس صورت میں علم الدین، عبدالرشید شہید ہوئے ہیں یا نہیں؟ کیا ایسا شخص جو رسول اللہ ﷺ کی عزت پر ان کی بے حرمتی کرنے والے کو قتل کرے اور حکومت اسلام کی نہ ہو، اس شخص کو قتل کے عوض میں پھانسی دی جائے تو ایسے شخص کو شہید کہا جاسکتا ہے۔ یا نہیں اگر وہ شہید نہیں ہے تو وہ کس شہد و قتل میں ہے۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۷ مولوی عزیز احمد صاحب (شہر راولپنڈی) ۱۱ رجب ۱۳۵۵ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء (جواب ۷۹) چونکہ ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں۔ اس لئے اگر غیر مسلم معافی مانگے تو اس کو معافی دے دینا جائز ہے۔ کسی مسلمان کو قتل کر دینے کا حق نہیں ہے۔ اگر کوئی محبت رسول میں سرشار اور بخود ہو کر قتل کر دے تو وہ معذور قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور اس صورت میں اس کو شہید کہنا بے جا نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

کیا آپ ﷺ کے مختار کل ہونے کا عقیدہ درست ہے؟

(سوال) بہار شریعت حصہ اول صفحہ ۲۲۰ میں مولوی حکیم ابو العلاء محمد امجد علی رضوی مدرس دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیری نے درج کیا ہے۔

(عقیدہ) حضور اقدس ﷺ..... اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں، تمام جہان حضور ﷺ کے تحت تصرف کر دیا گیا جو چاہیں کریں۔ جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لیں۔ تمام جہان میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، تمام جہاں ان کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کا محکوم نہیں۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں۔ جو انہیں اپنا مالک نہ جانے جلالت سنت سے محروم رہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے، تمام جنت ان کی جاگیر ہے۔ ملکوت السموات والارض حضور ﷺ کے زیر فرمان جنت و نار کی کنجیاں دست اقدس میں دیدی گئیں رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ﷺ کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور ﷺ کی عطا کا ایک حصہ ہے۔ احکام تشریعیہ حضور ﷺ کے قبضہ میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں۔ مسلمانوں کو مسطور مبالا تحریر پر عقیدہ رکھنا کیسا ہے۔ فقط

المستفتی نمبر ۱۲۳۰۔ شیخ عبدالرزاق ولد عبدالعزیز صاحب (دہلی) ۲۶ رجب ۱۳۵۵ھ

(جواب ۸۰) یہ عقیدہ سراسر قرآن و حدیث اور شریعت مقدسہ کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اور ضلالت و گمراہی کی تعلیم ہے۔ حضور انور ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہندے اور رسول ہیں۔ (۱) سید المرسلین خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے افضل اور اعلم ہیں۔ (۲) لیکن فرائض کو معاف کر دینا، حلال کو حرام کر دینا، حرام کو حلال کر دینا، جنت و دوزخ کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں ہونا، یہ کوئی بات قرآن و سنت سے ثابت نہیں۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

(۱) ما کان محمد اباحد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ (الاحزاب : ۴۰) سبحان الذی اسری بعبدہ لیلان المسجد الحرام..... (بنی اسرائیل : ۱)

(۲) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : فضلت علی الانبیاء بست : اعطيت جوامع الکلم، واحلت لی الغنائم، وجعلت لی الارض مسجداً وطهوراً، وارسلت الی الخلق كافة، وختم بی النبیون۔ (مسند احمد : ۲ / ۴۱۲ بیروت)

اناسید ولد آدم یوم القیامة (شرح عقیدۃ الطحاوی : ۱۰۶ المکتب الاسلامی)

(۳) یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ..... (التحریم : ۱)

ایسے کاغذ پر پاؤں رکھنا جس پر قابل احترام لفظ لکھا ہو درست نہیں۔
(سوال) ایک مسلمان شخص نے جو توں کا کارخانہ کھولا ہوا ہے۔ اور پیر کا ناپ لینے کے واسطے ایک کتاب بنا رکھی ہے۔ اس کتاب پر ناپ لہنے کے بعد پیر کے نشان کے اندر اس شخص کا نام جس کا ناپ لیا گیا ہے تحریر کر لیا جاتا ہے، اکثر ناموں میں محمد اسحاق، محمد اقبال، محمد صدیق وغیرہ بھی ہوتے ہیں، چونکہ یہ سلسلہ ناپ لینے کا جاری ہے اس وجہ سے سابقہ ناپ کے بعد دوسرے ناپ کے لئے پیر اس نام پاک ﷺ لکھے ہوئے کاغذ پر رکھا جاتا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ طریقہ مذکور بالا سے نام پاک ﷺ کی توبے ادنیٰ نہیں ہوتی، یا ہوتی ہے؟

المستفتی نمبر ۱۲۵۰ عمر البی صاحب سوداگر باپچی اچھے جی دہلی ۲۱ رمضان ۱۳۵۵ھ م، ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۸۱) اگرچہ اس میں قصد ناپ لینے کا ہوتا ہے۔ مگر اس کاغذ پر پاؤں رکھنے سے جس میں لفظ اللہ مثلاً عبد اللہ، امانت اللہ وغیرہ (اسماء ہیں) یا لفظ محمد یا اور کوئی قابل احترام لفظ لکھا ہو، بے ادنیٰ کی صورت ضرور ہے (۱) اس لئے اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ نام اور پتہ کار جسر علیحدہ ہو اور ناپ کی کتاب جدا ہو۔ ہر ناپ پر صرف وہ نمبر ڈالا جائے جو نام کے رجسٹر پر اس قدم والے کا نمبر ہو۔ اس میں پھر کوئی بے ادنیٰ یا بے ادنیٰ کا شبہ نہیں رہے گا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

درود شریف میں ”کما صلیت علی ابراہیم“ کہہ کر دعائے ننگے کی وجہ؟
(سوال) وہ کیا فضیلت ہے جس کے لئے ہم لوگ درود شریف میں رسول اللہ ﷺ کے لئے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام کی طرح برکت نازل فرمانے کے لئے دعا کرتے ہیں۔
المستفتی نمبر ۱۳۶۷ محمد احمد صاحب (دہلی) ۵ اذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء
(جواب ۸۲) وہ خاص منصب نبوت کا ایک اعلیٰ کمال اور اس پر مرتب ہونے والے افضال الہیہ ہیں، جن کی تفصیل حق تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل تھے اور حضور ﷺ حبیب ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام ابو الانبیاء تھے اور حضور خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ

کیا درود شریف میں ”کما صلیت علی ابراہیم“ کہنے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حضور ﷺ پر فضیلت ثابت ہوتی ہے؟
(سوال) ایک شخص کہتا ہے، درود شریف میں کما صلیت علی ابراہیم کہنے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیادہ فضیلت ثابت ہوئی، حالانکہ سب کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی فضیلت زیادہ ہونی چاہئے، گویا قائل کا یہ مطلب ہے کہ رحمت سے مراد نبوت ہے کہ جس طرح سلسلہ نبوت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جاری رہا

ہے، اسی طرح ہمارے نبی کا سلسلہ نبوت جاری ہے یعنی کتا ہے کہ اس سے ختم نبوت کا رد ہو رہا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۳۶۸ محمد احمد صاحب دہلی ۱۵ اذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۲۷ فروری ۱۳۷۷ء

(جواب ۸۳) درود شریف میں صلوٰۃ و رحمت سے مراد حق تعالیٰ کے وہ احسانات اور مہربانیاں ہیں جو ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئی تھیں اور آنحضرت ﷺ پر جو رحمتیں نازل ہوئیں وہ ابراہیم علیہ السلام پر نازل شدہ رحمتوں سے کم نہیں ہیں۔ کما صلیت سے یہ مطلب نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کوئی زیادہ رحمتیں نازل ہوئی تھیں بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی تو رحمتیں نازل فرمائی تھیں اور محمد ﷺ پر بھی نازل فرما۔ (۱) سلسلہ نبوت کاباقی رہنا اس لئے مراد نہیں کہ حضور ﷺ نے خود لا نبی بعدی انا خاتم النبیین (۲) فرما کر فیصلہ کر دیا کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ باقی نہیں رہا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

”کیا آپ ﷺ ہمارے ہر حال کو دیکھ رہے ہیں؟“

”ہم اندھے نبی سے پناہ مانگتے ہیں“ کہنے والے کا حکم۔

نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہے کیونکہ شیطان ہر جگہ حاضر ناظر ہے کلمہ کفر ہے؟

(سوال ۱) ایک واعظ صاحب وعظ میں فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ ہمارے حال کو دیکھ رہے ہیں کیا تم اندھے نبی کی امت ہو۔ ایسے اندھے نبی سے پناہ مانگتے ہیں جو ہمارے حال کو نہیں دیکھتا۔

(۲) نبی کریم ﷺ ہر شے کو دیکھ رہے ہیں، حتیٰ کہ لوگوں کے زنا کو بھی دیکھ رہے ہیں۔

(۳) مدعی کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔ مخاطب کہتا ہے کس دلیل سے، مدعی کہتا ہے کہ

کیا شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے یا نہ۔ کیا کلمات مذکورہ سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی توہین ہے اگر ہے تو قائل کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۵۹۲ مولانا محمد عبدالحق صاحب صدر مدرس

شہر ملتان مدرسہ (نعمانیہ) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۴) اس شخص کا یہ مقولہ ”کہ نبی کریم ﷺ ہمارے حال کو دیکھ رہے ہیں ورنہ ہم ایسے اندھے نبی سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں جو ہمارے حال کو نہیں دیکھتا۔ کیا تم اندھے نبی کی امت ہو۔“ انتہی کلامہ بمضمونہ۔ شریعت اور حقیقت کے خلاف ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ امت کے حالات دیکھ نہ رہے ہوں تو معاذ اللہ وہ اندھے ہیں۔ اور قائل ایسے نبی سے خدا کی پناہ مانگتا ہے۔ اور شریعت کے دلائل قاطعہ اس پر قائم ہیں کہ آنحضرت ﷺ امت کے حالات نہیں دیکھ رہے ہیں کہ یہ تو صرف خدا کی صفت ہے (۳) تو حضور ﷺ کے نبی ہونے کی اصلی حالت یہی ہے اور اس میں قائل حضور ﷺ کو معاذ اللہ اندھا اور مستعاذ منہ قرار دیتا ہے اور یہ

۱۔ التشبه فی اصل الصلوٰۃ لا فی القدر وفائدة التشبيه تاکيد الطلب ای کما صلیت علی ابراہیم فصل علی محمد الذی
هو افضل منه. (الثانیہ: ۱/ ۵۱۳ سعید)

۲۔ ترمذی: ۲/ ۱۳۵ (صحیح) ایم سعید

۳۔ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ (النمل: ۶۵)

قول اور عقیدہ حضور ﷺ کی توہین اور تکذیب کو مستلزم ہے۔ (۱) اور یہ جملہ کہ زنا کو بھی دیکھ رہے ہیں، بے شبہ توہین ہے۔

یہ کہنا کہ شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے جمالت ہے۔ شیطان یعنی ابلیس نہ ہر جگہ (ایک آن میں) حاضر ہوتا ہے نہ ناظر۔ پس اس قائل پر توبہ اور تجدید نکاح کرنی لازم ہے۔ (۲) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفرلہ،

آنحضرت ﷺ کے متعلق عالم الغیب اور حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ

رکھنا قرآن و حدیث اور تمام امت کے اجتماعی عقیدے کے خلاف ہے۔

(السوال) زید کہتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ عالم الغیب ہیں۔ اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ جو شخص حضور ﷺ کو عالم الغیب اور ہر جگہ حاضر و ناظر نہ سمجھے وہ شخص کافر ہے، خارج از اسلام ہے، ان سے السلام علیکم درست نہیں، ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، غرضی کہ ان سے بالکل قطع تعلق کر لیا جائے۔ زید کا یہ عقیدہ از روئے قرآن و حدیث درست ہے یا کہ نہیں، نیز امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اس مسئلہ میں کیا عقیدہ ہے؟
المستفتی عبدالرحمن۔ نصیر آبادی۔

(جواب ۸۵) امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور تمام ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہ بلکہ جمیع امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اجماعی اور متفق علیہ عقیدہ ہے کہ علم غیب حق تعالیٰ جل شانہ کی مخصوص صفت ہے اور قرآن پاک کی آیات صریح طور پر ثابت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی عالم الغیب نہیں (۳)، آنحضرت ﷺ کا علم خدا کے بعد تمام مخلوق سے زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے بہت سی غیب کی باتوں کو بھی حضور ﷺ کو بتلادیا تھا، مگر اس کے باوجود حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔ (۴) پس زید کا یہ عقیدہ قرآن پاک اور حدیث شریف اور تمام امت کے اجماعی عقیدے کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

(۱) کیا حدیث قرآن کی طرح ہے؟

(۲) کیا حضور ﷺ کا ہر فعل مذہب ہے؟

(۳) مذہب بنانا کس کا حق ہے؟

(السوال) (۱) حدیث مثل قرآن ہے یا نہیں؟

(۲) پیغمبر ﷺ کا فعل مذہب ہے یا نہیں؟

(۳) مذہب قائم کرنا از روئے تعلیم پیغمبر کا حق یا کسی دوسرے کا؟

المستفتی نمبر ۱۸۲۷ محمد میاں صاحب حویلی اعظم خاں دہلی۔ ۲۲ رجب ۱۳۵۵ م ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء

۱. ویکفر اوغیب نیا بشی، (البحر الرائق: ۵ / ۱۳۰ بیروت)

۲. ما یكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح وما فيه خلاف يومر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح (الشامیہ: ۳ / ۲۳۰ معید)

(۳) لا اله الا هو عالم الغیب والشهادة هو الرحمن الرحیم (الحشر ۲۲)

(۴) حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ سے فرمایا ”قم یا حذیفہ فاتنا بخیر القوم“ (مسلم: ۲ / ۱۰۷۷ قدیمی)

(جواب ۸۶) (۱) آنحضرت ﷺ کے اقوال متعلقہ دین ان لوگوں کے لئے جو خود حضور ﷺ کی زبان سے سنتے تھے یا جن کو تواتر سے پہنچیں قرآنی احکام کے موافق واجب التعمیل ہیں، لیکن جو احادیث کہ نقل غیر متواتر سے منقول ہو کر آئیں ان کا درجہ بوجہ طریق نقل کے اذون ہونے کے آیات قرآنی سے کم ہے تاہم احادیث صحیحہ ثابتہ پر عمل لازم ہے۔ (۱)

(۲) حضور ﷺ کے افعال دینیہ مذہب ہیں۔ یعنی اعمال دینیہ واجب الاتباع ہیں کسی فعل کے متعلق تخصیص کی دلیل قائم ہو تو وہ حضور ﷺ کے ساتھ مخصوص سمجھا جائے گا۔ (۲)

(۳) مذہب قائم کرنا یعنی تشریع کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اصالت اور پیغمبر کا رسالت حق ہے اور کسی کو تشریع کا حق نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال و افعال و اجتادات مجتہدین کے قیاسات و استنباطات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہی مستند ہوتے ہیں۔ (۳) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی۔

”حضور ﷺ کی روح مبارک ہر جگہ حاضر ناظر ہے“ کا عقیدہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

(سوال) ایک فقہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روح پاک ہر جگہ کائنات میں تشریف فرما ہے آیا یہ عقیدہ درست ہے، اگر درست نہیں ہے تو اس طور کا عقیدہ رکھنے والا اہلسنت والجماعت میں گنا جائے گا کہ نہیں، اس عقیدے میں شرک کا گناہ لازم آتا ہے کہ نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۲۸ منشی آرام خانپور (ضلع بہرائچ) ۲۴ رجب ۱۳۵۵ھ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۸۷) یہ عقیدہ اسلامی تعلیم اور شرعی اصول کے خلاف ہے، اس عقیدے کا معتقد خاظمی اور گنہگار ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی۔

کرشن جی کو نبی اور گتیانامی کتاب کو آسمانی کتاب کہنا غلط ہے۔

(سوال) ہمارے یہاں چند آدمی نئی روشنی اور انگریزی تہذیب کے کہتے ہیں کہ ہندو کے اوتار کرشن کیا تعجب ہے کہ نبی ہو اور اس کی تصنیف کردہ کتاب پگیتا منزل من اللہ ہے اور استشہاد کہتے ہیں کہ قولہ تعالیٰ کے مضمون (میں کسی کو بھی عذاب نہیں بھیجتا جب تک کہ ان پر کسی نبی کو مبعوث کر کے حجت قائم نہ کر دوں) سو بنگالہ اور ہندوستان میں کوئی نبی تو آیا نہیں تو یقین ہے کہ کرشن ہی نبی تھا، نیز کہتے ہیں کہ ”اسودالہند نبی“

۱۔ کالتواتر کنقل القرآن انه یوجب علم الیقین بالعیان علما ضرورتاً، اویکون اتصالہ شبہہ کالمشہور
انه یوجب علم طمانینہ، اویکون اتصالہ شبہہ صورة و معنا کخبر الواحد وانه یوجب العمل دون علم الیقین
بالکتاب (نور الانوار: ۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-

ایک حدیث ہے اس کے مصداق وہی کرشن کو بتاتے ہیں۔ جناب عالی جواب میں ان اولہ کو رد فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۲۰۲۱ محمد مقبول الرحمن (سلسلہ ۱۱ رمضان ۱۴۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۵ء)

(جواب ۸۸) یہ کہنا کہ کرشن جی نبی تھے، بے دلیل اور بے ثبوت بات ہے، قرآن مجید کی جن آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر قریہ میں اور ہر قوم میں کوئی نبی یا نذیر آیا ہے (۱) وہ اس کو مستلزم نہیں کہ کرشن جی کو نبی کہہ دیا جائے اور اگر کرشن جی کی سیرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیرت سے ملتی جلتی ہو اور ان کی تعلیم آسمانی تعلیم کے خلاف نہ ہو تو یہ کہنا جائز ہو گا کہ ان کے نبی ہونے کا امکان ہے، لیکن یہ کہنا کہ وہ یقیناً نبی تھے۔ بغیر ثبوت کے قابل قبول نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

(۱) حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور کا جز یا ٹکڑا نہیں۔

(۲) جو لوگ حضور ﷺ کو ہر جگہ حاضر ناظر مانتے ہیں اسلامی تعلیمات سے ناواقف ہیں۔

(سوال) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ نبی ﷺ خدا کے نور میں سے پیدا ہوئے ہیں اور خدا نے اپنے نور سے جدا کر کے دنیا میں بھیجا اور زندہ ہیں، ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا کیسا ہے۔

ہمارے شہر کے تمام احناف رحمۃ اللہ علیہم کا یہی عقیدہ ہے جو آئمہ مساجد ہیں قرآن و حدیث سے بالکل ناواقف ہیں بلکہ قرآن صحیح نہیں پڑھ سکتے اور جو یہاں کے برائے نام چند اہل حدیث ہیں وہ ان کے پیچھے نمازیں پڑھ لیتے ہیں۔ اگر آئمہ مساجد میں سے کسی امام کو قرآن کی تعلیم سے متنبہ کیا جائے تو آگے سے دست و گریبان ہوتے ہیں اور قرآن کی آیات کا انکار کرنے لگتے ہیں۔ سر بازار کہتے ہیں کہ ہمارا یہی عقیدہ ہے۔ آپ ہمیں ہزار حدیثیں اور آیتیں پڑھ کر سنائیں، ہم اپنے عقیدہ سے باز نہیں آئیں گے، ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں اور ایسے عقیدہ والے آدمی کس درجہ کے گنہگار ہیں۔ اگر ان کا اسی پر خاتمہ ہو جائے تو وہ کس جماعت میں شمار ہوں گے۔؟

المستفتی نمبر ۲۳۵۲۔ حافظ عبدالب صاحب لاہور ۴ جمادی الاول ۱۴۵۶ھ ۳ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۸۹) آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ حضور ﷺ کا نور بھی خدا تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے نور کا جز یا ٹکڑا نہیں ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خالق اور مخلوق میں جزئیت کا علاقہ ہو۔ (۲) اور جو لوگ آنحضرت ﷺ کو ہر جگہ حاضر ناظر جانتے ہیں وہ اسلامی تعلیم سے ناواقف ہیں، ان کو کتاب اللہ اور احادیث سے صحیح عقیدہ کی تعلیم دینا چاہئے۔ تاکہ وہ اس غلط عقیدہ سے توبہ کریں۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ ولکل قوم ہاد۔ (الرعد: ۷) وان من امة الا خلافيها نذير (فاطر: ۲۴)

۲۔ عن ابن عباس ان محمد اعبدہ ورسولہ (مسلم: ۱/ ۳۲ قدیمی)

ہو اللہ تعالیٰ ولا متبعض ولا متجزء ای ذی ابغاض و اجزاء (شرح العقائد: ۱۹۸ ج ۱) (ایم سعید)

۳۔ وما كنت لديهم اذ يختصمون وما كنت يا محمد! عند قوم مزيم اذ يختصمون (تفسير الطبري: ۳۶/ ۸۵) (ابن روت لبنان)

(۱) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بے کار ثابت کیا ہے، کے قائل کا حکم کیا ہے؟

(۲) ہم جس کا کھائیں گے اس کا گائیں گے کہنا۔

(۳) رسول خدا ﷺ نبی مختار تھے۔

(۴) خدا چاہے تو ”جھوٹ بول سکتا ہے مگر یوں نہیں“ کہنے والے کا حکم۔

(۵) کیا آپ ﷺ قبر اطھر میں زندہ ہے؟

(سوال) (۱) زید کہتا ہے، میرا دعویٰ ہے کہ قرآن کے اندر کئی جگہ سے میں ثابت کر سکتا ہوں کہ رسول اللہ

ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بے کار ثابت کر دیا ہے۔ کیا یہ کہنے پر زید مسلمان ہی رہتا ہے شریعت کا اس کے بارہ میں

کیا حکم ہے؟

(۲) ایک عالم صاحب نے وعظ میں خدا کے رسول کی تعریف فرمائی اور احکام پر روشنی ڈالتے ہوئے

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں اکثر لوگ بے ادب ہیں، لیکن ہم جس کا کھائیں گے اس کا گائیں گے۔ شرع

شریف کا ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۳) رسول خدا ﷺ نبی مختار تھے یا نہیں۔؟

(۴) زید کہتا ہے، خدا اگر چاہے تو جھوٹ بول سکتا ہے۔ اگرچہ وہ یوں نہیں۔

(۵) رسول اللہ ﷺ حیات ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۸۲۰۳ جی۔ ٹی۔ جی۔ مرزا سلطان بیگ ۶ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ م ۴ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۹۰) (۱) قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو رسول، نبی، شاہد، بشیر، نذیر، داعی الی اللہ،

نور، سر اج، منیر، رؤف، رحیم، ہادی اور بہت سے القاب جلیلہ اور اوصاف فاخرہ کے ساتھ ملقب فرمایا ہے اور

ظاہر ہے کہ حضور انور ارواحنا فداہ ﷺ نے حق نبوت و رسالت ادا فرمایا اور با حسن وجہ ادا فرمایا۔ تمام دنیا کو ایمان و

توحید کی دعوت دی اطاعت گزاروں کو رضائے الہی کی بشارت اور نافرمانوں کو انداز و عید عذاب پہنچائی۔ دنیا کو نور

اسلام سے منور فرمادیا۔ غرض کہ ایک ہادی اور رہبر کے فرائض اس درجہ علیا پر ادا کئے کہ کوئی دوسرا حضور کا شبیل

نہ پیدا ہوا نہ ہوگا، پس زید کے اس قول کا کہ قرآن پاک میں حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بے کار ثابت کیا ہے کیا

مطلب ہے۔؟ اگر حضور ﷺ کے ان اوصاف و کمالات اور تبلیغی کارناموں کا انکار مقصود ہے تو یہ صریح کفر ہے

کہ اس سے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔ (۱) مزید یہ کہ یہ جملہ حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی اور توہین

کو بھی مستلزم ہے اور یہ بھی موجب کفر ہے اور زید کا کچھ مطلب اور ہے تو اسے ظاہر کرے۔ (۲)

(۲) واعظ صاحب کے اس فقرہ کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔

(۳) مختار کے معنی پسندیدہ، چنا ہوا۔ اس معنی سے حضور ﷺ کو بھی مختار کہنا صحیح ہے اور اگر مختار کے

معنی لئے جائیں ”بااختیار“ یعنی کہ پیدا کرنے، موت دینے، ولاد عطا کرنے، مصیبت لانے یا دفع کرنے کے

اختیارات رکھتے تھے تو اس معنی سے حضور ﷺ کو مختار کہنا صحیح نہیں۔ (۱)

(۴) اس مسئلہ کی یہ تعبیر نہایت موحش ہے۔ اصل اختلافی مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرکین اور کفار کو جنت میں داخل کرنے پر قدرت رکھتا ہے یا نہیں۔ ایک جماعت محققین کا یہ قول ہے کہ داخل کر تو سکتا ہے، قدرت ہے، مگر کرے گا نہیں۔ پس یہ حقیقت ہے، دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ داخل کرنے کی قدرت ہی نہیں۔ (۲)

(۵) جماہیر امت محمدیہ کا یہ قول ہے کہ آنحضرت ﷺ قبر اطہر میں حیات مخصوص کے ساتھ حیات ہیں۔ باقی یہ بات کہ اس حیات کی حقیقت کیا ہے، یہ حضرت حق کو ہی معلوم ہے وہ حیات حضور انور پر میت کے اطلاق کے منافی نہیں۔ (۳) اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں حضور ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا انک میت وانہم میتون۔ (۴) اور دوسری جگہ فرمایا۔ افان مات او قتل (۵) اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد مجمع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطاب کر کے فرمایا تھا من کان منکم یبعد محمدا فان محمدا قد مات۔ (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

آپ ﷺ کو باعتبار حقیقت انسان اور بشر سمجھنا اور باعتبار صفات نور سمجھنا صحیح ہے۔ (سوال) ایک شخص سید المرسلین ﷺ کا غلام ہے، امتی ہے، مؤدب ہے۔ ان کی محبت و اتباع کا دم بھرتا ہے ان کو نور ان آیات و احادیث سے قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین اور داعیا الی اللہ باذنه و سراجا منیرا اور یریدون لیطفنوا نور اللہ بافواہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون اور اول ما خلق اللہ نوری انا من نور اللہ و کل خلایق من نوری سمجھتا ہے اور رسول کی تعریف علم عقائد میں بایں الفاظ جو لکھی ہیں۔ ہو انسان بعثہ اللہ تعالیٰ الی الخلق لتبلیغ الاحکام مع شریعة جدیدۃ اس کی رو سے اور خلق الانسان علمہ البیان اور علم الانسان مالہ یعلم اور اوحی الی عبدہ ما اوحی او قل انما انا بشر مثلکم کی رو سے، ان کو بشر، عبد اور انسان بھی جانتا ہے۔ مگر سب مخلوقات دنیویہ و اخرویہ سے ان کو یکتا و بے ہمتا ہی جانتا ہے اور آپ کی عدم مثلیت یا نساء النبی لستن کا حدن من النساء اور مثلی یطعمنی ربی ویسقینی اور لست کہیں تم کو اور خاتم النبیین وغیرہ سے ثابت کرتا ہے۔ اور قل انما انا بشر مثلکم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ حدیث موقوف بھی پیش کرتا ہے۔ قال ابن عباس

۱. قل لا املك لنفسی ضرا ولا نفعا (یونس : ۴۹)

۲. واللہ تعالیٰ لا یغفر ان یشرک بہ باجماع المسلمین لکنہم اختلفوا فی انہ هل یحوز عقلا ام لا مذهب بعضہم وہم الا شاعرہ الی انہ یحوز عقلا. (شرح العقائد : ۱۸۷ ایچ ایم سعید)

۳. ونحن نومن ونصدق بانہ صلی اللہ علیہ وسلم حی یرزق فی قبرہ و ان جسدہ الشریف لا تاكلہ الارض والاجماع علی هذا القول البدیع : ۱۲۵ مگوال آنھوں کی ٹھنڈک ۱۶۹ مکتبہ صفدریہ)

۴. (الزمر : ۳۰)

۵. آل عمران : ۱۴۴)

۶. بخاری شریف : ۲ / ۶۴۰ قدیمی کتب خانہ

علم الله تعالى رسوله صلى الله عليه واله وسلم التواضع لثلاث يزهى على خلقه فامر به ان يقرء
فيقول انا ادمي مثلکم الا انی خصصت بالوحي اکرمنی الله به وهو قوله یوحى الی اور انما
کو کلمہ دھر ہی سمجھتا ہے اور پھر بھی آپ کو بے مثل فی الخلق سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ آیت مذکورہ کا معنی یہ بھی
بدلائل مذکورہ ہو سکتا ہے، تحقیق میں تمہاری طرح کا بشر نہیں ہوں اور ہاں نہیں ہوں تمہارے جیسا بشر
یعنی نفی بشریت کی نہیں کرتا، نفی مثلیت کرتا ہے اور کہتا ہے انما مرکب ہے ان حرف مشبہ بفعل سے حرف
ایجاب سے اور کافہ نافیہ ہے۔ نحو میر میں ہے۔ حروف ایجاب شش است۔ نعم۔ اجل۔ ای۔ حیر۔ ان۔ اور
معنی میں ہے وزعم جماعة من الاصولیین والبیانیین ان ما الکافة عن ان نافیہ اور ما کو مشترک قرار
دیتا ہے کیونکہ ان کا معنی تحقیق اور نعم کا آیا ہے اور مانافیہ مصدر یہ اور موصولہ وغیرہ آتا ہے کیا وہ کافر ہے یا
مومن ہے؟ اور جو اس کو اس معنی کی بنا پر کافر کہتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۲۸ چودھری شاہ دین صاحب (سیالکوٹ) ۲۲ شوال ۱۳۵۵ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء
(جواب ۹۱) اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا غلام اور امتی اور فرمانبردار سمجھنا، حضور ﷺ سے محبت رکھنا، حضور
ﷺ کا ادب اور احترام اور توقیر و تعظیم دائرہ شریعت کے اندر رہ کر بحال کرنا اور سنن نبویہ کی متابعت کرنا ایمان و
صلاح کی علامات ہیں (۱) حضور ﷺ کو باعتبار حقیقت انسان اور بشر سمجھنا اور باعتبار صفات نور کہنا صحیح ہے۔ انا من
نور الله و الخلائق من نوری کے معنی یہ ہیں انا منور من نور الله و الخلق منور من نوری۔ (۲) یعنی میں
نے روحانیت اور کمال انسانیت کا نور بر اور استحقاق تعالیٰ سے (بذر بیجہ وحی و فیض ربانی) حاصل کیا اور تمام مخلوق
نے علم و ہدایت اور تزکیہ نفس کا نور مجھ سے حاصل کیا اور اول ما خلق الله نوری سے جہاں حضور انور ﷺ کے
نور کی اولیت ظاہر ہوتی ہے وہاں یہ بھی تصریح ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا نور مخلوق ہے اور حضور ﷺ کا نور
ذات خداوندی سے جدا ہے اس کا جزو نہیں ہے کیونکہ نہ ذات خداوندی اجزاء میں تقسیم ہو سکتی ہے نہ اس کا کوئی
جزو مخلوق ہو سکتا ہے۔ (۳) حضور ﷺ کو صفات کے لحاظ سے بے مثل کہنا بھی صحیح ہے کیونکہ تقرب بالمعراج اور
خاتم الانبیاء والمرسلین ہونے میں اور بہت سی صفات میں آپ ﷺ کا کوئی ثیل اور نظیر نہیں ہے مگر آیت (۴) انما
انا بشر مثلکم کے یہ معنی بیان کرنا کہ (تحقیق میں تمہاری طرح کا بشر نہیں ہوں) یا (ہاں نہیں ہوں میں
تمہارے جیسا بشر) صحیح نہیں۔ یہ معنی اس پر مبنی ہیں کہ انما میں کلمہ ما کے معنی نفی کے کئے جائیں حالانکہ یہ صحیح
نہیں انما کو متضمن معنی ملو لا کا قرار دیا گیا ہے یعنی نفی اس میں باقی نہیں ٹوٹ چکی ہے اور اگر ماکلمہ نفی قرار دیا جائے تو
اب خبر سے پہلے مقدر ماننا پڑے گا اور معنی یوں کرنے ہوں گے انما انا لا بشر مثلکم یعنی میں نہیں میں مگر بشر
مثلاً تمہارے۔ یعنی حقیقت بشریت میں میں بھی تم جیسا ہوں کہ انسان ہوں، ماں باپ سے پیدا ہوا ہوں، کھاتا

۱۔ قال ذو النون المصري : من علامة حب الله تعالى متابعة حبيب الله صلى الله عليه وسلم في اخلاقه و افعاله وامره وسنته
(ارغصام : ۱/ ۹۰ طبع دار الفکر)

۲۔ کشف الخفاء للعجلونی (۱: ۲۶۵ دار احیاء التراث العربی)

۳۔ و متبعض ولا متجزء ای ذی ابعاض ، ولا مترکب منها لما فی ذلك من الا حجاج المصافی للوجوب . (شرح العقائد : ۹۸ ج ۱ - ایم سعید)

۴۔ الکہف : ۱۱۰

ہوں، پیتا ہوں، سوتا ہوں، جاگتا ہوں، چلتا ہوں، پھرتا ہوں، بھول اور ذہول سے مبرا نہیں ہوں، (۱) ہاں بہت سے اوصاف میں لست کا حد کم اور ایکم مثلی فرمانا بھی صحیح اور درست ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کا مخالفین کو جواب اسی طرح نقل فرمایا گیا ہے۔ ان نحن الا بشر مثلکم یعنی ہم مگر بشر مثل تمہارے۔ خود سائل نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جو قول نقل کیا ہے اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی انما انا بشر مثلکم کا مطلب یہ بتایا ہے انا آدمی مثلکم۔ (۲) یعنی انہوں نے بھی ماکونافیہ قرار نہیں دیا۔ انما انا بشر مثلکم جملہ مثبتہ ہے منفیہ نہیں، اس میں خبر یعنی بشر کا مبتدا یعنی انا کے لئے اثبات مقصود ہے نفی مقصود نہیں ہے۔ پس شخص مذکور کا یہ کہنا کہ مانافیہ ہے اور یہ معنی کرنا کہ میں نہیں بشر تمہارے جیسا، صحیح نہیں۔ قرآن مجید میں کلمہ انما بہت سے مقامات میں آیا ہے جیسے انما اللہ واحد (۳) اگر اس میں مانافیہ قرار دیا جائے۔ اور جیسے انما لبشر مثلکم (۴) کے معنی شخص مذکور نے کئے ہیں اسی طرز پر اس آیت کے معنی کئے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ نہیں اللہ ایک معبود، اور ظاہر ہے کہ یہ معنی فاسد اور غلط اور خلاف شریعت ہیں اور دوسرے انما المشرکون نجس (۵) کے معنی ہوں گے بے شک نہیں مشرک نجس۔ انما حرم علیکم المیتہ (۶) کے معنی ہوں گے۔ بے شک نہیں حرام کیا تم پر میتہ کو اور یہ سب معنی غلط ہیں۔

جب کہ انما کو متضمن معنی ماوا الا کہا جائے تو انما انا بشر مثلکم میں ما کونافیہ قرار دے کر بشر پر الا مقدر ماننا پڑے گا۔ اس کے سوا کوئی صورت نہیں۔ اگر مثلکم کی طرف نفی راجع کر کے مثلیت کی نفی مراد لی جائے تو الا کی تقدیر کہاں گئی اور نفی کہاں ٹوٹی لہذا آیت کا درست اور لغت کے موافق معنی یہی ہیں کہ میں تم جیسا انسان ہی ہوں، جن یا فرشتہ یا اور کسی حقیقت کا فرد نہیں ہوں ہاں مجھے حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے وحی نبوت و رسالت کے ساتھ نوازا اور ختم نبوت اور دیگر فضائل کے ساتھ امتیاز بخشا ہے۔ محمد کفایت اللہ کا اللہ

کیا آپ ﷺ معراج میں جو توں سمیت عرش پر گئے؟

شب معراج میں اللہ تعالیٰ کا بغیر حجاب کے کلام فرمانا صراحتہ ثابت نہیں ہے۔

(السوال) ایک شخص کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جب شب معراج میں اللہ پاک سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے، جب آپ ﷺ پہنچے تو اللہ پاک نے فرمایا کہ اے میرے حبیب جو توں سمیت آئیے تاکہ میرا عرش مزین ہو جائے، چنانچہ آپ مع جو توں کے عرش پر گئے اور یہ بھی کہتا ہے کہ آپ ﷺ اور اللہ پاک کے مابین

۱۔ قال انما انا بشر مثلکم اذکر کما نذکرون وانسی کما تنسون (مسلم: ۱/۲۱۳ قدیمی)

۲۔ بخاری شریف ۱/۲۶۳ قدیمی کتب خانہ

۳۔ ابراہیم: ۱۱

۴۔ النساء: ۱۷۱

۵۔ التوبہ: ۲۸

۶۔ البقرہ: ۱۷۳

بغیر کسی پردہ وغیرہ کے باتیں ہو گئیں، کیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۲۵۴۲ کرم نواز خان (دہلی) ۲۵۔ جب ۱۳۵۸ھ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۹۲) نعلین شریفین کے متعلق یہ بات کہ حضرت حق جل جلالہ نے حضور ﷺ کو نعلین سمیت عرش پر بلایا بعض سیر و تقاییر میں مذکور ہے۔ واعظ اسے دیکھ کر بیان کر دیتے ہیں مگر سند اور صحت کے لحاظ سے ہمیں اس کی کوئی پختہ سند نہیں ملی۔

اور حضور ﷺ کا لیلۃ المعراج میں اللہ تعالیٰ کی رویت بغیر حجاب سے مشرف ہونا ثابت ہے اگرچہ کلام بغیر حجاب کا صراحۃً ثبوت نہیں ہے۔ (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

سورہ توبہ کی آیت ”ماکان للنبی“ کا شان نزول :

(سوال) (۱) پارہ ۱۱ اخیر سورۃ توبہ ماکان للنبی والذین امنوا ان يستغفرو للمشرکین ولو کانوا اولیٰ قربی من بعد ماتبین لهم انهم اصحاب الحجیم۔ اس آیت شریفہ کا ترجمہ اور یہ کہ کس کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ آیا حضور اکرم ﷺ کے والدین کے حق میں ہے یا کفار مشرکین کے حق میں ہے اور یہ آیت ناسخ ہے یا منسوخ۔

اور ہمارے سرکار آقائے نامدار فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے آباؤ اجداد پشت در پشت حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تک مسلمان تھے یا نہیں، آیا درمیان میں بت پرستی ہوئی ہے یا نہیں۔ صاف صاف قرآن وحدیث سے اس کا جواب دیں۔

المستفتی نمبر ۲۶۰۱ سینٹھ قاسم باؤ (گجرات) ۲ ربیع الثانی سن ۱۳۵۹ھ ۱۵ مئی سن ۱۹۴۰ء (جواب ۹۳) اس آیت کریمہ کے شان نزول میں تینوں روایتیں موجود ہیں۔ اول یہ کہ آیت ابو طالب کے بارے میں اُتری۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے لئے استغفار کروں گا جب تک مجھ کو خدا کی طرف سے منع نہ کر دیا جائے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی اور حضور ﷺ کو منع کر دیا گیا۔

دوم۔ یہ کہ یہ آیت جب اُتری کہ حضور ﷺ نے اپنی والدہ کے لئے استغفار کرنے کی اجازت حضرت حق جل مجدہ، سے طلب کی تو اس آیت کے ذریعہ سے حضور ﷺ کو منع کیا گیا۔

سوم یہ کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لئے استغفار کیا میں بھی اپنے والد کے لئے استغفار کروں گا، تو یہ آیت اُتری اور حضور ﷺ کو اپنے والد کے لئے استغفار سے منع کیا گیا۔ (۲)

۱۔ اختلاف الصحابة رضى الله عنهم فى ان النبى صلى الله عليه وسلم هل رأى ربه ليله المعراج ام لا (شرح العقائد ۱۳۳ھ)۔ ایم سعید

۲۔ قبل قال صلى الله عليه وسلم لعمة ابى طالب فقل حكمه تجب لك بها شفاعتى فابى فنزلت (روح المعانى: ۳۳/۱۱ مکتبہ امدادیہ ملتان تفسیر طبری: ۱۱/۳۰ بیروت)

یہ ثابت نہیں کہ حضور ﷺ کے تمام اجداد کرام مسلمان تھے، ان میں کوئی مشرک نہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا مشرک ہونا تو یقینی ہے۔ پس یہ قاعدہ نہیں ہے کہ نبی علیہ السلام کے اجداد میں مشرک نہیں ہوتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

یہ عقیدہ غلط ہے کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرح ہر جگہ حاضر ناظر ہیں۔ (سوال) جس طرح اللہ پاک ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اسی طرح حضور بھی ہر جگہ موجود ہیں، شیطان ہر وقت ہر جگہ موجود۔ ملک الموت ہر جگہ موجود۔ غوث پاک اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی کوئی شے ہم سے پوشیدہ نہیں، پھر حضور ﷺ تو ان سے ہزاروں لاکھوں درجہ ارفع و اعلیٰ ہیں، ہر وقت ہر ساعت چودہ طبق میں ہر آن موجود ہیں، کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۵۷۶۷ پر زاہد عبدالرحیم ولی محمد صاحب مارواڑ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ ۸ جولائی ۱۹۴۱ء۔

(جواب ۹۴) یہ عقیدہ غلط ہے کہ آنحضرت ﷺ حق تعالیٰ کی طرح ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں (۱) اور یہ خیال بھی باطل ہے کہ شیطان (یعنی ابلیس) ہر جگہ موجود ہے یا ملک الموت ایک وقت میں ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔ شیاطین بہت سے ہیں (۲) اور ملک الموت کے ماتحت بھی بے شمار فرشتے کام کر رہے ہیں۔ شیاطین کے کام کو لوگ ابلیس کی طرف منسوب کر دیتے ہیں یا فرشتوں کے عمل کو خود عزرائیل کا عمل سمجھ لیتے ہیں اور اس غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ایک وقت میں ہزاروں مرنے والوں ارواح کو تنہا عزرائیل علیہ السلام نے قبض کیا۔ (۳) آنحضرت ﷺ نے خود ایک لڑکی کو جس نے یہ مصرعہ پڑھا تھا ع و فیما نبی یعلم مافی غد۔ یعنی ہمارے اندر ایک نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے۔ اس سے منع فرمایا اور روک دیا تھا۔ (۴) ہر جگہ (علم و قدرت کے لحاظ سے) موجود ہونا اور ہر بات کو بغیر غیر کی مدد کے جاننا خاص اللہ تعالیٰ کی صفت۔ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ جو سوال میں نقل کیا ہے بسند صحیح ثابت نہیں۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

حضور ﷺ کو خدا کا چہرہ اسی کہنا کیسا ہے؟

(سوال) زید نے ترجمہ کلام پاک کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ بلاغ حکم خداوندی میں مثل چہرہ اسی حکومت کے ہیں۔ جس طرح اس کو حکومت کی طرف سے بلاغ حکم کا ارشاد ہوتا ہے اسی طرح (نحوۃ اللہ) حضور ﷺ اپنے خدا کے حکم کے چہرہ اسی ہیں۔

۱۔ وما كنت لديهم اذ يخلصون آل عمران: ۴۴

۲۔ عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ابليس يضع عرشه على المار ثم يبعث سراياه يقتلون الناس (مسلم: ۳/۲۶۱)

۳۔ والمراد من الملائكة ملك الموت و اعوانه ولا عوان هم المزاولون لاخراج الروح (روح المعاني: ۵/۲۵۱ مداویہ)

۴۔ بخاری شریف: ۲/۷۷۳ قدیمی کتب خانہ
۵۔ لا اله الا هو عالم الغیب و الشهادة (الحشر: ۲۲)

(الف) کیا ایسی مثالیں شرعاً اذہارِ ست ہیں؟

(ب) لفظ چڑا اسی میں توہین یا تحقیر شان نبوی ﷺ عیاں ہے یا نہیں؟

(ج) اگر لفظ چڑا اسی فی المعنی توہینی لفظ ہے تو زید کو کس طرح تائب ہونا چاہئے؟

(د) ایسے عقیدہ والا قابلِ امامت و فتویٰ ہے؟

(ه) ایسا فتیج لفظ استعمال کرنے والے کے حق میں شرع مقدس کیا حکم دیتی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۹۸ غلام حسن صاحب۔ ۸ محرم ۱۳۶۱ھ ۲۶ جنوری ۱۹۴۲ء

(جواب) (از مولوی سید گل حسن صاحب)۔ چونکہ زید نے آنحضرت ﷺ کو بلاغ حکم خداوندی میں (مطابق تحریر سوال) مثل چڑا اسی کے بتلایا ہے، نہ شان نبوی ﷺ کو مثل شان چڑا اسی کے، لہذا اس مثال سے کوئی قباحت یا اہانت سرورِ دو عالم ﷺ کی عیاں نہیں ہوتی اور نہ مثال سے زید نے سرکارِ مدینہ ماوا و طباء غریباں محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی عزت و حرمت میں (نعوذ باللہ) کوئی کمی یا تحقیر شان کی ہے، اس لئے زید مستحقِ ملامت شرعاً نہیں ہو سکتا۔

(الف) جس مثال سے اہانت عیاں نہ ہوتی ہو۔ ایسی مثال شرعاً درست ہے اور ادب بھی شرع اسلام میں داخل ہے۔ شرع اسلام ادب کا سبق دینے والی ہے، جتنا ادب بغیر کسی تکلف کے شرع اسلام میں پایا جاتا ہے، اس سے زیادہ ادب کسی مذہب میں نہیں پایا جاتا، عوام کے نزدیک جو ادب و تہذیب ہے وہ شرع اسلام کے خلاف ہے۔

(ب) کلمہ چڑا اسی بلاغ حکم خداوندی کا (موجب تحریر سوال) کوئی توہین یا تحقیر شان نبوی ﷺ نہیں کرتا۔ چڑا اسی کا لفظ از روئے لغت کوئی فتیج لفظ نہیں۔ باقی رہا عرف عام، تو عرف عام میں چڑا اسی بمنزلہ قاصد کے ہوتا ہے، جو ہر وقت اپنے افسر کے قریب ہی رہتا ہے اور جو حکم اسے ملتا ہے فوراً پہنچا دیتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ قرب خداوندی میں رہنے والے ہیں اور جو حکم آپ ﷺ کو بارگاہِ ایزدی سے ارشاد ہوتا ہے وہ لفظ بلفظ بلا کسی کمی بیشی کے (بلغ ما انزل الیک) اپنی امت کو پہنچانے والے ہیں۔ اور یہی معنی عرف عام میں چڑا اسی کا ہے۔

(ج) لفظ چڑا اسی فی المعنی توہینی لفظ نہیں (ملاحظہ ہو غیاث اللغات فارسی) جب توہینی لفظ نہیں تو پھر تائب ہونا کیسا؟

(د) چونکہ زید کا عقیدہ بلاغ حکم خداوندی میں (مطابق تحریر سوال) کوئی تحقیر شان نہیں کرتا اس لئے وہ قابلِ امامت و فتویٰ ہے۔

(ه) یہ لفظ از روئے لغت کوئی فتیج لفظ نہیں، اس لئے اس کے استعمال کرنے والے کے حق میں شرع مطہرہ کوئی حکم نہیں دیتی۔ نیز یہ مثال تو ایسی مثال نہیں جس سے اہانت یا حقارت عیاں ہوتی ہو، اس سے زیادہ تو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے مثال دی ہے کہ رسول خدا ﷺ پشتیان ہیں تو عرف عام میں پشتیان روڈ کو کہتے ہیں، تو کیا آنحضرت ﷺ نعوذ باللہ من ذلک روڈ بن گئے، نہیں ہرگز نہیں، اسی طرح چڑا اسی کی مثال کو سمجھیں۔

واللہ اعلم بالصواب دعاء گو سید گل حسن عفی عنہ۔

(جواب ۹۵) بے شک اس میں کوئی توہین اور بے ادبی نہیں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کے لئے تو ہر نماز میں ہر

مسلمان یہ اقرار کرتا ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور سول ہیں۔ بندے کا لفظ اگر توہین نہیں تو چہرہ اسی جس کا مفہوم پیغام پہنچانے والا قاصد ہے کیسے توہین کا لفظ ہو سکتا ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

کیا ہندوؤں کے تمام پیشوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث تھے؟

(السوال) چہ می فرمائید حضور پر نور دریں مسئلہ کہ تمام اوتاران ہر آنکہ در ہندوستان آمدند ہندو بودند ایں ہمہ اوتاران از جانب خدائے عزوجل بودند یا خود نمائی کردہ بودند؟ حضور مفصل تحریر کنند۔

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں حضور پر نور اس مسئلے میں کہ ہندوؤں کے تمام اوتار جو ہندوستان میں آئے، کیا یہ سب خدائے عزوجل کی طرف سے مبعوث تھے یا خود نمائی کرتے تھے؟ آپ مفصل تحریر کریں۔

المستفتی نمبر ۲۷۰۳ سید خورشید حسن صاحب (کلکتہ) ۲۹ محرم ۱۳۶۱ھ ۱۶ فروری ۱۹۴۲ء

(جواب ۹۶) اوتاران ورشیان کہ در ہندوستان آمدند حالات ایشان باسانید معتبرہ ملان رانر سیدہ و حالاتی کہ در کتب ہنود یافتہ می شود قابل اعتماد نیست، ازیں جہت امکان است کہ در ایشان شخصے صحیح العقیدہ و صحیح الاعمال ہم باشد و از جانب حق تعالیٰ مبعوث ہم باشد زیرا کہ قول باری تعالیٰ و لكل قوم هاد (۲) مقتضی ایں امر است کہ در ہندوستان ہم از جہت حق ہادی و رہنما آمدہ باشد لیکن ما شخصے معین را ازیں اوتاران نبی و مرسل و مبعوث ندانیم و نہ گوئیم و اعتقاد نہ کنیم تا وقتیکہ نبوت او ثابت نہ شود و حالات او و نوعیت تعلیم او بدلائل یقینیہ بہ ثبوت نہ رسد۔

پس کسانے کہ سری کرشن رانہی می دانند خاطی ہستند چہ بر نبوت سری کرشن دلیلہ در اولہ شرعیہ موجود نیست و ہمچنین حال دیگر پیشوایان و اوتاران ہنود ہست (۳)

(ترجمہ) جو اوتار اور ورشی ہندوستان میں آئے ان کے حالات معتبر ذرائع سے ہم تک نہیں پہنچے ہیں۔ اور جو حالات کہ ہندوؤں کی کتابوں میں ملتے ہیں قابل اعتماد نہیں ہیں اور اس صورت میں اس امر کا امکان ہے کہ ان میں سے کوئی شخص صحیح العقیدہ اور صحیح الاعمال بھی ہو، اور حق تعالیٰ کی طرف سے مبعوث بھی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ”و لكل قوم هاد“ کا مقتضایہ یہ ہے کہ ہندوستان میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہادی اور رہنما ضرور آیا ہو گا۔ لیکن ہم ان اوتاروں میں سے کسی خاص شخص کو نہ مبعوث جانتے ہیں نہ کہہ سکتے ہیں، نہ اعتقاد رکھ سکتے ہیں جب تک کہ اس کی نبوت کا ثبوت ہمیں نہ مل جائے۔ اور اس کے حالات اور تعلیم کی نوعیت قطعی دلائل سے معلوم نہ ہو جائے۔

پس جو لوگ سری کرشن کو نبی مانتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ سری کرشن کی نبوت پر اولہ شرعیہ میں کوئی دلیل موجود نہیں۔ اور یہی حکم ہندوؤں کے دیگر پیشواؤں اور اوتاروں کے متعلق بھی ہے۔

۱۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ، اشہد ان محمداً عبده ورسوله (مسلم ۱/۳۲ قدیمی کتب خانہ)

۲۔ الرعد: ۷

۳۔ والاولیٰ ان لا یقتصر علی عدد و یحتمل مخالفة الواقع هو عد النبی من غیر الانبیاء و غیر النبی من الانبیاء (شرح العقائد: ۴۱۳ ج ۱ ایم معید)

کیا خواب میں شیطان آنحضرت ﷺ کے علاوہ دوسرے نبی کی شکل میں آسکتا ہے؟

(سوال) حدیث شریف میں ہے کہ شیطان خواب میں رسول اللہ ﷺ کی شکل مبارک بن کر اپنے کو نہیں دکھلا سکتا۔ کیا اسی طرح دوسرے انبیاء کی شکل بنا کر خواب میں نہیں آسکتا؟

المستفتی نمبر ۳۹۷۲۷۲ ابراہیم اسمعیل ٹیل۔ علی پور دیالپورہ ضلع سورت ۸ ذی الحجہ سن ۱۳۶۱ھ م ۱۹۴۲ء (جواب ۹۷) حضور ﷺ کی صورت پر متمثل نہ ہونا تو صراحۃً احادیث میں وارد ہے۔ (۱) مگر کسی روایت میں دوسرے انبیاء علیہم السلام کی تصریح نہیں ملی۔ ہاں علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شامک میں یہ نقل کیا ہے کہ بعض شراح مصابیح نے لکھا ہے ومثله فی ذلك جميع الانبياء والملائكة یعنی اس بارے میں آنحضرت ﷺ کی طرح اور انبیاء اور ملائکہ کی رویت کا بھی یہی حکم ہے واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

خواجہ معین الدین اجمیری کے بارے میں ”رشد پیغمبر آل“ کا کہنا کیسا ہے؟

(سوال) زید تقریباً پندرہ سال سے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی سجادگی پر مامور ہے۔ اس تمام عرصے میں تمام مجالس میں خواہ وہ ہفتہ وار ہوں یا ماہانہ یا سالانہ درگاہ شریف کے مقررہ نعت خواں حضرت خواجہ خواجگاں رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں نواب خادم حسین کی تصنیف کردہ ایک نظم پڑھا کرتے تھے جس سے صوفیائے کرام اور علمائے طریقت کافی متاثر و محفوظ ہوتے رہے۔ سجادہ صاحب موصوف اکثر ان مجالس میں خود رونق افروز ہوتے تھے۔ ایک مجلس میں سجادہ صاحب موصوف کی طرف سے ان کے صاحبزادے جانشینی فرما رہے تھے اور قوال نظم مذکورہ پڑھ رہے تھے۔ جب تیسرا شعر پڑھا گیا تو صاحبزادہ صاحب نے اس کی تکرار سے منع فرمایا۔ نظم کے اشعار یہ ہیں:-

قبلہ عاشقان معین الدین	کعبہ عارفان معین الدین
حائے بے کسماں معین الدین	رہبر کاماں معین الدین
نائب مصطفیٰ و دین کشور	رشد پیغمبر آل معین الدین
بہر تسکین روح اے خادم	از دل و جاں خواں معین الدین

در خواست ہے کہ ”رشد پیغمبر آل علیہم السلام“ کی تشریح اور اس کے جواز و عدم جواز کے متعلق شریعت کا حکم مدلل تحریر فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۳۹۷۲۷۲ سید امتیاز علی حال وارد دہلی مورخہ ۱۹ جون ۱۹۴۲ء ۱۳۶۳ھ

(جواب ۹۸) ہاں ”ریشک پیغمبر ال معین الدین“ قابل ترک ہے۔ اس میں انبیاء علیہم السلام کی شان میں سوئے ادب کا پہلو واضح ہے۔ خواجہ اجیری رحمۃ اللہ علیہ بہر حال امتی تھے۔ اور امتی خواہ کتنا ہی اعلیٰ ہو جائے، پیغمبر کی ذات گرامی سے نیچا ہی رہتا ہے۔ اس لئے خواجہ تو خواجہ حضرت صدیق و فاروق، ذوالنورین و حیدر رضی اللہ عنہم کو بھی ریشک پیغمبر ال نہیں کہہ سکتے۔ انبیاء علیہم السلام نے اگر حضور ﷺ کی امت میں ہونے کی تمنا کی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حضور ﷺ کی امت کے کسی ایسے فرد سے کم درجہ ہو جائیں جو نبوت کی فضیلت سے بہرہ ور نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول، حضور ﷺ کی امت کے ایک فرد بھی ہوں گے، اس کے باوجود بنی اسرائیل کے پیغمبر ہونے کی فضیلت کی وجہ سے جو انہیں زمانہ پیغمبری میں حاصل ہو چکی ہے صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل ہوں گے۔ (۱) کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

غلط قصیدہ پڑھنا گناہ ہے :

(السوال) شب معراج میں ایک شاعر صاحب نے یہ قصیدہ پڑھا کہ نبی صاحب جب معراج کی شب خدا سے ملے تو آپ ﷺ نے خدا سے کہا کہ یا اللہ میری امت کے لئے بخشش و رحمت ہو، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا آج ہی قیامت کھڑی ہے جو تم امت کے لئے بخشش چاہتے ہو۔؟ ان کا ایسا قصیدہ پڑھنا۔

ہم سامعین کو ناگوار ہوا، اور ہم نے ان سے پوچھا کہ یہ کون سی کتاب میں لکھا ہے تو شاعر صاحب خاموش رہے۔ المستفتی نظیر الدین، امیر الدین۔ مشرقی خاند لیس۔

(جواب ۹۹) یہ بات کہ ”اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ کیا آج ہی قیامت کھڑی ہے جو تم امت کے لئے بخشش چاہتے ہو۔“ ثابت نہیں۔ (۲) اس قسم کے غلط روایت بیان کرنا نہیں چاہئے۔ گناہ ہے۔ بیان کرنے والے کو توبہ کرنی چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

میں آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عیادت کے لئے گیا تھا اس کے سر میں درد تھا اور بخار چڑھا ہوا تھا“ کہنے والے کا حکم :

(السوال) ایک شخص باہر سے آیا۔ کسی نے پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے؟ اس نے کہا کہ میں آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کی عیادت کے لئے گیا تھا، اس کے سر میں درد تھا اور بخار چڑھا تھا۔ ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۷۱ ۲۳۱ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۳۱ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۰) یہ شخص مجنون، یا کاذب یا مسخرہ ہے اور آخری صورت میں اس کے کلام سے استہزاء ٹپکتا ہے جس میں کفر کا قوی خطرہ ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ وافضل البشر بعد نبینا علیہ الصلوۃ السلام ابو بکر الصدیق ، والاحسن ان یقال بعد الانبیاء لکنہ اراد البعدیۃ الزمانیۃ و لیس بعد نبینا نبی ، ومع ذلك لا بد من تخصیص عیسیٰ علیہ الصلوۃ و السلام : (شرح العقائد : ۲۲۳ ج ۱۔ ام سعید)

۲۔ اتفقوا علی تحریم روایۃ الموضوع الا مقرونا ببیانہ . (نخبۃ الفکر : ۵۹ فرآن محل کراچی)
۳۔ ان کلمات سے بظاہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے اور قرب قیامت اس کے نزول کے اجماعی اور منصوص عقیدے کی تکذیب مسخر و مسخرہ و جو کہ کفر ہے، لیکن حضرت مفتی صاحب نے احتیاطاً کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔

(۱) کسی بزرگ کو شمس الکونین کہنے کا حکم؟

(۲) کیا اولیاء کرام کے تمام الہامات صحیح اور حجت ہیں؟

(السوال) (۱) زید ایک بزرگ کو "شمس الکونین" کے لقب سے اعتقاداً مخاطب یا ملقب کرتا ہے اور جو شخص اس اعتقاد میں ہنوز نہ ہو تو وہ اس سے سخت ناراض ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کو ملہم سمجھتا ہے عمرو کہتا ہے کہ آقائے دو جہاں سرور کائنات سرکار دو عالم تاجدار مدینہ سید الکونین وغیرہ الفاظ متکلمین اسلام کی اصطلاح میں آقائے دو جہاں سید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات کے لئے مختص ہیں اور کچھ ایسے مختص ہو چکے ہیں کہ علامتہ المسلمین کا ذہن فوراً ایسے الفاظ پر حضور ﷺ کی ذات اقدس کی طرف متبادر ہو جاتا ہے شمس الکونین بھی اسی قبیل سے معلوم ہوتا ہے ورنہ ملتبس ضرور ہے۔ حضور ﷺ کی ذات کے سوا کسی امتی کے لئے ایسے الفاظ کا استعمال غلط مراتب کا باعث ہے اور دھوکہ میں ڈالتا ہے۔ اور فرق مراتب کی اہمیت ظاہر ہے اس لئے ایسے الفاظ سے کسی امتی کو مخاطب کرنا درست نہیں۔ دونوں میں سے کس کا خیال صحیح ہے؟

(۲) ساکان راہ طریقت کے کیا تمام الہامات صحیح اور حجت ہوتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۲۵۵۵ اذی قعدہ ۱۳۵۸ھ م یکم جنوری ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۰۱) (۱) زید کا قول بے شک نامناسب اور حدیث لا تروکوا علی اللہ احداً (او کما قال) (۱) کے خلاف ہے۔ عمرو کا قول صحیح ہے۔ کسی بزرگ متبع شریعت شیدائے سنت کی بزرگی کا اعتراف تو ناجائز نہیں، مگر حد سے بڑھ جانا اور آخرت کی نجات کا شخصی طور پر یقینی حکم لگا دینا درست نہیں آنحضرت ﷺ نے ایسے ہی موقع پر وما یدریک ان اللہ اکرمہ (۲) فرمایا تھا۔

(۲) اولیاء کے الہام قطعی نہیں، ان میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اور دوسروں کے حق میں ولی کا کوئی الہام حجت نہیں۔ خود ملہم اگر یقین رکھتا ہو کہ اس کا فلاں الہام قطعی من اللہ ہے تو وہ خود اس کے موافق عمل کر سکتا ہے مگر اس کے سوا کسی پر لازم نہیں۔ کسی ولی کے کسی خاص الہام پر کسی مسلمان کو ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

کیا رسول مقبول ﷺ کا سایہ نہ تھا؟

(السوال) رسول مقبول ﷺ کا سایہ تھا یا نہیں؟ اور بعض جگہ جو آتا ہے کہ سایہ تھا تو اس کا کیا جواب ہے؟

المستفتی غلام احمد عصیر ساکن میانوالی متعلم دارالعلوم دیوبند مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۴۳ء

۱۔ بخاری شریف: ۲/ ۸۹۵ قدیمی کتب خانہ

۲۔ بخاری شریف: ۱/ ۱۶۶ قدیمی کتب خانہ

۳۔ الہام الاولیاء حجة فی حق انفسہم ان وافق الشریعة ولم یتعد الی غیرہم الا اذا اخذنا بقولہم بطریق الادب، (نور الانوار

: ۱۲۱۵ ج ۱۔ ایم سعید)

(جواب ۱۰۲) کتب سیرۃ میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ اور بہت سے علمائے سیرۃ نے اس کو اپنی تصنیفات میں نقل کر دیا ہے۔ اور اس کی دلیل میں حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب نوادر الاصول سے اور دوسری روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الوفاء سے نقل کی جاتی ہے۔ ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت کو علامہ ملا علی قاریؒ نے شرح شفاء میں مجروح و ضعیف بتایا ہے۔ (۱) اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی سند معلوم نہیں۔ نہ کتاب الوفاء موجود ہے کہ اس میں سند دیکھی جائے۔ مگر خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں اس کو ان الفاظ سے نقل کیا ہے۔ وهذا رواہ صاحب الوفاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوئہ ضوئہا ولا مع سراج الا غلب ضوئہ ضوئہا (۲) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ”آنحضرت ﷺ کا ظل نہ تھا اور جب حضور ﷺ دھوپ میں کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہوتی۔ اور جب چراغ کے سامنے ہوتے تو حضور ﷺ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب ہوتی۔“

یہ روایت اس مسئلے پر بطور دلیل کے بیان کی گئی ہے۔ مگر صحت سند سے قطع نظر کر لینے کے بعد بھی اس روایت کے بطور دلیل و حجت کام میں لانے پر شبہات وارد ہوتے ہیں۔ مثلاً کہا جاسکتا ہے کہ ظل کے معنی سایہ کے حدیث میں مراد نہیں بلکہ ظل سے مراد نظیر ہے۔ یعنی لم یکن لہ صلی اللہ علیہ وسلم نظیر فی کمالہ اس جملے کی تفسیر ہے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ اور سورج کی یا چراغ کی روشنی پر حضور ﷺ کی روشنی کا غالب ہونا روحانی اور وجدانی غلبہ ہے۔ اور اگر حسی غلبہ مراد ہو تو کلام مبالغہ پر محمول ہے۔ جیسے مہند من سیوف اللہ مسلول۔ میں حضور ﷺ کا سیف ہونا روحانی یا معنوی طور پر مراد ہے نہ حسی طور پر اور حسی طور پر مراد ہو تو کلام مبالغہ پر محمول ہے۔ (نا تمام)

جو شخص رسول اللہ ﷺ کو زبان سے بندہ کہے اور دل سے نہ کہے اس کا کیا حکم۔

(از اخبار الجمعیت مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

(السوال) جو شخص رسول اللہ ﷺ کو زبان سے بندہ کہے اور دل سے نہ کہے وہ کیسا ہے؟

(جواب ۱۰۳) رسول اللہ ﷺ خدا کے بندے اور رسول ﷺ تھے۔ حضور ﷺ کو زبان سے بندہ کہنا اور دل سے بھی خدا کا بندہ سمجھنا ضروری ہے۔ جو شخص حضور ﷺ کو بندہ نہیں سمجھتا تو آخر کیا سمجھتا ہے۔ اور جب زبان سے بندہ کہتا ہے تو دل سے نہ سمجھنے کے کیا معنی ہیں، کیا وہ کلمہ شہادت کے اس جملے کو دل سے نہیں مانتا۔ و اشہدان محمداً عبده ورسوله۔ یعنی گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد ﷺ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ کیا وہ حضور ﷺ کو عبد کی جگہ معبود قرار دیتا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو اس کے ایمان کی خیر نہیں۔ (۲) حضور نبی کریم ﷺ بشر بھی

۱۔ وما ذکرہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن عبدالرحمن بن قیس هو مطعون عن عبدالملک بن عبداللہ بن الولید وهو مجهول عن ذکوان (شرح شفاء: ۱/ ۵۳ خانقاہ سر اجیہ)
 ۲۔ من یشرک باللہ ای فی عبد معہ غیرہ (تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۸۱ تھیل اکیڈمی لاہور)

تھے اور خدا کے بندے اور مخلوق بھی۔ قرآن پاک میں آپ کو بندہ اور بشر کہا گیا ہے۔ تمام صحابہ کرام ائمہ عثمانہ اور علماء مجتہدین کا یہی مذہب ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی۔

حضور اکرم ﷺ کا اسم مبارک سن کر انگلوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا ثابت نہیں۔
(از اخبار الجمعۃ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۲۷ء)

(السوال) آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر دونوں انگلوٹھوں کے ناخن چومنا کیسا ہے؟
(جواب ۱۰۴) حضور انور ﷺ کا اسم مبارک سن کر انگلوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا کسی پختہ اور معتبر دلیل سے ثابت نہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ، دہلی۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کے موئے مبارک اور اولیائے کرام کے خرقہ کی زیارت کرنا درست ہے یا نہیں؟

(از اخبار الجمعۃ دہلی مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۲ء)

(السوال) سرکارِ دو عالم ﷺ کے موئے مبارک اور اولیائے کرام کے خرقہ مبارک کی زیارت کرنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۰۵) موئے مبارک اگر اصل ہوں تو ان کی زیارت موجب برکت ہے۔ اسی طرح خرقہ کا حکم ہے مگر غلو کرنا جائز نہیں ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی۔

کیا محفل میلاد میں آپ ﷺ خود تشریف لاتے ہیں؟
معراج میں شیخ عبدالقادر جیلانی کا آپ ﷺ کو کندھا دینا بے اصل ہے۔
(از اخبار الجمعۃ دہلی مورخہ ۳ نومبر ۱۹۳۲ء)

(السوال) (۱) زید کہتا ہے کہ مولود شریف میں آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ خود حاضر ہوتے ہیں عمرو کہتا ہے کہ حاضر نہیں ہوتے ہیں بلکہ ہمارا درود بذریعہ ملائکہ آپ ﷺ تک پہنچتا ہے۔ زید نے عمرو کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔

(۲) زید کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سدرۃ المنتہی سے درگاہ باری تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کندھے پر اپنا قدم مبارک رکھ کر پہنچے ہیں۔

۱۔ "قل انما انا بشر مثلکم" (الکھت: ۱۱۰)

شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا عبده و رسوله (مسلم: ۳۲۱)

۲۔ ثم یقول: اللہم معنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الایہما من علی العینین۔ ولم یصح فی المرفوع من کل هذا الشئ. (رد المحتار: ۱/ ۳۹۸ سعید)

۳۔ لا تغلوا فی دینکم (النساء: ۱۲۱)

(جواب ۱۰۶) عمرو کا قول صحیح ہے۔ (۱) زید کا قول بے دلیل اور شرعی اصول کے لحاظ سے غلط ہے عمرو صحیح العقیدہ ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے بلکہ اولیٰ ہے۔ (۲)
(۲) یہ بات بھی بے دلیل اور شرعی اصول کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

رسول مقبول ﷺ کے فضلات اور لہو مبارک کا حکم۔

(السوال) زید کہتا ہے کہ رسول مقبول ﷺ کے بول و براز اور لہو کو لوگ استعمال نہیں کرتے تھے اور دھوکے سے کسی نے استعمال کر لیا ہو تو ہو سکتا ہے کہ اس نے نفع پہنچایا ہو لیکن اس کے پاک اور حلال ہونے کا کوئی حکم نہیں ہے۔

(جواب ۱۰۷) آنحضرت ﷺ کے فضلات طیبہ کی طہارت کے بہت سے علمائے شافعیہ و حنفیہ قائل ہیں۔ مگر یہ مسئلہ قیاس کی حدود سے باہر ہے اور اس میں کام کرنا مفید نہیں۔ جو لوگ کہ طہارت فضلات کے قائل نہیں وہ عموماً شرعیہ سے استدلال کرتے ہیں اور جو قائل ہیں وہ تخصیص کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ ولکل وجهة هو موليها فاستبقوا الخیرات۔ (۲) محمد کفایت اللہ

۱۔ آن لله ملائكة سياحين في الارض يبلغونني من امتي السلام (نسائی: ۱/۸۹) (تذیبی کتب خانہ)
کیونکہ آپ ﷺ حاضر ناظر نہیں۔ کامر۔

۲۔ والأعلم احق بالامامة... فی غاية البيان بالفقه واحكام الشريعة (البحر الرائق: ۱/۳۶۷) (بیروت)

۳۔ فقد قال قوم من اهل العلم بطهارة هذين الحديثين منه صلى الله عليه وسلم وهو قول بعض اصحاب الشافعي منهم القائل به على النجاسة. (شرح شفا: ۱/۱۶۰ مصر)

تیسرا باب

ملائکہ علیہم السلام

شبِ برات میں روزی کن ذرائع سے پہنچائی جاتی ہے؟

اس فرشتے کا کیا نام ہے جو سال بھر کی روزی تقسیم کرتا ہے؟

(السوال) اللہ تعالیٰ نے جو روزی سب بندوں کی لوح محفوظ پر مقرر کی ہے اور شبِ برات پندرہ تاریخ کو ایک برس کی روزی لوح محفوظ سے بندوں کو تقسیم کی جاتی ہے تو یہ روزی بذریعہ فرشتوں کے تقسیم کی جاتی ہے یا بذریعہ نبی یا رسول کے پہنچائی جاتی ہے۔ اگر فرشتوں کے ذریعے سے تقسیم ہوتی ہے۔ تو اس فرشتے کا کیا نام ہے جو روزی تقسیم کرتا ہے سال بھر کی۔ المستفتی نمبر ۹۱۳ حافظ محمد علی احمد آباد۔ ۱۲ صفر ۱۳۵۵ھ

(جواب ۱۰۸) ایک روایت کے بموجب ۱۵ شعبان کو سال بھر کے انتظامات فرشتوں کو بتادیئے جاتے ہیں جن میں ہر بندے کی روزی کی مقدار اس کی بہم رسانی کی کیفیت بھی ہوتی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ سال بھر کی روزی ہر بندے کو اس ایک رات میں دے دی جاتی ہے۔ روزی بہم پہنچانے اس کے محکمہ کے افسر حضرت میکائیل علیہ السلام ہیں۔ پھر ان کے ماتحت اتنے فرشتے کام کرتے ہیں کہ جن کی تعداد اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ یہ فرشتے حضرت میکائیل علیہ السلام کی ہدایتوں کے بموجب اللہ کی بے شمار مخلوق اور بندوں کی روزی رسانی کا انتظام کرتے ہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

کیا ملائکہ اور عقول مجردہ ایک چیز ہے؟

(السوال) ملائکہ جو عقول اہل اسلام اجسام نوریہ ہیں۔ اور عقول جو عقول فلاسفہ مجردات غیر اجسام ہیں کیا ان دونوں کے مصداق ایک ہے، تو اہل اسلام دونوں کو کیوں نہیں مانتے؟ یا جدا جدا ہے تو بعض نے اس تعبیر "الفن الثالث فی الملائکۃ وہی العقول الخردیۃ" سے کیوں لکھ دیا ہے؟

(جواب ۱۰۹) ملائکہ اجسام نوریہ ہیں (۲) (در حقیقت نار یہ ہیں مگر ان کا مادہ نار مصفاة مثل نور کے ہے۔ اس لئے ان کو اجسام نوریہ سے تعبیر کر دیا گیا ہے) اور فلاسفہ جن عقول مجردہ کے قائل ہیں ان سے جداگانہ مجردات کے دائرہ میں ہیں۔ ملائکہ کے بیان میں جہاں یہ کہہ دیا ہے وہی العقول المجرودۃ یہ مساحت ہے اور اس کا منشاء یہ ہے کہ اہل اسلام جو قوتیں اور افعال کہ ملائکہ کے لئے ثابت کرتے ہیں فلاسفہ اس طرح کے قویٰ اور افعال عقول مجردہ کے لئے مانتے ہیں اور عقول مجردہ کے علاوہ وہ کسی ایسی مادی مخلوق کے قائل نہیں جن کو ملائکہ کہا جاتا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ فلاسفہ کی مانی ہوئی عقول مجردہ اور اسلام کے مانے ہوئے ملائکہ در حقیقت ایک شے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

۱۔ فتدفع نسختہ الارزاق الی میکانیل يعطی کل عامل برکات المال (تفسیر القرطبی: ۱۶/۸۶ دار الکتب العلمیہ بیروت)

۲۔ خلقت الملائکۃ من نور (مسلم: ۲/۳۱۳ قدیمی)

چوتھا باب معجزات و کرامات

- (۱) نبی کریم ﷺ کا مردوں کو زندہ کرنا ثابت نہیں۔
 (۲) کیا آپ ﷺ کا سایہ زمین پر پڑتا تھا؟
 (۳) چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے؟
 (سوال) (۱) آنحضرت ﷺ نے کبھی مردوں کو زندہ کیا ہے یا نہیں؟
 (۲) رسول مقبول روتی فداہ کا سایہ زمین پر پڑتا تھا یا نہیں؟
 (۳) چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے؟
 (۳) رسول خدا ﷺ نے چاند کو شق کیا ہے یا نہیں؟
 (۴) رسول کریم صلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مردہ زندہ کرنے کو خداوند تعالیٰ نے کام مجید میں منع فرمایا ہے، اگر منع فرمایا ہے تو کیوں؟ جب کہ آپ ﷺ کے غلاموں نے مردہ زندہ کیا تو آپ ﷺ کو کیوں منع کیا گیا؟
 (جواب ۱۱۰) کسی صحیح روایت سے اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ آپ ﷺ نے مردے کو زندہ کیا ہو۔ نہ اس کے متعلق کچھ ذکر ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ (۱) ہاں معجزہ شق القمر ثابت ہے اس میں کچھ تردد نہیں۔ (۲)

ولی کی کرامت کے منکر کا حکم

(سوال) جو شخص خدا اور رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور جمیع صحابہ کرام و اولیاء عظام کا معتقدہ ہے مگر صرف ولی کی کرامت کا منکر ہے۔ آیا یہ شخص کافر ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۴۷ سلیمان کشمیری ۱۶ رمضان ۱۳۵۵ھ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۱۱) ولی کی کرامت کا انکار کس جہت سے ہے۔ اگر کسی خاص ولی کی طرف کوئی خاص کرامت منسوب ہو اور شہرت پاگئی ہو، اس کا کوئی انکار کر دے اور انکار کی جہت یہ ہو کہ اس کرامت کا ثبوت منکر کے نزدیک قابل اعتماد نہ ہو تو اس صورت میں اگر فی الحقیقت وہ کرامت ثابت اور متحقق نہ ہو تو منکر حق پر ہے، لیکن اگر کرامت کا تحقق بھی ہو جب بھی منکر کا انکار عدم علم پر مبنی ہے زیادہ سے زیادہ اس کو خاطمی کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی کرامت کا انکار اس بناء پر کرتا ہے کہ اولیاء اللہ سے کوئی امر خارق للمعادۃ ظاہر ہی نہیں ہو سکتا تو یہ شخص اہل سنت و الجماعت کے مذہب کے خلاف ہو گا۔ کیونکہ اہل سنت و الجماعت کے نزدیک کرامات اولیاء اللہ کا ثبوت

.....
 ۱۔ خصائص کبریٰ میں ایک روایت ہے ما علی قاری نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن له ظل فی شمس ولا فی قمر (الخصائص کبریٰ: ۱ / ۶۸ دارالکتب العلمیہ)

۲۔ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال انشق القمر علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شقتین فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اشهدوا. (بخاری شریف: ۱ / ۵۱۳ قدیمی)

اور تحقق حق ہے مگر اس بات پر تکفیر نہیں کی جاسکتی۔ (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

آنحضرت ﷺ کے قدم مبارک کا نقش بطور معجزہ پتھر پر نقش ہو جانا کسی روایت سے ثابت نہیں۔

(سوال) آیا رسول اللہ ﷺ کا معجزہ یعنی پائے مبارک حضرت خاتم النبوت ﷺ کے نیچے پتھر کا موم ہو کر قدم پاک کا نقشہ پتھر پر آ جانا کہیں صحاح ستہ یا دوسری حدیث کی کتابوں یا دیگر معتبر یا غیر معتبر کتابوں سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۰۴ اشہاب الدین (مالدہ) ۷ صفر ۱۳۵۶ھ م ۱۸ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب) (از نائب مفتی دارالعلوم دیوبند) آج کل جو بعض لوگ ایک نشان لئے پھرتے ہیں اور اس کو نقش اور نشان قدم مبارک آنحضرت ﷺ کا بتاتے ہیں۔ یہ قول ان کا صحیح نہیں ہے۔ یہ نشان مصنوعی اور بناوٹی ہے۔

فقط واللہ اعلم۔ مسعود احمد نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۲۹ شعبان ۱۳۵۵ھ

(جواب) (از حضرت شیخ الاسلام مولانا السید حسین احمد مدنی قدس سرہ) جناب رسول اللہ ﷺ کے معجزات بہت زیادہ اور نہایت عظیم ہیں۔ ان کے سامنے پتھر کا مثل موم بن جانا اور نقش قدم اس پر پڑ جانا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ تو ادنیٰ بات ہے۔ مگر اس وقت تک میری نظر سے کسی حدیث یا سیر کی کتابوں میں سے کسی کتاب میں یہ معجزہ نہیں گذرا۔ واللہ اعلم حسین احمد غفرلہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ (مرد دیوبند)

(جواب ۱۱۲) (حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ) اگرچہ پتھر پر نشان قدم مبارک آنحضرت ﷺ کا بطور معجزہ کے نقش ہو جانا مستبعد نہیں۔ مگر اس کے باور کرنے کے لئے سند اور روایت کی ضرورت ہے اور ایسی کوئی سند اور روایت نظر میں نہیں آئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

عرش کے اوپر ہمارا لقب حبیب الرحمن پکارا گیا کہنے والے کا حکم۔

(سوال) تذکرہ حضرت سائیں توکل شاہ قدس سرہ میں لکھا ہے کہ ایک روز کسی نے عرض کیا کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام اولیاء اللہ کو ایک لقب عنایت ہوتا ہے، آپ کا بھی تو کوئی لقب اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہوگا، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی حضور میں تو ہمیں انبالہ والا میت کہتے ہیں اور عرش کے اوپر ہمارا لقب حبیب الرحمن پکارا گیا ہے۔ جیسا کہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عبدالرحمن پکارا گیا ہے، مرزا جان جانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حبیب الرحمن پکارا گیا، شمس عرفان، شمس کونین۔ خواجہ قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ کو، زید کہتا ہے حضور ﷺ کے لقب میں التباس آتا ہے۔ المستفتی نمبر ۲۵۵۹ نور احمد بازار چھوڑی

دہلی۔ ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ م ۱۳ جنوری ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۱۳) یہ بزرگوں کی باتیں ہیں ان کے کشف میں جو شرعی طور پر دلیل نہیں ہیں اور اگر یہ بات صحیح بھی ہو تو (۱) التباس کا شبہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ آنحضرت ﷺ کا لقب مبارک حبیب اللہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له وائی۔

غوث الاعظم کی طرف منسوب بعض کرامات کی صحت کے بارے میں ایک استفتاء۔

(سوال) کتب مناقب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ میں بعض کرامات ایسی ہیں کہ جن سے صفات ربانیہ کا اطلاق مثلاً مارنا، جلانا وغیرہ بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بھی لازم آتا ہے، کیا ان صفات مذکورہ میں سے خدا کی مخلوق کا کوئی فرد آدم تا یندم شریک ہو سکتا ہے، کیا ان صفات کا اطلاق جزوی یا کلی یا عطائی یا کسی صورت میں مخلوق خدا پر ہو سکتا ہے؟

مثلاً (۱) بارہ برس کے غرق شدہ جہاز کا نفع مال و اسباب و آدمیوں کے صحیح سالم برآمد ہونا۔ (۲) یا حضرت عزرائیل علیہ السلام سے روحوں کے تھیلے کا چھین لیا جانا۔ (۳) مرغ تناول فرمانے کے بعد زندہ کر دینا، جلادینا۔ (۴) کرامت غوث الاعظم تبدیل شدن صورت، کذا فی بستان سنی ص ۲۲۹ مطبع کریمی بمبئی (۵) یا آپ کا خاص، آفتاب سماوی پر سوار ہونا کذا فی ایضاً ص ۲۳۲ (۶) و کرامت ایشاں کہ پسر ضعیفہ غرق شدہ بود باز زندہ شد ص ۲۳۳۔ (۷) کرامت زندہ شدن شوہر زن بیوہ ص ۲۴۰ (۸) کرامت کہ یازدہ دختران شخصے مردانہ گشتند ص ۲۴۲ (۹) و کامل ایک گائے قربہ کو ایک ہی وقت تناول فرمانا۔ کذا فی گلدستہ کرامات لغلام سرور۔ (۱۰) اسی میں ہے کہ ایک طبیب نصرانی آپ کا قارورہ دیکھ کر ایمان لایا اور کہا کہ ماہذا المرض الا مرض عشق الالہی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ کفار مکہ و عرب شب و روز متواتر جمال نبوی ﷺ کو دیکھیں اور ایمان نہ لائیں اور طبیب نصرانی مذکور کو بہ طفیل پیشاب ایمان نصیب ہو (معاذ اللہ)

کتاب شیرالوجد فی اخبار النجد میں عبد الوہاب نجدی کو حنبلی المذہب لکھا ہے، آپ کی کیا تحقیق ہے؟ سنتا ہوں کہ بڑے پیر صاحب بھی حنبلی تھے بلکہ کتاب ”غنیۃ الطالبین“ میں بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ادب سے اس طرح کرتے ہیں کہ قال اما منا رحمۃ اللہ علیہ و اما لنا علی مذہبہ اصلا و فرعا۔ کیا مذہب حنبلی کے کسی اصول و فروع کی میزان پر ان کی کرامات کی تصدیق ہوتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ عبد الوہاب نجدی اور بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ متحد المذہب یعنی حنبلی ہوں پھر مقدم الذکر کافر مطلق اور مؤخر الذکر مومن مطلق۔

المستفتی نمبر ۲۶۶۷ مولوی سلطان احمد علی گڈھی۔ (بالا سور) ۸ جمادی الثانی ۱۳۱۳ھ ۲۳ جون ۱۹۴۲ء (جواب ۱۱۴) یہ تمام کرامتیں جو غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ نے نقل فرمائی ہیں بے اصل اور بے سند اور ناقابل اعتماد ہیں، لوگوں نے ان کے مناقب و فضائل بیان کرنے میں سند اور صحت کا لحاظ نہیں رکھا اور حد سے زیادہ غلو کیا ہے۔ ماہرین شریعت پر یہ مخفی نہیں کہ اس قسم کی کرامتیں بیان کرنے کا مملک اثریہ

ہوا ہے کہ عوام بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں خدائی قوتوں کے قائل ہو گئے اور ان کو پیغمبروں اور خصوصاً آنحضرت ﷺ سے افضل و اعلیٰ ماننے لگے اور خدائی منصب پر ان کو پہنچا دیا اور اس کی وجہ سے ان کا دین برباد ہو گیا۔ والی اللہ المشتکی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

(۱) ضعیف روایات سے ثابت شدہ بعض معجزات کا حکم۔

(۲) دائی حلیمہ کا آنحضرت ﷺ کو دودھ پلانا ثابت ہے۔

(۳) ”گیارہ مجالس“ نامی کتاب کا پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) مندرجہ ذیل معجزوں کو ہمارے پیش امام بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ حضور ﷺ کی شان میں توہین کرتے ہیں۔ جس سے مسلمانوں پر بڑا رنج و مال ہو رہا ہے۔

معجزہ ۱۔ حضور ﷺ کا جھاڑا پیشاب زمین نکل جاتی تھی۔

معجزہ ۲۔ غار حرا میں آپ ﷺ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر آرام فرما رہے تھے اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر قضا ہو گئی۔ آپ ﷺ نے اشارہ کیا، ڈوبا ہوا سورج پھر نکل آیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا کر لی۔

معجزہ ۳۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت اور ان کے لڑکوں کا مذبح ہونا اور آپ ﷺ کا خدا سے دعاء کرتے زندہ کرنا۔

معجزہ ۴۔ حضور ﷺ کی پیدائش کے وقت کسریٰ کے محل کے کنگوروں کا گرنا۔

معجزہ ۵۔ آپ ﷺ فورانی تھے اور آپ ﷺ کے نور کی روشنی سے سورج پشیمان رہا کرتا تھا۔

معجزہ ۶۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سوئی رات کے وقت مکان میں گر گئی۔ حضور

ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ کے دندان مبارک کی روشنی سے سوئی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اٹھا لی۔ ان معجزوں کو امام صاحب جھوٹ بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دائی حلیمہ نے حضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا، یہ بھی غلط ہے۔

گیارہ مجالس جو کتاب حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں کے بیان میں لکھی ہوئی ہے، اس کو پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۱۵) جو امور سوال میں مذکور ہیں ان میں سے دائی حلیمہ کا حضور ﷺ کو دودھ پلانا تو ثابت ہے باقی معجزوں کا پختہ ثبوت موجود نہیں ہے۔ سیرۃ کی کتابوں میں ان معجزات کا ذکر ہے مگر ان کی سندیں صحت کے درجے تک نہیں پہنچیں۔ (۱) گیارہ مجالس جو کتاب ہے وہ بھی بہت سی غیر مستند باتوں پر مشتمل ہے۔ اس کے تمام بیانات قابل یقین نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

(جواب دیگر ۱۱۶) یہ کہنا تو نہیں چاہئے کہ یہ معجزات جھوٹے ہیں، (۱) مگر یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ معجزے جن روایتوں سے ثابت ہوتے ہیں وہ روایتیں ضعیف ہیں۔ اگر کوئی ان معجزات پر یقین نہ کرے اور کہے کہ ان کی روایتیں ضعیف ہیں تو اس پر کوئی الزام نہیں، اور جو ان معجزات کو مانے وہ بھی الزام رکھنے کے قابل نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ولہ۔

کیا نبی ہر وقت معجزہ دکھانے پر قادر ہوتا ہے؟

(از اخبار الجمعية سہ روزہ دہلی مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) الحمد للہ میں نے جناب کی کتاب ”تعلیم الاسلام“ کا تیسرا حصہ دیکھا۔ اس میں معجزہ اور کرامت کی تعریف صفحہ ۵۵ پر کی گئی ہے اور پھر معجزوں میں حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے بیان فرما کر رسول اکرم ﷺ کے معجزے بیان کئے ہیں۔ (۱) ”کلام اللہ کہ جس کی مثل کوئی نہیں بنا سکا۔“ کیا معجزے پر ہر وقت قادر ہونا اور جب چاہنا اس کو دکھانا بھی لازمی ہے یا نہیں؟ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر وقت ہر روز اپنے معجزے سے کام لیتے تھے۔ کیا رسول پاک ﷺ بھی آیات قرآنی کے ہر وقت نزول پر قادر تھے؟ (۲) معراج معجزہ ہے فرمائیے یہ معجزہ کس کو دکھایا گیا؟ کیا یہ بھی رسول مقبول ﷺ کی قدرت میں تھا؟ (۳) شق القمر۔ (۴) بہت سی باتیں فرماتے تھے جو بعد میں ٹھیک ہو جاتی تھیں۔ کیا یہ معجزہ ہے؟ مجھ ملعون کو ان کے صحیح ہونے میں شبہ ہے۔ بندہ حکیم احسان الحق از انبالہ۔

(جواب ۱۱۷) تعلیم الاسلام میں حضور انور ﷺ کے معجزات میں سے پہلے نمبر پر قرآن مجید کو ذکر کیا ہے۔ اس کے متعلق جناب کے استفسار کا خلاصہ جو میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ ”کیا معجزہ دکھانے والے کا ہر وقت معجزے پر قادر ہونا ضروری ہے یا نہیں؟“ اگر جواب اثبات میں ہو تو کیا حضور ﷺ ہر وقت آیات قرآنی نازل کر لینے پر قادر تھے۔“

آپ کا مطلب غاربا یہ ہو گا کہ چونکہ دوسری تردید کا جواب نفی میں ہے۔ یعنی حضور ﷺ ہر وقت تنزیل قرآن پر قادر نہ تھے اس لئے قرآن پاک کو معجزے میں داخل کرنے کی صورت یہ ہے کہ تردید اول میں نفی کی شق کو اختیار کیا جائے یعنی کہا جائے کہ معجزہ دکھانے والے کا ہر وقت معجزے پر قادر ہونا ضروری نہیں۔ اور اس میں آپ کو تامل ہے جو آپ کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ”جیسا کہ حضرت عیسیٰ ہر وقت ہر روز اپنے معجزے سے کام لیتے تھے۔“ یعنی آپ کے خیال میں ضروری ہے کہ معجزہ دکھانے والا ہر وقت معجزہ دکھانے پر قادر ہو۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کو آپ اس لئے معجزہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہر وقت ہر روز اپنے معجزہ سے کام لیتے تھے۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ تعلیم الاسلام حصہ سوم میں معجزے کی جو تعریف کی گئی ہے اگر آپ

اس پر غور فرمالیتے تو یہ شبہات پیدا ہی نہ ہوتے۔ ملاحظہ فرمائیے تعلیم الاسلام حصہ سوم میں معجزے کی تعریف یہ کی گئی ہے۔ ”اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کے ہاتھ سے کبھی کبھی ایسی خلاف عادت باتیں ظاہر کر دیتا ہے جن کے کرنے سے دنیا کے اور لوگ عاجز ہوتے ہیں تاکہ لوگ ایسی باتوں کو دیکھ کر سمجھ لیں کہ یہ خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔“ اس تعریف سے یہ باتیں صاف طور پر سمجھ میں آتی ہیں۔

(الف) معجزہ انہیں چیزوں کو کہا جاتا ہے جو عادتہ جاریہ کے خلاف اور انسانی طاقت سے باہر ہوں۔
 (ب) جس نبی یا رسول کے ذریعے سے وہ ظاہر ہوتا ہے وہ نبی یا رسول بھی اپنی طاقت اور قدرت سے ظاہر نہیں کرتا، بلکہ خدا تعالیٰ اس کے ذریعے سے ظاہر کراتا ہے۔
 (ج) معجزہ کا ہر وقت اور ہر روز ظاہر ہونا ضروری نہیں۔ اگر کوئی خلاف عادت بات صرف ایک ہی مرتبہ ظاہر ہوئی ہو، جب بھی وہ معجزہ کہلائے گی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریائے نیل کا خشک ہو جانا یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالے جانے کے بعد محفوظ رہنا وغیرہ جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ پیغمبروں کو معجزے دکھانے پر خود قادر ہونا چاہئے اور جو معجزہ جس وقت طلب کیا جائے دکھا دینا چاہئے۔ اور اس غلط خیال کی بناء پر عجیب و غریب معجزات طلب کرتے تھے، ان کے اس غلط خیال کی اصلاح کے لئے رب العزۃ جل شانہ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات طیبات کہلوادینے۔

قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا (۱)

(ترجمہ) اے محمد! ان معجزہ طلب کرنے والوں سے کہہ دو کہ پاک ہے میرا پروردگار، میں تو صرف اس کا پیغام پہنچانے والا انسان ہوں۔

یعنی معجزات ظاہر کرنے کی قدرت اسی ذات پاک کو ہے۔ تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ نبی اسی وقت نبی مانا جاسکتا ہو جب کہ وہ ہر طلب کئے ہوئے معجزے کو دکھانے پر قادر ہو۔ اور دکھا دے۔
 قرآن کے معجزہ ہونے کی جہت یہ ہے کہ اس کی ایک چھوٹی سی سورۃ کے مثل بھی کوئی نہ بنا سکا حضور ﷺ نے ایک ایسا کلام پیش کیا جو اگر خود حضور ﷺ کا کلام ہوتا تو دوسرے انسان بھی بنا سکتے لیکن بڑے بڑے فصحاء وبلغا کے عاجز رہنے سے ثابت ہوا کہ ایسا کلام بنانا انسانی طاقت سے باہر ہے اور قرآن پاک پر معجزے کی تعریف مذکور اس طرح غلطی صادق آگئی کہ خدا تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ذریعے سے ایک خارق عادت کلام مخلوق کے سامنے پیش کر لیا جس کے مثل لانے سے دوسرے بڑے بڑے فصیح وبلغ انسان عاجز رہے۔ اور قرآن مجید کا یہ اعجاز ہر وقت ہر زمانے میں قائم اور علیٰ حالہ موجود ہے اور قیامت تک رہے گا۔ یعنی یہ ایسا زندہ معجزہ ہے کہ جس دن سے پیش کیا گیا ہے اس دن سے قیامت تک موجود اور قائم رہے گا۔ (۲)

اگر بالفرض معجزے کے لئے یہ بھی ضروری ہو تا کہ معجزہ دکھانے والا ہر وقت اسے ظاہر کر سکے تب

بھی قرآن پاک کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تھا، کیونکہ اس کی تو ہر چھوٹی سے چھوٹی سورۃ بھی ہر وقت معجزہ ہے اور جہت اعجاز اس میں موجود ہے اور تحدی برابر قائم ہے۔

آپ نے یہ کیا کہا کہ ”کیا حضور ﷺ ہر وقت آیات قرآنی کے نزول پر قادر تھے۔“ معجزے کو ہر وقت ظاہر کرنے کے ضروری مان لینے کی صورت میں بھی یہ سوال وارد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک مرتبہ کا اتارا ہوا کلام پاک وقت نزول سے قیامت تک معجزہ ہے۔ آپ اسی اترے ہوئے کلام پاک کو ہر وقت ہر روز تحدی کے ساتھ پیش فرما سکتے تھے۔ اس لحاظ سے گویا صاحب معجزہ ہر وقت معجزہ دکھا سکتے تھے۔

یہ ممکن ہے کہ بعض معجزات ایسے طور پر عنایت فرمائے جائیں کہ صاحب معجزہ ہر وقت انہیں ظاہر کر سکے اور ان سے کام لے سکے۔ لیکن تمام معجزوں کے لئے یہ ضروری نہیں۔ اور اگر ہر وقت ظاہر کر کے کام لیا جائے تاہم وہ معجزے خدا تعالیٰ کے ظاہر فرمانے سے ہی ہر وقت ظاہر ہوں گے۔ صاحب معجزہ یعنی معجزہ ظاہر کرنے والا پیغمبر مستقل طور پر براہ راست اس پر قادر نہیں۔

اور یہ کہاں سے آپ نے معلوم کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر وقت ہر روز اپنے معجزے سے کام لیتے تھے۔ مجھے تو کوئی ایسی دلیل نہیں معلوم جس سے ہر وقت ہر روز ان کا اپنے معجزے سے کام لینا ثابت ہوتا ہو براہ مہربانی اس کتاب کا حوالہ دیجئے جہاں آپ نے یہ مضمون دیکھا ہے۔

(۲) معراج کے متعلق آپ نے یہ شبہ ظاہر فرمایا ہے کہ یہ معجزہ کس کو دکھایا گیا؟ اور کیا یہ بھی رسول مقبول ﷺ کی قدرت میں تھا؟ اس شبہ کا ازالہ بھی اس طرح فرمالیجئے کہ معراج کا معجزہ ہونا اس بناء پر ہے کہ ایک انسان کا ایک رات میں تمام عالم ملکوت کی سیر کر آنا ایسی بات ہے جس سے تمام انسان عاجز ہیں۔ اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ معراج کا ہونا بھی ثابت ہے یا نہیں؟ تو وہ اس کا ثبوت طلب کر سکتا ہے۔ لیکن جو شخص معراج کے ہونے کو صحیح تسلیم کرتا ہے وہ اس کے معجزہ ہونے میں کسی طرح شبہ نہیں کر سکتا۔ رہا حضور ﷺ کی قدرت میں ہونا ہونا اس کے متعلق مفصل بیان اوپر گذر چکا۔

معجزہ ۳۔ شق القمر (۱۲) بہت سی باتیں فرماتے تھے جو بعد میں ٹھیک ہو جاتی تھیں ”کیا یہ معجزہ ہے؟ مجھ ملعون کو ان کے صحیح ہونے میں شبہ ہے۔“

ان دونوں نمبروں میں آپ کو معلوم نہیں کیا شبہ ہے۔ آیا آپ معجزہ شق القمر کا واقع ہونا تسلیم نہیں کرتے؟ شبہ اس میں ہے کہ شق القمر ہوا یا نہیں؟ اگر یہ بات ہو تو میں اس کے متعلق آپ کو قرآن پاک کی آیت اقتربت الساعة وانشق القمر (۱) اور اس کی تفسیر کی اور کتب احادیث و سیر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اگر جناب چاہیں گے تو میں شق القمر کا کافی ثبوت پیش کر دوں گا۔ اور اگر آپ شق القمر کو تسلیم کرتے ہیں مگر اس کو معجزہ سے تعبیر کرنے میں تامل ہے تو یہ شبہ معجزہ کی تعریف اور ہماری بیان کی ہوئی تفصیل پر غور کرنے سے دور ہو جائے گا۔ حضور ﷺ کی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا اور پھر آپس میں مل جانا ایسی بات ہے کہ تمام دنیا کے لوگ ایسا کرنے سے عاجز ہیں۔ یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟

اسی طرح حضور ﷺ کا بہت سی آئندہ ہونے والی باتوں کا ان کے وقوع سے پہلے خبر دینا اور پھر ان باتوں کا اسی کے مطابق ظاہر ہونا بھی کھلا ہوا معجزہ ہے۔ (۱) اگر آپ کو اس کے وجود میں شبہ ہو تو میں ان باتوں کی تفصیل بیان کر سکتا ہوں جن کے واقع ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خبر دی تھی۔ اور ان کے وقوع کا علم کسی تجربہ و تخمین اور آثار و اسباب سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ عقل سلیم یقین کر لیتی ہے کہ ان کے منبر نے مافوق العادۃ طریقے سے ان کی خبر دی اور وہ صحیح نکلی۔

لیکن اگر آپ ایسی باتوں کے وقوع کو تسلیم کرتے ہیں مگر ان کو معجزہ کہنے میں تامل ہے تو بیان سابق سے یہ شبہ دور ہو جائے گا۔ مہربانی فرما کر آپ اپنے شبہات کی نوعیت کو ذرا واضح کر کے بیان فرمادیں تو اس کے ازالہ کی مزید کوشش کی جائے گی۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

www.ahlehaq.org

پانچواں باب قرآن مجید اور دیگر کتب سماویہ

مسجد اقصیٰ آنحضرت ﷺ اور قرآن شریف میں کون افضل ہے؟

(سوال) مسجد بیت المقدس، آنحضرت ﷺ اور قرآن شریف۔ ان تینوں چیزوں میں سے از روئے عقائد کس کو بزرگ و برتر خیال کرنا چاہئے؟

(جواب ۱۱۸) قرآن سے مراد اگر کلام نفسی ہے جو خداوند تعالیٰ کی صفت ہے تو اس کا افضل ہونا ظاہر ہے اور اگر مراد یہ کاغذ پر لکھا ہوا یا چھپا ہوا قرآن مجید ہے تو اس قرآن مجید اور مسجد بیت المقدس و کعبۃ اللہ و مسجد حرام و مسجد نبوی سے آنحضرت ﷺ افضل ہیں۔ کیونکہ قبر اقدس و اطہر کا وہ حصہ جو حضور انور ﷺ کے جسم مطہر سے مماں ہے وہ بوجہ اس تعلق کے ان تمام اشیاء سے افضل ہے تو پھر آپ کی ذات مقدس کا افضل ہونا ظاہر ہے۔ ومكة افضل منها (ای المدینة علی الراجح الا ماضی اعضاءہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فانه افضل مطلقا حتی من الکعبة والعرش و الكرسي) (درمختار ص ۲۷۸ ج ۲) وفی رد المحتار قال فی اللباب و الخلاف فیما عدا موضع القبرا المقدس فما ضم اعضاء الشریفة فهو افضل بقاء الارض بالا جماع قال شارحه و کذا ای الخلاف فی غیر البیت فان الکعبة افضل من المدینة ماعدا الضریح الا قدس و کذا الضریح افضل من المسجد الحرام وقد نقل القاضي عیاض و غیرہ الاجماع علی تفضیله حتی الکعبة و الخلاف فیما عداہ الخ انتهى (ص ۸۷۷ ج ۲)۔ (۱)

موجودہ دور میں پہلی آسمانی کتابوں پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

پہلی کتابوں کی منسوخ نہ ماننے والا غلطی پر ہے۔

(سوال) (۱) کیا اس وقت اہل کتاب والوں میں سے کوئی شخص زیور، توریت، انجیل پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر عمل کر سکتا ہو تو اس کی دلیل کیا ہے۔؟

(۲) مندرجہ بالا کتابیں منسوخ ہیں یا نہیں؟ اگر کوئی مسلمان منسوخ نہ مانتا ہو تو وہ صحیح راہ پر ہے یا

نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۵ مولوی عبدالرحیم کانپور ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۱۹) توراة، زیور، انجیل پوری پوری منسوخ نہیں ہوئیں، ان میں سے بعض احکام منسوخ ہوئے ہیں لیکن اب چونکہ موجودہ توراة اور انجیل تحریف شدہ ہیں اس لئے ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں آیات

لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تکذبوهم (۲)۔

(۲) جو مسلمان یہ کہتا ہو کہ توراة و انجیل کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہوا اور جو موجودہ توراة و انجیل کو صحیح اور قابل عمل سمجھتا ہو وہ غلط راستے پر ہے۔ (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

قرآن مجید افضل ہے یا آپ ﷺ؟

(سوال) قرآن شریف افضل ہے یا حضور انور رسول خدا ﷺ؟ المستفتی نمبر ۱۵۸ سید پیر ولی محمد شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ سید قلندر لعل شہباز رحمۃ اللہ علیہ سیوان ضلع دادو ۲۵ شعبان ۱۳۵۲ھ ۴ دسمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۲۰) اگر قرآن مجید سے مراد کلام اللہ ہو جو حضرت حق جل شانہ کی صفت ہے تو اس کے افضل ہونے میں شبہ نہیں اور اگر قرآن مجید سے مراد مصحف یعنی قرآن مجید مطبوع یا مکتوب ہو تو آنحضرت ﷺ کے افضل ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

(۱) قرآن مجید سے اونچا ہو کر بیٹھنا یا لیٹنا بے ادبی ہے۔

(۲) جس چارپائی کے نیچے قرآن شریف رکھا ہو اس پر بیٹھنا سخت بے ادبی ہے۔

(۳) ادب کا کیا معنی؟

(۴) جس صورت کو عرف عام میں بے ادبی قرار دیا جاتا ہو وہ بے ادبی ہوگی۔

(سوال) (۱) اگر ایک آدمی زمین پر بیٹھا ہو قرآن پاک سامنے رکھ کر تلاوت کر رہا ہو اور دوسرا آدمی چارپائی پر سامنے بیٹھا ہو یا لیٹا ہو تو قرآن پاک کی بے ادبی ہے یا نہیں؟ اور وہ چارپائی پر بیٹھا یا لیٹا ہو آدمی گناہ گار ہو گا یا نہیں؟

(۲) ایک آدمی چارپائی پر لیٹا یا بیٹھا ہو اور قرآن پاک چارپائی کے نیچے رکھا ہو یہ بے ادبی سمجھا نہیں؟ قرآن و حدیث سے حوالہ عنایت فرمائیں۔

(۳) ادب کے کیا معنی ہوتے ہیں؟

(۴) ایک آدمی مولوی ہے اور امام مسجد بھی ہے اس کا قول ہے کہ نمبر ایک اور نمبر دو میں قرآن پاک کی کوئی بے ادبی نہیں ہے۔ یہ ادب صرف ہندوستان کا لہڑا ہوا ہے۔ قرآن پاک کا ادب صرف یہ ہے کہ اس میں جو احکام خداوندی ہیں ان پر عمل کیا جاوے۔ ہاں اگر کوئی عالم کسی آیت یا حدیث یا فقہ سے ثابت کر دے کہ چارپائی پر آدمی بیٹھا ہو اور نیچے قرآن پاک ہو یہ بے ادبی ہے تو میں مان لوں گا۔ اور یہ بھی قول ہے کہ جو شخص

۱۔ عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین اتاہ عمر فقال : انا نسمع احادیث من یہود تعجبنا افتری ان نکتب بعضها فقال امتھو کون انتم کما تھوکت الیھود . لو کان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی (مشکوٰۃ ۳۰ ایچ ایم سعید)
۲۔ نکتب بعضها ، فقال : امتھو کونہ انتم کما تھوکت الیھود ۔ لو کان موسی ہیا ما وسعہ الا اتباع (مشکوٰۃ ۳۰ ایچ ایم سعید)

اس صورت میں یہ مخلوق ہے، اور مخلوق میں آپ ﷺ سب سے افضل ہیں۔ وفي السراجیۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اکرم الخلق و افضلہم (أخر الزائق : ۸ / ۲۰۶ بیروت)

قرآن پاک سامنے رکھ کر پڑھ رہا ہو وہ خود قرآن پاک کا ادب کرنے کا اس وقت مکلف ہے کہ کوئی حرکت بے ادبی کی نہ کرے اور جو آدمی چارپائی پر بیٹھایا لیٹا ہے یا بیٹھا ہو اپڑھ رہا ہے وہ قرآن پاک کے ادب کا مکلف نہیں ہے۔ جس طرح قرآن پاک میں آتا ہے کہ بغیر وضو قرآن کو ہاتھ نہ لگاؤ، اسی طرح قرآن یا حدیث سے ثابت کرو کہ مذکورہ صورت بے ادبی میں داخل ہے ورنہ یہ گھڑا ہوا ادب میں نہیں مانتا۔ پینو اتو جرد۔

المستفتی نمبر ۵۵۶ محمود حسن (سہارنپور) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء۔

(جواب ۱۲۱) اگر ایک ہی مکان میں اور ایک ہی جگہ ایسی صورت ہو تو عرف عام میں اس کو بے ادبی قرار دیا جاتا ہے۔ لہذا اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ کتب فقہ میں ”تلاش کرنے پر اس صورت کی تصریح تو نہیں ملی مگر عرفی بے ادبی کا مدار عرف عام پر ہے۔ اور اسی پر حکم دائر ہوتا ہے۔

(۲) یہ صورت پہلی صورت سے زیادہ فحش ہے کہ بالکل قریب ہی نیچے قرآن مجید ہو اور اوپر کوئی شخص

لیٹا یا بیٹھا ہو۔ (۱)

(۳) ادب سے مراد تکریم ہے یعنی قرآن مجید کیساتھ ایسا معاملہ کیا جائے جس سے اس کی بزرگی اور عظمت ظاہر ہو اور ایسی کارروائی سے احتراز کیا جائے جس سے اس کی بے قدری یا اہانت ہوتی ہو۔

نمبر (۴) سے آخر تک جو باتیں ہیں یہ اس شخص کا خیال ہے اور عرف اس کے خلاف ہے۔ اگر کسی صورت کو عرف عام میں بے ادبی قرار دیا جاتا ہو تو وہ بے ادبی ہوگی خواہ اس کی تصریح کسی کتاب میں نہ ملے۔ مثلاً یو سیدہ اوراق قرآن مجید کو دفن کرنے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کو بغلی قبر میں رکھا جائے۔ سیدھے گڑھے میں رکھ کر اس پر منی نہ ڈالی جائے کہ اس میں بے ادبی ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قرآن مجید کے یو سیدہ اوراق کو جلانے کا حکم۔

(سوال) اگر یو سیدہ اوراق قرآن مجید کو اس خیال سے جلادیا جائے کہ ان کی توہین نہ ہو تو یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۶۳۴ مولوی نور اللہ (ضلع لاکھ پور) ۲ رجب ۱۳۵۴ھ ۴ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔ (جواب ۱۲۲) توہین سے محفوظ رکھنے کی غرض سے جلانا مباح ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصاحف کو جب کہ ان کو باقی رکھنا مناسب نہ تھا، جلادیا تھا۔ فقط (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

طاقوں میں رکھے ہوئے قرآن مجید کی طرف پیٹھ ہو جانے میں گناہ نہیں۔

(سوال) (۱) مسجد کے طاقوں میں درپچوں میں چاروں طرف قرآن شریف رکھے رہتے ہیں۔ فرش سے

۱۔ ولا تقعدوا علی مکان ارفع مما علیہ القرآن، (حیوة المسلمین لحلیم الامہ: ۵۴ ادارہ اسلامیات لاہور)
۲۔ المصحف اذا صار خلقاً... یلحد لہ، لانه لوشق ودفن یحتاج الی اہالة التراب علیہ وفی ذلک نوع تحقیر الا اذا جعل فوقہ سقف بحيث لا یصل التراب الیہ فهو حسن. (ہندیہ: ۵/ ۳۲۳ مجیدیہ کوئٹہ)
۳۔ بہتر یہ ہے جلائے جائے بلکہ دفن کر دیا جائے یا پانی میں بہا دیا جائے۔ بہر حال اثر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواز کی دلیل ہے۔
وامر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق (بخاری: ۲/ ۷۶۶ قدیمی)

ایک اور دو گز کی بلندی کے درمیان میں۔ درتچے تو بالکل ہاتھ ہی بھر اونچے ہیں۔ ایک مولوی صاحب و غلط فرما رہے تھے کہ مونڈھے سے اونچے رکھنے چاہئیں پھر پیٹھ ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اسی تک امام صاحب جو نڈلہ نے آپ کے فرمان تک ملتوی رکھا ہے۔ ادب لازمی ہے کیا کیا جائے، آنے والوں کو سمجھایا جائے یا ریکٹ تختے کسے خاص بلندی پر لگوائے جائیں؟

(۲) نمازی فردا قبل جماعت یا بعد جماعت نماز پڑھتے رہتے ہیں، قرآن خواں بھی تلاوت کرتے لگتے ہیں، اکثر زور زور سے بھی اور بعض بازار کی دکان میں اس قدر زور زور سے پڑھتے ہیں کہ مسجد کے نمازیوں کا دھیان ہٹ جاتا ہے۔ ایسے موقعوں پر کیا کیا جائے؟

المستفتی نمبر ۷۴۶ نور محمد صاحب ہیدماٹر جو نڈلہ ضلع کرنال ۷ اذیقعدہ ۱۳۵۳ھ ۱۱ فروری

۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۳) ہاں مونڈھوں سے اونچے ہوں تو بہتر ہے۔ ورنہ طاقتوں میں رکھے ہوئے قرآن مجید کی طرف پیٹھ ہو جانے میں گناہ نہیں۔

(۲) جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو تلاوت کرنے والے کو آہستہ آہستہ پڑھنا لازم ہے۔ زور زور سے پڑھنا مکروہ ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قرآن مجید کے بوسیدہ اور اراق کا حکم۔

(سوال) پرانے ورق مصحف کے کہ قابل انتفاع نہ رہیں تو آگ (۱) میں جلائے جائیں یا پانی (۲) میں دھوئے جائیں پھر پانی کو پاک جگہ میں ڈالا جائے، یا زمین میں محفوظ جگہ پر دفن کئے جائیں۔ جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے: المصحف اذا صار بحال لا یقرء فیہ یدفن کالمسلم۔ رد المحتار جلد اول ص ۱۳۰ قولہ یدفن ای يجعل فی خرقۃ طاهرة و یدفن فی محل غیر ممتهن لا یوطأ و فی الذخیرۃ و ینبغی ان یلحد له ولا یشق له لا نه یحتاج الی اہلۃ التراب علیہ و فی ذلک نوع تحقیر الا اذا جعل فوقہ سقفا بحيث لا یصل التراب الیہ فهو حسن ایضاً الخ در مختار جلد اول ص ۱۳۰ قولہ کا لمسلم فانه مکرم و اذا مات و عدم نفسه یدفن و كذلك المصحف فلیس فی اہانة اہالۃ له بل ذلک اکرام خوفا من الامتہان۔ در مختار جلد اول ص ۱۳۱۔ بینوا تو جروا۔

المستفتی نمبر ۷۵۱ مولوی سراج الدین (ضلع ملتان) ۸ اذیقعدہ ۱۳۵۳ھ ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۴) محفوظ مقام میں دفن کر دینا بھی جائز ہے لیکن جلادینا آج کل زیادہ بہتر ہے کیونکہ ایسا محفوظ مقام دستیاب ہونا مشکل ہے کہ وہاں آدمی یا جانور نہ پہنچ سکیں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مصاحف کو جلانا اس کے جواز کی دلیل ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ و فی المحيط بکرمہ رفع الصوت لقراءۃ القرآن عند المشتغلین بالاعمال، مجموعۃ الفتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی، (۳/ ۱۳۳۰ مجلہ کبیری لاہور)

۲۔ و امر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق (بخاری: ۷۴۶/۲)

(جواب ۱۲۵) دیگر یہ سیدہ اور اوراق قرآن مجید جب انتفاع کے قابل نہ رہیں تو ان کو دفن کر دینا چاہئے، مگر ایسے مقام پر کہ وہاں آدمیوں یا جانوروں کے قدم نہ پہنچیں اور اگر ایسا مقام دستیاب نہ ہو تو پھر احتیاط سے جلا کر رکھ دیا میں بہادینا چاہئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصاحب کو اسی غرض سے جلا دیا تھا۔ جلا نا غرض احترام ناجائز نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قرآنی آیات اور قابل احترام مضامین والے اوراق کو ردی میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔
(سوال) اخباروں کے اندر جو قرآن پاک کی آیتیں لکھی ہوتی ہیں اور ان اخباروں کو پڑھنے کے بعد ردی میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۵۱ عبد الرزاق صاحب (لوحین) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۲۶) اخباروں کے اندر قرآن پاک کی آیتیں یا اور قابل احترام مضامین ہوں تو ان کو ردی میں استعمال کرنا ناجائز ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

جلسہ میں قرآن مجید کی تلاوت کو بقیہ امور پر مقدم رکھنا چاہئے۔
(سوال) بچوں کو سکھانے کے لئے جلسہ کرایا جاتا ہے۔ اس میں قرآن شریف کی تلاوت اور کہانی یا مضمون اور نظم تین چیزیں ہوتی ہیں۔ اس میں ایک ترتیب تو یہ ہے کہ اول بچے قرآن شریف کی تلاوت کر لیں اس کے بعد کہانی اور نظم کا مرتبہ رکھا جائے۔ دوسری ترتیب یہ ہے کہ اول کہانی پھر قرآن شریف پھر نظم ان دونوں صورتوں میں سے بہتر صورت کون سی ہے۔ قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے یا نظم اور کہانیوں کا مقدم کرنا جو صورت شرعاً افضل ہو بیان فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۱۰۸۳ عبد العظیم سلمہ، (دہلی) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۲۷) قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے۔ تاکہ وہ پہلے ہو جانے کی وجہ سے کہانی اور نظم کے ساتھ اختلاط سے محفوظ رہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صحیح۔ ریاض الدین عفی عنہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند الجواب صحیح محمد منظر اللہ غفرلہ، امام مسجد فتحپوری دہلی۔

قرآن مجید کا بغیر عربی متن کے مخض ترجمہ شائع کرنا کیسا ہے؟
کیا قرآن شریف کا ایسا ترجمہ جس میں عربی عبارت بالکل نہ ہو
اور بامحاورہ عبارت ہو شائع کرنا درست ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۹۸ نیاز احمد صاحب (لاہور) ۷ رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۸) قرآن مجید کی اصل نظم عربی اور اس کی خصوصیات کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عبارت ترجمہ کے ساتھ ضرور ہے۔ خالص ترجمہ کی اشاعت میں تغیر و تبدل کے امکانات زیادہ ہیں اس لئے اس پر اقدام کرنا مسلمانوں کے لئے قریب صواب نہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

”میں مولوی کے مقابلے میں قرآن وحدیث کو نہیں مانتا نہ سننا چاہتا ہوں“ کہنا کیسا ہے؟
(سوال) ایک شخص کہتا ہے کہ میں قرآن وحدیث کو نہیں جانتا، نہ میں مولوی کے مقابلے میں کوئی بات قرآن وحدیث کی سننا چاہتا ہوں، خواہ ہمارے مولوی غلط ہی کہیں۔ ایسے آدمی کے واسطے کیا حکم ہے؟
المستفتی نمبر ۱۲۸۸ محمد اسماعیل صاحب (امرت سر) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ م ۷ جنوری ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۲۹) یہ قول کہ میں مولوی کے مقابلے میں قرآن وحدیث کو نہیں جانتا اور نہ سننا چاہتا ہوں۔ بہت سخت گناہ کی بات ہے اور موجب فسق ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قرآن مجید کی طبع و نشر اور تجارت سے نفع حاصل کرنا جائز ہے۔
قرآن کریم کو بغرض تعلیم پارہ پارہ کر کے چھاپنا درست ہے۔
(سوال) (۱) قرآن کریم کی طبع و نشر غیر مسلم اقوام کے ہاتھ میں نہیں ہونا چاہئے۔ اگر کوئی مسلم کمپنی کوئی بنک مسلم ایسا کام اپنے ہاتھ میں لے تو لوگوں کو اس ہستی کا مشکور ہونا چاہئے۔ لیکن اس ہستی کو قرآن کریم کو ایک مال تجارت تصور نہ کرنا چاہئے۔ ہاں اس کے متعلق جس قدر مصارف (خواہ کثیر یا قلیل) ہوں ان کو وصول کرنے کا حق حاصل ہے۔ مگر اس سے زیادہ وصول کرنا ہر گز ہر گز جائز نہیں ہے۔ جو روپیہ بطور منافع اس طرح سے حاصل ہو گا وہ ناجائز ہے۔ میرا یہ خیال صحیح ہے تو پھر ایسے منافع کے حصہ دار ان بھی جائز روپیہ حاصل نہیں کرتے اور احتیاط اسی میں ہے کہ اس منافع سے پرہیز کیا جاوے۔ عوام کو عموماً اور امراء کو خصوصاً۔

(۲) قرآن کریم کو حصہ حصہ کر کے (مثلاً پنج سورہ۔ یازدہ سورہ۔ یزیدہ سورہ) چھپوانا درست ہے کیا اس طرح قرآن کریم کا پارہ پارہ ہو جانے کا اندیشہ نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ دار خود اللہ کریم ہے۔

(۳) قرآن کا ہشت رنگ وغیرہ کرنا کہ اس کی صورت مزین معلوم ہو، نیز موجودہ زمانہ کے مطابق بھی ہے تو یہ کہاں تک درست ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۵۹ محمد برکت علی صاحب سبج پٹنر (جالندھر) ۲ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۶ فروری ۱۹۳۷ء۔

۱۔ ان اعتاد القراءۃ بالفارسیۃ او اداد ان یکتب مصحفاً بہا بمنع ... (الشمیۃ: ۱/ ۳۸۶)
۲۔ حضرت مفتی صاحب نے احتیاطاً کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔ مگر نہ ایسے کلمات کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ ویکفر اذا انکریۃ من القرآن او سحر بایۃ منہ۔ (انحرار الحق: ۵۱- ۳۱ اب دت)

(جواب ۱۳۰) (۱) مصاحف مطبوعہ یا قلمی مالک کی ملک ہیں اور وہ ان کو بیع کر سکتے ہیں، اور ان کی تجارت ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں اور قرآن کریم کی طبع اور نشر اور تجارت سے نفع حاصل کرنا جائز ہے۔ (۱)
(۲) حصہ حصہ کر کے شائع کرنا مباح ہے اور بغرض تعلیم بچوں کے لئے پارہ پارہ کر کے چھاپنا بھی مفید ہے اور سلفا اور خلفا معمول بہ ہے۔

(۳) یہ صورت خلاف اولیٰ ہے، لیکن اگر غرض قرآن مجید کی عظمت و احترام ہو تو مباح ہے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

بلا قصد سپارہ ہاتھ سے گر جانے پر پکڑ نہیں۔

(سوال) تین سال کا عرصہ ہوا کہ مسجد میں شب کو زید و بحر کا کچھ جھگڑا ہوا۔ دونوں بیٹھے ہوئے تھے اور غصہ میں گفتگو باہمی کر رہے تھے۔ زید نے سپارہ ہاتھ میں لے کر بحر سے یہ کہا کہ میں نے پہلے بھی قسم کھائی تھی جس پر تم نے اعتبار نہیں کیا۔ پس زید کے ہاتھ سے سپارہ فرش پر گر پڑا۔ بعد اس کے دونوں کچھ عرصہ تک ہم کام نہیں ہوئے۔ جب لوگوں نے باہمی صلح پر دونوں کو مجبور کیا تو زید نے خود چھوٹے ہونے کے سبب بحر سے معافی مانگ لی اور دونوں راضی ہو گئے، لیکن بحر پھر بھی مسجد میں نہیں آیا اور مسجد اور جماعت کو اس نے ترک ہی رکھا۔ بحر سے جب دریافت کیا گیا تو اس نے یہ کہا کہ زید کے ہاتھ سے جو سپارہ گر پڑا ہے اس پر شرعی کسی مولوی صاحب کا حکم ہونا چاہیے، جب میں مسجد میں آؤں گا۔ اور زید مسجد میں تمام نمازیوں کے روز یہ اعلان کر چکا ہے کہ میں نے بحیثیت چھوٹے ہونے کے بحر سے راضی نامہ کر لیا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ اور جو سپارہ کہ غصے میں میرے ہاتھ سے گرا اس پر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں توبہ کی۔ اب حضور مہربانی فرما کر دونوں کے بارے میں جو حکم شرعی ہو، جواب دیجئے گا۔ تاکہ حضور کے جواب پر سب متفق ہوں۔ المستفتی نمبر ۱۴۰۰ مولوی بہادر خان صاحب۔ اے۔ ٹی۔ کمپنی نمبر ۱۳ چھاؤنی (چمن) ۲۷ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۳۱) زید کے ہاتھ سے بلا قصد سپارہ گر گیا تو زید پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔ صرف اس بے احتیاطی اور غفلت کی وجہ سے اس کو بارگاہ رب العزت جل شانہ میں توبہ و استغفار کر لینا کافی ہے بحر کو اس میں مداخلت کا کوئی حق نہیں۔ زید اور بحر کے درمیان کشیدگی کے جو اسباب تھے وہ رفع کر دیئے گئے اور معافی ہو گئی تو بحر کو زید کے ساتھ کام و سلام کرنے اور مسجد و جماعت میں شریک ہونے سے باز نہیں رہنا چاہئے۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ

ہندی رسم الخط میں قرآن کریم شائع کرنا جائز نہیں،

ہندوؤں میں قرآنی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور ان کی ہدایت کے لئے ہندی ترجمہ کے ساتھ اگر

۱۔ کاغذ اور سیاہی مال مقبوم ہے اس لئے مصحف کی تجارت جائز ہے۔

۲۔ و جاز تحلیۃ المصحف لما فیہ من تعظمہ۔ (تویر مع الدرر: ۶/ ۳۸۶ معید)

۳۔ عن ابی ایوب الانصاری أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا یحل لرجل یمجر اخاہ فوق ثلث لیل، (بخاری شریف: ۲/ ۸۹۷ قدیمی کتب خانہ)

ہندی رسم الخط میں متن بھی درج کیا جائے تو کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۶ محمد عبدالحی (کاپوہ) ۲۰ محرم ۱۳۵۹ھ ۲۹ فروری ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۳۲) چونکہ ہندی رسم الخط میں عربی کے کئی حرف نہیں ہیں اور نہ ان کو ظاہر کرنے کے لئے کوئی قطع علامات ہیں اس لئے متن قرآن اور نظم فرقان کو ہندی رسم الخط میں شائع کرنا جائز نہیں ہندی ترجمہ ہندی رسم الخط میں شائع کیا جاسکتا ہے، مگر نظم قرآن کو عربی رسم الخط میں ہی لکھا جائے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

غیر مسلم سے قرآن پاک کی جلد بنوانا۔

(سوال) جہاں جلد ساز مسلمان نہ ہو وہاں ہندو جلد ساز سے کلام مجید مترجم کی جلد بنوانا جائز یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۲۵۱ شجاعت حسین (ضلع آگرہ) ۵ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ ۱۶ مئی ۱۹۳۸ء۔

(جواب ۱۳۳) ہندو جلد ساز سے حتی الامکان قرآن مجید کی جلد نہ بنوائی جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

قرآن کریم کے یو سیدہ اور ارق کا حکم۔

(سوال) قرآن مجید کے اور ارق کہنے کو کس طرح ضائع کیا جائے؟

(از اخبار رسد روزہ الجمعۃ دہلی مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(جواب ۱۳۴) نعمائے کرام نے قرآن پاک کے اور ارق کہنے کے لئے یہ ترکیب بتائی ہے کہ ان کو کسی برتن میں رکھ کر بغلی قبر کے مشابہ گڑھا کھود کر ایسے مقام میں دفن کر دیا جائے جہاں آدمی اور جانور نہ پہنچتے ہوں، (۱) مگر ایسی جگہ کا آج کل ماننا مشکل ہے، اس لئے اگر جلا کر ان کی راکھ دریا میں ڈال دی جائے تو اس میں زیادہ امن ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

قرآن پاک کے علاوہ جو دس پارے بتائے جاتے ہیں۔

ان کو ناپاک چیز کے ساتھ تشبیہ دینا۔

(از اخبار الجمعۃ دہلی مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۲۵ء)

(سوال) بمقام اود گیر مجلس شب قدر میں ایک واعظ صاحب نے اثنائے وعظ میں یوں فرمایا کہ کلام مجید میں تیس پاروں کے علاوہ دس پارے اور ہیں جو صوفیایان کرتے ہیں، انہوں نے ان پاروں کو ایسا پوشیدہ رکھا ہے جیسا کہ عورت اپنی حیض کی چند یوں کو پوشیدہ رکھتی ہے۔ پس ایسی مجلس متبرک میں واعظ صاحب کا کلام پاک کو ایک ایسی نجس چیز سے تمثیل دینا جائز ہے یا نہیں؟

۱۔ اعتاد القراءۃ بالفارسیۃ و اراد ان یکتب مصحفاً بہایسنع، وان کتب القرآن و تفسیر کل حرف و ترجمتہ جاز۔ (رد المحتار ۳۸۶/۱ سعید)

۲۔ المصحف اذا صار خلقاً..... یلحدلہ..... (ہندیہ: ۵/۳۲۳ ماجدیہ)

۳۔ بہتر یہ ہے کہ جلائے بغیر دریا میں بہا دیا جائے المصحف اذا صار خلقاً و تعذرت القراءۃ منه لا یحرق بالنار..... و بہ ناخذ (ہندیہ: ۱۰/۳۲۳ ماجدیہ ولا باس بان تلقی فی ماء جاز۔ (رد المحتار: ۱/۷۷۷ سعید)

(جواب ۱۳۵) اگرچہ واعظ صاحب نے غالباً یہ الفاظ بطور طنز کے بیان کئے ہیں۔ مطلب یہ ہو گا کہ قرآن مجید انہیں تیس پاروں میں جو موجود ہیں کامل و مکمل ہے۔ اس کے علاوہ اور دس پارے نہیں ہیں۔ جو لوگ اور دس پارے بیان کرتے ہیں تو کیوں ان کو منظر عام پر نہیں لاتے؟ اور کیوں ان افتراء کردہ پاروں کو حیض کے پتوں کی طرح چھپاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو دس پارے اور بتائے جاتے ہیں اور ان کو قرآن کا جزو قرار دیا جاتا ہے وہ بحیثیت کذب و افتراء کے ناپاک ہی ہوں گے۔ اس لئے مضمون مذکور کی نوعیت اگر یہی ہو تو مضمون فی نفسہ قابل الزام نہیں ہے۔ تاہم اس طرح سے تعبیر کرنا بھی صحیح طریقے پر مبنی نہیں ہے کہ اس سے غلط فہمی ہو سکتی ہے اور ہوئی، کہ اس سوال کی نوبت آئی۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

مسئلہ خلق قرآن

(از اخبار الجمعۃ دہلی مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) مولوی محمد مسلم صاحب الاکل پوری نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ کاغذ، سیاہی مخلوق ہے اور اللہ کا کلام خالق ہے۔ کیا یہ بات درست ہے؟

(جواب ۱۳۶) قرآن مجید، عوام جس کو قرآن مجید، کلام مجید کہتے ہیں وہ مصحف ہے۔ یعنی کاغذ یا کسی اور چیز پر لکھا ہوا چھپا ہوا قرآن۔ یہ یقیناً مخلوق ہے، حادث ہے۔ اور کلام پاک جو ہم اپنی زبان سے پڑھتے ہیں اور ہمارے الفاظ سے اس کی عبارت بنتی ہے، یہ بھی مخلوق اور حادث ہے۔ اس کے اوپر اس کا مدلول یعنی وہ کلام ہے جس کو ہم سمجھتے ہیں کہ خدا کا کلام ہے تو وہ کلام نفسی مخلوق نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی صفت ہے۔ وہ فی حد ذاتہ خالق یا مخلوق نہیں ہے۔ بلکہ خالق کی ذاتی صفت ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

(۱) قرآنی آیت والے اخبارات کو ردی میں استعمال کرنا مناسب نہیں۔

(۲) قرآن کریم پاس موجود ہو کسی کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا۔

(از اخبار الجمعۃ دہلی مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) (۱) اکثر اخبارات وغیرہ میں اللہ عزوجل کے اسماء یا آیات قرآنی یا رسول اللہ ﷺ کا اسم مبارک یا احادیث وغیرہ لکھی رہتی ہیں، ایسے اخبار لوگ ردی میں پڑھ دیتے ہیں، پھر وہ ردی کا غد پڑیوں میں لفافوں میں اگایا جاتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

(۲) جب کہ ہمارے سامنے قرآن کریم موجود ہو تو کیا ہم کسی شخص کی تعظیم کے لئے کھڑے

ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر تعظیم کے لئے قرآن کریم لئے ہوئے کھڑے ہو جائیں تو کیسا ہے؟

۱۔ فقہاء نے ایسی باتوں سے منع فرمایا ہے، جسے عوام غلط فہمی کا شکار ہو جائے، "لکن الاولى ان لا یقرء بالغریبة عند العوام صیانة لدینہم" (الدرمع الرد: ۱/۵۳۱ سعید)

۲۔ والقرآن کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق و عقب القرآن کلام اللہ تعالیٰ لما ذکر المشائخ من انه یقال القرآن کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق و لا یقال القرآن غیر مخلوق لنلا بسبق الی الفہم ان المؤلف من الا صوات والحروف قدیم الخ (شرح العقائد ۱۱۹ ص ۱۱۹-۱۲۰ ایم سعید)

(جواب ۱۳۷) (۱) ایسے اخباروں کو جلا دینا چاہئے، ردی میں فروخت کرنا مناسب نہیں۔

(۲) قرآن مجید کے تعظیم کے لئے کھڑا ہونا شرعاً ثابت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا وہابی۔

استدراک (المجموعۃ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۶ء)

سوال نمبر ۲ کا صحیح جواب یہ ہے کہ اثنائے تلاوت قرآن مجید میں کسی شخص کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا نہیں چاہئے (۱) اور اگر تلاوت نہیں کر رہا، صرف قرآن مجید پاس رکھا ہے تو کسی آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونے میں مضائقہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ، وہابی۔

(۱) قرآن شریف کو بغیر وضو کے چھونا ناجائز ہے۔

(۲) قرآن مجید کا غیر عربی میں ترجمہ جائز ہے۔

(۳) قرآن شریف کے ترجمے کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانا۔

(۴) قرآن مجید کا ترجمہ غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کرنا۔

(۵) قرآن مجید کا متن غیر عربی رسم الخط میں لکھنا۔

(۶) کاغذ پر لکھی ہوئی آیت کو بغیر وضو کے چھونا۔

(۷) قرآن شریف کے یو سیدہ جلدوں کا حکم۔

(۸/۹) تلاوت پر اجرت لینا جائز نہیں اور اجرت لینے والے کی امامت درست نہیں۔

(۱۰) امامت کی اجرت کا حکم۔

(۱۱) ”لا یمسہ الا المطہرون“ سے کیا مراد ہے؟

(از اخبار مسر روزہ المجموعۃ وہابی مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) (۱) قرآن شریف کو بغیر وضو کے چھونا کیسا ہے؟

(۲) قرآن شریف کا ترجمہ کرنا مثلاً انگریزی، گجراتی، ملیالم وغیرہ میں جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) قرآن شریف پر ترجمہ کیا ہوا یا تھوڑا بغیر وضو کے ہر فاسق و فاجر مسلمان کے ہاتھوں استعمال

کرنا کیسا ہے؟

(۴) قرآن شریف کا ترجمہ کسی غیر مسلم کے ہاتھوں فروخت کرنا کیسا ہے؟

(۵) قرآن شریف کی اصلی عربی عبارت کسی غیر عربی رسم الخط میں لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) قرآن شریف کی کوئی آیت کسی کاغذ پر لکھی ہوئی ہو اس کو بغیر وضو کے چھو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۷) قرآن شریف کی پھٹی ہوئی ایسی جلدیں جو بوجہ شائستگی استعمال میں نہ لاسکتے ہوں انہیں کیا کرنا

چاہئے؟

۱۔ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ کتبہ العلم اس کا استدراک کتاب نہ ہو، اگر ان میں سے کوئی آئے تو دوران تلاوت کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ ”قوم یقرئون القرآن من المتصاحف او یقرء رجل واحد فدخل علیہ من الاجلۃ والاشراف، فقام القاری لاجلہ قالو: ان دخل عالم او ابوہ او استاذہ الذی علیہ العلم، جازلہ ان یقوم لاجلہ، وسوا ذلک لا یجوز۔“ (ہندیہ: ۵، ۳۱۶ ماجدیہ)

(۸) قرآن شریف کی تلاوت کرنا کسی مقررہ معاوضے پر جائز ہے یا نہیں؟

(۹) ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جو با معاوضہ قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہو جائز ہے یا ناجائز؟

(۱۰) با معاوضہ مسجد میں نماز پڑھانا کیا حکم رکھتا ہے؟

(جواب ۱۳۸) (۱) قرآن شریف کو بغیر وضو کے چھونا مسلمان کے لئے ناجائز ہے۔ (۱) (۲) قرآن کریم کا غیر زبان میں ترجمہ کرنا بغرض تبلیغ جائز ہے (۲) (۳) قرآن کریم کا ترجمہ مسلمان کے حق میں قرآن مجید کا حکم رکھتا ہے اور غیر مسلموں کو تبلیغ کے لئے دینا جائز ہے (۲) (۴) بغرض تبلیغ جائز ہے (۵) بغرض تبلیغ و تنہیم ہتھکڑ ضرورت جائز ہے (۶) (۷) مسلمان کے لئے ناجائز ہے (۵) (۷) بہتر ہے کہ ان کو محفوظ طریقے پر دفن کر دیں۔ ایسی جگہ دفن کریں جو پامال نہ ہوتی ہو یا جلا کر رکھ دیا میں ڈال دیں (۶) (۸) تلاوت کی اجرت دینا لینا ناجائز ہے۔ (۹) (۱۰) جائز ہے مگر خلاف اولیٰ (۸) (۱۰) امامت کی اجرت لینی جائز ہے۔ (۹) (۱۱) آیت کریمہ کے معنی یہ بھی ہیں کہ قرآن شریف کو پاک لوگوں کے سوا دوسرے نہ چھوئیں۔ اور دوسرے معنی بھی ہیں۔ (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

موجودہ انجیل اور توریت محرف ہے۔

از اخبار الجمعیۃ دہلی مؤرخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۷ء

(السوال) موجودہ انجیل و توراة کے مضامین قبل کے مطابق ہیں یا نہیں؟

(الجواب ۱۳۹) موجودہ انجیل و توراة محرف ہیں۔ ان کے اندر تحریف و تبدیل کا وقوع قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اس لئے ان کے مضامین پر بھروسہ نہیں رہا کہ کون سی عبارت منزل من اللہ ہے اور کون سی تحریف شدہ (۱۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ لا یمسہ الا المطہرون۔ (الواقعہ: ۷۹)

۲۔ فان کتب القرآن و تفسیر کل حرف و ترجمتہ جاز، (رد المحتار: ۱/ ۱۷۷)

۳۔ یہ مفتی صاحب کی رائے ہے فقہاء کرام جواز کے قائل ہیں۔ وقد جوز اصحابنا من کتب التفسیر للمحدث (الدر المختار: ۱/ ۷۷۷ سعید)

۴۔ تجوز کتابۃ آیۃ او آیاتین بالفارسیۃ لا اکثر، (الدر المختار: ۱/ ۴۸۶)

۵۔ لا یمسہ الا المطہرون: (الواقعہ: ۷۹)

۶۔ المصحف اذا صار خلقا۔ یلحد الخ (حدیث: ۵/ ۳۲۳ ماجہ)

۷۔ اقول: المفتی بہ جواز الاخذ استحسانا علی تعلیم القرآن لا علی القراءۃ المجردة، (الشامیہ: ۵/ ۵۶ سعید)

۸۔ مکرہ ہے کیونکہ گناہ پر اصرار کرنے سے آدمی فاسق ہو جاتا اور فاسق کی امامت مکرہ و کفر ہے (الشامیہ: ۱/ ۵۵۶)

۹۔ استحسنا الاستیجار۔ و زاد فی من المجمع الامامۃ، (رد المحتار: ۶/ ۵۵ سعید)

۱۰۔ وقال العوفی عن ابن عباس (لا یمسہ الا المطہرون) یعنی الملائکۃ، وعن قتادۃ (لا یمسہ الا المطہرون) قال لا یمسہ

عند اللہ الا المطہرون انج، وقال: ابن زید زعمت کفار قریش ان هذا القرآن تنزلت به الشیاطین فاخبر اللہ تعالیٰ انه

لا یمسہ الا المطہرون، وقال الآخرون: (لا یمسہ الا المطہرون) ای من الجنۃ والحدث، (تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۲۹۸) سبیل

اکبر می لا بور

۱۱۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ، (النساء: ۴۶)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تکذبوہم، (بخاری: ۲/ ۱۰۹۳) قدیمی کتب خانہ

چھٹا باب خلیفہ، امام، امیر

حدیث میں بارہ خلفاء سے کون مراد ہے؟

(سوال) بموجب حدیث مندرجہ ذیل جن کے اسمائے گرامی کی تصریح نہیں کون سے خلفاء مقصود ہیں۔
برائے مربانی ان خلفاء کے اسمائے مبارک سے اطلاع بخشیں۔ حدیث یہ ہے۔ عن جابر بن سمرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يزال الا سلام عزيزا الى اثني عشر خليفة كلهم من قريش . وفي رواية لا يزال امر الناس ماضيا ماو لهم اثنا عشر رجلا كلهم من قريش وفي رواية لا يزال الدين قائما حتى تقوم الساعة او يكون عليهم اثنا عشر خليفة كلهم من قريش . مشکوة المصابيح جلد چہارم . مناقب قريش .

(جواب ۱۴۰) اس حدیث کے معنی میں تین قول ہیں۔ قول اول کا خلاصہ یہ ہے کہ اثنا عشر خلیفہ سے وہ امرائے بنی امیہ مراد ہیں جو زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سر پر آرائے سلطنت ہوئے۔ اور یہ قول بنا بر مدح نہیں بلکہ صرف استقامت سلطنت کا بتانا مقصود ہے۔ اور اس صورت میں ان کے نام یہ ہیں۔ (۱) یزید بن معاویہ (۲) معاویہ بن یزید (۳) عبد الملک۔ (۴) ولید۔ (۵) سلیمان۔ (۶) عمر بن عبد العزیز۔ (۷) یزید بن عبد الملک۔ (۸) ہشام۔ (۹) ولید بن یزید۔ (۱۰) یزید بن الولید بن عبد الملک۔ (۱۱) ابراہیم بن الولید۔ (۱۲) مروان بن محمد۔ چنانچہ بنی امیہ میں یہ بارہ خلفاء ہوئے ان کے بعد سلطنت بنی امیہ سے نکل کر بنی عباس میں چلی گئی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد بارہ خلیفہ ہیں جو امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ہوں گے جن میں سے پانچ حضرات حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہوں گے اور پانچ حضرات حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے۔ ان سب کے بعد پھر ایک بزرگ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہوں گے اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے۔ اس طرح بارہ خلیفہ ہوں گے اور سب امام برحق ہوں گے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ بارہ خلیفہ برحق قیامت تک پورے ہو جائیں گے۔ متصل ہونا ضروری نہیں۔ یہ تینوں قول مجمع البحار میں موجود ہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی۔

حضرت علی سب سے افضل ہیں اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں ”آپ ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا“ کہنے والے کی امامت کا حکم۔

(سوال) زید کہتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، خلفاء میں افضل ہیں اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے متفق ہو کر کر لی اور آنحضرت ﷺ نے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی بابت کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۴۹) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل بنانا اور فضیلت کا یہ دینا تمام علمائے اہل سنت و اجماعت کے خلاف ہے۔ اہل سنت و اجماعت کا اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام امت محمدیہ سے افضل ہیں (۱) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق یہ کہنا کہ انصار نے متفق ہو کر انہیں خلیفہ بنالیا، قائل کی ناواقفیت پر مبنی ہے۔ انصار تو شروع سے قریش کے خلاف تھے۔ کسی انصاری کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ بالآخر یہاں تک کہ ایک خلیفہ قریشی ہو تو ایک انصاری (۲) لیکن تمام مہاجرین و انصار میں سے یہ کسی نے نہ کہا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل یا خلافت کے زیادہ مستحق اور حقدار ہیں۔ حضرت صدیق کی خلافت کو تمام مہاجرین و انصار نے تسلیم کیا۔ (۳) اور کیوں نہ تسلیم کرتے جب کہ خود رسول اکرم ﷺ نے اپنے طرز عمل سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا جانشین بنادیا۔ اور نماز پڑھانے میں باوجود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور چند اور اشخاص کے اس اصرار کے کہ کسی دوسرے کو امام بنایا جائے، آپ ﷺ نے نہ مانا۔ اور ناگواری کے لمحے میں فرمایا کہ تم صواحب یوسف علیہ السلام ہو، یعنی مجھ کو ایک امر حق سے پھیرنا چاہتی ہو۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی امام بنایا۔ (۴) اور آنحضرت ﷺ نے بطور پیشگوئی پہلے ہی فرمادیا تھا کہ یاہی اللہ و المؤمنون الا ابابکر یعنی نہ خدا کسی دوسرے کو خلیفہ ہونے دے گا، نہ مسلمان کسی دوسرے کو خلیفہ بنائیں گے۔ (۵) آپ ﷺ کے اس ارشاد سے معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ کو نور وحی سے یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ میرے بعد خود حضرت رب العزۃ جل جلالہ کی ہی طرف سے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنائے جائیں گے۔ نیز مسلمان بھی کسی دوسرے کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوتے ہوئے پسند نہ کریں گے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے صراحتاً ان کی خلافت کے متعلق کچھ ارشاد فرمانے کی ضرورت نہ سمجھی۔ لیکن آپ ﷺ کا یہ طرز عمل اور یہ ارشادات بھی تصریح سے کم نہیں ہیں۔

پس مذہب حق یہی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام امت محمدیہ سے افضل تھے۔ یہ کہنا کہ حضرت ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق کچھ نہیں فرمایا صحیح نہیں۔ جیسا کہ آپ کے ارشادات جو مثل تصریح کے ہیں بشارات خلافت صدیق پر دلالت کرتے ہیں۔ نیز آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق بھی تو کچھ تصریح نہیں فرمائی پھر ان کو کس وجہ سے مستحق خلافت قرار دے لیا گیا۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کلیہ کا قائل مبتدع ہے اور اس کی امامت مکروہ ہے۔ واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم۔ (۱)

۱۔ الفضل البشر بعد نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (شرح العقائد: ۱۲۲۳ ج ۱ ایم سعید)

۲۔ فقال حباب بن المنذر لا واللہ لا نفعل، منا امیر و منکم امیر، (بخاری شریف: ۱۵۱۸ قدیمی کتب خانہ)

۳۔ لان الصحابة قد اجتمعوا يوم توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم واستقر رأيهم على خلافة ابي بكر فاجمعوا على ذلك وبايعه علي، علي رؤس الاشهاد بعد توقف كان عنه، ۱۴ (شرح العقائد: ۱۲۶۶ ج ۱ ایم سعید)

۴۔ ترمذی شریف: ۵۵۵۱ قدیمی کتب خانہ

۵۔ مسلم شریف: ۲۷۲۲ قدیمی کتب خانہ

۶۔ الرافضی ان کان یفصل علیا کرم اللہ وجہہ علی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا یكون کافراً الا انه مبتدع، (حندیہ)

۲۔ امام بیہ کو بکرہ امامتہ مبتدع صاحب البدعة وہی الا اعتقاد خلاف المعروف (الدر المختار: ۵۵۹ ج ۱ ایم سعید)

امام اور ولی میں فرق .

(سوال) امام اور ولی میں کیا فرق ہے ؟

المستفتی نمبر ۳۵۴ نور الاسلام (رنگون) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۵ فروری ۱۹۳۷ء۔
(جواب ۱۴۲) ولی امام بھی ہو سکتا ہے اور امام ولی ہو سکتا ہے۔ امام تو اس کو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی کوئی جماعت اس کو اپنا پیشوا اور مقتدا قرار دے لے (۱) اور ولی اس کو کہتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور معصیت سے بچے اور خدا کا دوست بن جائے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کا، اللہ لاہ دہلی۔

اشہار علمائے اہل حدیث اور احناف کا متفقہ فتویٰ میں درج فتویٰ کی وضاحت .

(سوال) عرض ہے کہ ایک مطبوعہ پوسٹر قبل از عید الفصحی شائع ہوا جس کی سرخی یہ ہے کہ ”علماء اہل حدیث و احناف کا متفقہ فتویٰ“ جو منسلک عریضہ ہذا ہے۔ اس میں مجھ عاجز اور والد محترم جناب مولانا عبد الوہاب صاحب مرحوم و نیز جماعت غرباء اہل حدیث کے خود ساختہ عقائد از سائل بشکل سوال اتنا ۴ ظاہر کئے گئے ہیں۔ ان کے جوابات میں جناب کی طرف سے جواب نمبر ۲۶ درج ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا سوالات نمبر اتنا نمبر ۴ بعینہ آپ کے پاس سائل لے کر آیا اور جواب جو آپ کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ فی الواقع انہیں سوالات کے جواب میں آں جناب ہی نے تحریر فرمایا ہے، امید کہ اخلاق کریمانہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اصل حقیقت سے آگاہ فرما کر شکریہ کا موقعہ دین گے۔

دیگر۔ سائل نے سوالات میں جو عقائد ہماری طرف منسوب کئے ہیں، وہ بالکل غلط اور تعصب پر مبنی ہیں۔ ہمارے جو عقائد ہیں وہ اشہار عنوان ”اعلان عام ہر اے رفع اہتمام“ میں درج ہیں۔ جس کی ایک کاپی ارسال خدمت ہے۔ کیا ان عقائد کے سبب سے میں اور میرے والد اور میری جماعت خارج از اسلام ہو سکتے ہیں اور جمیع حقوق اسلامی سے محروم۔ نیز جو شخص کسی کے متعلق خلاف واقعہ سوالات کر کے مسلمانوں میں تشویش و تفریق کا باعث ہو اس کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے۔ آن جناب بلا کسی رد و رعایت کے آزادانہ جواب تحریر فرما کر ممنون فرمادیں۔ فقط

المستفتی نمبر ۱۳۷۳ ابو محمد عبدالستار خادم جماعت غرباء اہل حدیث صدر بازار دہلی ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۶ مارچ ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۴۳) پوسٹر معنون بعنوان ”علماء اہل حدیث و احناف کا متفقہ فتویٰ“ میں نے دیکھا، مجھے افسوس ہے کہ اس بارے میں جو استفتاء میرے پاس آیا تھا اور جو جواب میں نے لکھا تھا، اس کی نقل نہیں رکھی گئی۔ جواب نمبر ۲۶ کی عبارت پڑھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ عبارت میری ہے لیکن مجھے یہ یاد نہیں آتا کہ سوال کی

۱۔ ویضیرا اماما بالمباہیۃ و فی الشامیۃ و أما بیعة جماعۃ من العلماء اذ من اہل الراۃ والتدبیر (الشامیہ: ۴/ ۲۶۳ سعید)
۲۔ والولی هو العارف باللہ تعالیٰ وصفاته حسب ما یمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعروض عن انہماک فی اللذات والشہوت (شرح العقائد: ۱۲۰ ج ۱۔ ایم سعید)

عبارت بھی یہی تھی یا نہیں۔ بہر حال میرا جواب ان دعاوی اور خیالات کے متعلق ہے جو سوال میں مذکور تھے۔ اشخاص کے متعلق نہیں۔ جن لوگوں کے وہ عقائد دعاوی اور خیالات ہوں ان کے ساتھ فتویٰ کا تعلق ہے اور جن کے وہ عقائد و خیالات نہ ہوں ان کے ساتھ میرا جواب متعلق نہیں مثلاً ان کا یہ خیال نہ ہو کہ مولوی عبد الوہاب صاحب یا آپ ایسے واجب الطاعت امام ہیں کہ جو شخص ان کی بیعت میں داخل نہیں تھا یا آپ کی بیعت میں داخل نہیں، وہ باغی، کافر، جاہلیت کی موت مرنے والا ہے۔ اگر آپ باوجود ادعائے امامت کے بھی دوسرے اہل حدیث و احناف کو جو آپ کی یا آپ کے محترم والد صاحب کی بیعت میں داخل نہیں، مسلمان سمجھتے ہوں۔ باغی، کافر، جاہلیت کی موت مرنے والا نہ قرار دیتے ہوں۔ اور مسلمانوں کی زکوٰۃ کو جو آپ کو نہیں دی جاتی بلکہ مصارف زکوٰۃ میں لوگ خود لدا کرتے ہیں، باطل نہ قرار دیتے ہوں۔ دوسرے مسلمانوں یعنی آپ کے مہابین کے سوا دیگر اہل حدیث اور احناف کی بیویوں و ان کی صحیح منکوحات اور بغیر طلاق دوسرے لوگوں کے لئے حرام سمجھتے ہوں اور الفاظ کفر یہ شریک سے رقیہ کو ناجائز قرار دیتے ہوں تو میرا یہ جواب آپ کے متعلق نہیں ہے۔ آپ نے اپنے پوسٹر ”اعلان عام برائے رفع اہتمام“ میں اپنے جو عقائد بیان فرمائے ہیں ان میں سے پہلے عقیدہ کے متعلق گزارش ہے کہ یہ تو صحیح ہے کہ ہر زمانہ میں مسلمانوں کا ایک امام ہونا چاہئے اور ایسا ہونا چاہئے نہ صرف لوگوں کی صحیح رہنمائی کرے بلکہ مظلوم کا انصاف بھی ظالم سے دلوائے۔ کفر و شرک کی بیخ کنی بھی کرے۔ حدود و قصاص بھی جاری کرے۔ بوقت ضرورت جہاد بھی جاری کرے۔ اور فتنہ و فساد کا انسداد کر کے عدل و انصاف اور امن قائم کرے۔ (۱)

لیکن یہ سوال تو باقی رہ گیا کہ اگر بد قسمتی سے ایسا امام میسر نہ ہو تو آیا مسلمان ایسے امام کے نہ ہونے کی حالت میں مسلمان رہیں گے یا نہیں، بلکہ ان کی موت موت جاہلیت ہو جائے گی۔ اور انگریزی حکومت میں ایسے امام کا جو صفات مذکور بالا سے متصف ہو وجود معدوم ہے، تو انگریزی حکومت کے رہنے والے مسلمان کیا کریں اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص جو اپنے محلہ بلکہ اپنے گھر کے اندر بھی فتنہ و فساد کو قوت و طاقت سے نہ روک سکے وہ حقیقتہً امامت شرعیہ کا محل و مصداق نہیں۔ اور دوسرے عقیدے میں جس حدیث کا ذکر ہے۔ (۲) وہ صحیح اور شرعی امامت کے موجود ہوتے ہوئے مختلف عن البیعت پر تو چسپاں کی جاسکتی ہے۔ لیکن ایسے معذورین کے لئے جن کو بد قسمتی سے صحیح شرعی امام میسر نہیں اور نہ وہ قائم کر سکتے ہیں۔ یہ سزا جو حدیث میں مذکور ہے عائد نہیں ہو سکتی، اس کے علاوہ بیعت سے بیعت خدا اور رسول بھی مراد ہو سکتی ہے خواہ امام ہو یا نہ ہو۔

نمبر ۳ میں جو حدیث مذکور ہے اس کا مفاد بھی یہ نہیں کہ اگر مزر کی اپنے مال کی زکوٰۃ خود ادا کر دے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی اور خصوصاً ان حالات میں کہ امام شرعی صحیح موجود نہیں بطلان زکوٰۃ کا حکم اور بھی تعدی ہے۔

۱۔ والمسلمون لا بدلہم من امام یقوم بتنفيذ احکامہم واقامة حدودہم وسد ثغورہم ، تجهیز جیو شہم واخذ صدقاتہم (شرح العقائد: ۱۲۶۹ ج ۱ ص ۱۲۶)

۲۔ من خلع یداً من طاعة لقی اللہ یوم القيامة لا حجة له ومن مات ولس فی عنقه بیعة مات مية جاهلية (مسلم: ۲/ ۱۲۸ قدیمی)

نمبر ۴۰ میں آپ نے جو ذکر کیا ہے کہ آپ کا عقیدہ وہی ہے جو مولوی محمد صاحب جو ناگڈھی و مولوی احمد اللہ صاحب و مولوی ثناء اللہ صاحب و مولوی عبید اللہ صاحب کا ہے۔ تو میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس کی تفصیل معلوم نہیں کہ وہ عقیدہ کیا ہے؟ میں اس قدر عرض کر سکتا ہوں کہ اگر اہل کفر زبان سے کہہ دینے کی جو اجازت ہے اس پر رقیہ کو قیاس نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اجازت کی صورت وہ ہے جہاں اجراء کلمۃ الکفر کا یقینی نتیجہ جان کا محفوظ ہو جانا ہو اور رقیہ کا یہ اثر کہ مرض مملک کو اس شرکیہ رقیہ سے ضرور شفا ہو جائے گی، یقینی بلکہ ظنی بھی نہیں محض موہوم ہے اس لئے رقبہ کو اجراء کلمۃ الکفر پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

خلاف شرع حکم کرنے والے حکمران طاغوت ہیں ان کو

”اولی الامر“ میں داخل کرنے والے کی امامت ناجائز ہے۔

(سوال) جو شخص آیت شریفہ واولی الامر منکم کو حکام آئین موبودہ پر محمول کرتا ہو اور حکام آئین موبودہ کے حکم کو اس آیت شریفہ سے استدلال کر کے واجب العمل کہتا ہو تو ایسے شخص کا شریعت میں کیا حکم ہے اور اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۶۲ مولوی محمد شفیع صاحب مدرس لول مدرسہ اسلامیہ شہر ملتان ۲۳ ربیع الاول

۱۳۵۶ھ ۳ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۴) واولی الامر منکم سے علماء یا حکام مسلمین مراد ہیں۔ یعنی ایسے حکام جو مسلمان ہوں اور خدا و رسول ﷺ کے حکم کے موافق احکام جاری کریں۔ (۱) ایسے مسلمان حاکم جو خدا و رسول کے احکام کے خلاف حکم جاری کریں۔ من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکفرون میں داخل ہیں اور خدا اور رسول کے خلاف حکم جاری کرنے والوں کو قرآن پاک میں طاغوت فرمایا گیا ہے۔ اور طاغوت کی اطاعت حرام ہے۔ (۲) پس جو شخص ایسے حکام کو جو الہی شریعت اور آسمانی قانون کے خلاف حکم کرتے ہیں ”اولی الامر منکم“ میں داخل قرار دے وہ قرآن پاک کی نصوص صریحہ کی مخالفت کرتا ہے۔ انگریزی قانون کے ماتحت خلاف شرع حکم کرنے والے خواہ غیر مسلم ہوں، خواہ نام کے مسلمان طاغوت ہیں۔ اولی الامر میں کسی طرح داخل نہیں ہو سکتے۔ ان کو اولی الامر میں داخل کرنے والا یا مجنون ہے یا جاہل یا فاسق۔ اور ایسی حالت میں اس کو مقتدا بنانا امام مقرر کرنا ناجائز ہے۔ (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ عن ابن عباس (و اولی الامر منکم) یعنی اهل الفقه والدين و کذا قال مجاهد و عطاء، والحسن البصري و ابو العالیہ (و اولی الامر منکم) یعنی العلماء والظاهر والله اعلم انها عامة فی کل اولی الامر من الامراء والعلماء..... (تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۵۱۸ سہیل اکیڈمی لاہور)

۲۔ یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ۔ (النساء: ۶۰)

۳۔ وان قدموا غیر الاولی فقد اساءوا وکروہ امامة..... جاہل و فاسق (نور الایضاح ۳۱ مصر)

(۱) جس کے افعال خلاف شرع ہو اس کی بیعت جائز نہیں۔

(۲) بیعت امارت پر طعن کرنا اور ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے امیر کی بیعت کا حکم۔

(سوال) (۱) زید حنفی المذنب ہے اور حرام کو وہ اعتقاداً حلال سمجھ کر لوگوں میں پھیلائے اور سرود وغیرہ قبرستان میں بھجوائے اور اس کے بعض فعل مخالف شرع محمدی ہوں، کیا اس کی بیعت حلال ہے؟

(۲) بیعت امارت حق ہے یا فضول ہے؟ اور اس کے معتقد پر طعن کرنا درست ہے؟ ایک امیر کی موجودگی میں دوسرا امیر بیعت کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۰۶ مشتاق احمد قریشی (ڈیرہ غازی خاں) ۸ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۲ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۵) (۱) حرام۔ اس کو وہ حلال قرار دیتا ہے وہ کیا ہے۔ سرود وغیرہ قبرستان میں بھجوانا جائز ہے۔ جس کے افعال خلاف شرع ہوں اس کی بیعت ناجائز ہے۔ (۱)

(۲) بیعت امارت جائز ہے مگر جب کہ امارت صحیح اصول کے موافق ممکن ہو ایک امیر متبع شریعت کی موجودگی میں اسی حلقے میں دوسرے امیر کی بیعت ناجائز ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

بارہ خلیفوں والی روایت صحیح ہے۔
یزید کو ملعون یا کافر کہنے کا حکم۔

(سوال) کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ان کے نام تحریر فرمادیں۔ دوسرے یہ کہ یزید بن معاویہ کافر یا ملعون کہنے والا دائرۃ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۰۷ عبد الغفار خاں (مالیر کوئلہ) ۵ رجب ۱۳۵۷ھ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۶) بارہ خلیفوں والی روایات صحیح ہیں۔ (۲) مگر ان کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے بارہ خلیفوں تک اسلام کی قوت و شوکت قائم رہنے کی خبر دی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ بارہ خلیفہ خلفائے راشدین ہوں گے۔ خلافت راشدہ یا خلافت نبوت کی مدت تو تیس ۳۰ سال تک بیان فرمائی ہے۔ (۳)

یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر ملعون کہنے والے خاطی ہیں، ان کو کافر کہنا بھی نہیں چاہئے۔ (۵)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ۔

۱۔ استماع صوت الملاہی حرام (الشامیہ ۶/۳۵۹ عید)

۲۔ لا یجوز نصب الامین فی عصر واحد (شرح فقہ الاکبر ۹/۷۹۱ اخافقہ مراجعہ)

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الدین قائماً حتی تقوم الساعة اویکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش (مسلم ۲/۱۱۹ قدیمی)

۴۔ الخلافۃ بعدی فی امتی ثلاثون سنة۔ کنز العمال (ج ۶ حدیث نمبر ۱۳۹۶۰) التراث الاسلامی بیروت۔

۵۔ حقیقۃ اللعن المشہورہ ہی الطر دعن الرحمة وہی لا تكون الا لکافر ولذا لم تجز علی معین لم یعلم موته علی الکفر بدلیل وان کان فاسقاً مشہوراً کیزید علی المعتمد (الشامیہ ۳۰/۳۱۶ عید)

(۴) امیر صوبہ اگر نقیب یا صدر النقباء یا رئیس النقباء کے نام سے کسی کو نامزد کرے تو یہی نام اور لقب اختیار کرنا ہوگا اور اگر امیر صوبہ کسی کو "امیر ناحیہ فلاں" کا لقب استعمال کرنے کی اجازت دے دے تو یہ لقب استعمال کرنا جائز ہوگا اور اجازت نہ دے تو یہ لقب اختیار کرنا جائز نہ ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

قوم کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے امیر شریعت کے تقرر کے لئے سعی کرنا۔
اگر امیر شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

(سوال) در علاقہ ما کہ معروف بہ سمران زئی ایجنسی ملاکند است از طرف حاکم وقت اختیارات فیصلہ بابہ جرگہ قوم سپرد است۔ اما در جرگہ اتفاق و امیر نیست بلکہ سہ فریق اند و ہر یک فریق بلحاظ دوستی خود یا بموجب رشوت و ہی خصم اظہار رائے می کند و دوست خود را غالب می کند اراکین جمعیت العلماء علاقہ ہذا ایس تجویز پاس کردہ :-
کہ مایاں سعی و کوشش کردہ بہ ماکان و خانان قوم منت وزاری کردہ باشیم کہ اوشاں با اتفاق خود یک مرکز معین کردہ امیر منتخب نمایند تاکہ فیصلہ بائے قوم حسب شرع نبوی فیصلہ خواہد شد۔ لہذا تصدیقہ افزائے اوقات ہمایوں شدیم کہ برائے مافتویٰ حسب سوالہائے مسطور ذیل از کتب معتبر خارج ساختہ ارسال فرمائند۔

(۱) سعی و کوشش کردن در امر مذکور الصدر بہتر است یا نہ؟

(۲) اگر خوب و بہتر بود و بفضلہ کامیاب شدیم پس کیسہ با اتفاق جرگہ معین شد امیر شرعی باشد یا نہ؟

(۳) اگر امیر شرعی شود پس اطاعت او تا کد ام حدود رکدام امور بر مال لازم باشد؟

(۴) اگر بعد از تقرر ہم فیصلہ با حسب شریعت نہ کند پس او امیر شرعی متصور بود یا نہ و فیصلہ ہا دریں

صورت (بہ یک مرکز و یک امیر) فیصلہ کردن بہتر باشد یا مثل ماضی باشخاص متعدد و پراگندہ اولی باشد۔

(۵) معہ منشور فتویٰ چند احکام زجر یہ و عقوبہ و حق کسیکہ فیصلہ با بموجب عقل خود فیصلہ کنند

و اجر و ثواب کیسان یکہ فیصلہ ہا بہ شریعت نبوی بانجام رسانند تحریر فرمودہ ارسال فرمائند۔

(ترجمہ) ہمارے علاقہ سمران زئی ایجنسی ملاکند میں حکومت کی طرف سے مقدمات کے فیصلہ کرنے

کا اختیار قوم کے جرگہ کے سپرد ہے۔ لیکن جرگہ کے اندر اتفاق و اتحاد نہیں ہے اور امیر شریعت بھی نہیں ہے۔

بلکہ تین پارٹیاں ہیں اور ہر پارٹی دوستی و تعلقات یا صاحب معاملہ سے رشوت لینے کی بناء پر اظہار رائے کرتی ہے

اور اسی ایک فریق کے حق میں فیصلہ کر دیتی ہے اب اس علاقے کی جمعیت علماء کے اراکین نے مندرجہ ذیل تجویز

پاس کی ہے :-

کہ ماکان و خانان قوم سے منت سماجت کے ساتھ یہ درخواست کی جائے کہ وہ سب آپس میں متحد

متفق ہو کر ایک مرکز پر جمع ہو جائیں اور اپنا ایک امیر منتخب کریں تاکہ قوم کے تمام فیصلے شریعت کے مطابق

انجام پذیر ہوں۔ لہذا جناب کو زحمت دی جاتی ہے کہ مندرجہ ذیل امور کے جو بات معتبر کتابوں سے عنایت

فرمائیں۔

(۱) مذکورہ بالا تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنا درست ہے یا نہیں؟

- (۲) اگر اس کو شش میں ہم کامیاب ہو جائیں ایک امیر منتخب کر لیں تو وہ امیر شرعی ہو گیا نہیں۔
 (۳) اگر وہ امیر شرعی ہو گا تو ہم پر اس کی اطاعت کس حد تک اور کن امور میں لازم ہوگی؟
 (۴) اگر وہ منتخب شدہ امیر بھی شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرے تو اس کو امیر شرعی سمجھا جائے یا نہیں اور اس صورت میں بیک مرکز و یک امیر فیصلے کرانا ہو گا یا سابق کی طرح مختلف رائے و پر آئندہ اشخاص سے فیصلے کرانا بہتر ہو گا؟

(۵) جو لوگ محض اپنی رائے اور اپنی عقل سے فیصلے کریں آخرت میں ان کے لئے کیا سزا ہے اور جو لوگ خالص شریعت کے مطابق فیصلے کریں، ان کے لئے کیا اجر و جزا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۵۷۲ پیر گل بادشاہ شاہ صاحب (پشاور) ۶ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ م ۲۳ اپریل ۱۹۹۲ء
 (جواب ۱۴۸) ان الحکم الا للہ امر ان لا تعبدوا الا اياه (۱) حضرت حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ حکم (یعنی فیصلہ) صرف اللہ کا ہے۔ اس نے بندوں کو حکم دیا ہے کہ کسی کی بجز خدا کے عبادت نہ کریں۔ تمام منازعات کا فیصلہ خدا اور رسول کی شریعت کے موافق کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

خدا اور رسول کے خلاف فیصلہ کرنا طاغوتی اور شیطانی کام ہے جس سے ہر مسلمان کو بچنا لازم ہے۔ (۲)
 پس آپ ضرور امیر شریعت کے تقرر کی سعی کریں اور ایسا امیر مقرر کریں جو شریعت کے احکام سے واقف اور متورع اور متدین ہو (۳) اس کی اطاعت فی المعروف لازم ہوگی، (۴) اگر وہ شریعت کے احکام سے تجاوز کرے تو اس کو آئندہ معزول کر دیں اور دوسرا امیر جو تبع شریعت ہو مقرر کر لیں۔ بہر حال ایک مرکز اور ایک امیر بہتر ہے، اگر مجبوری ہو اور ایسا امیر میسر نہ ہو یا کسی پر اتفاق نہ ہو سکے تو بدرجہ مجبوری ایک مختصر سی جماعت تین آدمیوں کی مقرر کریں جو شریعت کے موافق فیصلے کرے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

بادشاہ اسلام کے خلاف خروج کب جائز ہے؟

(از اخبار الجمعیۃ سہ روزہ دہلی مورخہ یکم مارچ ۱۹۲۹ء)

(سوال) جو فرماں روئے اسلام مسلمانوں کی ترقی کی خاطر اصول سائنس یادگیر اصلاحات یورپ کے بموجب احکام کا نفاذ کرے اور ملک کا پورا طبقہ ان اصلاحات کو قبول کر لے تو اس حاکم پر شرعی حکم کیا ہے؟ کیا وہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟ اگر خارج ہے تو اس پر شرعی سزا کون سی عائد ہوتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ جو سرکردہ گروہ یا علمائے محترم کا کوئی فرد ایسے بادشاہ کے افعال کو مورد لعنت اور اسلام کے خلاف قرار دے اور

۱۔ (یوسف: ۴۰)

۲۔ من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ (المائدہ: ۴۴)

۳۔ ویشرط ان یکون من اهل الولاية المطلقة الكاملة ای مسلما، حرا، عاقلا، بالغاً الخ (شرح العقائد: ۲۳۴)

۴۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السمع الطاعة علی المرء المسلم فیما احب وکره مالم یومر بمعصیة، فاذا امر بالمعصیة فلا سمع وطاعة (بخاری شریف: ۲/ ۱۰۵۷)

۵۔ اما الشوری فالکل بمنزلة امام واحد۔ (شرح العقائد: ۲۳۴) (تجیم معید)

اپنے گروہ کے اثر سے مقدس مقامات اور اسلامی ممالک میں بغاوتیں رونما کرے۔ مثلاً ترکی، حجاز، ایران، مصر، چین وغیرہ تو اس کو شرعاً کیا سزا دینا چاہئے؟ کیا ایسی بغاوت میں ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو قتل کرنا یا لوٹنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو ایسے باغی اور ایسے عالم کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۰۴۹) اسلام نے مادی ترقی کو منع نہیں کیا۔ سائنس اور کیمسٹری اور علوم عقلیہ کے دوسرے شعبوں سے فائدہ اٹھانے کو نہیں روکا۔ اسلامی ممالک میں جو نئی نئی چیزیں اصلاحات کے نام سے جاری ہو رہی ہیں وہ مختلف مدارج کی ہیں۔ بعض عقائد و خیالات سے تعلق رکھتی ہیں، بعض اعمال و افعال سے۔ پہلی قسم میں ایسی چیزیں بھی ہیں جو الحاد و دہریت تک پہنچاتی ہیں اور اس سے کم درجہ بھی ہیں پس اجمالی طور پر تمام امور جدیدہ کو شامل کر کے نہ سوال کرنا درست ہے اور نہ جواب دینا ہی مناسب ہے۔ بہت سی چیزیں ایسی بھی ہیں کہ ان کا اجراء مسلمانوں کے لئے نہ صرف مفید بلکہ مقتضیات زمانہ کی بناء پر واجب و لازم ہے۔ اس سوال کے جواب میں اسی قدر کہا جاسکتا ہے کہ جس بادشاہ کی نافذ کردہ اصلاحات حدود اللہ سے متجاوز نہ ہوں اس کی اطاعت لازم ہے۔ اور بادشاہ اسلام کے خلاف خروج و بغاوت اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ اسلام کا حلقہ بگوش رہے۔ اور کھلا کفر اختیار نہ کرے، ایسی بغاوتوں میں مسلمانوں کو قتل کرنا، لوٹنا سخت حرام اور موجب وبال و اکال اخروی ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی۔

ساتواں باب تقدیر و تدبیر

تقدیر کے منکر کا حکم

(سوال) ایک شخص عام جلسوں میں تقدیر اور وسیلہ پکڑنے سے لوگوں کو منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بھائیوں تقدیر کوئی چیز نہیں، تدبیر کرو۔ اور وسیلہ کیا چیز ہے اپنی جانوں پر کھیلو۔

(جواب ۱۵۰) جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ تقدیر کچھ نہیں جو کچھ ہے تدبیر ہے وہ سخت غلطی پر ہے اور صریحی نصوص کا انکار کرنے والا ہے۔ بھارت احادیث اس کی شاہد ہیں۔ (۱) ہاں تدبیر بھی محض بے کار نہیں ہے۔ مگر تقدیر کا انکار کرنا اور صرف تدبیر پر اعتماد کر لینا بھی غلطی ہے۔ اسی طرح صرف تقدیر پر ہاتھ پاؤں باندھ کر بیٹھ جانا بھی منشاء شریعت کے خلاف ہے۔ انسان کو لازم ہے کہ وہ اسباب کے موافق ہاتھ پاؤں مارے اور ان سے کام لے اور پھر یہ اعتقاد رکھے کہ میری تدبیر بھی اسی وقت کار آمد و مفید ہوگی کہ تقدیر موافق ہو۔ اس قسم کا عقیدہ رکھنے والوں سے اجتناب چاہئے اور ان کو اپنے مدرسے میں نہ رکھنا چاہئے تاکہ ان کا برا عقیدہ اوروں تک متعدی نہ ہو۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ کہ دہلی۔

تقدیر و تدبیر کا صحیح مفہوم

(سوال) زید کہتا ہے کہ ذریعہ معاش اختیار کرنا۔ اچھے یا خراب کام کرنا۔ دوزخ یا بہشت ملنا۔ امیر یا غریب ہونا، منجانب اللہ میری تقدیر میں پہلے ہی سے لکھے ہوئے ہیں۔

عمر و کتنا ہے کہ یہ سب میرے کام ہیں منجانب اللہ نہیں ہیں۔ تقدیر اندازہ یا فعل کے نتیجے کا نام ہے جو منجانب اللہ اٹل ہے۔ صحیح راستے پر زید ہے یا عمرو؟

المستفتی نمبر ۲۷۵۸ مظهر علی ولد نجف علی۔ محلہ قاضی گلی۔ مروہہ ضلع مراد آباد ۸ صفر

۱۳۶۲ھ ۱۲ فروری ۱۹۴۳ء

(جواب ۱۵۱) زید کا یہ قول اس حد تک تو صحیح ہے کہ تمام کام جو انسانوں سے سرزد ہوتے ہیں تقدیر الہی سے ہوتے ہیں۔ یعنی ازل سے ابد تک کے تمام حوادث و واقعات کا اللہ تعالیٰ کو علم اور اندازہ تھا اسی علم خداوندی اور قدر ایزدی کے موافق تمام حوادث و واقعات اپنے اپنے وقت پر ہوتے رہتے ہیں، کوئی ایک ذرہ بھی خدا تعالیٰ کے علم و قدر سے باہر نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ حق تعالیٰ بندوں کو اچھے برے کام پر مجبور کر چکا ہے یا کرتا ہے۔ بندے جو اچھے یا برے کام کرتے ہیں یا ذرائع معیشت اختیار کرتے ہیں وہ خدا کی دی ہوئی طاقت کو اپنے اختیار سے اس کے علم و قدر کے ماتحت استعمال کرتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے جزایا سزا کے مستحق ہوتے ہیں کہ نیکی یا بدی کے

۱۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کل شیء یقدر حتی العجز والکیس، (مسلم: ۳۳۶/۲) تدبیری
۲۔ کل شیء فعلوہ فی الزبرون کل صغیر و کبیر مستطوہ، (التمر: ۵۳)

ارتکاب میں ان کے قصد اور ارادے کو دخل ہے۔

عمر و کے اس قول کا (میرا ہی فعل ہے منجانب اللہ نہیں) اگر مطلب یہ ہے کہ اللہ کے علم و اندازے میں یہ باتیں نہ تھیں جو بندے نے کیں تو یہ غلط ہے اس سے نعوذ باللہ جمل باری تعالیٰ لازم آتا ہے۔ اور اگر مطلب یہ ہے کہ خدا نے بندے کو ان باتوں پر مجبور نہیں کیا۔ اگرچہ اس کے علم و قدر کے مطابق سب باتیں ہوتی ہیں تو یہ بات صحیح ہے۔

بہر حال دونوں کی عبارتیں صاف نہیں ہیں۔ صاف عبارت یوں ہونی چاہئے کہ ہم جو ذریعہ معاش اختیار کرتے ہیں یا اچھے برے کام کرتے ہیں یا امیر و غریب ہوتے ہیں یہ سب کچھ اللہ کے علم و اندازے کے موافق ہوتا ہے، باوجود اس کے ہم پتھروں کے مثل مجبور اور بے بس نہیں ہیں اور اپنے اچھے برے کاموں کے اچھے برے نتائج کے مستحق اور ذمہ دار اپنے اختیاری اعمال کی بناء پر ہوتے ہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

www.ahlehaq.org

آٹھواں باب اختلافی مسائل فصل اول مسئلہ عید میلاد

یوم ولادت کی صحیح تاریخ اور میلاد منانے کا حکم .

(سوال) آج کل عام طور پر ۲ ربیع الاول کو عوام رسول خدا ﷺ کا یوم ولادت مناتے ہیں حالانکہ صحیح تاریخ یوم ولادت کی ۹ ربیع الاول ہے۔ نہ معلوم کس طرح یوم ولادت ۲ ربیع الاول کو منایا جاتا ہے۔ اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ یوم ولادت نہیں منایا جاتا بلکہ یوم وفات منایا جاتا ہے تو اس صورت میں بھی ۲ ربیع الاول کی بجائے ۳ ربیع الاول ہے۔

المستفتی نمبر ۱ محمد عبدالجلیل عثمانی۔ ایبٹ آباد۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ م ۲ جولائی ۱۹۳۳ء
(جواب ۱۵۲) حضور سرور عالم ﷺ کی تاریخ ولادت میں پہلے سے منور نحین و اہل سیر کا اختلاف ہے۔ دو شنبہ کا دن اور ربیع الاول کا مہینہ تو متفق علیہ ہے، مگر تاریخ کی تعیین میں متعدد اقوال ہیں۔ کسی نے دوسری، کسی نے تیسری کسی نے آٹھویں، کسی نے نویں، کسی نے بارہویں تاریخ بتائی ہے۔ از روئے حساب جو جانچا گیا تو ۹ تاریخ والا قول زیادہ قوی ثابت ہوا۔ اسی وجہ سے علامہ شبلی نعمانی مرحوم اور مولانا قاضی محمد سلیمان مرحوم نے اسی قوی اور راجح قول کو اختیار فرمایا ہے۔ لیکن عوام میں بارہویں تاریخ والے قول کی شہرت زیادہ ہو گئی تھی، اس بناء پر عوام بارہویں ہی کو یوم ولادت سمجھتے ہیں اور سمجھتے رہے ہیں۔ (۱)

رہا عید میلاد منانا تو یہ کوئی شرعی چیز نہیں ہے۔ نہ سلف صالحین اور صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عید میلاد منائی نہ منانے کی ہدایت کی۔ حدیث شریف کی کتابیں اس عید میلاد کے ذکر سے خالی ہیں۔ ہاں حضور انور ﷺ کی سیرت پاک کے بیان کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ یوم ولادت میں ہی ہو۔ اس کے لئے سال کے تمام دن مستحق ہیں کہ اس شرف کو حاصل کریں اور بہتر ہے کہ اس کو مختلف مہینوں میں مختلف تاریخوں میں منعقد کیا جائے۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی۔

عید میلاد النبی منانا اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے۔

(سوال) ۲ ربیع الاول جو کہ آج سے کچھ سال پہلے بارہ وفات کے نام سے مشہور تھا اور ان دنوں یوم النبی۔ عید میلاد النبی۔ یوم التبلیغ کے نام سے موسوم ہے۔ اس دن جسے ہوتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی سیرت پر

۱۔ سیرت النبی: ۱: ۶۷۱ ابنی کتب خانہ لاہور

۲۔ انہا تشابہ الطریقة الشرعیة من غیر ان تكون فی الحقیقة ومنها التزام کیفیات والہیات المعینہ واتخاذ یوم ولادة النبی صلی اللہ علیہ وسلم عیدا۔ (الاعتصام: ۱: ۳۹۱ الشاطبی طبع دار الفکر)

تقریریں ہوتی ہیں۔ نیز بڑا بھاری جلوس بڑے تزک و احتشام سے نکلتا ہے جس میں ارکان جلوس نعیتیں نعرہ ہائے تکبیر لگاتے ہیں اور پرچم اسلام لہراتے ہوئے تمام شہر میں چکر لگاتے ہیں جس سے درودیوار گونگ اٹھتے ہیں۔ اس جلوس میں باجہ، ڈھول اور نقارے بھی بجائے جاتے ہیں۔ غرض کہ بڑی رونق اور شان ہوتی ہے۔ دلیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب غیر قومیں اپنے اپنے پیشواؤں کے دن مناتی ہیں تو مسلمان اپنے پیشوا بلکہ دنیا کے پیشوائے اعظم کا دن کیوں نہ منائیں۔ لہذا مندرجہ ذیل سوالات کے جواب مطلوب ہیں۔

(۱) کیا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ یا کسی اور نبی کی پیدائش یا وفات کا دن اس طرح منایا جائے۔ یا آنحضرت ﷺ نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میرے بعد میری پیدائش یا وفات کا دن اس طرح منایا جائے۔ کیا حضرات خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور ﷺ کی پیدائش یا وفات کا دن منایا ہے؟ جس چیز کا حکم خدا اور رسول نے نہ دیا ہو اور اسلام کے ایک ایک حکم کو عملاً کر دکھانے والی جماعت یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اسے نہ کیا ہو کیا اس کو احداث فی الدین اور بدعت نہ کہا جائے گا۔

جب کہ حسب روایات معتبرہ و مشہور یہی دن پیدائش کا ہے اور یہی وفات کا تو شرعاً مسلمان کون سا دن منائیں۔ کیا آدھا دن پیدائش کی خوشی اور نصف دن وفات کا غم کریں۔ کیا مجموعوں اور جلسوں میں جہاں باجہ اور ڈھول وغیرہ بجایا جائے شامل ہونا جائز ہے؟ بدعت کی تعریف کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۳۴۰ کمیشن ایجنٹ ٹریڈنگ کمپنی ہوشیارپور۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۱ جون ۱۹۳۲ء۔
(جواب ۱۵۳) آنحضرت ﷺ کی پیدائش کے دن عید منانا یا وفات کے دن ماتم اور غم منانا اسلامی تعلیم نہیں ہے۔ نہ آنحضرت ﷺ نے اس کا حکم دیا نہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ دن منایا۔ اور جلوس نکالنا باجہ بجانا اور اسی قسم کے اور افعال مثلاً آتش بازی چھوڑنا افراط کے ساتھ روشنی کرنا چراغاں کرنا، اکھڑے نکالنا یہ سب باتیں درست نہیں ہیں۔ ہاں حضور ﷺ کی سیرۃ مبارکہ کے بیان و تبلیغ اور حضور ﷺ کی تعلیم کی اشاعت کے لئے اجتماع منعقد کرنا اور اس میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کو دعوت دینا اور حضور ﷺ کے فضائل و کمالات بیان کرنا جائز ہے۔ لہذا میں یہ جلسے اسی غرض سے تجویز ہوئے تھے۔ اور سیرت کے بیان کے لئے یہ مقرر کئے گئے تھے اور اسی صورت سے میں نے بھی ان جلسوں کے موافق رائے ظاہر کی تھی مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس کی کوئی تاریخ ہمیشہ کے لئے معین نہ کی جائے بلکہ ہر سال موسم کے لحاظ سے ایک مناسب تاریخ کا اعلان کر دیا جائے کرے۔ یا سال کی پہلی تاریخ (کیم محرم) مقرر کر دی جائے تاکہ عید میلاد کا شبہ نہ ہو اور یہ نام جو غیر شرعی ہے قائم نہ ہو جائے اور اصل مقصد جو نہایت نیک اور اہم ہے وہ حاصل ہو جائے یعنی آنحضرت ﷺ وارواحنافدہ کے فضائل و کمالات چار دانگ عالم میں پہنچ جائیں اور غیر مسلموں کو بھی حضور ﷺ کے کمالات ذاتیہ کا علم ہو جائے اور اسلامی تعلیم کی فضیلت بھی آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہو جائے۔ مگر افسوس کہ لوگوں نے ان جلسہ ہائے سیرت کو مجالس میلاد بنالیا اور وہ باتیں شامل کر لیں جو نہ صرف اصل مقصد سے دور ہیں بلکہ ان کا دار و مدار یاد نمود اور شہرت و ناموری حاصل کرنے کے نامناسب و ناملائم جذبات پر ہے۔ اکثر حالات میں ان

مجالس سے فائدہ کے بجائے دینی ضرر کا خوف ہے اور غیر مسلموں کے دل پر بھی اس کا کچھ اچھا اثر نہ ہو گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

عید میلاد النبی کے دن جلسہ، جلوس اور شیرینی تقسیم کرنا۔

(سوال) (۱) یوم میلاد النبی منانا بموجب پروگرام سیرت کمیٹی کے۔ (۲) جلوس شہر میں نکالنا۔ (۳) میلاد پڑھتے ہوئے راستہ سے چلنا۔ (۴) ایک جگہ جمع ہو کر جلسہ کر کے سیرت نبوی و اسلام اور بانی اسلام کا ذکر تذکرہ کرنا (۵) اور بعدہ شیرینی عوام میں تقسیم کرنا۔ شرع میں ہر ایک عمل کے لئے کیا حکم ہے۔ کیا مذکورہ بالا عمل شرک و بدعت ہے شرع میں ایسا یعنی شرک و بدعت کا فتویٰ دینے والے عالم کے لئے جو جامع مسجد کا پیش امام ہے۔ کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۴۶۲ خواجہ مصلح الدین صاحب (مغربی خاندیس) ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۳ جون ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۵۴) سوال میں جتنی باتیں مذکور ہیں ان میں سے صرف نمبر ۴ بلا تخصیص تارت و یوم جائز ہے باقی افعال کا ترک لازم ہے۔ مذکورہ بالا اعمال شرک تو نہیں مگر ان کو لازم سمجھنا اور جلوس وغیرہ کو شرعی امور قرار دینا بدعت ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

محفل میلاد سجانے اور معطر کرنے کا حکم۔

(سوال) محفل میلاد النبی ﷺ کو کاغذی پھول و فرش و قالین سے سجانا اور سطر و کباب سے معطر کرنا از روئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۱۷ سید علی صاحب (ٹانا نگر) ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۴ جون ۱۹۳۸ء۔

(جواب ۱۵۵) مروجہ مجالس میلاد کا منعقد کرنا ہی بے اصل ہے۔ وعظ کے لئے مجلس منعقد کی جائے اور وعظ کے اثنائے بیان میں آنحضرت ﷺ کے حالات اور فضائل بیان کر دیئے جائیں اسی میں حضور ﷺ کی ولادت شریفہ کے صحیح واقعات بھی بیان کر دے، اس قدر جائز اور درست ہے۔ اس قسم کی دینی اور مبارک مجلس کو دنیاوی اور نمائش آرائش سے صاف رکھنا بہتر ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

ماہ ربیع الاول میں مجالس و عظ و تبلیغ منعقد کرنا۔

پہ تقریب ماہ ربیع الاول مجالس و عظ و تبلیغ منعقد کرنا جن میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طاہرہ اور آپ کے فضائل و مناقب بیان کرنا دینی و دنیوی حیثیت سے باعث خیر و برکت ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۵۷۲ انچارج سکریٹری صیغہ تعلیمات گورنمنٹ (بھوپال اسٹیٹ) ۶ جمادی الثانی

۱۳۶۱ھ مطابق ۲۱ جون ۱۹۴۲ء۔

(جواب ۱۵۶) آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ کا ذکر کرنا دینی حیثیت سے موجب صد خیر و برکت ہے اور دنیوی حیثیت سے حضور ﷺ کے فضائل و مناقب اور کمالات کی تبلیغ و اشاعت بے حد مفید ہے اور انسانیت کی بیش بہا خدمت ہے، لیکن اس کے لئے ماہ ربیع الاول یا اس مہینے کی کسی تاریخ کی تخصیص نہیں ہے بلکہ سال بھر کے تمام مہینے اور تمام ایام میں یہ خدمت انجام دینا اور اس عمل خیر کو عمل میں لانا یکساں موجب ثواب ہے۔ نیز اس مجلس کی حیثیت بھی مجلس و عظ و تذکیر کی حیثیت ہے۔ نہ عید و جشن میلاد کی اور یہ بھی لازم ہے کہ اس کو بدعات مروجہ سے محفوظ اور پاک رکھا جائے۔ عام طور سے مجالس سیرت کے نام سے لوگ میلاد مروجہ کے جلسے کرتے اور ان میں وہ تمام بدعات جو قدیم مبتدعین کیا کرتے تھے عمل میں لاتے ہیں، یہ باتیں مذموم ہیں اور مجلس کے اصل مقصد کے خلاف ہیں اور اس کے فائدہ کو تباہ کر دیتی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی۔

(جواب ۱۵۷) نمبر ۲۵۷۲ دیگر۔ آنحضرت ﷺ کے حالات طیبہ کی اشاعت و تبلیغ کی غرض سے مجالس سیرت منعقد کرنا جائز اور مستحسن ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ ان مجالس کو بدعات مروجہ سے پاک رکھا جائے۔ اور ان کو عید میلاد یا مجلس مولود کا لقب نہ دیا جائے۔ اور نہ ماہ ربیع الاول یا بارہویں تاریخ کے ساتھ مخصوص سمجھا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی۔

مروجہ میلاد کی اصل حقیقت اور اس کے انعقاد کی ابتداء۔

(۲) میلاد میں قیام پر حدیث ”قوموا لسیدکم“ سے استدلال درست نہیں۔

(۳) ”ما اهل به لغير الله“ میں صحیح مسلک کیا ہے؟

(سوال) (۱) مروجہ میلاد شریف کی کوئی حقیقت بھی ہے یا نہیں اور اس کی بنیاد کب سے پڑی اور کس شخص نے ترویج دی۔ نیز اگر میلاد شریف کیا جائے تو قرآن کریم و احادیث سے کس طرح ثابت ہے۔ اور اس کا کیا طریقہ ہے۔؟ ایک مولوی صاحب قرآن عظیم سے میلاد شریف ثابت کرتے ہیں اور ثبوت میں یہ آیت شریفہ پیش کرتے ہیں :- ”واذا اخذ الله ميثاق النبين لما اتيتكم الآية“۔ یہ آیت شریفہ تیسرے پارے، سولہویں رکوع میں موجود ہے۔ اس کی تشریح کی جائے اور شان نزول سے بھی آگاہ کیا جائے۔

(۲) میلاد شریف میں جو قیام کیا جاتا ہے، آیا اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں۔ قال اللہ قال الرسول صلی

اللہ علیہ وسلم کی رو سے آگاہ فرمایا جائے۔ بعض حضرات قیام کے ثبوت میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں :- ”قوموا

لسیدکم

(۳) وما اهل به لغير الله میں حنفیہ کا کیا مسلک ہے آیا عند الذبح مراد ہے یا اس کے برعکس حنفیہ کا استدلال بطل کے ساتھ بیان کیا جائے۔ اور شیخ سدو کے بحرے اور سید سالار کے مرغ و غیرہ کا حکم بتلایا جائے کہ حرام ہے یا حلال۔

المستفتی نمبر ۲۵۹۹ عطاؤ اللہ (کلکتہ) ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ م ۱۴ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۵۸) آنحضرت ﷺ کے حالات طیبہ اور فضائل و کمالات آپ کی رسالت و تبلیغ کی خدمات کا بیان ہر وقت جائز بلکہ مستحسن ہے۔ لیکن صرف ذکر ولادت شریفہ کے لئے اسی نام سے مجلس میلاد منعقد کرنا سلف صالحین میں نہیں پایا گیا۔ یہ مجالس کوئی ساتویں صدی ہجری سے شروع ہوئیں (۱) اور ان کے بارے میں علماء کا اسی وقت سے اختلاف چلا آتا ہے کوئی اس کو جائز اور مستحسن قرار دیتا تھا اور کوئی بدعت۔ قول راجح یہ ہے کہ حضور ﷺ کے حالات طیبہ بیان کرنے کے لئے بطور مجلس و عظ کے اجتماع ہو، اس میں حضور ﷺ کے کمالات بیان کیئے جائیں، صحیح روایات بیان کی جائیں۔ اسراف اور دیگر بدعات سے مجلس خالی ہو تو جائز ہے۔ (۲)

قیام مروج جو ولادت کے ذکر کے وقت کیا جاتا ہے بے اصل ہے اور بدعت ہے۔ قوموا السید کم سے استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ وہاں تو سید موجود تھے اور مجلس میلاد میں حضور ﷺ کا موجود ہونا ظاہر ہے کہ منہجی ہے۔

شیخ سدو کا بحر اور سید سالار کا مرغ اور ہر جانور جس کی جان غیر اللہ کے لئے دینی مقصود ہو حرام ہے۔ اگرچہ ذبح کے وقت بسم اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا جائے۔ حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کا صحیح مسلک یہی ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

واعظ کے کہنے پر حاضرین کا بآواز بلند درود شریف پڑھنا۔

(۲) دور سے آنحضرت ﷺ کا خود درود شریف سننا ثابت نہیں۔

(۳) میلاد کے موقع پر پکائے جانے والے کھانوں کا حکم۔

(سوال ۱) جب کوئی صاحب و عظ یا مولود شریف فرماتے ہوں، ان کے ارشاد پر حاضرین بآواز بلند درود شریف پڑھیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ایک صاحب کہتے ہیں کہ جب درود شریف پڑھا جاوے تو آنحضرت ﷺ بذات خود سنتے ہیں اور

پڑھنے والے کو پہچانتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

(۳) چند مسلمان چند جمع کر کے طعام پکویں اور نیاز آل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا حضرت پیران پیر

غوث پاک علیہ الرحمۃ کی دینا چاہیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ طعام صاحب اہل ثروت اور ہمسایہ اور خود

صاحب چندہ کس کس کو کھانا جائز ہے؟

۱۔ اس کا بانی ابو سعید مظفر الدین ابن اربل ہے جو کہ ایک سرنشاہ تھا۔ (تاریخ ابن خلدون ۱/ ۳۳۵ مصر)

۲۔ لا یأس بالجلوس اذا ارادہ وجہ اللہ تعالیٰ، (حدیث ۵۱، ۳۱۹ ماجہ)

۳۔ ذبح لقدم الامیر ونحوہ کو احد من العظماء ویحرم، لا نہ اهل به لغير ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ، (الشمیۃ ۶: ۳۰۹ سعید)

(جواب ۱۵۹) (۱) گرمی مجلس کے لئے واعظ کا با و از بند درود پڑھوانا اور حاضرین کا پڑھنا دونوں ناجائز ہیں۔ حضور ﷺ کا نام نامی سن کر سامعین کو خود درود شریف پڑھنا چاہئے۔ واعظ کہے یا نہ کہے۔ اس کے کہنے کا انتظار نہ کرنا چاہئے۔

(۲) حضور ﷺ کا بذات خود درود شریف سننا ثابت نہیں۔ ملائکہ سیاحین کے ذریعے سے درود شریف حضور ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے۔ (۱)

(۳) یہ کھانا اگر بہ نیت صدقہ و ایصال ثواب کھلایا جاتا ہے تو صاحب نصاب اور خود پکانے پکوانے والے کو کھانا درست نہیں۔ صرف فقراء و مساکین کا حق ہے۔ اور اس میں بھی التزام نہ ہونا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

میلا و شریف کب کہاں، اور کیوں شروع ہوئی؟

از اخبار الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۷ء

(السوال) میلا و شریف کی بنیاد کہاں سے ہے؟ اور کب سے شروع ہوئی؟ اور کیوں شروع ہوئی؟ (جواب ۱۶۰) میلا و شریف حضور ﷺ کے زمانہ مبارک کے صدیوں بعد ایجاد ہوئی ہے۔ حضور ﷺ کے عہد مسعود اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین و ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کے زمانہ مبارک میں اس کا وجود نہ تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے حالات و واقعات اور فضائل و معجزات کا بیان کرنا مسلمانوں کیلئے بصیرت افروز اور موجب سعادت دارین ہے مگر لول تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ واقعات اور روایات صحیح صحیح بیان کئے جائیں۔ غلط اور موضوع قصے نہ بیان کئے جائیں۔ دوسرے یہ کہ مجلس خاص اہتمام سے اور میلاد کے نام سے منعقد کرنے کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ مجالس و عظم سے ہی یہ کام لیا جائے۔ تیسرے یہ کہ منکرات شرعیہ مثلاً اسراف، تفاخر، ریا سے اجتناب کیا جائے۔ چوتھے کسی خاص وقت تاریخ کو اس کے لئے شرعاً مخصوص یا مفید زیادت ثواب نہ سمجھا جائے۔ تو نفس ذکر اوصاف و فضائل آنحضرت ﷺ افضل مستحبات میں سے ہے۔ (۲) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱- ان لله ملائكة سياحين في الارض يبلغوني من أمي السلام. (نسائی: ۱، ۸۹، اقدی)

۲- وحدثنا المولى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الربیع الاول وهو اول من احدث من الملوك هذا العمل (القول المعتمد فی عمل المولد بحوالہ راہ سنت: ۱۶۲ صفحہ ۶)

میلا د کے نام سے جلسہ کرنا صحیح نہیں۔

(از اخبار الجمعية دہلی مورخہ ۹ مئی ۱۹۳۵ء)

(السوال) عید میلا د النبی موجودہ وقت میں مذہبی حیثیت رکھتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۶۱) عید میلا د النبی کے نام سے کوئی جلسہ کرنا صحیح نہیں۔ (۱) ہاں سیرت مقدسہ کی تبلیغ و بیان کے لئے جلسہ کرنے میں مضائقہ نہیں۔ اور اس کے لئے کسی خاص تاریخ کی تخصیص نہیں اور فضولیات و بدعات سے احتراز رکھنا لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

فصل دوم

جلسہ سیرۃ

(۱) عید میلا د النبی کے نام سے جلسہ کرنا بدعت ہے۔

(۲) یہ کہنا کہ سارے علماء وقت امام مہدی کے خلاف ہو گئے غلط ہے۔

بارہ ربیع الاول ۱۲ جون ۱۹۳۵ء کو عید میلا د کا جلسہ نہایت شان و شوکت سے منایا گیا۔ صوبہ سرحد کے مشہور علماء جو بدعتیہ اجلاس میں شامل ہوئے اور سیرت نبی پر تقریریں کیں۔ لیکن نیگو کا امام مسجد کا نام ملا بلال ہے اور دوسرا خازن زادہ غلام احمد خاں نے سیرت کے جلسے کی سخت مخالفت کرنے لگے اور مسجدوں میں خلاف تقریریں کرنے لگے۔ تقریر میں وہ کہتے تھے کہ بارہ وفات کا نام عید میلا د رکھنا بدعت ہے۔ اور اس دن جلسہ کرنا شرک و بدعت ہے۔ کیونکہ یہ جلسہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہیں کیا ہے۔ نہ قرآن و حدیث میں کسی جگہ درج ہے۔ میں نے غلام احمد خاں پر سوال کیا کہ تمام دنیا کے علمائے کرام نے اس دن جلسہ کرنے کا حکم دیا ہے تو کیا تمام دنیا کے علمائے کرام غلطی پر ہیں؟ اس کا جواب انہوں نے یوں دیا کہ جب امام مہدی آخر الزماں ظہور کریں گے تو تمام دنیا کے علمائے کرام ایک طرف ہوں گے اور امام مہدی دوسری طرف ہوں گے، قرآن و حدیث سے ثابت ہوا ہے۔ مجھ کو چونکہ علم نہ تھا اس لئے میں نے اس کو کہا کہ میں دہلی کو لکھوں گا۔

المستفتی نمبر ۵۱۳ عبد المنان (نیگو) ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۷ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۶۲) یہ صحیح ہے کہ عید میلا د کے نام سے اور عید منانے کے خیال سے بارہ ربیع الاول کو جلسہ کرنا بے اصل ہے اور اسے بدعت کہہ دینے میں مضائقہ نہیں اور تمام علماء نے اس نام اور اس خیال سے جلسہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ علمائے جلسہ سیرۃ کے نام سے جلسہ کرنے کی اجازت دی ہے جس کا مطلب کوئی عید منانا نہیں اور نہ اس کو میلا د کے مروجہ اعمال و رسوم سے تعلق ہے۔ اس کی غرض تو یہ تھی کہ مسلمانوں کے اندر جو ایک غلط طریقہ اور مبتدع رسم مجلس مولود منعقد کرنے کی روانہ چپائی گئی ہے اور اس میں اسراف، نمود اور بدعات و خرافات پھیل گئی ہیں اور مولود خواں جھوٹی اور موضوع روایتیں بیان کرتے ہیں ان کی اس طرح اصلاح ہو جائے کہ سیرۃ نبی کریم ﷺ کے بیان اور حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ کی اشاعت و تبلیغ کی غرض سے جلسہ

منعقد کیا جائے جو تمام فضولیات اور بدعات و خرافات سے پاک ہو اور اس میں سیرۃ مبارکہ و مقدسہ کے صحیح صحیح حالات بیان کئے جائیں۔ اور مسلمانوں کو اتباع سنت کی ترغیب دی جائے۔ کوشش کر کے غیر مسلموں کو بھی جلسے میں شریک کیا جائے تاکہ وہ بھی پیغمبر اسلام ارواحنا فداه کے حقیقی اور صحیح اور سچے حالات و کمالات سے واقف ہوں اور تبلیغ کی صحیح صورت پر عمل ہو سکے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے بجائے جلسہ سیرۃ کے اس کو مجلس مولود بلکہ ترقی کر کے عید میلاد بنالیا اور اس کے ساتھ جلوس اور نمائش کے بہت سے کاموں کا اضافہ کر لیا و فقہم اللہ تعالیٰ للاہتداء بہدیه صلی اللہ علیہ وسلم۔

الحاصل اشاعت سیرۃ مقدسہ کی غرض سے انعقاد جلسہ جائز بلکہ مندوب ہے۔ اور عید میلاد کے نام یا اعتقاد سے جلسہ منعقد کرنا بے اصل ہے۔ باقی یہ قول کہ امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں سارے علماء ایک طرف اور امام مہدی ایک طرف ہوں گے صحیح نہیں ہے۔ اور مجلس میلاد کو شرک بتانا بھی زیادتی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ ربی۔

کیا عید میلاد النبی قرآن و سنت سے ثابت ہے؟
(۱) عید میلاد النبی کے متعلق مختلف سوالات

(السوال) گذشتہ کئی سال سے مسلمانوں کے اندر ایک نئی تقریب موسومہ عید میلاد النبی شروع ہو گئی ہے اور ہر سال اس تقریب کو رونق دینے کے لئے نئی نئی تیاریاں عمل میں لائی جا رہی ہیں اور ان پر ہر سال مجموعی حیثیت سے کئی لاکھ روپیہ صرف ہو جاتا ہے۔ مجھے اس کے متعلق چند شکوک ہیں:-

کیا اس تقریب کو منانے کے لئے کوئی نص قرآنی یا حدیث نبوی ہے؟ اگر ہے تو نقل فرمائیں یا اس کا حوالہ درج فرمائیں۔

(۲) کیا قرون اولیٰ میں یہ تقریب کبھی کسی زمانے میں منائی گئی؟ اگر منائی گئی تو کس طرح؟

(۳) اگر اس تقریب سے مسلمانوں کے اندر تنظیم کا جذبہ پیدا کرنا مقصود ہو تو کیا شارع علیہ السلام

نے ہمیں کوئی طریقہ تنظیم کا اپنی زبان مبارک سے یا اپنے کسی فعل مبارک سے بتایا ہے یا نہیں؟

(۴) کیا پنجگاہ نمازیں اور نماز عیدین اور حج مسلمانوں کی تنظیم کے لئے کافی نہیں ہیں؟

(۵) کیا ان کی پابندی کی طرف سے توجہ بٹا کر اسلام کے اندر نئی نئی باتوں کا رائج کرنا بدعت میں

داخل نہیں ہے اور جو روپیہ اس تقریب کے منانے پر خرچ کیا جاتا ہے وہ اسراف میں داخل نہیں ہے؟

(۶) اگر آئے دن شریعت سے بے نیاز ہو کر تنظیم کی خاطر نئی نئی ایجادات کرنا جائز ہے تو مرزا قادیانی

کو جس کا دماغ ایسی باتوں میں بہت اچھا کام کرتا ہے اور جس نے اپنی جماعت کی عدم نظیر تنظیم کی ہوئی ہے،

کیوں نہ استاذ بنالیا جائے؟

المستفتی نمبر ۸۸۸ حبیب احمد خاں ۴ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶۳) جس وقت یہ تقریب شروع کی گئی تھی تو اس کو اشاعت سیرت مقدسہ کے نام سے شروع کیا

گیا تھا۔ یہ سیدھا سادہ عنوان ہر مسلمان کے لئے جاذب توجہ تھا۔ اس وقت نہ کسی مخصوص تاریخ کا ذکر تھا۔ اور نہ کسی خاص مبتدع کیفیت کا۔ نہ جلوس نکالنے کا تصور تھا۔ باجوں اور تماشوں کا تخیل۔ اس سیدھے سادے عنوان کو ہم نے بھی تبلیغ و تذکیر کا ایک طریقہ اور موثر ذریعہ سمجھ کر انعقاد مجالس سیرت کی اجازت دی تھی۔ اور یہ سمجھا تھا کہ خدا تعالیٰ کے آخری رسول خاتم الانبیاء سید المرسلین ﷺ کی سیرۃ مبارکہ صحیح اور مستند روایات کے ساتھ جب مخلوق کے سامنے پیش کی جائے گی۔ تو یہ غیر مسلموں کے لئے ایک اچھا ذریعہ تبلیغ و تذکیر ہو گا اور ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے رسمی محافل میلاد اور ان کی مروجہ بدعات کا مسلمانوں میں بھی انسداد ہو جائے۔ اور وہ بنائے رسمی محافل میلاد کے تبلیغ سیرت کے صحیح طریقے پر کاربند ہو جائیں مگر افسوس!

خود غلط بود آنچہ مایند انشتم

کا معاملہ ہو گیا۔ مسلمانوں نے بہت جلد جلسہ ہائے سیرۃ کی اصلی غرض و غایت کو نظر انداز کر کے انہیں رسمی محافل میلاد میں مدغم کر دیا۔ پہلے تو بجائے جلسہ سیرۃ کے ان اجتماعات کا نام ہی عید میلاد کر دیا۔ جو یقیناً قرون اولیٰ مشہور لمبا بالخیر کے خلاف ایک نئی ایجاد تھی اور اسلام کی گچی ثلث عیدین (عید الفطر و عید الاضحیٰ) پر ایک جدید عید کا اضافہ تھا۔ جو ایک منہج سنت مسلمان کی اسلامی واقفیت میں ناقابل قبول ہے۔ پھر ان جلسوں کے لئے ایک معین تاریخ ۱۲ ربیع الاول لازم کر دی گئی۔ اس کے بعد جلسوں کے اوپر جلوسوں کا اضافہ کیا گیا اور منچلے لوگوں نے باجوں کمازوں کھیلوں تماشوں کو شامل کر کے اسے اچھا خاصہ مجموعہ لمو و لعب بنادیا۔ فالی اللہ المشتکی وانا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس تمسید کے بعد آپ کے سوالات کے نمبر وار جوابات یہ ہیں:-
(۱) اس تقریب کو بیہمت کذائی منانے کے لئے (یعنی عید میلاد یا جشن میلاد کے نام سے مخصوص تاریخ و اوقات میں یا کسی اور تاریخ میں منانے کے واسطے) نہ قرآن پاک میں کوئی نص ہے۔ نہ حدیث میں نہ صحابہ کرام یا تابعین عظام یا مجتہدین امت خیر الانام کی قولی یا فعلی ہدایات میں کہیں اس کا وجود ہے۔ (۱)

(۲) قرون اولیٰ میں اس تقریب کا وجود نہ تھا حالانکہ اس زمانے کے مسلمان آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ تعلق اور فداکاری و محبت میں اعلیٰ درجے پر فائز تھے اور دوسری قوموں کو اپنے پیشواؤں کے یوم و اوقات پر خوشی کی تقریبیں مناتے ہوئے دیکھتے تھے مگر ان کو کبھی اس ایجاد کی طرف توجہ نہ ہوئی۔

(۳) اگر تنظیم مسلمین کا جذبہ پیدا کرنا بھی مقصود ہو تو وہ ان بدعات و مخترعات کے ارتکاب پر موقوف نہیں بلکہ وہ سیدھے سادہ طور پر تبلیغ سیرۃ مقدسہ کے جلے سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ تنظیم مسلمین ایک صحیح اور شرعی مقصد ہے۔ لیکن کسی صحیح اور شرعی مقصد کے لئے غیر شرعی اور مبتدع صورتیں اختیار نہیں کی جاسکتیں اور کی جائیں تو جائز اور مستحسن نہیں ہو سکتیں۔

(۴) بلاشبہ نماز کی پہچان جماعت اور جمعہ کی ہفتہ وار جماعت اور عیدین کی جماعتیں اور حج کا اجتماع عظیم مسلمانوں کی صحیح تنظیم کے لئے مقرر تھے، مگر افسوس کہ مسلمان ان جماعات مبہمہ کی اصل روح کو بھول گئے۔ اور ان تمام چیزوں کو بھی انہوں نے ایک عادی اور رسمی امور کی حیثیت دے دی مگر چونکہ یہ ثابت شدہ اور مامور بہ اعمال شرعیہ ہیں اس لئے ان کو عمل میں لانا ضروری ہے اور یہ بھی لازمی ہے کہ ان کی اصل روح کے ساتھ ان کو ادا کیا جائے۔ اور ان سے ہی تنظیم ملت اجتماع امت کا فائدہ حاصل کیا جائے۔ واللہ الموفق۔

(۵) اگر کوئی نئی چیز ان امور شرعیہ کی اہمیت کی طرف سے مسلمانوں کی توجہ ہٹانے کی موجب ہو تو اس کے حرام ہونے میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ ان فرائض اور شعائر اسلام سے توجہ ہٹانے کی موجب نہیں بلکہ ایک جدید صورت تنظیم ہے تو اس کی لباحت کا اس شرط سے حکم دیا جاسکتا ہے کہ اس کی اصل شریعت مقدسہ میں موجود ہو۔ اور اشاعت سیرۃ مقدسہ کے لئے سادہ طریق پر جلسہ سیرت کے نام سے اجتماع کیا جائے تو وہ تو تبلیغ و تذکیر کی شرعی ثابت شدہ اصل کے ماتحت آسکتا ہے۔ لیکن عید میلاد یا جشن میلاد کے نام سے اور اس مقصد سے کیا جائے تو اس کی شریعت مقدسہ میں اصل نہیں ہے اور اس پر زائد از حاجت مصارف کرنا یقیناً حرام عرف میں داخل ہو گا۔ (۱)

(۶) آہ یہ سوال بہت زیادہ پیچیدہ اور تفصیل طلب ہے۔ میں سر دست اس کے جواب میں صرف ایک شعر پر اکتفا کرتا ہوں اور وہ یہ ہے: "پندار سعدی کہ راہ صفا توں رفت جز بر پئے مسطقی صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً"۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

سیرت النبی کے جلسہ کی صدارت کافر و مشرک کے حوالے کرنا۔
(سوال) نصیر آباد میں چند افراد نے سیرت النبی ﷺ کے جلسہ کی صدارت کا متواتر تین روز کافر اور مشرک کے حوالہ کی۔ آیا اس جماعت کا یہ فعل شریعت اسلام کے موافق ہے یا مخالف۔ تقریر کرنے والے علماء اہل سنت والجماعت تھے۔

المستفتی نمبر ۱۰۲۳ عبدالرحمن صاحب نصیر آبادی حال مقیم میرٹھ ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۰

جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶۴) صدر کو بسا اوقات مقررین کی تقریروں پر محاکمہ یا بعض مقررین کے بیانات پر تنقید کرنی ہوتی ہے اس لئے کسی خاص جلسہ کی صدارت کے لئے مقصد جلسہ اور متعلقات مقصد کا ماہر شخص ہی موزوں ہوتا ہے۔ نیز مذہبی اجتماعات میں مذہبی حیثیت سے ممتاز شخصیت کو صدر بنانا مناسب ہے۔ بنا بریں ان لوگوں کا انتخاب ناموزوں اور نامناسب واقع ہوا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

فصل سوم

مسئلہ قیام

مجلس میلاد کا قیام بے اصل ہے۔

(سوال) ماقولکم رحمہ اللہ۔ اس زمانے میں لوگ جس طرح مولود شریف پڑھتے ہیں اور حضرات رسول خدا ﷺ کی پیدائش کے بیان میں قیام کرتے ہیں وہ حضرات ﷺ کے زمانے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم و تبع تابعین کے زمانے میں تھا یا نہیں۔ ائمہ اربعہ یا ان کے زمانہ میں کسی نے یہ قیام کئے ہیں یا نہیں اور ان سے کچھ روایت ہے یا نہیں اور کیسے یہ قیام شروع ہوا اور کس نے پہلا قیام کیا اور وہ کس طبقے کا لوگ تھا۔ اور قیام کرنا کیسا ہے اور نہ کرنے سے گنہگار ہوتا ہے یا نہیں یہ قیام ہر مجلس میں کرنا چاہئے یا کبھی ترک کرنا اچھا ہے؟

(جواب ۱۶۵) مجالس میاں و مروجہ کا قیام معہود شریعت میں ثابت نہیں۔ قرون ثلاثہ مشہود لہذا بخیر میں اس کا کوئی وجود نہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کے زمانے میں نہیں تھا۔ (۱) نہ ان حضرات سے اس کے بارے میں کوئی روایت جواز کی منقول نہ اصول شریعتہ غراء سے اس کا کوئی ثبوت قیام کرنے والے اگر تعظیم ذکر و ولادت کی نیت سے قیام کرتے ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ شریعت میں معہود نہیں، نیز ذکر و ولادت کی تخصیص بے معنی ہے۔ نیز ذکر اللہ اور قراءۃ قرآن زیادہ مستحق تعظیم ہے حالانکہ ذکر اللہ اور قراءۃ قرآن کے وقت کوئی شخص تعظیماً قیام نہیں کرتا، پھر ذکر و ولادت کی تعظیم قیام سے کرنا بھی مجلس مولود کے ساتھ خاص کیوں ہے؟ اگر وعظ میں کوئی داعظ و امداد شریفہ کا ذکر کرے یا بغیر انعقاد مجلس گھر میں کوئی ذکر و ولادت کرے تو کوئی شخص تعظیماً قیام نہیں کرتا۔ یہ سب تخصیصات بے دلیل ہیں۔ اور اگر اس خیال سے قیام کرتے ہیں کہ روح مبارک آنحضرت ﷺ کی مجلس میاں میں آتی ہے تو یہ خیال پہلے خیال سے بھی زیادہ جہالت آمیز ہے کیونکہ روح مبارک کے آنے کی دلیل شرعی کوئی نہیں۔ نیز آن واحد میں ہزاروں مجلسیں دنیا میں ہوتی ہیں، اگر ہر مجلس میں آپ ﷺ کی روح مبارک کو حاضر مانا جائے تو اس میں شائبہ شرک بھی ہے کہ آن واحد میں مجالس متعددہ میں حاضر و ناظر ہونا آپ ﷺ کے لئے ثابت کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہر جگہ حاضر و ناظر خواص ذات احدیت سے ہے۔ (۲) کسی امر مستحب کو ضروری سمجھنا اس کو حد کراہت تک پہنچا دیتا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے (۳) اور ملا علی

قاری رحمۃ اللہ علیہ اور چلپی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں تصریح کی ہے۔ (۱) پس اگر قیام مستحب بھی ہوتا تو اس کا یہ الزام و اہتمام جو مشہد ہے اسے مکروہ و ناپائیدار ہے۔ (۲) اچھ جائے یہ کہ وہ مستحب بھی نہیں بلکہ ایک بے اصل چیز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

میلا د اور قیام کو بدعت کہنے والوں کو وہابی کہنا درست نہیں۔

(سوال) ہمارے یہاں شہر احمد آباد میں میلا د و قیام کو اس زمانے میں بعض بدعتیوں نے رواج دیا ہے۔ اب ان کو کتاب ”براہین قاطعہ“ کے صفحہ ۲۰ کی یہ عبارت دکھائی گئی :-

”اس عاجز نے ایک عالم ناپائیدار سے جو مسجد مکہ میں بعد نماز عصر و غلط کہتے تھے، حال مجلس مولود کا پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بدعت ہے حرام۔“

اور ہم نے ان کو سمجھایا کہ یہ رواج بدعت محرمہ ہے تو وہ لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ میلا د و قیام و بدعت محرمہ کہنا خلاف قرآن مجید و حدیث کے ہے۔ اور جو قیام و وقت بیان پیدائش کیا جاتا ہے اس کو بھی ہم بدعت کہتے ہیں تو وہ لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ میلا د و قیام کو جو بدعت کہے وہ وہابی ہے۔ یہ کہنا ان کا موافق مذہب مفتی کے درست ہے یا غلط۔ بیوقوف و جاہل۔

(جواب ۱۶۶) مجاہد میلا د و قیام میں طرح طرح کے منکرات یعنی امور غیر مشروع ہوتے ہیں۔ (۳) اور غلط اور موضوع روایات بیان کی جاتی ہیں۔ (۴) اور اسراف و ریافتاخر پر مشتمل ہوتی ہیں۔ (۵) بدعت اور ناجائز ہیں حضور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ذکر مبارک اور بیان حال و احوال و معراج و نبوت بے شبہ افضل مندوبات و احسن مستحبات ہے۔ لیکن اس کے لئے خاص اہتمام سے مجالس منعقد کرنا قرون ثلاثہ مشہور و لمہا تاثیر میں نہیں تھا۔ (۶) حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین اور ائمہ مجتہدین سے بڑھ کر کون

(۱) قال الطیبی : ”وفیہ من اصر علی امر مندوب وجعلہ عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاحلال فکیف بمن اصر علی بدعة او منکر“ (مرقاۃ ج ۳ ص ۳۱ ط المکتبۃ النبیۃ کونہ)

(۲) جیسے ”سورہ تجد“ اور ”احمر کا بعد کی فجر میں اور“ ”سورہ جمعہ“ ”اور منافقون“ کا جمعہ میں پڑھنا مستحب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان نمازوں میں یہ سور میں پڑھنا منقول ہے، لیکن تمام فقہاء نے مختلف طور پر ان مذکورہ سورتوں کو ان نمازوں کے ساتھ خاص کر لینے کو مکروہ لکھا ہے۔ چنانچہ ”بدایہ“ میں ہے ”ویکفر ان یوقت بشی من القرآن لشیء من الصلوات“ (فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۲۰ مکتبہ شرکت علیہ مائتان)

(۳) ”ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم ان ذلك من اکبر العبادات و اظهار الشعائر ما یفعلونه فی شہر ربیع الاول من المولد وقد احتوی علی بدع و محرمات حمۃ ابن الحاج المالکی المدحل : ج ۲ ص ۳ ط مصطفى البابی الحلبي مصر)

(۴) اپنی روایات بیان کرنا اور سننا اس میں واضح کذب علی متعدد فلینبوا مقعدہ من النار“ (بخاری، کتاب المصنوع باب الم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۲۱ ط قدیمی)

(۵) جیسے شامیانے لکھا، قاضی عتقا، چچا اہل رنہ، اشتہارات ویز گانا، اور بہت سے امور غیر ضروری سمجھنا، تو بھی اہتمام کرنا اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دینا۔ ان امور کے بغیر جشن میلا د اور اور پھیکا سمجھنا۔ ان چیزوں میں باقی اسراف بجا ہوتا ہے ”ان المبدوعین کانوا اخوان الشیطین“ (بنی اسرائیل ص ۲)

(۶) ”اذا مولد منکلی غدا نصبا است و یومہ چند و نصبا در زمان صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین جاری ماند و در کدام زمان التزام ان و دو و آلہوں چونکہ انرا اللہ امر کر و اند و سونین اوبان و عید و در پیش مولد خوان نمازوں و رکن ذکر قرار و اودا و اند و عید این استہ امر باہم لازم خان از رایت نمیدت“ (مجموعۃ الفتاوی علی سائنس خاصۃ الفتاوی ج ۳ ص ۵ ط انجذ ایدی لاہور)

حضرت رسالت مآب سے محبت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ پس باوجود اس محبت اور عشق کے جو ان حضرات اکابر سلف کو حضور رسول کریم ﷺ سے تھی، ان کے زمانے میں مجالس میلاد کا منعقد نہ ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ یہ مجالس کوئی مستحسن فعل نہیں۔ ورنہ عاشقین رسول ﷺ ضرور اس کو عمل میں لاتے۔ (۱) پھر موضوع روایات بیان کرنا اور اسراف و تفاخر کے ارادہ سے مولود کرنا خود حرام ہے۔ اور ذکروادات باسعادت کے وقت قیام کرنا بالکل بے اصل اور بدعت ہے۔ (۲) کیونکہ ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ شریعت میں معبود و ثبات نہیں۔ اور یہ خیال کہ حضور رسول کریم ﷺ مجلس میلاد میں تشریف لاتے ہیں ایک جاہلانہ خیال اور مفضی الی الشریک ہے۔ (۳) کس آیت یا حدیث یا قول ائمہ رحمۃ اللہ علیہم سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مجلس میں وقت ذکر وادات قیام کرنا چاہئے۔ یا یہ کہ حضور انور ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ الغرض علمائے اہل سنت و الجماعت کا صحیح مذہب یہی ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مولود یا قیام کچھ بھی ثابت نہیں۔ جو لوگ ان مسائل کو وہابیوں کے مسئلے بتاتے ہیں وہ یا تو خود جاہل ہیں یا قصد اعمام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

مولود شریف میں قیام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) مولود شریف میں قیام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۴۱ الہی خان (گواہ) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۶۷) میلاد کی مجالس میں مردجہ قیام ایک بے اصل چیز ہے جس کا ثبوت شریعت میں نہیں ہے

(۴) اگر کوئی شخص قیام کو شرعی چیز سمجھ کر اور ثواب سمجھ کر کرے گا تو وہ ایک غلط چیز کا ارتکاب کرے گا۔ (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ۔

میلاد شریف میں قیام پر اصرار کرنا۔

(سوال) میلاد شریف میں تعظیم کے لئے کھڑا ہونا اور سب کو مجبور کرنا کہاں تک درست ہے۔

المستفتی نمبر ۹۵۱ عبد الرزاق صاحب (ابجین) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶۸) میلاد شریف میں قیام کرنے کا ثبوت شریعت مقدسہ سے ثابت نہیں۔ یہ ایک رسم ہوگئی

۱۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "واما اهل السنة والجماعة فيقولون في كل فعل وقول لم يثبت عن الصحابة رضي الله تعالى عنهم هو بدعة لانه لو كان حيرا لسبقونا اليه لانهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير الا وقد بادروا اليها." (تفسير ابن کثیر ج ۴ ص ۵۶ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

۲۔ بے اصل اس وجہ سے ہے کہ اس پر کوئی شرعی دلیل قائم نہیں ہے اور بدعت اس وجہ سے کہ خیر القرون کے بعد بلاحت شرعیہ دین میں ایجاد کیا گیا ہے۔

۳۔ اگر علم یا قدرت بالذات کا عقیدہ ہو تو بالکل شرک ہے، ورنہ کذب و افتراء علی اللہ ورسول ہے۔

۴۔ یعنی اول اور بدعتیہ قرآن، سنت رسول، ایمان اور قیاس میں سے کسی دلیل سے ثابت نہیں۔

۵۔ کیونکہ ایسی صورت میں یہ عمل بدعت کہلائے گا اور بدعت کا غلط اور مذموم ہونا واضح ہے۔ لقولہ علیہ السلام: "من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد" (مسلم باب نقض الاحكام الباطنة و رد محدثات الامور ج ۲ ص ۷۷ ط قدیمی)

ہے جو بے اصل اور بے ثبوت ہے۔ اور اس پر لوگوں کو مجبور کرنا قیام نہ کرنے والوں کو برا کہنا سخت گناہ ہے۔ (۱)
محمد کفایت اللہ کاں اللہ لہ۔

محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنا۔

(سوال) محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھا جاتا ہے تو اس فعل کا کرنا بہتر ہے یا ترک بہتر ہے۔
المستفتی نمبر ۱۵۲۴ مولانا عبدالحق صاحب صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ ملتان ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۳
جون ۱۹۳۷ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) محفل میلاد میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا اولہ اربعہ میں سے کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ تو اس قیام کو حکم شرعی و ضروری ٹھہرانا بدعت و گمراہی ہے۔ (۲) اس کو ترک کر دینا ضروری ہوگا۔ کیونکہ عوام الناس مبتدعین اس کو حکم شرعی و ضروری ٹھہراتے ہیں اس فعل کو ترک کرنے والے پر طرح طرح کے طعن و اعتراض کرتے ہیں۔ اجابہ، دکتبہ، حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صحیح
بندہ محمد یوسف عفا عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

(جواب ۱۶۹) (از حضرت مفتی اعظم) ہر الموقف بمحفل میلاد میں قیام مروج بے اصل اور بدعت ہے۔

صلوٰۃ و سلام پڑھنا تو جائز مگر اس کی ہیئت کذاتی اور پھر اس پر اصرار کرنا اور تارک کو مطعون اور ملوم بنانا یہ سب ناجائز اور بدعت ہے۔ (۳) ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ کرنی شریعت میں معمود نہیں اور اس کو شرعی حکم قرار دینا خدا اور رسول ﷺ کے خلاف تشریع ہے جو حرام ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کاں اللہ لہ۔
الجواب حق۔ محمد شفیع عفی عنہ مدرسہ عبدالرب دہلی۔

ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا بھی بے اصل ہے۔

(سوال) قیام کرنا خاص ذکر ولادت شریف کے وقت واسطے تعظیم حضرت ﷺ کے مستحسن و مستحب ہے یا

۱۔ "من اصر علی امر مندوب وجعلہ عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فکیف یمن اصر علی بدعة او منکر۔" (مرواۃ: ج ۳ ص ۳۱ ط المکتبۃ الحبیۃ کوئٹہ)

۲۔ "وان العادیات من حیث ہی عادیۃ لا بدعة فیہا، و من حیث یتعبد بها او توضع وضع التعبد تدخلہا البدعة" (علامہ شافعی، الاعتصام: ج ۲ ص ۹۸ دار الفکر) اور غیر ضروری کو ضروری جاننا بھی بدعات قبیحہ سے ہے "ورہبا نية ابد عوها ما کتبنا ہا علیہم" (الحدید: ۲۷) وقال ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ: "لا یجعل احدکم للشیطان شیئاً من صلاتہ یری ان حقاً علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ! لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً ینصرف عن شمالہ۔" (بخاری، کتاب الاذان، باب الانفال والانصراف عن الیمین والشمال: ۱/ ۱۱۸ ط قدیمی)

۳۔ "منہا وضع الحدود و التزام کیفیات والہیات المعینۃ، و التزام العبادات المعینۃ فی اوقات معینۃ لم یوجد لہا ذلک التعین فی الشریعۃ" (علامہ شافعی، الاعتصام، فصل فی تعریف البدع: ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر)

۴۔ "ام لہم شرکاء شرعوا لہم من الدین مالم یاذن بہ اللہ" (الشوری: ۲۱) وقولہ تعالیٰ: "ولا تقولوا لما تصف السنتکم هذا حلل" وهذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب" (القل: ۱۱۶) وقال ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ: "ویدخل فی هذا کل من ابتدع بدعة لیس لہ فیہا مستند شرعی او حلل شیئاً مما حرم اللہ او حرم شیئاً مما اباح اللہ بمجرد رایہ وتشہیہ" (تفسیر ابن کثیر: ج ۲ ص ۵۹۰ سبیل اکیڈمی لاہور)

حرام ہے اور مولود شریف کے قیام کو حرام کہنے والا گنہگار ہوگا یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۲۵۔ مولانا عبدالحق صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ ملتان ۱۳ ربيع الثانی ۱۳۵۶ھ

(جواب) (از مولوی حبیب المرسلین نائب مفتی) مولود مروج بنفسہ ناجائز ہے اور اس میں قیام کرنا اور اس کو حکم شرعی ٹھہرانا بہت ہی بڑی گمراہی ہے۔ کیونکہ مولود مروج میں بجائے تعظیم کے آنحضرت ﷺ کی توہین ہوتی ہے کہ فساق فجار گانے کے لہجے میں گاتے ہیں اور حقہ سگریٹ بھی پیتے جاتے ہیں اور آپ کا ذکر و نام مبارک نہایت بے ادبی و بے حرمتی کی ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ کی محبت کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں اور آپ کی سنن کی متابعت و نماز روزہ کے بھی پابند نہیں ہوتے۔ صورتیں شکلیں اہل ہنود کی رکھتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی عالم وعظ کے لہجے میں میلاد کے واقعات کو بیان کرے گا تو یہ مستحسن ہوگا۔ (۱) اور قیام کا ثبوت کسی سند شرعی سے نہیں۔ لہذا یہ بھی بدعات مخترعات سے ہے۔ فقط حبیب المرسلین غنی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۱۷۰) (از حضرت مفتی اعظم) ہوا الموفق۔ آنحضرت ﷺ کے مقدس حالات اور سیرت مبارکہ کا ذکر کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور افضل الاذکار ہے۔ لیکن محافل میلاد جس نوعیت سے منعقد کی جاتی ہیں، یہ سرتاسر امور غیر مشروعہ پر مشتمل ہوتی ہیں۔ (۲) روایات موضوعہ منکرہ بیان کی جاتی ہیں۔ (۳) بیان کرنے والے اکثر غیر متشرع فساق و فجار ہوتے ہیں، (۴) اسراف و ریاکاری سمعہ و نمود مقصد ہوتا ہے۔ (۵) التزام مالا یلزم کی حد سے گزر کر اس کو فرائض و واجبات سے بھی آگے بڑھا دیا جاتا ہے۔ (۶) قیام بوقت ذکر و ولادت کو ایک فریضہ شرعیہ قرار دے لیا ہے اس کے تارک کو لعن و طعن کیا جاتا ہے۔ (۷) الغرض مروجہ مجالس میلاد بدعات و خرافات کا ایک مجموعہ بن کر رہ گیا ہے۔ اس لئے اس ہیئت کذائی کا ترک کرنا واجب ہے۔ (۸) حضور ﷺ کے فضائل و کمالات کے بیان کرنے کے لئے مثل مجالس وعظ کے ایک بے تکلف مجلس میں وعظ کی طرح بیان کر دینے کو اختیار کیا جائے تو بہتر اور موجب ثواب ہوگا۔ (۹) صحیح واقعات، مستند روایات بیان کی جائیں اور شیرینی

۱۔ "لاباس بالجلوس للوعظ اذا اراد به وجه الله تعالى كذا في الوجيز لکوردی۔ (الفتاویٰ العالمگیر: ۵/۳۱۹ ط واحد یہ کوئٹہ)
۲۔ "ما يفعلونه في شهر ربيع الاول من المولد. قد احتوى على بدع و محرمات جمعة" (ابن الحاج لماثی، المدخل: ج ۳ ص ۳۳ مطبعت البانی الحلینی مصر)
۳۔ ان کا بیان کرنا اور سننا اس وعید میں داخل ہے: "من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار" (بخاری: ۱/۲۱ ط قدیمی)
۴۔ ان کے ساتھ ناحق مسالہ و مدہانت کرنی پڑتی ہے، اور بلکہ ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ: "فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین" (الانعام: ۶۸)

۵۔ "ان المبذرین كانوا اخوان الشیطین" (بنی اسرائیل: ۲۷)
۶۔ اور غیر ضروری کو ضروری جاننا بدعات قبیحہ سے ہے "ورهبانیۃ ابتدعوها ما کتبنا ہا علیہم" (الحدید: ۲۷) وقال ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ: "لا يجعل احدکم للشیطان شیئا من صلاته یروی ان حقاً علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ! ولقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً ینصرف عن شمالہ" (بخاری: ۱/۱۱۸ ط قدیمی)
۷۔ قیام کو فریضہ شرعیہ قرار دینا بدعت و معصیت ہے اور معصیت پر اصرار کرنا سخت معصیت ہے۔ علامہ شاطبی فرماتے ہیں: "ان العادیات من حیث ہی عادیۃ لا بدعة فیہا، و من حیث ینعبد بها او توضع وضع التعبد تدخلها البدعة الاعتصام: ج ۲ ص ۹۸ ط دار الفکر

۸۔ کیونکہ بدعات و مکروہات کے ملنے سے عبادت بھی معصیت ہو جاتی ہے جیسے کوئی حالت جنایت میں بوقت دوپہر کے نماز پڑھنے لگے سخت گنہگار ہوگا حالانکہ نماز افضل العبادات ہے۔ اسی طرح نفس ذکر سیرت مبارکہ نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور افضل الاذکار ہے مگر بدعات و خرافات کے ملنے سے مروجہ مجالس میلاد کا ترک ضروری ہو جائے گا واللہ اعلم۔

۹۔ "التذکیر علی المنابر للوعظ والا تعاط سنة الانبیاء او المرسلین" (الدر المختار: ج ۶ ص ۴۲۱ ط سعید)

وغیرہ تقسیم کرنے کا رواج ترک کر دیا جائے۔ مسلم، غیر مسلم سب کو بلایا جائے اور ایسی طرح بیان کیا جائے کہ غیر مسلموں کے لئے خاصی تبلیغ ہو جائے اور اسلام کی صداقت اور پیغمبر اسلام کی محبت ان کے دلوں میں سما جائے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔

(جواب ۱۷۱) نمبر ۵۲۸ ادیگر۔ مولود شریف کا مروجہ اہتمام بے اصل ہے اور ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا بھی بے اصل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔

۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۳ جون ۱۹۳۷ء۔

نبی علیہ السلام کا نام سن کر انگوٹھوں کو چومنا بے اصل ہے۔

(سوال) کیا میلاد شریف میں وقت ذکر ولادت شریف قیام کرنا اور آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر درود شریف پڑھ کر انگوٹھوں کو چوم لینا شرک ہے؟

المستفتی نمبر ۵۶۴ اجنب سید عبدالمعبود صاحب بدایوں۔ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۴ جولائی ۱۹۳۷ء (جواب ۱۷۲) میلاد شریف میں ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا شرعاً بے اصل ہے۔ کیونکہ ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ شریعت میں معبود نہیں اور نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنا صحیح اور مستحب ہے۔ (۱) مگر انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا بے اصل ہے، (۲) تاہم اس کو شرک نہیں کہا جاسکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔

مجلس میلاد میں حضور علیہ السلام کا تشریف لانا۔

(سوال) (۱) ایک مسلمان کا یہ اعتقاد ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش کے ذکر کے وقت حضور ﷺ مجسم یا روح حضور علیہ السلام کی آتی ہے۔ مجلس میلاد میں اس وجہ سے ہم تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں۔ دریافت طلب یہ ہے کہ قرآن مجید یا حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ مجلس میلاد میں تشریف لاتے ہیں یا

۱۔ "ونص العلماء علی استحبابها فی مواضع : وعند ذکر اوسماع اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم۔" (رد المحتار : ج ۱ ص ۵۱۸ ط سعید)

۲۔ کیونکہ اکثر لوگ آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنے کو ثواب سمجھتے ہیں، اور وہ موقوف ہے روایت پر، اور روایت اس باب میں کوئی ثابت نہیں۔ لہذا بے اصل ہے۔ شامی میں ہے: "وذكر ذلك الجراحى واطال ثم قال : ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيئا" (ج ۱ ص ۳۹۸ ط سعید)۔ اور فضائل اعمال میں کمزور روایت پر عمل کرنے کی تین شرطیں ہیں: ایک یہ ہے وہ روایت بہت زیادہ کمزور نہ ہو، دوسرے یہ کہ وہ چیز شریعت کے کسی عام اصول کے تحت داخل ہو۔ تیسرے یہ کہ اس کو سنت نہ سمجھا جائے (در مختار : ج ۱ ص ۱۲۸ ط سعید)۔ جب کہ انگوٹھے چومنے کے بارے میں جو روایت بیان کی جاتی ہے بد قسمتی سے اس میں مذکورہ بالا تین شرطوں میں سے ایک بھی نہیں پائی جاتی۔ پھر آج کل لوگ ثواب سمجھنے کے علاوہ تارک پر ملامت کرتے ہیں، اس لئے اس فعل سے روکا جائے گا۔ یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ بعض فقہاء نے اپنی کتابوں میں انگوٹھے چومنے کو مستحب لکھا ہے۔ اس بارے میں علامہ عبدالحی لکھنویؒ فرماتے ہیں: "این تقبیل را در بعض کتب فقہ مستحب نوشته است، نہ واجب و نہ سنت مثل کنز العبادۃ و خزائن الروایات و جامع الرموز و فتاویٰ صوفیہ و غیرہ مگر در اکثر کتب معتبرہ متداولہ نشان آن نیستہ آن کتب کہ در انما این مسئلہ مذکور است غیر معتبر اند چنانکہ جامع الرموز و فتاویٰ صوفیہ و کنز العباد و غیرہ ازین وجہ کہ درین کتب رطب و یابس بلا تنقیح مجتمع است تفصیل آن در رسالہ من "النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر" موجود است۔ و احادیث درین باب فقہاء نقل میکنند آن تحقیق محدثین صحیح نیست" (مجموعۃ الفتاویٰ علی هامش خلاصۃ الفتاویٰ : ج ۲ ص ۲۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

نہیں، اگر حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں تو مجسم آتے ہیں یا روح پاک آتی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۳۵۹ انوار احمد صاحب حویلی اعظم خاں دہلی، جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م

۶ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب) (از مولانا مظہر اللہ صاحب) نہ یہ ثابت ہے کہ ذکر پیدائش کے وقت حضور اکرم ﷺ کی روح اطہر مجلس میں ہمیشہ تشریف لاتی ہے نہ اس غرض سے قیام کیا جاتا ہے لیکن کسی مجلس میں کسی صاحب باطن نے ایسا ملاحظہ کیا ہو تو کچھ بعید بھی نہیں لیکن اس کی وجہ سے ایک عام حکم نہیں لگایا جاسکتا (۱)

فقط واللہ اعلم۔ محمد مظہر اللہ غفرلہ امام مسجد جامع فتحپوری دہلی۔

(جواب ۱۷۳) (از حضرت مفتی اعظم) ہو الموفق۔ حضور انور ﷺ کا تشریف لانا تو بالکل بے اصل اور بے حقیقت ہے اور کسی مجلس میں کسی صاحب باطن نے کشفی طور پر مشاہدہ بھی کیا ہو تو اس سے یہ لازم نہیں کہ حضور ﷺ خود مجلس میں تشریف لائے۔ کیونکہ کشف میں ایسی چیزوں کا ایسے مقام پر مشاہدہ ہو جاتا ہے جہاں وہ چیزیں خود نہیں ہوتیں۔ آنحضرت ﷺ نے نماز کسوف میں جنت و دوزخ کو قبلہ کی دیوار میں مشاہدہ فرمایا۔ صحیح بخاری کی صحیح حدیث میں اس کی تصریح ہے ما من شیء کنت لم ارہ الا قد رأیتہ فی مقامی هذا حتی الجنة والنار۔ (۲) اور ایک روایت میں فی عرض هذا الحائط او مثله بھی آیا ہے۔ (۳) اور ظاہر ہے کہ تمام مریات اور جنت و نار خود وہاں موجود نہ تھیں بلکہ یہ کشفی مشاہدہ تھا۔ اور قیام تعظیمی کا کوئی صحیح معنی نہیں ہے ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ معبود نہیں اور بفرض ہو بھی تو حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ کا تمام ذکر مستحق تعظیم ہے، نہ صرف ذکر ولادت و سلام۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ کیونکہ اگر بغرض محال کبھی ایسا اتفاق ہوا بھی ہو تو خرق عادت ہے اور خرق عادت دائم اور مستمر نہیں ہوتا، علاوہ برائیں یہ امر متعلق کشف کے ہے اور کشف حجت تامہ نہیں کہ اس کی وجہ سے عام حکم لگایا جاسکے۔ ملا علی قاریؒ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: ”المکاشفة والا لہام او المنام التي هي ظنیات لا تسمى علوماً یقیناً“ (مرقاۃ: ۱/ ۶۶ ط لد ادبیہ)

۲۔ بخاری، ابواب الکسوف، باب صلوة النساء مع الرجال فی الکسوف: ج ۱ ص ۱۲۴ ط سعید۔

۳۔ بخاری، کتاب مواقیب الصلوة، باب وقت الظہر عند الزوال، ولفظہ: ”ثم قال عرضت علی الجنة والنار انفاً فی عرض هذا الحائط فلم ار کالخیر او الشر۔“ وکذا فی کتاب الاعتصام، باب ما یکرہ من کثرة السؤال الخ: ج ۲ ص ۸۳ ط قدیمی۔

فصل چہارم مسئلہ علم غیب

- (۱) محفل میلاد کا شرعی حکم۔
- (۲) حضور علیہ السلام کا محفل میلاد میں تشریف لانا۔
- (۳) رسول اکرم ﷺ کو علم غیب تھا یا نہیں؟
- (۴) ایصالِ ثواب کیلئے دن مقرر کرنا کیسا ہے؟
- (۵) شرک و بدعت کسے کہتے ہیں؟
- (السوال) (۱) محفل میلاد شریف کرنا شرعاً جائز ہے یا بدعت ہے؟
- (۲) رسول کریم ﷺ محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر ایک ہی وقت میں روئے زمین بھر جا جگہ محفل میلاد ہو تو کیا رسول کریم ﷺ ہر جگہ تشریف لاسکتے ہیں یا نہیں یا مجبور ہیں؟
- (۳) آنحضرت ﷺ کو علم غیب تھا یا نہیں؟
- (۴) بزرگانِ دین کی ارواح کو ثواب پہنچانے کیلئے فاتحہ نیاز نذر کا دن مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۵) شرک و بدعت کسے کہتے ہیں؟

المستفتی ماسٹر عابد یار خاں مدرسہ سہ ماہیہ کارہ جدید بریلی۔

(جواب ۱۷۴) آنحضرت ﷺ کے حالات مبارکہ اور فضائل و کمالات طیبہ کا بیان کرنا بہت اچھا اور موجب خیر و برکت ہے مگر مجلس میلاد جس صورت سے کہ مردن ہے یہ غیر شرعی ہے کیونکہ اول تو اس نام سے انعقاد مجلس کرنا سلف صالحین کا معمول نہیں تھا۔ (۱) بلکہ وعظ و ذکر کی مجالس میں حضور انور ﷺ کے حالات طیبہ بھی بیان کر دیئے جاتے تھے (۲)

دوسرے اکثری طور پر ان مجالس میں روایات غیر معتبرہ اور موضوعہ بیان کی جاتی ہیں جن کا بیان کرنا بلکہ سننا بھی گناہ ہے۔ (۳)

تیسرے اکثری حالات میں مجلس منعقد کرنے والے کی نیت ریاء و شہرت و ناموری کی ہوتی ہے جو اعمالِ حسنہ کے ثواب کو بھی ضائع کر دیتی ہے۔ (۴)

۱۔ "ان عمل المولود بدعة لم يقل به ولم يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم والخلفاء والائمة" (كذا في الشريعة الالهية بحواله راه سنت : ص ۱۶۴ ط مکتبہ صفدریہ)

۲۔ "التذكير على المنابر للوعظ والا تعاظ سنة الانبياء والمرسلين" (الدر المختار : ج ۶ ص ۳۲۱ ط سعید)

۳۔ قال في الشامية : "قوله (الامور) الى المكذوب على رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وهو محرم اجماعاً بل قال بعضهم انه كفر ، قال عليه الصلاة والسلام : "من قال على ما لم يقل فليتبوأ مقعده من النار" (ج ۱ ص ۱۲۸ ط سعید)

۴۔ وقد اخرج مسلم حديث الغازی والعالم والجواد وعقابهم على فعلهم ذلك لغير الله عن ابي هريرة في كتاب الامارة ، باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار . وقد قال الامام النووي رحمه الله عليه في شرحه مانصه : "وفيه ان العمومات الواردة في فضل الجهاد انما هي لمن اراد الله تعالى بذلك مخلصاً وكذلك الشاء على العلماء وعلى المنفقين في وجوه الخيرات كله محمول على من فعل ذلك لله

تعالى مخلصاً" (انظر الصحيح لمسلم مع شرحه الكامل للنووي رحمه الله عليه : ج ۲ ص ۱۴۰ ط قديمي)

چوتھے ان مجالس میں بعض غیر شرعی امور عمل میں لائے جاتے ہیں اور ان کو نہ صرف شرعی سمجھا جاتا ہے بلکہ فرض و واجب کا مرتبہ دے دیا جاتا ہے۔ مثلاً ذکروا لدات کے وقت قیام کرنا کہ یہ ایک بے اصل اور بے ثبوت چیز ہے (۱) مگر عملاً اس کو ایسا لازم کر لیا گیا ہے کہ اگر کوئی قیام کرے تو اس کو لعن طعن سب و شتم کرتے اور بسا اوقات مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ (۲) مذکورہ بالا وجوہ کی بناء پر کہا جاسکتا ہے کہ مجالس مروجہ میلاد کا انعقاد شرعی نہیں ہے۔ (۳)

(۲) یہ خیال اور عقیدہ کہ حضور انور ﷺ مجالس میلاد میں تشریف لاتے ہیں ایک عامیانہ اور بے اصل خیال ہے اور نہ یہ اصول شرعیہ کے لحاظ سے درست ہو سکتا ہے کیونکہ ایک وقت میں ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا حضرت حق تعالیٰ کی صفات خاصہ میں سے ہے۔ (۴)

(۳) علم غیب حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ آنحضرت ﷺ کو حق تعالیٰ نے اس قدر مغیبات کا علم عطا فرمادیا تھا کہ ہم اس کا احصار نہیں کر سکتے۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا علم حضرت حق تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ ہے، مگر باوجود اس کے حضور ﷺ عالم الغیب نہ تھے۔ کیونکہ علم غیب کے معنی یہ ہیں کہ وہ بغیر واسطہ حواس اور بغیر کسی کے بتائے ہوئے حاصل ہو (۵) اور حضور ﷺ کا تمام علم حضرت حق تعالیٰ کے بتانے سے حاصل ہوا ہے۔ وہ حقیقتاً علم غیب ہے اور نہ حضور ﷺ کو عالم الغیب کہنا درست ہے۔ (۶)

(۴) ایصالِ ثواب کی شرعی حقیقت یہ ہے کہ انسان کوئی ثواب کا کام (یعنی عبادت مالیہ یا بدنیہ) ادا کرے۔ اور خود ثواب پانے کا مستحق بنے۔ پھر حضرت حق تعالیٰ سے دعا کرے کہ یا اللہ یہ ثواب جس کا تیرے فضل و کرم کے وعدہ سے میں مستحق ہوا ہوں میرے فلاں بزرگ یا عزیز یا دوست کو پہنچادے۔ (۷) ثواب کا کام ثواب کی نیت سے کیا جائے اور انہیں اوصاف کے ساتھ جو شریعت نے ثابت کئے ہیں ادا ہو جب وہ مفید ہو گا۔ ورنہ برادری کی رسم کی پابندی یا ریاء نمود کی غرض سے جو کام کیا جائے یا اوصاف شرعیہ کے خلاف ہو تو اس میں خود کرنے والا ہی ثواب کا مستحق نہیں ہو تا دوسرے کو کیا بخشے گا اور کیا پہنچے گا۔ (۸) پس عبادت مالیہ یعنی

۱۔ کیونکہ اس پر کوئی شرعی دلیل قائم نہیں ہے۔

۲۔ اور التزام مالا یلزم بدعت ہے۔ ”ورہانیۃ ابتدعوها ما کتبناھا علیہم“ (الحمد: ۲)

۳۔ لہذا کلمہ ضروری ہے۔

۴۔ ”وئی الواقع ہم چوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء و اولیاء ہر وقت حاضر و ناظر اند..... شرک است چہ ایں مفت مختصات حق جل جلالہ است کے راور اس شرک نیست و نیز در ہذا زیہ است وعن هذا قال علمانا من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر انتہی“ (مجموعۃ الفتاویٰ فارسی: ج ۱ ص ۳۸، مجموعۃ الفتاویٰ اردو: ج ۱ ص ۳۶ طبع ایم سعید)

۵۔ ”والتحقیق ان الغیب ما غاب عن الحواس والعلم الضروری والعلم الاستدلالی۔“ (علامہ محمد عبدالعزیز الفربہاری، النہر اس: ص ۳۴۳ طبع لدایہ ملتان)

۶۔ وقال العلامة الفربہاری رحمۃ اللہ علیہ: ”وقد نطق القرآن بنقی علمہ عن سواہ تعالیٰ فمن ادعی انہ یعلمہ کفر ومن صدق المدعی کفر واما ما علم بحاسة او ضرورة او دلیل فلیس بغیب ولا کفر فی دعواه ولا فی تصدیقہ علی الجزم فی یقینی والظن فی الظنی عند المحققین۔“ (النہر اس: ص ۳۴۳ طبع لدایہ)

۷۔ قال فی الدر المختار: ”الاصل ان کل من اتی بعبادة ماله جعل ثوابها لغيره وان نواها عند الفعل لنفسه لظاهر الادلة۔“ وقال فی الرد: (قوله بعبادة ما) ای سواء كانت صلاة او صوماً او صدقة او قراءة او ذکراً او طوافاً او حجاً او عمرة..... وجميع انواع البر كما فی الہندیۃ۔“ (رد المختار: ۲/ ۵۹۵ طبع سعید)

۸۔ ”یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم۔“ (محمد: ۳۳) ای امتثلوا اوامر اللہ واورامر رسولہ ولا تبطلوا اعمالکم بما ابطال بہ هؤلاء اعمالہم من الکفر والنفاق والعجب والریاء (الشیخ محمد علی الصاوی، منقوۃ التفسیر: ۳/ ۲۱۳ طبع دار القرآن العربیہ بیروت)

صدقات کے ذریعہ سے جو ثواب پہنچانا ہے اس کی صحیح صورت یہ ہے کہ جو کچھ میسر ہو اور جس وقت میسر ہو اس کو خالصاً وجہ اللہ کسی مستحق پر صدقہ کر دو اور اس کا ثواب جسے پہنچانا ہو پہنچا دو۔ اس میں کسی خاص چیز اور خاص وقت کا التزام غیر شرعی ہے۔ (۱) اور عبادات بدنیہ کے ذریعے سے ثواب پہنچانے کی صورت یہ ہے کہ نفل نماز پڑھو نفل روزہ رکھو یا قرآن مجید کی تلاوت کرو وغیرہ۔ ان عبادات کا ثواب جسے پہنچانا ہو پہنچا دو اس میں بھی کسی خاص صورت اور ہیئت اور نوعیت کی اپنی طرف سے تخصیص کرنا غیر شرعی ہے۔ (۲)

(۵) خدا تعالیٰ کے اوصاف مخصوصہ میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک ہے۔ پھر اس کی بہت سی قسمیں ہیں جس کی تفصیل کے لئے بہت وقت درکار ہے اس لئے بہتر ہے کہ کسی مقامی عالم سے مشافہہ دریافت فرمائیں۔ بدعت وہ کام ہے جو قرون ثلاثہ مشہود لہذا بالخیر میں نہ ہوا ہو اور نہ اس کی اصل پائی جائے۔ (۲) اور اس کو دین کا کام سمجھ کر کیا جائے یا چھوڑا جائے تو یہ کرنا یا اس کے چھوڑنے کو دین کا کام سمجھ کر چھوڑنا بدعت ہے۔ (۳) اس کی تفصیل بھی کسی مقامی عالم سے دریافت فرمائی جائے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

”یا رسول اللہ“ کہنے کا حکم

(السوال) اگر رسول اللہ ﷺ کو غائبانہ ان الفاظ سے آواز دی جائے یا محمد۔ یا رسول اللہ۔ یا محبوب رب العالمین وغیرہ بلا درود شریف کہے۔ ان الفاظ کو کبھی یا ہر وقت اس ندا سے کوئی محبت رکھتا ہے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور دلیل جو از اسلام علیک ایھا النبی جو التحیات میں ہے ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۵) (یا محمد۔ یا رسول اللہ ﷺ کہنے والا اگر یہ سمجھ کر ندا کرتا ہے کہ حضور ﷺ میری آواز کو ہر وقت اور ہر جگہ سے سنتے ہیں تو یہ ندانا جائز اور یہ خیال غلط ہے۔ (۵) اور اگر اس خیال سے کہ میرے یہ الفاظ حضور ﷺ کو فرشتے پہنچا دیتے ہیں تو درود و سلام کے ساتھ یہ خیال درست ہے۔ (۶) لیکن بغیر درود و سلام کے اس عقیدہ اور خیال کی صحت کے لئے کوئی دلیل شرعی نہیں۔ (۷) اور اگر محض فرط محبت میں بغیر اس عقیدے کے کہتا ہے

۱۔ قال العلامة الشاطبی رحمۃ اللہ علیہ فی الاعتصام: ”منہا وضع الحدود والنزاع کیفیات والھیات المعینۃ والتزام العبادات المعینۃ فی اوقات معینۃ لم یوجد لہا ذلک التعین فی الشریعۃ۔“ (الباب الاول فی تعریف البدع الخ: ۱/ ۳۹ ط دار الفکر)

۲۔ حوالہ بالا

۳۔ ”وکل حدث فی الدین بعد زمن الصحابة بلا حجة شرعیة۔“ (البراس: ص ۱۵ ط امدادیہ ملتان)

۴۔ ”ان البدعة من حیث قبل فیہا: انہا طریقۃ فی الدین مخترعة، الی آخرہ، یدخل فی عموم لفظہا البدعة التریکیۃ، کما یدخل فیہ البدعة غیر التریکیۃ فقد يقع الابتداء بنفس التریکیۃ تحریماً للمثروک او غیر تحریم، فان الفعل، مثلاً، قد یکون حلالاً بالشرع فیحرمہ الانسان علی نفسه او یقصد ترکہ قصداً، الی آن قال، وکما یشمل الحد التریکیۃ یشمل ایضاً ضد ذلک۔“ (الاعتصام: ج ۱ ص ۴۲، ۴۵ ط دار الفکر)

۵۔ مطلب یہ کہ اگر لفظ ”یا“ سے ندا کسی شریک یا عقیدہ مثلاً بارود استغاثہ یا درود نزدیک سے سننے یا حاضر و ناظر ہونے کے اعتقاد سے ہو تو یہ جو شرک کے ناجائز ہے۔ آج کل لفظ ”یا“ کے ساتھ ندا سے مقصود اس عقیدے کا اظہار ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی طرح آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی بھی حاضر و ناظر ہے، اور آپ ہر جگہ سے سنتے ہیں۔ یہ عقیدہ محض غلط اور باطل ہے لہذا لفظ ”یا“ کے ساتھ ندا بھی ناجائز ہے۔

۶۔ لقولہ علیہ السلام: ”ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام۔“ (النسائی، کتاب الصلاة، باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۱/ ۱۴۳ ط سعید)

۷۔ کہ آپ ﷺ ”یا رسول اللہ“ کہنے والے کی آواز سنتے ہیں یا یہ ندا آپ تک پہنچائی جاتی ہے۔

کہ حضور ﷺ سنتے ہیں یا حضور ﷺ کو یہ الفاظ فرشتے پہنچاتے ہیں تو فی نفسہ مباح ہے۔ مگر چونکہ اکثر عوام اس بد عقیدگی میں مبتلا ہیں کہ حضور ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور ہر جگہ سے یا محمد، یا یار رسول اللہ کہنے والے کی آواز سن لیتے ہیں، اس لئے ایسے موہم الفاظ کا نہ کہنا اور لوگوں کو ان کے استعمال سے منع کرنا ہی احوط ہے۔ (۱) قرآن پاک کے الفاظ ایہا المزمّل۔ (۲) یا ایہا النبی جاهد الکفار۔ (۳) الایۃ۔ یا ایہا النبی جو تشہد میں ہے ان سے حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں۔ یا ایہا المزمّل اور قرآن پاک کے تمام خطبات حالت حیات میں نازل ہوئے اور بعد وفات حکایہ پڑھے جاتے ہیں۔ کیونکہ قرآن پاک کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک نقطہ واجب الحفاظت ہے۔ اور تشہد کا خطاب سلام کے ساتھ ہے۔ جو فرشتے حضور ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی۔

(۱) مجلس میلاد کا انعقاد اور اس میں قیام کرنا کیسا ہے؟

(۲) یار رسول اللہ، یا غوث پکارنا کیسا ہے؟

(۳) گیارہویں شریف کی نیاز کرنا اور اس کے کھانے کا حکم۔

(۴) نماز میں حضور علیہ السلام کا تصور آنے کا حکم۔

(السوال) مجلس میلاد شریف و قیام کرنا کیسا ہے؟ یار رسول اللہ، یا غوث پکارنا کیسا ہے؟ ان سے مدد مانگنا کیسا

ہے؟ گیارہویں شریف کی نیاز کرنا اور اس کا کھانا کیسا ہے؟ نماز میں حضرت محمد ﷺ کا تصور آنا کیسا ہے؟

(جواب ۱۷۶) آنحضرت ﷺ کے حالات و فضائل و اوصاف کا ذکر احسن الازکار اور افضل الابرار ہے۔ لیکن

مروجہ مجالس میلاد میں بہت سی باتیں شریعت مقدسہ کے خلاف ہوتی ہیں مثلاً روایات ضعیفہ بلکہ موضوعہ کا

بیان کرنا۔ موضوع روایتوں کا بیان کرنا حرام ہے۔ (۱) اور غیر متشرع لوگوں اور مردوں کا مولود پڑھنا، گانا، مکان

کی زینت میں حد سے زیادہ مبالغہ کرنا۔ مولود کی مجلس کو ضروری اور لازم سمجھنا۔ ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا

شریک نہ ہونے والے یا قیام نہ کرنے والے کو لعن طعن کرنا۔ یہ تمام امور ناجائز ہیں۔ شریعت مقدسہ میں ان کا

کوئی ثبوت نہیں۔

یار رسول اللہ کہنا اگر صلوٰۃ و سلام کے ساتھ ہو تو جائز ہے اور اس میں بھی یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ

دروہ اور سلام کو فرشتے حضور ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔ (۵) یہ عقیدہ نہ ہو کہ ہر جگہ سے لفظ یار رسول اللہ یا کسی

۱۔ کیونکہ جیسے شرک سے بچنا ضروری ہے شائبہ شرک سے بچنا بھی ضروری ہے۔ لقولہ علیہ السلام: "فمن اتق الشبهات فقد استبرأ لدینہ وعرضہ۔ ومن وقع فی الشبهات وقع فی الحرام۔" (بخاری، کتاب الایمان باب فضل من استبرأ لدینہ، ج ۱ ص ۱۳ ط قدیمی)

۲۔ المزمّل: ۱

۳۔ التبیۃ: ۷۳

۴۔ قال فی الشامیۃ: " (قولہ واما الموضوع) ای المکذوب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وهو محرم اجماعاً بل قال بعضهم انه کفر۔ قال علیہ الصلوٰۃ و السلام: من قال علی ما لم اقل فلیتوا مقعدہ من النار۔" (ج ۱ ص ۱۲۸ ط سعید)

۵۔ لقولہ علیہ السلام: "ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام۔" (النسائی، کتاب الصلوٰۃ، باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۱ / ۱۴۳ ط سعید)

بات کو حضور خود سن لیتے ہیں۔ کیونکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خاص اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ (۱) اور یا غوث کمنا بہر حال ناجائز ہے۔ کیونکہ غوث نہ خود سن سکتے ہیں اور نہ ان تک ان الفاظ کو پہنچانے کے لئے کسی ذریعہ کا شرعاً ثبوت ہے۔

گیارہویں کی نیاز سے اگر مقصد ایصالِ ثواب ہے تو اس کے لئے گیارہویں تاریخ کی تعیین شرعی نہیں۔ (۲) نیز حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تخصیص نہیں۔ تمام اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اور صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے مستحق ہیں۔ (۳) سال کے جن دنوں میں میسر ہو اور جو کچھ میسر ہو صدقہ کر دیا جائے اور اس کا ثواب بزرگانِ دین اور اموات مسلمین کو بخش دیا جائے۔ فقراء اس کھانے کو کھا سکتے ہیں۔ امراء اور صاحبِ نصاب نہیں کھا سکتے۔ کیونکہ یہ ایصالِ ثواب کے لئے بطور صدقہ کے ہوتا ہے۔ (۴)

آنحضرت ﷺ کا نماز میں قصدِ تصور کرنا اگر اس خیال سے ہو کہ حضور ﷺ خدا تعالیٰ کے بندے اور رسول تھے تو مضائقہ نہیں، لیکن اگر تعظیم کے طور پر ہو تو درست نہیں۔ جو لوگ منع کرتے ہیں ان کا یہی مطلب ہے کہ خدا کی تعظیم کے موقع پر کسی مخلوق کی تعظیم کا خیال نہ کرنا چاہئے ورنہ مطلقاً تصور سے کون بچ سکتا ہے۔ جب کہ التحیات میں السلام علیک ایہا النبی موجود ہے تو اس کو پڑھتے وقت حضور ﷺ کا ذہن میں آنا لازمی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مجلس مولود میں صلوٰۃ و سلام کے ساتھ ”یا رسول“ کے الفاظ سے پکارنا۔

(سوال) مولود میں لفظ یا رسول اللہ السلام علیک یا حبیب السلام علیک پکار کر کہنا اس غرض سے کہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک محفل میلاد میں آتی ہے۔ لہذا برائے تعظیم کھڑے ہو کر لفظ مذکور کو پکار کر کہتے ہیں۔ آیا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۷) صلوٰۃ و سلام کے ساتھ ”یا رسول“ و ”یا حبیب“ ندا کے الفاظ سے پکارنا اس خیال سے کہ صلوٰۃ و سلام آنحضرت ﷺ کو فرشتوں کے ذریعہ پہنچا دیا جاتا ہے۔ اور آپ ﷺ تک ہماری ندا اور خطاب پہنچ جاتا ہے جائز اور درست ہے۔ کیونکہ بعض روایات معتبرہ سے ثابت ہے کہ باری تعالیٰ و تقدس نے آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر ایک فرشتہ مقرر فرمادیا ہے اور اس کو ایسی قوت سامعہ عطا فرمائی ہے کہ وہ تمام مخلوق کے صلوٰۃ و سلام سن کر حضرت نبوی ﷺ میں عرض کر دیتا ہے اور آنحضرت ﷺ جواب دیتے ہیں۔ قال النواب صدیق

۱۔ ”وفی الواقع ہم چوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء و اولیاء ہر وقت حاضر و ناظر اند..... شرک است چہ اس صفت از مختصات حق جل جلالہ است کہ راورال شریکت نیست..... و نیز در بزاز یہ است وعن هذا قال علماؤنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم بکفر انتہی۔“ (مجموعۃ الفتاویٰ فارسی ج ۱ ص ۲۸، مجموعۃ الفتاویٰ اردو ج ۱ ص ۲۶ ط سعید)

۲۔ قال فی الاعتصام: ”ومنها التزام العبادات المعینۃ فی اوقات معینۃ لم یوجد لها ذلک التعین۔“ (ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر) وقال الامام اللکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فی مجموعۃ الفتاویٰ: ”مقرر کردن روز سوم و غیرہ با تخصیص داور اضردری الزکاتین در شریعت محمدیہ ثابت نیست۔“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہاشم خلاصۃ الفتاویٰ: ۱/ ۹۵ ط امجد اکیدمی)

۳۔ ”الا فضل لمن يتصدق نفلاً ان ينوی لجميع المؤمنین و المؤمنات لانها تصل اليهم ولا ينقص من اجره شیء۔“ (رد المحتار: ۲/ ۵۹۵، ۲۲۳ ط سعید)

۴۔ اور صدقہ کا مصرف فقراء و مساکین ہیں لقولہ تعالیٰ: ”انما الصدقات للفقراء و المساکین الخ“ (التوبہ: ۶۰)

حسن خان ابو فالی القنوجی فی نزل الابرار فی بیان فوائد الصلوٰۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم
ومنها قیام ملک علی قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطاه اسماع الخلائق یبلغہ ایاہا کما فی حدیث
بواثق ابن حبان رواہ ووردت احادیث بمعناہ ثانیۃ وللہ الحمد و منها انہا سبب لرد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم علی المصلی والمسلم علیہ کما ورد بسند حسن بل صححہ النووی فی الاذکار
وغیرہ . انتہی ملتقطاً۔

ہاں اس خیال اور اعتقاد سے ندا کرنا کہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارک مجلس مولود میں آتی ہے۔ اس کا
شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں اور کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے۔ اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ قبر
مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔ (۱) تو پھر آپ ﷺ کی روح مبارک کا مجالس
میلاد میں آنبدن سے مفارقت کر کے ہوتا ہے یا کسی اور طریقے سے؟ اگر مفارقت کر کے مانا جائے تو آپ ﷺ
کا قبر مطہر میں زندہ ہونا باطل ہوتا ہے۔ یا کم از کم اس زندگی میں فرق آنا ثابت ہوتا ہے۔ تو یہ صوت علاوہ اس
کے کہ بے ثبوت ہے، باعث توہین ہے نہ موجب تعظیم۔ اور اگر مفارقت نہیں ہوتی تو پھر ہر مجلس مولود میں
آپ ﷺ کی موجودگی بدن و روح کے ساتھ ہوتی ہے یا محض بطور کشف و علم کے پہلی صورت بدلیہ باطل ہے۔
اور دوسری صورت بے ثبوت اور بعض اعتبار سے موجب شرک ہے کہ آن واحد میں مجالس کثیرہ کا علم ہونا اس
طرح کہ گویا آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں یہ خاصہ ذات احدیت ہے۔ آنحضرت ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر
سمجھنا شرک ہے۔ (۲)

رہی مجلس میلاد تو اس کا حکم یہ ہے کہ نفس ذکر ولادت و معجزات و اقوال و افعال و واقعات آنحضرت
ﷺ جائز بلکہ محبوب و مستحسن ہے۔ لیکن قیود مروجہ اور بینات مخصوصہ جو آج کل اکثر مجالس مروجہ میں پائی
جاتی ہیں بدعت اور بے اصل ہیں۔ (۳) ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا بالکل بے اصل ہے۔ شریعت مقدسہ میں
اس کی کوئی اصل نہیں، نہ قرون ثلاثہ میں اس کا وجود تھا، نہ کوئی دلیل اس کے جواز پر وال ہے۔ (۴) محمد کفایت
اللہ غفرلہ دہلی۔

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حیات انبیاء متفق علیہ است بیچ کس را دروی غلابے نیست حیات جسمانی دنیوی نہ
حیات معنوی روحانی چنانکہ شداء راست۔ (اشعة اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعة فصل ۲: ج ۱ ص ۶۱۳
مطبع نامی منشی)

۲۔ ”وفی الواقع ہم چوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء و اولیاء ہر وقت حاضر و ناظر اند..... شرک است چہ ایں صفت از قصات حق جل جلالہ است
کے را در آل شرکت نیست..... ونیز در برازیہ است وعن هذا قال علماء نامن قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر انتہی۔“
(مجموعہ الفتاوی: ج ۱ ص ۲۸، مجموعہ فتاویٰ عبدالحق اردو: ج ۱ ص ۴۶ ط سعید)

۳۔ قال العلامة الشاطبی فی الاعتصام: ”منہا وضع الحدود و التزام کیفیات والہیات المعینۃ و التزام العبادات المعینۃ
فی اوقات معینۃ لم یوجد لها ذلك التعین فی الشریعۃ۔“ (الباب الاول، فصل فی تعریف البدع الخ: ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر)
۴۔ لہذا یہ عمل بھی خالص بدعت ہے۔ کیونکہ بدعت کی تعریف ہے: ”کل حدث فی الدین بعد زمن الصحابة بلا حجة شرعیة“
(البر اس: ص ۵ ط امدادیہ)

مسئلہ علم غیب :

(سوال) حضرت رسول مقبول ﷺ عالم الغیب تھے یا نہیں؟ بصورت عالم الغیب ہونے کے آپ ﷺ کا علم خدا کے علم کے مساوی ہے یا کم؟ بیّنوا تو جروا۔

(جواب ۱۷۸) کسی کا یہ دعویٰ کرنا کہ حضرت رسول مقبول ﷺ عالم الغیب تھے اور آپ ﷺ کو تمام مغیبات کا علم تھا محض غلط و افتراء اور اس شخص کی دیدہ دلیری ہے۔ اس قسم کا عقیدہ نہ تو قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث شریف سے اس کا کچھ پتہ چلتا ہے، نہ ائمہ کبار کے اقوال سے کچھ سمجھ میں آتا ہے۔ بلکہ قرآن و حدیث و اقوال ائمہ بڑے زور سے اس کی تردید کرتے ہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ اصول اعتقاد یہ سے ہے اس لئے نہ صرف علمائے حنفیہ ہی اس کے منکر ہیں بلکہ شوافع، مالکیہ، حنبلیہ سب ہی اس کے خلاف ہیں اور اس کی تردید کرتے ہیں۔ قرآن پاک صاف و صحیح طریقے پر فرماتا ہے۔ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔ (الایۃ-۱) وقال اللہ تعالیٰ: قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر الا یہ (۲) ان اللہ عنده علم الساعة وينزل الغیث و یعلم ما فی الارحام الا یہ (۳) و غیر ذلك۔ (۴)

یہ آیات بینات صراحتاً ثابت کرتی ہیں کہ عالم الغیب ہونا خدا ہی کی صفت ہے اور دنیا و مافیہا میں کوئی ایسا فرد مخلوق نہیں جو علم غیب رکھتا ہو اور خود خداوند جل و علا شانہ، اپنے کلام میں حضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اے ہمارے رسول لوگوں کو اس سے مطلع کر دو شاید کوئی تمہارے اس مرتبے کو دیکھ کر اور تمہارے بعض مغیبات کو بتا دینے سے کہیں اس دھوکہ میں نہ پڑ جائے کہ تمہیں بھی علم غیب آتا ہے۔ اس لئے تم ان سے کہہ دو کہ یہ صفت خاص خدا کی ہے اس میں اس کا کوئی مسامہم و شریک نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس متعدد احادیث اس کی شاہد ہیں۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث کا یہ ٹکڑا۔ ماالمستول عنها باعلم من السائل۔ (۵) یعنی قیامت کے باب میں میں فرشتہ مخاطب یعنی جبریل سے زیادہ واقف نہیں ہوں۔

یعنی جس طرح کہ جبریل کو صرف علامات قیامت کا علم ہے اسی طرح مجھ کو ہے۔ پھر آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن میرے بعض اصحاب کو دوزخ کی طرف لے جائیں گے اور آپ فرمائیں گے اصحابی۔ اصحابی۔ اور وہ فرشتے آپ کو جواب دیں گے کہ آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد دنیا میں کیا کیا؟ یعنی مرتد ہو گئے۔ (۶) صاف اس کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو علم غیب نہیں پھر آپ کا عام حجة

۱. النحل : ۶۵

۲. الاعراف : ۱۸۸

۳. لقمن : ۳۴

۴. مشکوٰۃ کتاب الایمان، الفصل الاول : ج ۱ ص ۱۱ ط قرآن محل. و الحدیث اخرجہ البخاری فی کتاب الایمان، باب سوال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان الخ (۱/۱۲۷ قدیمی) و کذا فی کتاب التفسیر، سورة لقمان، باب ان اللہ عنده علم الساعة (۱/۷۰۳) و مسلم فی صحیحہ فی کتاب الایمان (۱/۲۹۹ قدیمی)

۵. الحدیث اخرجہ البخاری فی کتاب الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل واتخذ اللہ ابراہیم خلیلاً الخ و لفظہ: "فاقول اصحابی اصحابی فیقول انہم لم یزوالوا مرتدین علیہم اعقابہم منذ فارقتہم۔" (۱/۳۷۳ قدیمی) و اخرجہ ایضاً بمعناہ فی کتاب الحوض بلفظ "اصحابی" (۲/۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹

الوداع میں یہ فرمانا۔ لعلی لا اراکم بعد عامی هذا۔ (۱) اس کی دلیل ہے کہ آپ کو علم غیب نہیں۔ ورنہ آپ کا ان الفاظ کو شک و شبہ کے ساتھ استعمال کرنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ قصہ افک (۲) میں آپ کا ایک عرصہ تک مترود و متفکر رہنا اور غایت درجہ محزون و مغموم ہونا بھی اس کی دلیل ہے، ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ آپ ﷺ عالم الغیب بھی ہوں اور ایسی مہتمم باشان قصہ میں اتنی مدت تک پریشان بھی رہیں اور جب تک کہ قرآن نازل نہ ہو آپ ﷺ کو کچھ علم نہ ہو۔ مابا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں :-

ثم اعلم ان الانبياء لم يعلموا المغيبات من الا شياء الا ما اعلمهم الله تعالى احيانا وذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله انتهى۔ (۳)

یعنی انبیاء علیہم السلام تمام مغیبات کو نہیں جانتے مگر اس قدر جتنی کہ خداوند تعالیٰ نے انہیں بتادی ہیں اور حنفیہ نے تو اس کی تصریح کر دی ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ عالم الغیب تھے وہ کافر ہے کیونکہ اس کا یہ عقیدہ صریح نص قرآنی قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله الآية کے مخالف ہے اور اس کا انکار ہے۔ اور نص قرآنی کا انکار کفر ہے۔ قاضی عیاض اپنی کتاب شفا میں تحریر فرماتے ہیں :-

واما ما يعتقد في امور احكام البشر الجارية على يديه وقضاياهم ومعرفة المحقق من المبطل وعلم المفسد من المصلح فبهذه السبيل لقوله عليه السلام انما انا بشر وانكم تختصمون لي ولعل بعضكم ان يكون الحن بحجته الخ الى ان قال فانه تعالى لو شاء لا طلع على سرائر عبادته ومخبات ضمائر امته الى ان قال وطى ذلك من علم الغيب الذي يستأثر به عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احداً الا من ارتضى به رسول فيعلم منه ما شاء ويستأثر بما شاء ولا يقدر هذا في ثبوته ولا يعصم عروة من عصمته انتهى۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ حضور پر نور ﷺ علم ذات و صفات و معرفت الہی کامل و اکمل اور تمام باتوں کے عالم تھے اور یہی مطلب فرمان فعلمت علم الاولین و الاخرین کا ہے۔ اور اسی کے متعلق حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں :-

”وہے ﷺ دناست برہمہ چیز از شیونات ذات الہی و احکام و صفات حق و اسمائے و افعال و آثار و جمیع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر احاطہ نمودہ است و مصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ۔“ (۴)

یعنی وہ علوم صفات باری جو احاطہ بشری میں آسکتے ہیں اور دوسرے انبیاء اس سے واقف تھے، آپ ﷺ

۱۔ رواہ الترمذی فی ابواب الحج، باب ماجاء فی الافاضة من عرفات: ۱/ ۷۸ ط سعید۔

۲۔ بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک: ۲/ ۵۹۳ ط قدیمی۔

۳۔ شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسالۃ فی ان تصدیق الکاهن بما یخبر بہ من الغیب: ص ۲۲۵ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

۴۔ دیکھئے مقدمہ مدارج النبوة (فارسی)

واقف تھے نہ کہ عالم الغیب تھے۔ ارشادِ علمت مافی السموات والارض کا (۱) مطلب بھی یہی ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث ”اتقوا فراسة المؤمن“ کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

(السوال) حدیث اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله (۳) کا ترجمہ زید یہ کرتا ہے کہ ”مومن کی مائی سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ خدا کے نور اور بصیرت سے لوگوں کے حالات معلوم کر لیتا ہے“ فرمائیے کیا اس کا ترجمہ یہی ہے؟

(جواب ۱۷۹) حدیث میں صرف یہ غرض ہے کہ مومن اللہ کے دیئے ہوئے نور اور عطا کی ہوئی بصیرت سے بعض وہ باتیں معلوم کر لیتا ہے جن کا معلوم ہونا فراست سے متعلق ہے نہ کہ علم غیب سے (۲)۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

آنحضرت ﷺ کو حاضر ناظر سمجھ کر آپ سے استمداد کرنے والے کا حکم؟

(السوال) بریلوی عقائد وال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر سمجھنے والا اور ایسے عقیدے رکھ کر آپ سے استمداد کرنے والا کافر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۲۲ محمد نذر شاہ (ضلع گجرات) ۶ محرم ۱۳۵۵ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۸۰) جو شخص کہ آنحضرت ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھے اور حضور ﷺ سے اس عقیدے کی بنا پر استمداد کرے وہ ایک طرح شرک میں مبتلا ہے۔ (۲) لیکن تکفیر میں احتیاط کی جائے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے؟

(السوال) اکثر علمائے کرام یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ہر ایک قسم کا علم سکھادیا تھا اور اس واسطے سرور عالم ﷺ ہر وقت بدون وحی یہ بتا سکتے تھے کہ ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ اور یہاں تک بھی فرماتے ہیں کہ اتنا علم تو حضور پر نور ﷺ کے غلام حضرت ابو جبر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی تھا۔ اور فتح خیبر کے موقع پر آنحضرت ﷺ کو علم تھا کہ خیبر فتح ہو جائے گا۔ اور یہ بھی علم تھا کہ یہ نمایاں کام حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کے دست مبارک سے سرانجام پائے گا، لیکن علمائے کرام کا دوسرا گروہ کہتا ہے کہ

۱۔ الحدیث اخروجه الترمذی عن ابن عباس فی کتاب التفسیر، سورة الصافات و لفظه: ”فعلمت مافی السموات و مافی الارض“ و فی رواية عنه: ”فعلمت ما بین المشرق و المغرب“ و کذا رواه ایضاً عن معاذ بن جبل و لفظه: ”فتجلی لی کل شیء و عرفت۔“ (راجع جامع الترمذی ۲/ ۱۵۹ سعید)

۲۔ رواه الترمذی عن ابی سعید الخدری فی کتاب التفسیر، سورة الحجر: ۲/ ۱۴۵ ط سعید

۳۔ ”اعتقاد اینکه کے غیر حق سبحانہ حاضر و ناظر و عالم خفی و جلی در ہر وقت و ہر آن است اعتقاد شرک است“ (مجموعۃ الفتاوی علی حاشیہ خلاصۃ الفتاوی: ۴/ ۳۳۱ ط امجد اکیدمی)

۴۔ ”اذا کان فی المسئلة وجوه توجب الکفر و وجه واحد يمنع فعلى المفتی ان یمیل الى هذا الوجه“ (الامام طاهر بن عبد الرشید البخاری، خلاصۃ الفتاوی، الفصل الثانی فی الفاظ الکفر الخ: ج ۴ ص ۸۲ ط امجد اکیدمی)

اللہ تعالیٰ سے دوسرے درجہ پر نبی علیہ السلام کا علم تھا جو جملہ انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر تھا۔ مگر علم غیب کے متعلق خود اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ اطلاع فرماتے تھے۔ مثلاً اگر کوئی پوچھتا کہ فلاں حاملہ لڑکا جنے گی یا لڑکی تو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی کو وحی کے ذریعے خبر دیتے اور اسی طرح فتح خیبر کے موقع پر وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے کل قلعہ خیبر فتح ہو جائے گا، اس لئے کل آپ کے ہاتھ میں علم دیا جائے ان دونوں عقائد میں سے کون سے عقائد درست ہیں؟

المستفتی نمبر ۸۷۱ غلام محمد (ضلع انک) ۲۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۸۱) دوسرے گروہ کا عقیدہ اور بیان صحیح ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی صریح آیات اور صحیح احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب صرف باری تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو تمام مخلوق سے زیادہ علم عطا فرمایا تھا لیکن پھر بھی وہ عالم الغیب نہ تھے۔ قرآن مجید میں ہے:-

لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ (۱) یعنی آسمان وزمین والوں میں سے کوئی بھی عالم الغیب نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

اسی طرح بہت سی آیات ہیں۔ یہ خیال کہ حضور ﷺ بغیر وحی ہر وقت یہ بتا سکتے تھے کہ ”پیٹ کا پیچہ نہ ہے یا مادہ۔“ غلط ہے۔ اور قرآن مجید کی آیت و يعلم ما فی الارحام (۱) کے مطلب کے خلاف ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

یا رسول اللہ کہنے اور کھانے پر فاتحہ پڑھنے کے متعلق ایک طویل عربی استفتاء۔

بسم الله الرحمن الرحيم

(السؤال) حضرة الاستاذ الشيخ الجليل المفتي مولانا محمد كفايت الله طالت حياته ولا زالت ظلاله مرفوفة على رؤوس المسلمين السلام عليكم ورحمة الله وبركاته. اتى هنا (منگلور) رجل يدعى المولوى شير احمد الكهنوى وطلب من بعض اهل البلدة ان يتقرر له وعظ في المسجد فاجا زوه بالقاء المحاضرة عشريال (من الليلة الا ولى من المحرم الى الليلة العاشرة) ونشروا اعلان الوعظ (ارسلنا نسخة منه الى فضيلتك) فوعظ واطهر في الوعظ عقائده الفاسده وشتتم كل من يقوم بقمع البدعة وسيهم بكل ما خطر له مما لا يحصى اكثره حتى نشاء بسبه بين المسلمين تفرق وتباغض واخذ العوام يشتمون الموحدين مع الواعظ فاضطرونا الى ان ارسلنا هذين السؤالين فكتب الينا الجواب وقد ارسلنا اليكم ولا يخفى عليكم انه غير مطابق لسؤالنا وان فيه اغلاطاً خطية ونحوية ولفظية فاحشة. وقد وعدنا الناس باننا نرسل سؤالنا وجواب الوعظ عنه الى فضيلتك والعلماء الكرام الثلاثة المذكورين فى السؤال ونطبع سؤالنا وجوابه واراكم فيهما معا ونشرهما بين المسلمين اعلان الوعظ والسؤال والجواب هاهي قد بعثنا ولكم منا جزيل

الشكر اذا تفضلتم علينا بمصافحة التماسنا هذا براحت القبول وبعثتم باجوبتكم على جناح الشرعة وقد ارسلنا مع هذا تذاكرا لا جوبة والسلام .

بسم الله الرحمن الرحيم .

والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملو ابهتا ناواثما مبينا . (القرآن الحكيم الاحزاب، ركوع) (۱) الى حضرة الفاضل المولوى بشير احمد الواعظ فى مسجد كجى ميمى منگلور لما شهدنا محاضرتك سمعناك تقول مسائل تبين كتاب الله وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم فترجو امنك قصارى الرجاء بان تجيب السئوالين الآتين جوابا بان يطابق الكتاب والسنة ويودنا ان نرسل السؤال وجوابك الى امام الهند ابي الكلام ازاد العلامة المفتى محمد كفاية الله صدر جمعية علماء هندو مولا نا ثناء الله شير پنجاب محرر جريدة اهل حديث والعلامة السيد سليمان الندوى مؤرخ الاسلام . هاهما السئوالان

(۱) انك قلت ان بعض المسلمين ينكرون ان ينادى بيارسول الله ونحن لاندرى ان فى المسلمين من يقول بعدم جواز نداء يارسول الله مطلقا غير ان نداء رسول الله وجعله كالورد والوظيفة والذكر كما تعود العوام او نداء بقصدانه صلى الله عليه وسلم حاضرا فى كل مكان وزمان او نداء لا عانتة وامداده ليس بجائز فى دين الله الذى جاء بالحق لمحق الشرك لان ذلك ليس فى القرآن والحديث ولم يفعله الصحابة ولا التابعون ولا تبع التابعين ولا قال به الائمة الاربعة وغيرهم من العلماء الثقات ولا يجوز للمسلمين ان يعتقدوا بان النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب . قال الله تعالى : قل لا اقول لكم عندى خزائن الله ولا اعلم الغيب . (۲)

وعن ابن عباس رضى الله تعالى عنه قال كنت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فقال يا غلام احفظ الله يحفظك احفظ الله تجد تجاهك واذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله . رواه احمد والترمذى كذا فى المشكوة (باب التوكل) (۳)

وننقل هنا اقوال بعض علماء الدين تثق بهم . فقد كتب العلامة ملا على القارى فى شرح الحديث المذكور قوله اذا سألت فاسئل الله اى فاسئله وحده لان خزائن العطايا عنده ومفاتيح المواهب والمزايا بيده وكل نعمة او نعمة دنيوية واخروية فانها تصل الى العبد او تندفع عنه برحمته من غير شائبة غرض و علة لانه الجواد المطلق والغنى الذى لا يفتقر فينبغى ان لا يرجى الا رحمته ولا يخشى الانقمة ويلتحى عظام المهام اليه ويعتمد فى جمهور الامور عليه ولا يسئل غيره لان غيره غير قادر على العطايا والمنع والنفع والضرر وجلب النفع فانهم لا يملكون لانفسهم نفعولا

الاحزاب : ۵۸

الانعام : ۵۰

۲- مشكوة ، كتاب الرقاق ، باب التوكل والصبر : ج ۲ ص ۴۵۳ ط قرآن محل كراچى ، ومسند احمد بن حنبل : ج ۱ ص ۵۸ ط سعيد . ۳- مؤسسة التاريخ العربى دار احياء التراث العربى ، وترمذى ، آخرايو اب صفة القيامة : ج ۲ ص ۸ ط سعيد .

ضراً ولا یملکون موتاً ولا حیوة ولا نشوراً (مرقاۃ) (۱)

وفی فتاویٰ قاضی خان (المجلد الرابع) رجل تزوج بغير شهود فقال الرجل للمرأة (خدا و یغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را گواہ کر دیم) قالوا ینکون کفراً لا نه اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وهو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الا حیاء فکیف بعد الموت. (۲)

وفی الفتاویٰ البزازیۃ رعلی ہامش العالمگیریۃ ج ۳ ص ۳۲۱) قال علماء نا من قال ارواح المشائخ حاضرة ینکفرو کذلک (۳) ایضاً فی مجموعۃ الفتاویٰ (۴) اللکنوی ج ۲ ص ۳۴ وفيه ایضاً ج ۲ ص ۱۰۴ وفي التفسیر الکبیر. او العلم المحیط لیس الا للہ تعالیٰ وقال ملا حسین الخباز فی مفتاح القلوب "واز کلمات کفر است نہ اکر دن اموات عابثات بگمان انکہ حاضر اند مثلاً یا رسول اللہ و یا شیخ عبدالقادر و مانند ان۔"

وفی مجمع البحار. (۵) کرہ الامام مالک ان یقول زرنا قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم وعللوه بان لفظ الزیارة صار مشترکاً بین ما شرع وما لم یشرع. فان منهم من قصد زیارة قبور الانبیاء والصلحاء ان یصلی عند قبورهم ویدعو عندها ویسئلهم الحوائج وهذا لا یجوز عند احد من علماء المسلمین فان العبادة وطلب الحوائج والا ستعانة حق اللہ وحده.

وفی الدر المختار المجلد الاول ص ۱۷۰ ومقدمة الهدایۃ المجلد الاول ص ۵۹ ان علم الغیب لیس لمخلوق سوى اللہ وفي شرح الفقہ الاکبر ص ۱۸۵ واعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمهم اللہ تعالیٰ احياناً وذكر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب لعارضة قوله تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ. (۶)

(ترجمہ) حضرت الاستاذ شیخ جلیل مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اللہ آپ کی عمر دراز کرنے اور آپ کا سایہ مسلمانوں کے سروں پر قائم رکھے۔ بعد سلام مسنون گذارش ہے کہ یہاں منگلوں میں ایک شخص مسمیٰ مولوی بشیر احمد لکھنوی آیا ہوا ہے۔ اس نے شہر کے بعض آدمیوں سے مسجد میں وعظ کہنے کا معاملہ طے کیا۔ انہوں نے اس کو محرم الحرام کی ابتدائی دس راتوں میں مجلسیں منعقد کرنے کی اجازت دی۔ اور اشتہار چھپوا کر تقسیم کیا۔ اس

۱۔ مرقاۃ، کتاب الرقاق، باب التوکل والصبر، الفصل الثانی: ج ۱۰ ص ۵۳ طہ اداویہ
 ۲۔ فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الہندیۃ، کتاب السیر، باب ما ینکون کفراً من المسلم وما لا ینکون: ج ۳ ص ۵۷۶ طہ
 ۳۔ الفتاویٰ البزازیۃ، کتاب الفاظ تکنون اسلاماً او کفراً او خطاً، الثانی فیما یعلق باللہ تعالیٰ: ج ۶ ص ۳۲۶ طہ ماجدیہ کوئٹہ
 ۴۔ دیکھئے مجموعۃ فتاویٰ عبدالحی (اردو)، کتاب العقائد: ج ۱ ص ۳۶، ۳۷، ۸۵ طہ ایچ ایم سعید، مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ: ج ۳ ص ۳۳۱ طہ امجد اکیدی لاہور۔
 ۵۔ علامہ محمد طاہر پٹنی حنفی، مجمع بحار الانوار، مادہ "زور": ج ۲ ص ۳۳۳ طہ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ، حیدرآباد دکن ہند۔
 ۶۔ ملا علی القاری، شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسأله ان تصدیق الکاهن بما ینخبر بہ من الغیب: ص ۲۲۵ طہ دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

میں سے ایک اشتہار آپ کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے۔ اس نے وعظ شروع کیا اور اپنے عقائد فاسدہ کا اظہار کیا۔ اور سب و شتم کیا۔ غرض کہ جو کچھ دل میں آیا بے دھڑک کہا۔ جس کا قلم بند کرنا مشکل ہے۔ اس کی اس حرکت سے مسلمانوں میں لڑائی جھگڑا بغض و عناد پیدا ہو گیا۔ اور بعض لوگ موحد و اعظمین کو گالیاں دینے لگے۔ مجبوراً ہم نے اس کو مندرجہ ذیل دو سوال لکھ کر بھیجے۔ اس نے ہم کو جواب دیا۔ یہ سوال و جواب ہم آپ کو بھیج رہے ہیں۔ آپ محسوس کریں گے کہ اس کا جواب ہمارے سوال کے مطابق نہیں ہے اور اس میں نحوی لغوی اور رسم الخط کی اغلاط بھی ہیں۔ ہم نے عوام الناس سے وعدہ کیا ہے کہ یہ سوال و جواب ہم جناب کی خدمت میں اور ان تین علماء کی خدمت میں بھیجیں گے جن کا ذکر سوال میں ہے۔ اور پھر آپ حضرات کے جوابات کو شائع کیا جائے گا۔

اعلان وعظ اور سوال و جواب ارسال خدمت کر کے ہم سب لوگ بے صبری سے آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔

امید ہے کہ آپ اپنی رائے سے جلد از جلد مطلع فرمائیں گے، ہم آں جناب کے بہت ہی ممنون ہوں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو لوگ مؤمنین اور مؤمنات کو ایسے کام کی تہمت لگا کر رنج پہنچاتے ہیں جو انہوں نے نہیں کیا تو وہ لوگ بہت بڑا وبال اور کھلا ہوا گناہ اٹھا رہے ہیں۔ قرآن حکیم (الاحزاب)

خدمت مولوی بشیر احمد صاحب واعظ مسجد کچی میمنہ بنگلور۔ گذارش ہے کہ ہم جب آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو آپ کو ایسے مسائل بیان کرتے ہوئے سنا، جو قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ پس ہم آپ سے امید کرتے ہیں کہ آپ ہمارے مندرجہ ذیل سوالات کا ایسا تسلی بخش جواب دیں گے جو کتاب و سنت کے مطابق ہو۔ اور ہم اپنے سوال اور آپ کے جواب کو امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد اور علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صدر جمعیتہ علمائے ہند اور مولانا ثناء اللہ شیر پنجاب ایڈیٹر رسالہ ”اہل حدیث“ اور علامہ سید سلیمان ندوی مؤرخ اسلام کی خدمت میں بھیجیں گے۔ وہ دو سوال یہ ہیں :-

(۱) آپ نے وعظ میں فرمایا کہ بعض مسلمان لفظ یارسول اللہ کے ساتھ ندا کرنے کو ناجائز کہتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے خیال میں ایسا کوئی مسلمان نہیں ہے جو مطلقاً ندائے یارسول اللہ کے عدم جواز کا قائل ہو۔ البتہ ندائے رسول اللہ اس طریقے سے جیسے کہ عوام کی عادت ہے اور اس کو درود و طیفہ اور ذکر بہا لیا ہے یارسول اللہ ﷺ کو اس نیت اور عقیدہ کے ساتھ ندا کرنا آپ ﷺ ہر جگہ اور ہر وقت حاضر ہیں یا آپ ﷺ کو ندا کرنا اپنی اعانت و دستگیری کے لئے، یہ اللہ کے برحق دین میں جائز نہیں ہے۔ نہ اس کی اجازت قرآن و حدیث میں ہے، نہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین نے ایسا عمل کیا، نہ ائمہ اربعہ اور فقہائے اسلام نے اس کی اجازت دی۔ اور نبی ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنا مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے پیغمبر و کہہ دو کہ میں تم لوگوں سے ایسی بات کبھی نہیں کہوں گا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں عالم الغیب ہوں۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (سواری پر) تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے لڑکے اللہ کو یاد رکھ وہ تجھ کو (ہر مصیبت سے) بچائے گا۔ اللہ کو یاد رکھ تو اس کو اپنے سامنے پائے گا۔ اور کچھ مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ اور مدد چاہے تو اللہ سے مدد چاہ (مشکوٰۃ باب التوکل)

اور ان کی تائید میں ہم بعض دیگر علمائے دین کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ علامہ ملا علی قاریؒ حدیث مذکور کی شرح میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قول فاسئل اللہ سے مراد یہ ہے کہ صرف اللہ سے طلب کر۔ کیونکہ عطا و بخشش کے خزانے اسی کے پاس ہیں اور نعمتوں کی کنجیاں اسی کے قبضے میں ہیں اور ہر قسم کی نعمت دنیاوی ہو یا اخروی جو بندے کو پہنچتی ہے یا مصیبت جو اس سے دور ہوتی ہے اسی کی رحمت سے ہوتی ہے۔ اس میں کسی غرض یا علت کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ خود مختار کنی اور غیر محتاج غنی ہے۔ پس وہی اس لائق ہے کہ صرف اسی کی رحمت سے امید کی جائے اور صرف اسی کے انتقام سے خوف کیا جائے اور اہم امور میں اسی سے التجا کی جائے اور تمام معاملات میں اسی پر بھروسہ کیا جائے۔ اور اس کے غیر سے کوئی سوال نہ کیا جائے۔ کیونکہ غیر اللہ، دینے اور رد کرنے اور نفع نقصان پہنچانے اور خود نفع حاصل کرنے پر قادر نہیں ہے پس یہ اپنی ذات کے لئے بھی نفع و ضرر پر قادر نہیں ہیں اور خود اپنی موت و حیات اور نثران کے قبضے میں نہیں ہے۔ (مرقاۃ)

فتاویٰ قاضی خان جلد چہارم میں ہے کہ ایک شخص بغیر گواہوں کے نکاح کرے اور عورت سے کہے کہ خدا اور پیغمبر ﷺ کو گواہ کیا ہم نے تو فقہاء کہتے ہیں کہ اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ کیونکہ اس نے اس امر کا اعتقاد رکھا کہ رسول اللہ ﷺ غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنی زندگی میں بھی عالم الغیب نہیں تھے تو وفات کے بعد یہ کیونکہ ہو سکتا ہے؟

فتاویٰ بزازیہ میں ہے ”ہمارے علماء کا قول ہے کہ جو شخص مشرک کی ارواح کو حاضر سمجھے وہ کافر ہو جاتا ہے۔“ فتاویٰ مولانا عبدالحی لکھنوی جلد ۲ ص ۳۴ اور جلد ۴ ص ۱۰۴ میں بھی اسی کے مطابق لکھا ہے۔ اور تفسیر کبیر میں ہے کہ علم محیط سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے لئے ثابت نہیں ہے۔ اور ملا حسین خباز مفتاح القلوب میں فرماتے ہیں کہ اموات غائبات کو حاضر سمجھ کر پکارنا کفر ہے جیسے یار رسول اللہ اور یا شیخ عبد القادر وغیرہ۔ مجمع البحار میں ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ ہم نے نبی ﷺ کی قبر کی زیارت کی تو امام مالکؒ اس کو مکروہ کہتے ہیں اور وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ لفظ زیارت مشروع اور غیر مشروع دونوں معنی کے لئے عام ہو گیا ہے۔ کیونکہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو انبیاء و صلحاء کی قبور کی زیارت کا ارادہ کرتے ہیں اور وہاں جا کر نماز پڑھتے اور دعائیں مانگنے اور اہل قبور سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں۔ اور علماء میں سے کسی کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے عبادات اور طلب حاجات اور استعانت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

در مختار جلد اول اور مقدمہ ہدایہ میں ہے کہ علم غیب اللہ کے سوا کسی مخلوق کے لئے ثابت نہیں ہے۔ اور شرح فقہ اکبر میں ہے کہ جانا چاہئے کہ کسی غائب چیز کا علم انبیاء علیہم السلام نہیں رکھتے سوائے ان چیزوں کے جن کا علم اللہ تعالیٰ ان کو دیا ہو اور احنافؒ نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں علم غیب کا عقیدہ رکھنے کو صراحتاً کفر کہا ہے کیونکہ یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبیؐ تمہو کو زمین اور آسمان کے

رہنے والوں میں سے کوئی عالم الغیب نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

فيا ايها الفاضل ! هل تقول ان هؤلاء العلماء الكرام مخطئون حيث قالوا ان النبي صلى الله عليه وسلم لا يعلم الغيب ولا يجوز نداءه على نحو ما ذكرنا استعانة والا فما ذا تقول فيهم وما تقول في الآية والحديث المتقدم ذكرهما. هلا رأيت ما قال الشيخ عبد القادر الجيلاني قدس روحه اجعل الكتاب والسنة امامك وانظر فيهما بتأمل وتدبروا عمل بهما ولا تغتر بالقيل والقياس والهوس. قال الله تعالى وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا فتوح الغيب (۱) المقالة السادسة والثلاثون.

(۲) انك قلت ان غيرا لمقلدين يقولون لايجوز قراءة الفاتحة. سبحان الله ما هذا الا بهتان مبين نحن نسألك هل في المسلمين فرقة تنكروا قراءة الفاتحة مطلقا واما اذا اردت بقولك ما راج من قراءة الفاتحة على الطعام في ليلة الجمعة وليلة الاثنين واليوم الثالث للموت وغيره فلا ريب انها بدعة لم تكن في خير القرون ولم يامر به الكتاب ولا الحديث. لله در القائل

تو مولانا محترم! کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ مذکورہ علمائے کرام غلطی پر تھے جنہوں نے نبی ﷺ کے عالم الغیب ہونے سے انکار کیا اور بطریقہ مذکورہ نہ اور استعانت کو ناجائز قرار دیا۔ اور اگر یہ بات نہیں تو ان کے مذکورہ الصدر اقوال اور آیت اور حدیث کی آپ کیا توجیہ فرمائیں گے۔ کیا آپ نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس روحہ کا قول نہیں دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ کتاب و سنت کو اپنے سامنے رکھو اور اس میں غور و فکر کے ساتھ نظر کرو اور ان ہی دونوں چیزوں پر عمل کرو اور قیل و قال اور شک کی وجہ سے دھوکہ اور غفلت میں نہ پڑو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول ﷺ تم کو جو کچھ دے اس کو لے لو اور جس چیز سے روکے اس سے رک جاؤ (فتوح الغیب)۔

(۲) آپ نے کہا کہ غیر مقلدین فاتحہ پڑھنے کو ناجائز کہتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ محض بہتان ہے۔ ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا فرقہ بھی ہے جو مطلق فاتحہ پڑھنے کو ناجائز کہتا ہے۔ اور اگر اس سے آپ کی مراد مروجہ فاتحہ ہے جو کھانے پر جمعرات کو پڑھتے ہیں یا موت کے تیسرے دن پڑھتے ہیں وغیرہ تو بے شک یہ بدعت ہے اور خیر القرون میں اس کا رواج نہیں تھا۔ اور قرآن و حدیث میں اس کا ثبوت نہیں ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ولم يات الكتاب ولا الحديث بما انتم عليه عاكفون ولم يقل به امام ولا عالم معتبر من السلف والخلف قال الله تعالى وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا۔ (۲) فيجب على الامة المحمدية ان يتركوا كل بدعة لهذه الآية. وقال النبي صلى الله عليه وسلم من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد. رواه البخاري ومسلم. (اربعين حديثا النووية والمشكوة) (۳)

۱۔ فتوح الغیب، المقالة السادسة والثلاثون: ص ۵۶ ط مصر۔

۲۔ الحشر: ۷

۳۔ مشکوة کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاول: ۱/ ۳ ط قرآن محل و بخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فھو مردود: ج ۱ ص ۳۷ ط قدی۔ و مسلم، کتاب الاقضية، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور: ج ۲ ص ۷۷ ط قدی۔

۴۔ مسلم، کتاب الاقضية، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور: ج ۲ ص ۷۷ ط قدی۔

وفی رواية لمسلم من عمل عملاً ليس عليه امرنا فهو رد (اربعون حديثاً النووية)
وقال صلى الله عليه وسلم ايضاً اياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة . رواه احمد و ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجه (مشکوۃ (۱) باب الاعتصام) و ايضاً قال صلى
الله عليه وسلم شر الا مور محدثاتها و كل بدعة ضلالة رواه (۲) مسلم كذا في الباب المذكور
واذالم نشرك الآية والحديث فنحن نلفت نظرك الى قول العلماء فقد قال العلامة شاه ولي الله
المحدث الدهلوی فی

شعر۔۔ وہ چیز جس کو تم پکڑے بیٹھے ہو۔ اس پر نہ کتاب اللہ اتری ہے نہ کوئی حدیث آئی ہے۔
اور کسی امام نے اور اگلے پچھلے علماء میں سے کسی نے اس کی اجازت نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
رسول تم کو جو کچھ دے وہ لے لو اور جس چیز سے روکے اس سے رک جاؤ۔ پس امت محمدیہ پر اس آیت کی رو سے
واجب ہے کہ ہر قسم کی بدعت کو چھوڑ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جس نے ہمارے احکام میں کوئی ایسی
نئی بات ایجاد کی جس کا ثبوت ہمارے احکام سے نہ ملتا ہو وہ مردود ہے بخاری و مسلم۔
مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے کوئی ایسا کام کیا جس کے متعلق ہمارا کوئی حکم موجود
نہ ہو، پس وہ نامقبول ہے۔

اور فرمایا کہ دین میں نئی باتیں نکالنے سے بچو کیوں کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور
فرمایا کہ امور دینیہ میں سب سے برا امر وہ ہے جو ایجاد کر لیا جائے اور ہر ایجاد کردہ امر گمراہی ہے (روایت مسلم)
اب جب کہ آیات و احادیث سے ہم نے ثبوت پیش کر دیا تو ہم علماء کے اقوال کی طرف آپ کی توجہ
مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :-

وصیت نامۃ النبی فی اللغة الفارسیة

”از عادات شیعۃ ما مردم اسراف است در ماتم ہا و سیوم و چہلم و ششماہی و فاتحہ سالینہ و ایں ہمہ را در عرب
اول وجود نہ بود مصلحت آل کہ غیر تعزیہ و ارثان میت تاسہ روز و طعام ایشان یک شبان روز رست نہ باشد۔“ (۳)
ما تقول فی شاه ولی الله هل هو شقی او قليل الحظ والعیاذ بالله کما تقول عن بعض
المسلمین الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا و العلامة المذكور قد منع قراءة الفاتحة الرائجة حاشا لله.

۱۔ مشکوۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام : ج ۱ ص ۳۰ ط قرآن محل۔ و مسند احمد : ج ۵ ص ۱۱۰ ط مؤسسة التاریخ العربی
دار احیاء التراث العربی۔ و ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ : ج ۲ ص ۲۸۷ ط امدادیہ۔ و ترمذی، ابواب العلم،
باب ماجاء فی من دعا الی ہدی الخ، و لفظہ : ”وایاکم ومحدثات الامور فانها ضلالة“ : ج ۲ ص ۹۶ ط سعید۔ و ابن ماجہ، باب
من حدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يرى انه كذب، و لفظہ : ”وایاکم والامور المحدثات فان كل بدعة ضلالة“
: ج ۱ ص ۵ ط میر محمد۔

۲۔ مسلم، کتاب الجمعة، فصل فی الخطبة والصلوة قصداً : ج ۱ ص ۲۸۵ ط قدیمی۔

۳۔ المقالة الوضیہ فی النصیحہ والیوصیہ (فارسی)، المطبوعۃ فی کتاب ”مجموعہ وصایا اربعہ“ مرتب و مترجم محمد ایوب القادری :
ص ۵۳ ط شاہ ولی اللہ اکیدی، صدر، حیدرآباد پاکستان۔

وما ذا تقول فی سائر العلماء الحنفیین الذین تعتبرهم و غیرهم من الا اعلام فمن منع تلك البدعة فانه قد نهى رسم الفاتحة وما شاكله مولانا عبدالحی الحنفی اللکھنوی فی مجموعة الفتاوی (۱) والشیخ علی متقی فی رسالة رد بدعات و مولانا شاہ اسحق الحنفی فی مائة مسائل.

وفی فتاوی العالمگیریہ (۲) قراءة الکافرون الی الاخر مع الجمع مکروهة لانها بدعة لم ينقل ذلك عن الصحابة وفی شرح مراقی الفلاح المطبوع بمصر ص ۳۶۳ (۳)

”ہم لوگوں نے جو بدعات اختیار کر رکھی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ غمی کی تقریبات سیوم اور چالیسویں اور ششماہی اور فاتحہ سالانہ میں بے انتہا سراف کیا جاتا ہے۔ اور ان تمام رسوم کا قرون اولیٰ میں وجود نہ تھا۔ بہتر یہ ہے کہ صرف تین دن تک وارثان میت سے تعزیت مسنونہ ادا کی جائے اور ایک دن رات ان کو کھانا دیا جائے۔ اس کے علاوہ کوئی رسم ادا نہ کی جائے۔“

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ کیا نعوذ باللہ و بعد نخت یا کم نخت تھے؟ جیسا کہ آپ بعض موحّد مسلمانوں کے بارے میں کہا کرتے ہیں۔

اور ان تمام حنفی علماء کے متعلق آپ کیا کہیں گے جو آپ کے نزدیک بھی معتبر ہیں اور ان کے علاوہ دیگر مذاہب کے علماء بھی جو فاتحہ مروجہ اور اسی قسم کی رسموں کو منع کرتے تھے۔ مثلاً ۱۰۔ انا عبدالحی لکھنوی اپنے مجموعۃ الفتاویٰ میں اور شیخ علی متقی رسالة رد بدعات میں اور مولانا شاہ محمد اسحق مائة مسائل میں لکھتے ہیں۔ نیز فتاویٰ بکامیر میں ہے کہ سورۃ کافرون سے آخر تک مجلس میں کھانے پر پڑھنا مکروہ ہے جو بدعت ہونے کے یہ فعل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت نہیں۔ اور شرح مراقی الفلاح مطبوعہ مصر ص ۳۶۳ میں ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ مکروہ ہے اس لئے کہ یہ مردار کھانا ہے اور اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات ثابت نہیں ہے۔ اور فتاویٰ سمرقند یہ میں ہے کہ کھانے پر فاتحہ پڑھنا بدعت ہے۔ اسی طرح شامی اور کبیری اور مجموعۃ الفتاویٰ اور طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں بھی مذکور ہے۔

قال الامام (الاعظم) نکره لان اکلها جيفة ولم یصح فیها شیء عنده عنه صلی اللہ علیہ وسلم . وفی الفتاوی السمرقندیۃ منقولاً من اریحہ ص ۴۹ قراءة الفاتحة علی الطعام بدعة . وكذلك فی الشامی (۴) ص ۵۷ ج ۵ و ص ۴۸ ج ۵ وفی الکبیری (۵) شرح منیۃ ص ۵۶۵

۱۔ مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ، ابواب الجنائز: ج ۱ ص ۹۵ طامجد اکیدمی لاہور۔

۲۔ کتاب الکراہیۃ، الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح وقراءة القرآن الخ: ج ۵ ص ۷۳ طامجدیہ۔

(ف) عبارت کا ترجمہ کرتے وقت لفظ ”کھانے پر“ کا اضافہ اپنی طرف سے کیا گیا ہے۔ اصل عبارت میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

۳۔ مراقی الفلاح کی شرح میں مذکور عبارت، یا اس کے ہم معنی مسئلہ نہیں ما۔

۴۔ ساکن نے شامیہ، کبیری شرح میں اور حاشیہ طحطاوی علی المراقی کے حوالے سے کھانے پر فاتحہ پڑھنے کا بدعت ہونا مذکور و کتب میں درج ذیل عبارت سے بالمعنی اخذ کیا ہے۔ چنانچہ شامیہ اور دیگر کتب مذکورہ میں ہے: ”وفی البزازیہ: ویکرہ اتخاذ الطعام فی اليوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی: القبر فی المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للحم او لقراءة سورة

الانعام والا خلاص۔“ (رد المحتار، باب صلاة الجنائز، مطلب فی کراہۃ الضیافۃ من اهل المیت: ج ۲ ص ۲۳۰ ط سعید)

۵۔ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی المعروف بحلی کبیر، فصل فی الجنائز وفيه ایضاً: وفی فتاویٰ البزازی ویکرہ اتخاذ الطعام فی اليوم الاول والثالث الخ کما مر فی الحاشیۃ الاولی۔ ط سعید اکیدمی لاہور۔

و مجموعة الفتاوى (١) ص ٦٨ ج ٣ وفي الطحطاوى (٢) شرح مراقى الفلاح ص ٣٩٩ وعلى هذا نختصر فانا اذا كتبنا عن كل ما قلت في الوعظ من الخرافات والا غلاط كان مجلدا كبيرا فلضيّق نطاق الكلام نكتفى بهذا القدر وانما عمدنا على كتابة هذا السؤال بالعربية لاننا سمعناك تقول غير مرة انك لا تعتبر بالاردوية ونرجو ان تسرع بالاجابة غاية السرعة لكي تسلي قلوبنا وقلوب الناس ولا بد من ان يكون الجواب بالعربية تحريراً والسلام.

المستفتی نمبر ۹۱۰ کا جواب: عبد القادر مظلوم ۱۱ صفر ۱۳۵۵ھ ۳ مئی ۱۹۳۶ء

ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ اگر وہ تمام خرافات اور غلط باتیں جو آپ وعظ میں کہتے رہے ہیں قلم بند کی جائیں تو ایک دفتر درکار ہوگا۔ اور ہم نے سوال کو عربی زبان میں اس لئے لکھا ہے کہ آپ نے کئی مرتبہ یہ فرمایا ہے کہ ہم اردو زبان کا اعتبار نہیں کرتے۔ امید ہے کہ آپ جواب جلد دیں گے تاکہ ہمارے اور دیگر مسلمانوں کے دل مطمئن ہوں۔ اور جواب عربی زبان میں ہونا چاہئے۔ والسلام

(جواب) از مولوی بشیر احمد

نحمده ونصلي على رسوله الكريم الحمد لله رب العلمين الذي قال في كتابه الحكيم.
واصبر على ما يقولون واهجرهم هجرأ جميلاً والصلوة والسلام على سيدنا محمد إرسله الى
الحق كافة نبيا ورسولا.

اما بعد - من بشير احمد الى من سئلتني بسئالات مخالقات لا جروة له بوجوه. الاول . تركت الحمد والصلوة والثاني . لسئالك بلا ذكر اسمك في اول كتابة والثالث اهانة لمسئولك بالكذب والرابع غلطك في العبارة بقياس النحو ولهذه البيان ما اردت العلم لك الجواب . ولكن ارجو لك ان تحرر الى مجلس نصيحتي فاقول لك جوابا شافيا لمرضات قلبك واعلم ان القلب هو معينة الروح الاعظم والخليفة الاكبر لمنزل الى هذه المنزلة وهو المدبر للجسم الانساني المتعلق به تعلق العاشق بالمعشوق وذلك بواسطة الروح الحيوانى لان الروح المذكورة فى غاية اللطافة والجسم فى غاية الكثافة والروح الحيوانى بين اللطافة والكثافة فلذلك صلح ان يكون واسطة بين الروح الاعظم بعد تنزله وبين الجسم . ولتعاقد الروح اللطيفة مع النفس الشهوانية قلبا كان ذا جهتين جهة لعالم الجنس والشهادة وجهة لعالم القدس والطيب ومتى كان قلبك متوجها الى الجسد بالتنعمات واللذات الدنيوية والشهوات النفسانية كان قلبك محجوبا بنصيحتي حتى فافهم ولا تكن من الخاسرين . كتبه حاجي بشير احمد وعفى عنه .

۱۔ مجموعۃ الفتاویٰ علیٰ ہامش خلاصۃ الفتاویٰ : ج ۱ ص ۹۵ "مجدد اکیڈمی لاہور۔ عبارت یہ ہے "لہٰذا طور مخصوص (یعنی قاتحہ مروجہ حال) نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود نہ در زمان خاندانہ بعد وجود آن در قرون ثلاثہ مشہود لہٰذا بالآخر اند مفتول نشد و..... و اگر کسی این طور مخصوص بعمل آورد آن طعام حرام نمیشود بخور و نش مضائقہ نیست و این را ضروری دانستن مذموم است ان شاء اللہ۔"

۲۔ الطحطاوی علی المراقی، الطبعة الاولى، باب احکام الجنائز، فصل فی حملها ودفنها: ص ۳۷۳ ط مصطفی البابی الحلبي۔ اس میں بھی حاشیہ دوہم کی عبارت ہے۔

حمد و نعت اور درود و سلام کے بعد گزارش ہے کہ آپ نے چند مخالفانہ سوالات بھیجے ہیں جو چند وجوہ کی بناء پر بے نتیجہ اور ناقص ہیں۔

اول یہ کہ آپ نے شروع میں حمد و صلوٰۃ نہیں لکھی۔ دوسرے یہ کہ تحریر کے شروع میں آپ نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ تیسرے یہ کہ اپنے مخاطب کے خلاف غلط بیانی کر کے اس کی توہین کی ہے۔ چوتھے یہ کہ آپ نے عبارت میں نحوی غلطیاں کی ہیں۔ اور اس سے آپ کی علمیت معلوم ہو گئی ہے۔ اس اظہار کے بعد میں آپ کو جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپ میرے وعظ کی مجلس میں تشریف لائیں تاکہ میں آپ کو تسلی بخش جواب دوں۔

جاننا چاہئے کہ قلب ہی روح اعظم اور خلیفہ اکبر کا مستقر ہے اور وہ روح حیوانی کے واسطے سے اس جسم انسانی کا مدبر ہے جو اس کے ساتھ عاشقانہ تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ روح اعظم بے انتہا لطیف ہے اور جسم بے انتہا کثیف اور روح حیوانی لطافت و کثافت میں معتدل ہے اس لئے وہی روح اعظم اور جسم کے درمیان واسطہ بننے کے لائق تھی۔ اور دل میں روح لطیفہ کا نفس شہوانیہ کے ساتھ یہ گہرا تعلق دور رخ رکھتا ہے۔ ایک طرف اس تعلق عالم شہود سے ہے اور دوسری طرف عالم قدس کے ساتھ۔ اور جب کہ تمہارا دل آسائش و لذات دنیاوی اور شہوات نفسانی کی وجہ سے جسم کی طرف متوجہ ہے تو میری نصیحت تمہارے دل تک نہیں پہنچ سکتی۔ پس سمجھو اور گھانا اٹھانے والوں میں سے نہ بنو۔ (حاجی بشیر احمد)

(جواب ۱۸۲) (از حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ) الحمد للہ علیہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ اما بعد فاننا رأینا السؤال و الجواب و وجدنا الجواب لا یکشف عن الحقیقة ولا یغنی عن شیء والحق ان نداء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقول قائل یا رسول اللہ و یا نبی اللہ و یا محمد و غیر ہا من الا لفاظ قد یکون بمجرد الشوق لا یقصد قائلہ اسماع المنادی ولا یقصد سماعہ و حضورہ فہذا مما لا مضائقہ فیہ وقد یکون مع الصلوٰۃ والسلام کقولہ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ او الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ و یعتقد قائلہ ان ہذا الکلام یصل الیہ صلی اللہ علیہ وسلم بواسطة الملائکۃ الذین یبلغونہ عن امتہ الصلوٰۃ والسلام و ہذا ایضاً جائز لحديث ورد فیہ۔ (۱)

وقد یکون باعتقاد ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم یسمع خطاب کل واحد و یحضر کل مکان فہذا مبادئہ النصوح القرآنیۃ والحديثیۃ واجمعت الامۃ علی ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یعلم الغیب الا ما أعلمہ اللہ تعالیٰ ومن اعتقد ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کان یعلم الغیب فہو کافر۔ (۲) واما الفاتحة المرسومة المروجة بھيئة معلومة فی ایام معینۃ بحضرة الوان

۱۔ "ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام" (نسائی، کتاب الصلوٰۃ، باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۱) ۲۳ طبع سعید

۲۔ "واعلم ان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما علمہم اللہ تعالیٰ أحياناً و ذکرنا لحقیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ: "قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ کذا فی المسایرة۔" (ملا علی قاری، شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسأله فی ان تصدیق الکاهن بما یتخبر بہ من الغیب: ص ۲۲۵ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

الطعام بین یدی القاری فلا شک فی کونها مبتدعة مخترعة لم یکن فی القرون المشہود لها بالخیر ولم تزد لها آیة ولا حدیث ولم یقل بها احد من العلماء الامة ممن یعتمد علی علمه و دینہ وتقولہ (۱)
عصمنا اللہ وایاکم وجميع المسلمين من کل ما یخالف الشرع ویصاد الحق الذی جاء به سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وجعلنا من المقتفین اثارہ والمہتدین بهدیه صلی اللہ علیہ وسلم امین۔ محمد کفایۃ اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

جواب از حضرت مفتی اعظم۔ الحمد لوایہ والصلوۃ والسلام علی نبیہ۔

المبعد۔ ہم نے سوال اور جواب کو دیکھا اور محسوس کیا کہ جواب مذکورہ سے کوئی حقیقت واضح نہ ہوئی اور کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ صحیح بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کو یارسول اللہ اور یا نبی اللہ اور یا محمد اور اسی قسم کے دیگر الفاظ کے ساتھ پکارنے کی چند صورتیں ہیں۔ (۱) کبھی تو یہ محض جذبہ اشتیاق کی بنا پر ہوتا ہے کہ پکارنے والے کا مقصد اپنی آواز کو سننا نہیں ہوتا ہے اور نہ اس کے خیال میں یہ بات ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حاضر ہیں اور اس کی آواز کو سن رہے ہیں تو یہ صورت جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور (۲) دوسری صورت ند اور دودو سلام کے ساتھ جیسے کہا جائے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ، یا الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ اور کہنے والا یہ عقیدہ رکھے کہ یہ کلام رسول اللہ ﷺ تک ان ملائکہ کے ذریعے سے پہنچتا ہے جو امت کے درود و سلام کو آپ تک پہنچانے کی خدمت میں مقرر ہیں تو یہ صورت بھی حدیث کی رو سے جائز ہے۔ (۳) تیسری صورت ندا کی یہ ہے کہ ندا کے وقت

یہ اعتقاد ہو کہ رسول اللہ ﷺ ہر ایک شخص کے خطاب کو سنتے ہیں اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ تو اس قسم کی ندا قرآن شریف کی صریح آیات اور احادیث صحیحہ کی رو سے ناجائز ہے اور تمام علمائے امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو غیب کا علم حاصل نہیں تھا۔ آپ کو صرف اتنا علم حاصل تھا جتنا اللہ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔ اور جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب تھے وہ کافر ہے۔

اور یہ رسمی فاتحہ مروجہ جو خاص شکل میں اور خاص مقررہ ایام میں پڑھی جاتی ہے اور پڑھنے والے کے سامنے قسم قسم کے کھانے رکھے جاتے ہیں تو اس میں شک نہیں کہ یہ ایک گھڑی ہوئی بدعت ہے۔ یہ قرون اولیٰ میں ہر گز نہ تھی اور اس کے جواز میں کوئی آیت یا حدیث وارد نہیں ہے اور معتمد وثقتہ علمائے امت میں سے کسی نے اس کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو اور تمام مسلمانوں کو ہر اس چیز سے محفوظ رکھے جو شریعت کے خلاف اور اس دین حق کے منافی ہو جس کو ہمارے سید و آقا حضرت محمد ﷺ لے کر آئے۔ اللہ ہم کو ان کے قدم بقدم چلنے کی اور ان کے اسوہ حسنہ سے ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ ابن طور مخصوص (یعنی فاتحہ مروجہ حال) نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدو نہ در زمان خلفاء بلکہ وجود آن در قرون ثلاثہ مشہود لہا باخیر اند منقول تھوہ..... والٹر کسی ابن طور مخصوص بعمل آوردن آن طعام حرام میشود بخور و لش مضائقہ نیست و این را ضروری دانستن مذموم است (مجموعہ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۹۵ اطامہ اکیڈمی لاہور)

(۱) مولانا اشرف علی تھانوی اور ان کی کتاب ”نشر الطیب“ پڑھنے والے کو کافر کہنے والے کا حکم

(۲) ”یار رسول اللہ“ اس نیت سے کہنا کہ حضور سنتے ہیں جہالت اور شرک ہے

(۳) حضور علیہ السلام عالم الغیب نہ تھے

(۴) حضور کا نام سن کر انگوٹھے چومنا ثابت نہیں

(۵) نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت نہیں

(۶) قبر پر اذان دینا

(۷) مدد صرف خدا سے مانگنی چاہئے

(سوال) زید نے حضرت حکیم الامت مولانا الحاج محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی کو کافر کہا (معاذ اللہ) کہتا

ہے کہ حضرت موصوف کی مولفہ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبيب کا پڑھنے والا اور سننے والا کافر ہے۔ اور جیسے خدا

سنتا ہے، ایسے حضور ﷺ سنتے ہیں۔ اور حضور ﷺ کو علم غیب بلا واسطہ ہے۔ اور ذکر میلاد شریف میں قیام کے

لئے اٹھنا شرعاً جائز ہے۔ اور اشہدان محمداً رسول اللہ، مؤذن کہے اس پر انگوٹھا چومنا مستحب ہے۔ اور جو

نہ چومے وہ کافر وہابی ہے۔ میت کے جنازہ کی نماز پڑھنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا درست اور جائز ہے۔ میت

کی قبر پر بعد دفنانے کے اذان دینا احیاء سنت اور جائز ہے۔ اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔

المستفتی نمبر ۳۷۲۷ حافظ عبد الرزاق صاحب (چوک بازار اوچین) ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۵۵ھ ۳۷۲۷ مارچ

۱۹۳۷ء

(جواب ۱۸۳) مولانا اشرف علی صاحب ایک باخدا عالم اور حنفی مذہب کے بزرگ ہیں۔ ان کو کافر بتانے والا

دشمن اسلام ہے کہ ایسے بزرگ عالم کو کافر کہتا ہے۔ جس کے فیض سے تمام ہندوستان کے مسلمان سیراب

ہو رہے ہیں۔ نشر الطیب بہت اچھی کتاب ہے وہ قابل پڑھنے کے ہے۔ یار رسول اللہ یہ سمجھ کر کہنا کہ خدا کی

طرح حضور ﷺ بھی سنتے ہیں، جہالت اور شرک ہے۔ (۱) حضور ﷺ کو جس قدر علم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا وہ

ساری مخلوق سے زیادہ ہے مگر حضور عالم الغیب نہیں تھے۔ عالم الغیب ہونا خاص اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ (۲)

حضور ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنے اور آنکھوں سے اگانے کی کوئی صحیح و پختہ دلیل نہیں۔ (۳) جنازے کی نماز

۱۔ ”اعتقاد اینکه کے غیر حق سبحانہ حاضر و غایب و عالم خفی و جلی در ہر وقت و ہر آن است اعتقاد شرک است۔۔۔۔۔ وقال علمائنا من قال ان

ارواح المشائخ حاضرة تعلم بكفر انتهى۔“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۳۱ ط امجد اکیدمی)

۲۔ ”وبالجملة فالعلم بالغیب امر تفرده سبحانه، ولا سبيل للعباد اليه الا باعلام منه والهام بطريق المعجزة، او الكرامة، او الارشاد الى الاستدلال بالاشارات فيما يمكن فيه ذلك۔۔۔۔۔ وذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان النبي عليه الصلاة و

السلام يعلم الغیب لمعارضۃ قوله تعالى: ”قل لا يعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله“ كذا فی المسایرة۔“ (بلا علی قاری، شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسالۃ فی ان تصدیق الکاهن بما یخبر به من الغیب: ص ۲۲۵ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

۳۔ ”وذكر ذلك الجراحى واطال ثم قال: ولم يصح في المرفوع من كل هذا شئ“ (رد المحتار، باب الاذان، ج ۱ ص ۳۹۸ ط سعید)

۴۔ علامہ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”این قبیل را در بعض کتب نقد مستحب نوشتہ است، نہ واجب و نہ سنت۔۔۔۔۔ و آل کتب کہ در آئین میلہ مذکور است غیر معتبر اند۔۔۔۔۔ ازین وجہ کہ درین کتب رطب و یابس بلا منتفع جمیع است۔۔۔۔۔ و احادیث کہ درین باب فتواء نقل میکنند ان تحقیق محدثین صحیح نیست ان“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۲۵ ط امجد اکیدمی لاہور)

کے بعد دعا مانگنا حضور ﷺ سے یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یا اماموں سے ثابت نہیں۔ (۱) قبر کی اذان کا بھی شریعت سے کوئی ثبوت نہیں۔ (۲) مدد صرف خدا سے مانگنی چاہئے۔ (۳) اولیاء اللہ بھی خدا کی مدد کے محتاج ہیں^(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

مصیبت کے وقت حضرت جنید بغدادی کو پکارنے پر نجات کا قصہ من گھڑت ہے۔ (سوال) ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب مولود خوانی کے واسطے تشریف لایا کرتے ہیں۔ ان کے مریدین بھی یہاں بہت ہیں۔ ہمارے محلہ میں ایک دن لوگوں نے چندہ سے جلسہ مولود شریف منعقد کیا۔ اثنائے وعظ میں انہوں نے ایک قصہ بیان کیا کہ بغداد شریف میں مسلمانوں کے ایک قافلہ میں ڈاکہ پڑا جس وقت ڈاکوؤں نے لوٹ مار شروع کی تو کچھ لوگوں نے پکارنا شروع کیا کہ پروردگار عالم ہم کو اس آفت سے بچا اور کچھ لوگوں نے پکارا کہ یا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہم کو بچا۔ یے۔ جنہوں نے خداوند عالم کو پکارا تھا وہ لٹ گئے اور جنہوں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا تھا وہ محفوظ رہے۔

المستفتی نمبر ۱۱۱۱ اندریز احمد (ریوان) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۹ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۸۴) یہ قصہ بے ثبوت ہے اس کی کوئی سند نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

آنحضرت ﷺ کے بارے میں غیب کلی کا اعتقاد رکھنا کفر ہے۔

(سوال) ایک شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ حضور ﷺ غیب کلی جانتے تھے۔ ایسے شخص کے متعلق حنفی مذہب کے معتبر فتاویٰ مثل شامی، بحر الرائق، قاضی خاں وغیرہ میں کیا حکم ہے۔ کیا ان فتاویٰ میں سے کسی فتاویٰ میں ایسے شخص کے متعلق کفر یا فاسق یا بد اعتقاد یا بے ادب ہونے کا حکم بھی ہے اگر ہے تو ازراہ کرم اس فتاویٰ کی عبارت معہ حوالہ باب و صفحہ جواب میں تحریر فرمائیں اور اگر اس قسم کا حکم نہیں ہے تو یہ تحریر فرما دیں کہ یہ اعتقاد حنفی مذہب کی رو سے صحیح ہے یا غلط۔

المستفتی نمبر ۱۷۳۲ رحمت علی۔ امین الدین کوچہ پنڈت (دہلی) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ

۶ ستمبر ۱۹۳۷ء

۱۔ "لا يقوم بالدعاء بعد صلاة الجنائز لانه دعا مرة لان اكثرها دعا۔" (فتاویٰ البرازية على هامش الهندية، كتاب الصلوة نوع المختار ان الامام الاعظم اولي الخ: ۳۰۸ طاجد یہ کونہ) کوئی خاصۃ الفتاوی: "لا يقوم بالدعاء بعد صلوة الجنائز۔۔۔ ولا يقوم بالدعاء في قراءة القرآن لاجل الميت بعد صلوة الجنائز وقبلها والله اعلم۔" (خلاصة الفتاوی، كتاب الصلوة، نوع منه اذا اجتمعت الجنائز: ج ۱ ص ۱۲۲۵ محمد اکیڈمی لاہور)

۲۔ "لا یسن الا اذان عند ادخال الميت فی قبره کما هو المعتاد الآن، وقد صرح ابن حجر فی فتاویہ بانه بدعة۔" (رد المحتار، باب صلوة الجنائز: ج ۱ ص ۲۳۵ ط سعید)

۳۔ "ایک نعبد وایک نستعین۔" (الفاتحة: ۱) وفي الحديث: "اذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله" (ترمذی آخر ابواب صفة القيامة: ج ۲ ص ۸ ط سعید)

۴۔ "وکل شیئی الیہ فقیر" (مثنیٰ العقيدة الطحاوية: ص ۵ وجموعہ انصار السنۃ المحمدیہ مکران بلوچستان ۱۴۰۶ھ)

(جواب ۱۸۵) آنحضرت ﷺ کے متعلق عالم الغیب ہونے کے اعتقاد کو کفر قرار دیا ہے اور یہ بات حنفی مذہب کے فتاویٰ میں تبصریح موجود ہے۔ بحر الرائق جلد سوم کے صفحہ ۹۴ میں ہے (۱) وفي الخانية والخلصة لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا ينعقد ويكفر لا اعتقاد ان النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب انتهي۔ اور در مختار ص ۲۹۹ (۲) میں ہے تزوج بشهادة الله ورسوله لم يجز بل قيل يكفر۔ اور شامی کے اسی صفحہ ۲۹۹ میں ہے قوله قيل يكفر لانه اعتقد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم عالم الغيب۔ اور اسی طرح یہ مسئلہ فتاویٰ قاضی خاں (۳) اور فتاویٰ ہزازیہ میں بھی موجود ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

حضور علیہ السلام کو عالم الغیب نہ ماننے والے عالم کے وعظ پر پابندی لگانا۔
(سوال) مسجد کے اندر یہ قید لگانا کہ اس مولوی سے جو حضور رسول مقبول ﷺ کو عالم الغیب نہ جانے ہرگز وعظ نہ کھلوا یا جائے۔ ایسی قید لگانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۱۸۶) یہ قید لگانا بالکل ناجائز ہے۔ اور حضور ﷺ کو عالم الغیب جاننا غلط ہے۔ (۵)
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

(۱) ایک من گھڑت قصے سے صحابی کی جوتی کو مشکل کشا ثابت کرنا۔
(۲) واقعہ معراج سے حضور ﷺ کے عالم الغیب ہونے پر استدلال کرنا؟
(۳) علمائے دہلی کو برا بھلا کہنا؟

(سوال) (۱) ہمارے محلے میں ایک شخص دور ان وعظ میں یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک کافر بادشاہ کے سر میں درد ہوتا ہے اس کا وزیر ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر کہتا ہے کہ ہمارے بادشاہ کے سر میں درد ہے کوئی تعویذ دے دو۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعویذ دینے سے انکار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ میری جوتی لے جاؤ اس کے سر پر رکھ دو۔ وزیر جوتی لے کر بادشاہ کے سر پر رکھ دیتا ہے، درد کو آرام ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد واعظ صاحب سامعین سے کہتے ہیں، کیوں، صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعلین مبارک مشکل کشا ہوئیں یا نہیں؟ اور ہم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جوتی کو مشکل کشا مانیں تو اسلام سے خارج تو نہ ہوں گے؟

۱۔ البحر الرائق (الطبعة الثانية) کتاب النکاح، ط دار المعرفة للطباعة والنشر بیروت لبنان۔

۲۔ کتاب النکاح، قبیل فصل فی الحرامات، ج ۳ ص ۷۷ ط سعید۔

۳۔ فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الہندیہ، کتاب السیر، باب ما یكون کفراً من المسلم وما لا یكون : ج ۳ ص ۷۶ ط ماجدیہ کوئٹہ۔

۴۔ الفتاویٰ الہزازیہ علی ہامش الہندیہ، کتاب الفاظ تکیون اسلاماً او کفراً او خطاء، الثانی فیما یتعلق باللہ تعالیٰ : ج ۶ ص ۳۲۶ ط ماجدیہ کوئٹہ۔

۵۔ "ثم اعلم ان الانبياء عليهم الصلوة والسلام لم يعلموا المغيبات من الاشیاء الا ما علمهم الله تعالى احياناً، وذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان النبي نعليه الصلوة والسلام يعلم الغيب لمعارضه قوله تعالى : "قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله" (ملا علی قاری، شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسألة فی ان تصديق الكاهن مما يخبر به من الغيب : ص ۲۲۵ ط دار الكتب العلمیہ بیروت لبنان)

(۲) واعظ صاحب نے معراج کا تمام واقعہ بیان کرنے کے بعد سامعین سے فرمایا کیوں حضور ﷺ غیب وال ہوئے یا نہیں؟ اگر ہم حضور ﷺ کو غیب وال تسلیم کر لیں تو کوئی حرج تو نہیں؟

(۳) ایسے واعظ کا وعظ سن کر ہمارے نور ایمان میں ترقی ہوگی یا کمزوری؟ اور ثواب دارین میں شریک ہوئے یا نہیں؟

(۴) علمائے دہلی کو پچھ غنڈہ اور بہت کچھ برا بھلا کہہ کر فرمایا کہ علمائے دہلی کو علم کی ہوا بھی نہیں لگی۔ ایسے واعظوں کا وعظ سننا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۷) اس قصے کا لول تو ثبوت درکار ہے، دوسرے اس سے جوتی کو مشکل کشا کہنے کا نتیجہ نکالنا اسی واعظ جیسے خوش فہم کا کام ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈرنا چاہئے کہ مشکل اور مصیبت کو دور کرنا خدا تعالیٰ کی صفت ہے (۱) اور وہ اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ نعوذ باللہ ایک جوتی کو شریک کر رہا ہے۔ اگر واعظ صاحب نے جوتی کے مشکل کشا ہونے کے ثبوت میں یہ روایت ذکر کی ہو تو بہت سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اور اگر اس بات کے انکار میں بطور الزامی جواب کے یہ قصہ ذکر کیا ہے تو یہ ایک الزامی جواب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح معراج کے واقعہ کو بیان کر کے یہ کہنا کہ اگر ہم حضور ﷺ کو غیب وال تسلیم کر لیں تو کچھ حرج تو نہیں اگر غیب دانی کے اثبات کے لئے ہے تو غلط ہے کیونکہ اس میں غیب دانی کا ثبوت نہیں۔ اور اگر بطور الزام ذکر کیا ہے تو پوری تقریر معلوم ہونے پر بتایا جاسکتا ہے کہ الزام قائم ہوا یا نہیں؟ البتہ علمائے دہلی کو پچھ، غنڈہ اور برا بھلا کہنا ہر شخص جانتا ہے کہ بری بات ہے۔ اس کے متعلق فتویٰ دریافت کرنا فضول ہے۔ اگر اس سوال سے بھی یہ کام لینا مقصود ہے جو پہلے ایک فتوے سے لیا گیا ہے کہ ”مفتی صاحب کافلاں واعظ کے بارے میں فتویٰ“ تو سائل صاحب یہ جان رکھیں کہ وہ اشتہار بھی میرے اوپر تہمت اور افتراء تھا۔ اور اس فتوے کو بھی کسی خاص شخص کے متعلق میرا فتویٰ ظاہر کر کے شائع کیا گیا تو یہ بھی تہمت اور افتراء ہوگا۔ میں نے کسی خاص واعظ کے متعلق نہ پہلے فتویٰ دیا تھا۔ نہ یہ دے رہا ہوں۔ کیونکہ فتویٰ سوال پر دیا جاتا ہے نہ کسی خاص شخص پر اور نہ مفتی کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کس شخص کے متعلق ہے۔ اور جس کے متعلق کیا گیا ہے اس کی طرف ان واقعات کی جو سوال میں مذکور ہیں نسبت صحیح ہے یا نہیں؟ فقط محمد کفایت اللہ کا نا اللہ لدہ دہلی۔

(سوال) فریقین کا ”علم غیب“ میں بیاد دی اختلاف کیا ہے؟

حامد او مصلیٰ و مسلما

(جواب ۱۸۸) آج کل آنحضرت ﷺ کے عالم الغیب ہونے نہ ہونے میں سخت اختلاف ہو رہا ہے۔ علمائے کرام کا بڑا اگر وہ اس بات کا قائل ہے کہ عالم الغیب ہونا خدا کے تبارک و تعالیٰ کی خاص صفت ہے۔ اس میں کوئی اس کا سا جھمی اور شریک نہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا علم خدا تعالیٰ کے علم سے وہی نسبت رکھتا ہے جو مٹا ہی کو غیر مٹا ہی سے نسبت ہے۔

(۱) وَإِنْ يَمْسُكِ اللَّهُ بَصْرَ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ (الانعام: ۱۷) وَقَالَ تَعَالَىٰ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكَ وَلَا تَحْوِيلًا (الاسراء: ۴۵)

ان کے خلاف ایک دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام بلکہ اولیاء بھی عالم الغیب ہیں۔ اور خصوصاً آنحضرت ﷺ تو تمام مغیبات و مخفیات کے ایسے ہی عالم ہیں جیسے خدائے تعالیٰ۔ صرف اتنا فرق ہے کہ خدا تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور آنحضرت ﷺ کا بالعرض۔ یعنی خدا تعالیٰ کے اعلام و اطلاع سے حاصل ہوا، مگر اسی قدر جس قدر خدا تعالیٰ کو ہے ذرہ ذرہ اور پتہ پتہ آپ ﷺ کے سامنے ہے۔ چوٹی کی چال اور پتہ کرنے کی کھڑا ہٹ آپ کو ایسی معلوم ہے جیسی ہم دیکھتے اور سنتے ہیں۔ (۱)

یہ جماعت علمائے کرام کے اس گروہ کو جو آنحضرت ﷺ کے عالم الغیب ہونے کے قائل نہیں ہیں کافر کہتی ہے اور ان کے ذمہ آنحضرت ﷺ کی بتک اور کسر شان کا الزام لگاتی ہے۔

ہم خدائے برتر و وحدہ لا شریک کو گواہ کر کے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کو اعلم الخلق یعنی خدا تعالیٰ و تبارک کے بعد تمام مخلوق سے زیادہ عالم جانتے ہیں اور اسی علمی کمال کے باعث آپ تمام انبیائے کرام و رسل عظام و مائتہ مقررین سے افضل ہیں۔ تمام انبیاء و رسل صلوات اللہ علیہم کو جس قدر علم عطا ہوا تھا وہ تمام آپ کو خدا تعالیٰ نے عنایت فرمایا اور ہزاروں لاکھوں مغیبات امور پر آپ کو مطلع فرمایا۔ غرض کہ بعد خدائے واحد کے آپ ﷺ سے زیادہ اعلم نہیں۔

تقریر ما سبق سے معلوم ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کا بے شمار مغیبات پر مطلع ہونا اور بشارت غیب کی باتیں جانا اور خبر دینا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اس میں ہم اور ہمارے مخالف دونوں متفق ہیں۔ اسی طرح یہ بھی متفق علیہ ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جملہ مخلوق کے تمام علوم خدا تعالیٰ کے عطائے ہوئے ہیں۔ سوائے خدائے واحد کے کسی کا علم ذاتی نہیں۔ سب کا علم خدا کا دیا ہوا ہے۔ اور اس مدعا پر نصوص شاہد عدل ہیں۔

تو اب ہمارا ان کا اختلاف فقط اس بات میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کو تمام مغیبات کا علم (بالعرض ہی سہی) تھا یا نہیں؟ اور کیا آپ ﷺ کا علم خدا تعالیٰ کے علم کے برابر تھا؟ ہم کہتے ہیں کہ تمام مغیبات اور ذرہ ذرہ کا علم سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ اور ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا علم خدا کے علم سے (سوائے فرق بالذات و بالعرض کے) کم نہیں۔ اور جیسے خدا تعالیٰ ذرہ ذرہ کا عالم اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ ایسے ہی آنحضرت ﷺ بھی ہیں۔ ہمارے مخالف آنحضرت ﷺ کے لئے ایجاب کلی کے مدعی ہیں۔ (۲) اور ہم رفع ایجاب کلی یا اس کے مساوی سلب جزئی کے قائل ہیں یعنی آپ کو تمام غیب کی باتیں معلوم نہ تھیں یا الفاظ دیگر آپ بہت سی غیب کی باتیں نہیں جانتے ہیں۔

۱۔ مولانا احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں: ”روز اول سے ”ماکان وما یكون“ انہیں بتایا، اشیاء مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ان سب کو محیط ہوا، نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر کبیر، ہر رطب دیاس، جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں، جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔“ (انباء المصطفیٰ ص ۳ بحوالہ مقدمہ کتاب التوحید از مولانا عبدالحق جاجروی رحمۃ اللہ علیہ ج ۱ ص ۴۶۳، کتب خانہ جمادیہ جامعہ اسلامیہ بدر العلوم حمادیہ رحیم یار خان پاکستان)

۲۔ مشہور بریلوی عالم مولانا احمد دی صاحب لکھتے ہیں: ”بہر صورت اس حدیث پاک کے مطابق نبی ﷺ کے واسطے ہر مسلمان کو غیب کلی تسلیم کرنا عین ایمان ہے“ (مقیاس حقیقت، عنوان علم غیب از الحدیث: ص ۶۷ و المقیاس پبلشرز لاہور، ایڈیشن ستائیس ہاں سن

ہمارا دعویٰ ہے کہ تمام سلف صالحین کا یہی مذہب ہے۔ اور قرآن وحدیث واقوال علمائے محققین سے یہی ثابت ہوتا ہے اور یہ کہ آنحضرت ﷺ یا کسی اور کے لئے علم محیط اور علم مساوی علم باری تعالیٰ ثابت کرنا اور اعتقاد کرنا شرک فی الصفات ہے۔ (۱) اب پہلے ہم وہ دلیلیں بیان کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ علم محیط خاص خدا کی صفت ہے، اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور یہ کہ آنحضرت ﷺ بہت سی باتوں سے واقف نہ تھے۔

دلیل اول۔ قوله تعالیٰ فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرۃ اعین (۲)
(حاصل ترجمہ) جنت میں مسلمانوں کیلئے جو آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے اس کو کوئی نفس نہیں جانتا۔

اس آیت میں لفظ نفس نکرہ ہے جو سیاق نفی میں واقع ہوا ہے۔ اور کتب اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ نکرہ سیاق نفی میں عام ہوتا ہے۔ پس اس میں انبیاء اولیاء اور جملہ مخلوق کے نفوس آگئے۔ کہ جنت کی مخفی نعمتوں سے کوئی بھی واقف نہیں۔ ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ بھی جنت کی مخفی نعمتوں سے واقف نہ تھے۔

دلیل دوم۔ قوله تعالیٰ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا هو۔ (۳)
(حاصل ترجمہ) تمام غیب کی کنجیاں خدا کے پاس ہیں۔ اس کے سوا کوئی انہیں نہیں جانتا۔
اس آیت میں علم غیب کو باری تعالیٰ پر منحصر فرمادیا ہے۔ آیت کا سیاق بتا رہا ہے کہ مقصود بیان سے یہاں پر یہی ہے کہ غیوب کا علم محیط خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں (نا تمام) (۴)

مسئلہ استعانت بالغیر

(از اخبار سہ روزہ الجمعۃ دہلی مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۲۵ء)

زید عوام الناس کو علی الاعلان استمداد از غیر اللہ کی تعلیم بالفاظ ذیل دے رہا ہے۔ (۱) غیر اللہ سے مدد مانگنا بلاشبہ درست ہے۔ (۲) ایاک نستعین میں جو مفعول مقدم ہے جس سے بقاعدہ نحوی حصر کے معنی پیدا ہوتے ہیں اس کے معنی یہ ہے کہ کارساز حقیقی تو ہی ہے اور حقیقی مدد بخشنے سے طلب کرتے ہیں کیونکہ مدد حقیقی تیرے ساتھ مختص ہے۔ باقی دوسروں سے استعانت مجازی ہے جو محض ظاہر عون سے ہیں۔ پس استعانت غیر اللہ سے اس طرح پر کہ اعتقاد مستقل اس غیر پر ہو اور اس کو منظر مظاہر عون الہی نہ جانے بے شبہ حرام بلکہ شرک ہے۔ اور اگر التفات محض بجانب حق ہے اور اس کو ایک منظر مظاہر عون سے جان کر استمداد و استعانت کرے تو

۱۔ "ومن اعتقد تسویۃ علم اللہ ورسولہ یکفر اجماعاً" کما لا ینحفی (ما علی قاری، الموضوعات الکبیر: ص ۱۶۲ ط نور محمد، اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب ارامیہ گراچی)

۲۔ (الم السجدة: ۱۴)

۳۔ الانعام: ۵۹

۴۔ قال العلامة الالوسی رحمۃ اللہ علیہ: "وتقدیم الخبر لا فادۃ الحصر" (روح المعانی: ج ۷ ص ۷۰) وقال العلامة الخفاجی رحمۃ اللہ علیہ: والاحاطۃ تؤخذ من لام الاستغراق" (حاشیۃ الشہاب: ج ۳ ص ۷۳)، وقال العلامة شیخ زادہ رحمۃ اللہ علیہ علی حاشیۃ البیضاوی: "ولما کان عندہ تلك المفاتح کان المتوصل الی مافی الخزائن من المفیات هو لا غیر" (صح زادہ: ج ۱ ص ۱۷۱) راجع مقدمة کتاب التوحید للجاحزوی رحمۃ اللہ علیہ ج ۱ ص ۴۴۱، ۴۴۲ کتب خانہ حمادیہ رستمیہ خان پاکستان۔

ایسی استعانت مشروع و جائز ہے۔ تمام انبیاء و اولیاء اس قسم کی استعانت طلب کرتے رہے ہیں۔ یہ استمداد و استعانت حقیقۃً غیر سے نہیں بلکہ اسی سے ہے۔ ہکذا فی تفسیر فتح العزیز۔ (۱) اب تو معنی حصری بھی درست ہو گئے۔ اور سب اعتراض بھی اٹھ گئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مستقل حاجب کو کسی کو سمجھ کر مدد طلب کی جائے تو ناجائز اور حرام ہے۔ مگر مسلمان کے ساتھ ایسا گمان کسی طرح درست نہیں ورنہ جائز اور درست ہونے میں کسی طرح کا کلام نہیں۔ انتہی بلفظ۔ زید نے اپنے عقیدہ مذکور الصدر کے لئے حسب ذیل ثبوت پیش کیا ہے:-

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے استعینوا بالصبر والصلوة۔ (۲) اور یہ ظاہر ہے کہ صبر و صلوٰۃ غیر اللہ ہیں (۲) اس کی تائید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کونوا من انصارى الى الله (۳) سے ہوتی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے۔

(۳) حکیم و ڈاکٹر سے دفع مرض کے لیے مدد مانگنا اور مظلوم کا بروقت حق طلبی و ایذا دہی ظالم، حکام سے چارہ جوئی کرنا وغیرہ کے جائز و مسنون ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔

(۴) خود رسول اللہ ﷺ نے غیر اللہ سے مدد مانگنے کی تعلیم فرمائی۔ چنانچہ طبرانی میں عتبہ بن غزو ان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اذا ضل احدکم شیئاً و اراد عوناً و هو بارض لیس لها انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان للہ عباداً لا یراہم۔ (۴)

(۵) تفسیر فتح العزیز میں جیسا کہ مذکور ہوا یہی تعلیم ہے۔ اس کے متعلق عمر و کتا ہے کہ لفظ غیر اللہ عام ہے اور مدد کی بھی علماء نے دو قسمیں قرار دی ہیں۔ ایک یہ کہ نظر بر کار خانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ بعض امور میں ایک مخلوق دوسری مخلوق سے مدد لینے کی مجاز ہے۔ مثلاً کسی بیمار کا حکیم یا ڈاکٹر سے مشورہ علاج میں اور مظلوم کا بروقت حق طلبی و ایذا دہی ظالم، حکام سے چارہ جوئی میں مدد لینا۔ نوکروں اور فقیروں کا اپنے معاملات میں امیروں اور بادشاہوں سے مدد طلب کرنا یا زندہ اولیائے کرام سے دعا کے لئے اس طرح عرض معروض کرنا کہ ہمارے فلاں مطلب کے لئے بارگاہ خداوندی میں دعا فرمائیے وغیرہ۔ ایسی استمداد شرعاً جائز ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ مگر جو اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم وفات پا چکے ہیں ان سے دعا کے لئے عرض معروض کرنے میں اختلاف ہے۔ اکثر فقہائے حنفیہ جو سماع موتی کے قائل نہیں ہیں اس کو ناجائز و مستہانتے ہیں۔ صاحب تفسیر فتح العزیز بھی انہیں علمائے جامع شریعت و

۱۔ تفسیر فتح العزیز، المعروف تفسیر عزیزی: ص ۸ ط محمدی لاہور

۲۔ البقرہ: ۴۵

۳۔ مذکورہ آیت اس طرح نہیں ہے غالباً یہ آیت مراد ہوگی: ”کونوا انصار اللہ کما قال عیسیٰ بن مریم للحواریین من انصارى الى الله“ (الصف: ۱۴)

۴۔ الحافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، المعجم الکبیر، ما اسند عتبہ بن غزو ان، رقم الحدیث (۲۹۰) ج ۷ ص ۱۸، ۱۱، ۱۸ ط دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔

طریقت میں سے ہیں جو سماع موتی کے قائل اور اولیائے کاملین سے خواہ وہ مردہ ہوں خواہ زندہ دعا کے لئے عرض معروض کرنے کے مجوز ہیں۔ مگر ایسی استمداد کو اول تو اقسام استمداد ہی میں شمار نہیں فرماتے بلکہ طلب مشورہ کے نام سے موسوم فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ استمداد اگر ہے بھی تو خداوند تعالیٰ سے ہے۔ گویا کہ ان کے نزدیک بھی استمداد اسی مسبب الاسباب اور حکیم مطلق سے ہے جس نے اپنی حکمت بالغہ سے بعض مخلوق کو بعض امور کے لئے سبب بنادیا ہے۔ لہذا اس مخلوق کو مظہر عون الہی سمجھ کر اس سے مدد لینا اسی تعالیٰ شانہ سے مدد لینا ہے۔

دوسری قسم مدد مانگنے کی یہ ہے کہ جو امور بالا استقلال جناب باری تعالیٰ سے خصوصیت رکھتے ہیں جیسے اولاد کا دینا، بارش کا برسانا، مرض کا دور کرنا، غم کو بڑھانا وغیرہ ان میں سے کسی کے متعلق مخلوق سے مدد مانگی جائے اور جناب باری عزاسمہ سے دعا کرنا مد نظر نہ ہو تو یہ استمداد حرام مطلق بلکہ کفر ہے۔ ایسی استمداد اگر کوئی مسلمان اپنے مذہب کے اولیائے کرام سے بھی کرے گا تو دائرۃ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ محتاط علمائے دین نے قسم اول کو نظر انداز کر کے قسم دوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے استمداد از غیر اللہ کو مطلقاً ناجائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ فرماتے ہیں :-

”عبادت غیر خدا راجحاً نیست و نہ مدد خواستن از غیر حق۔“ (ارشاد الطالبین ص ۱۸) (۱)

لہذا زید کا علی العموم غیر اللہ سے مدد مانگنے کی اجازت و تعلیم دینا ہرگز مناسب نہیں۔ اس کو تفصیل و تشریح کے ساتھ مسئلہ بتانا چاہئے تھا۔ تاکہ علاقہ راجپوتانہ کے جاہل مسلمانوں میں برا اثر نہ پھیلے جن میں پہلے ہی سے استعانت غیر مشروع کی گرم بازاری ہو رہی ہے۔ اگر بقول زید ہر چیز سے خواہ وہ کچھ ہو صرف اپنے ذہن میں مظہر عون الہی سمجھ کر ہر امر میں مدد مانگنے کی اجازت دے دی جائے اور کارخانہ اسباب و حکمت باری پر نظر نہ رکھی جائے تو پھر جاہلوں کی اصلاح کا ہونا درکنار، ان کی مزید گمراہی کا ایک ذریعہ پیدا ہو جائے گا۔

عمر و زید کی پیش کردہ دہ لیلوں کا مندرجہ ذیل جواب دیا ہے۔

(۱) آیہ واستعینوا بالصبر والصلوة میں کسی مخلوق سے مدد مانگنے کی تعلیم نہیں ہے۔ بلکہ مدد تو جناب باری تعالیٰ سے مانگنے کا حکم ہے اور صبر و صلوة کو جو فعل عبد ہے ایک ذریعہ مانگنے کا قرار دیا ہے۔ یعنی صبر کرنے اور صلوة کی بجا آوری کو ذریعہ بتایا ہے حصول امداد الہی کا اس سے استمداد از غیر اللہ پر استدلال کرنا محض مغالطہ ہے۔

(۲) کونوا من انصاری الی اللہ۔ قرآن شریف کی آیت یوں نہیں ہے۔ زید جو محض اردو خواں ہے اور عربی و فارسی سے مطلق مس نہیں رکھتا ہے اس نے کسی اردو رسالے میں یہ الفاظ دیکھ کر یاد کر لئے ہیں۔ غالباً مندرجہ ذیل آیت مراد ہوگی۔ یا ایہا الذین امنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسیٰ بن مریم للحواریین

من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ (سورۃ صفت (۱) رکوع ۲ پارہ ۲۸) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے اسی امر میں مدد مانگی ہوگی جو نظر بکار خانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ ایک مخلوق کو دوسری مخلوق سے مدد مانگنا جائز ہے۔ اس لئے اس سے بھی غیر اللہ سے کل امور میں عام طور سے مدد مانگنے کی اجازت ہر گز نہیں نکلتی ہے۔ اس لئے کہ مسبب الاسباب نے اپنی بعض مخلوق کو سبب عون بنادیا ہے۔ یہ دارصل اسی سے مدد مانگنا ہے۔

(۳) حکیم ڈاکٹر اور دکام کو بھی اسی قادر مطلق نے سبب بنادیا ہے۔ اور اس کی بھی وہی کیفیت ہے۔ جو نمبر ۲ کے جواب میں مذکور ہوئی۔

(۴) حضور سرور عالم ﷺ نے بھی اسی قسم کی استعانت کی تعلیم فرمائی جو مدد کی قسم اول میں داخل ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ سے ہی مدد مانگنا ہے۔ عام اجازت کا اس سے وہم بھی نہیں ہو سکتا۔

(۵) تفسیر فتح العزیز میں ہر گز عام اجازت نہیں دی گئی اور فتاویٰ عزیزی میں جو صاحب تفسیر فتح العزیز اول کی طرف منسوب ہے مدد کی قسم دوم کو حرام کفر اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

”دریں جلابد فہمید کہ استعانت از غیر بوجہ کہ اعتماد بر آں غیر باشد و اور امطر عون الہی نداند حرام است و اگر التفات محض بجانب حق است و اور ایکے از مظاہر عون دانستہ و نظر بکار خانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ در اں نمودہ بغیر استعانت ظاہر نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرح نیز جائز و رواست و انبیاء و اولیاء ایں نوع استعانت از غیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ بحضرت حق است لا غیر۔“ (۲) (تفسیر فتح العزیز سورہ فاتحہ ص ۸)

صاحب تفسیر علیہ الرحمۃ نے اس موقع پر نظر بکار خانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ رکھنے کی قید لگا کر استمداد کو خاص فرمادیا ہے ان چیزوں کے ساتھ اور ان کے متعلق جو اس عالم اسباب میں سبب و مظہر عون بنا دیئے گئے ہیں۔ اور بعض امور ان سے متعلق کر دیئے گئے ہیں۔ پس جو چیز کہ نظر بکار خانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ سبب و مظہر عون تھی اس سے ان امور میں جو اس چیز سے متعلق نہیں کئے گئے ہیں، مدد مانگنے کی اجازت صاحب تفسیر علیہ الرحمۃ کے ارشاد سے مستطب نہیں ہو سکتی۔ مگر جس رسالہ سے زید نے ان کا ترجمہ نقل کیا ہے اس میں ”نظر بہ خانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ“ کا ترجمہ غالباً سہو یا کسی اور وجہ سے نقل کرنا رہ گیا ہوگا۔ اور اسی وجہ سے زید کو غلط فہمی ہوئی ورنہ اصل عبارت کے دیکھنے سے ایسا خیال ہر گز پیدا نہیں ہو سکتا۔

(۲) باقی ماندہ تفصیل عبادت و استعانت از غیر (بعد بیان تفصیل عبادت)

و استعانت یا پھیز نیست کہ تو ہم استقلال آں چیز دروہم و ہم نچکس از مشرکین و موحدین نمی گذرد و مثل استعانت بخوب و غلات در دفع کرنسی۔ و استعانت بآب و شر بہادر دفع تشنگی۔ استعانت برائے راحت بسایہ

درخت و مانند آن در دفع مرض بادویہ و عقاقیر و در تعین وجہ معاش بامیر و بادشاہ کہ در حقیقت معاوضہ خدمت بہمال است و موجب تذلل است یا باطباء و معالجین کہ بہ نسبت تجربہ علم زائد از آنہا طلب مشورہ است و استقلالے متوہم نمی شد۔ پس اس قسم استعانت بلا کراہت جائز است زیرا کہ در حقیقت استعانت نیست و اگر استعانت است استعانت بخداست۔ (تفسیر فتح العزیز سورہ فاتحہ ص ۷۷ (۳) (۱))

یہ عبارت پہلی عبارت کی تفصیل ہے۔ اور دونوں عبارتوں کے ملانے سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ جو چیزیں اس عالم اسباب میں اس مسبب الاسباب نے اپنی حکمت کاملہ سے سبب و منظر عون بنا دی ہیں صرف ان سے مدد لینے کی اجازت ہے۔ اور چونکہ نظر بکارخانہ اسباب حکمت باری تعالیٰ ان سے مدد لینا عین اس قادر مطلق سے مدد لینا ہے اس لئے انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام نے بھی اس قسم کی امداد مخلوق سے لی ہے۔ نہ یہ کہ ہر چیز سے ہر قسم کی مدد عیاذ باللہ لی ہو۔ جیسا کہ زید کے مقولہ کا مفہوم ہے :-

(۳) ”مدد خواستن دو طور می باشد۔ مدد خواستن مخلوق سے از مخلوق مثلاً آنکہ از امیر و بادشاہ نوکرو گدا

در محلات مرجوعہ مددی جویند۔ و عوام الناس از اولیاء۔ و عامی خواہند کہ از جناب الہی فلاں مطلب مارادر خواست نمایند اس نوع مدد خواستن در شرع از زندہ و مردہ جائز است۔ دوم آنکہ بالاستقلال چیزے کہ خصوصیت بہ جناب الہی دارد مثل داون فرزند یا بارش بار الیادفع امراض یا طول عمر و مانند آن چیز ہابے آنکہ دعا و سوال از جناب الہی در نیت منظور باشد از مخلوق در خواست نمایند۔ اس نوع حرام مطلق بلکہ کفر است۔ و اگر از مسلماناں کسے از اولیائے مذہب خود خواہ زندہ باشد یا مردہ اس نوع مدد خواہد از دائرہ مسلمانان خارج می شود۔“ (فتاویٰ (۲) عزیزی جلد اول ص ۳۴)۔

اس سے ثابت ہے کہ صرف انہیں امور میں مخلوق سے مدد مانگنے کی اجازت ہے جو مختص بذات باری تعالیٰ نہیں ہیں۔ اور وفات یافتہ اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم سے بھی صرف دعا کے لئے عرض کرنے کی مشکل زندوں کے اجازت دی گئی ہے۔

(۴) لما استمدوا ہابل قبور از غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا غیر از انبیاء علیہم السلام منکر شدہ اند آں را بسیارے از فقہاء می گویند کہ نیست زیارت مگر برائے رسانیدن نفع باموات بدعا و استغفار و قائل گشتہ اند بآں بعضے از ایشان۔ و ظاہر است کہ از فقہا آنا نکہ قائل سماع و ادراک میت اند قائل بجا از اند و آنا نکہ منکر اند آں را نیز انکاری کنند و اس امر یست ثابت و مقرر نزد مشائخ صوفیہ از اہل کشف و کمال (فتاویٰ عزیزی جلد دوم ص ۱۰۷) (۳) اس سے مسئلہ استمداد از اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلافی ہونا ظاہر ہے۔ اور گو حضرت شاہ عبد العزیزؒ انہیں حضرات علماء میں شامل ہیں جنہوں نے جواز کا فتویٰ دیا ہے مگر صورت استمداد حسب ذیل بتائی ہے۔

۱۔ تفسیر فتح العزیز، سورۃ فاتحہ ص ۷۷، ط محمدی لاہور۔

۲۔ فتاویٰ عزیزی، میان و شبہات بہت پرستان : ج ۱ ص ۳۵، ۳۶ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی۔

۳۔ فتاویٰ عزیزی، مسائل متفرقہ، حکم ہر گ سہریاگل، خوشبو نمادان، قبر : ج ۲ ص ۱۰۷، ۱۰۸ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی۔

(الف) ونیست صورت استدلال مگر ہمیں کہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب الہی بتوسل روحانیت بندہ کہ مقرب و مکرم در گاہ والہاست و گوید کہ خداوند لہ برکت ایں بندہ کہ تو رحمت و اکرام کردہ اور ابرورده گردال حاجت مرا۔

(ب) یا ندانند آل بندہ مقرب و مکرم را کہ اے بندہ خدا ولی دے شفاعت کن مرا وخواہ از خدا تعالیٰ مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا۔ فتاویٰ جلد دوم ص ۱۰۸ (۱)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرات اولیاء اللہ سے جس قسم کی استعانت انہوں نے جائز بتائی ہے اس میں سے قسم اول تو سرے سے استعانت ہی نہیں ہے، بلکہ توسل ہے جس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ قسم دوم اگرچہ مسئلہ سماع موتی کی وجہ سے مختلف فیہا ہے لیکن اس میں بھی کسی ایسی چیز کا سوال حضرات اولیاء اللہ سے نہیں ہوگا جو مختص بذات باری تعالیٰ ہے۔ لہذا اس میں بھی بجز اس کے اور کچھ خرابی نہیں کہ جو عوام کا لانعام دوسرے اشخاص کے افعال سے اپنے افعال ناجائز پر استدلال کیا کرتے ہیں ان کے عقائد پر اثر پڑے گا۔ تاہم اگر زید صرف اتنے کی اجازت دیتا تو مضائقہ نہ تھا مگر وہ تو ہر چیز سے ہر قسم کی مدد مانگنے کی عام اجازت دیتا ہے۔ اور صرف مظہر عون الہی و حاجت روائے مجازی اپنے ذہن میں قرار دے لینے کو کافی سمجھتا ہے۔

لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید ٹھیک کہتا ہے یا عمرو؟

(جواب ۱۸۹) عمرو کا بیان صحیح اور آیات و احادیث و اقوال فقہائے حنفیہ کے موافق ہے۔ اور زید کے قول میں تغلیط و تلمیس ہے حق یہی ہے کہ جن چیزوں میں سلسلہ اسباب پر نظر ڈالتے ہوئے ظاہری مدد کسی غیر اللہ سے حاصل ہونی متصور ہے اس میں استمداد اسی قید یعنی رعایت سلسلہ اسباب کے ساتھ جائز ہے۔ مثلاً کسی شخص سے جو پانی دینے پر قادر ہے پیاس کے وقت پانی مانگنا۔ کسی شخص سے جو کھانا دینے پر قادر ہے بھوک کے وقت کھانا مانگنا۔ بادشاہ یا امیر سے کوئی عہد یا خدمت یا عطایا انصاف کا سوال کرنا۔ کہ یہ لوگ ان چیزوں پر ظاہر اسباب کے لحاظ سے قادر ہیں۔

واضح طور پر یوں سمجھے کہ خدا تعالیٰ نے اس عالم میں اسباب و علل کا ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے اگرچہ وہ اسباب صرف ظاہر کے اعتبار سے اسباب ہیں ورنہ مؤثر حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن اس ظاہری نظام کے لحاظ سے ایک شے کو دوسرے کا سبب کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً آگ کو جلانے اور پکانے کا سبب بنا دیا ہے۔ پانی کو ٹھنڈا کرنے اور پیاس بجھانے کا سبب مقرر فرمایا۔ اسی طرح اور بے شمار اسباب ہیں جو اس عالم میں موجود و مشاہد ہیں ان میں سے کسی کے ساتھ فائدہ حاصل کرنا اور اپنے کاموں میں مدد لینا ناجائز نہیں۔ آگ سے کھانا پکانے کا کام لینا پانی سے پیاس بجھانا بھی استعانت ہے لیکن اس استعانت کا معنی وہی ظاہری سبب ہونا اور نظام عالم میں اسی سبب کو داخل ہونا ہے یہی وجہ ہے کہ اس قسم کی استعانت کو کوئی اعانت و استعانت سے تعبیر نہیں کرتا۔ اور نہ آگ سے کھانا پکاتے وقت پکانے والے کو یہ خیال ہوتا ہے کہ میں آگ سے استعانت کر رہا ہوں۔ اسباب

طبیعیہ میں تو یہ بات نہایت واضح ہے۔ رہے اسباب اختیار یہ جیسے بادشاہ سے دفع ظلم میں اعانت طلب کرنا۔ اس پر اگرچہ استعانت کا اطلاق معروف ہے۔ اور ان سے سوال کرتے وقت استعانت کا خیال بھی ہوتا ہے لیکن اس کا بنا بھی وہی سمیت ہے۔ بادشاہ بوجہ اپنی قوت و شوکت کے اپنے حشم و خدم اعوان و انصار کی وجہ سے انتقام لینے پر اور ظلم دفع کرنے پر قدرت رکھتا ہے اور اس کے اسباب اسے میسر ہوتے ہیں اس لئے اس سے مدد مانگی جاتی ہے۔ اگرچہ اس کی یہ قدرت ظاہری ہے ورنہ ان تمام امور کی حقیقی باگ خدائے جبار کے ہاتھ میں ہے۔

پس ثبوت ہو گیا کہ جو امور مختصہ بالباری تعالیٰ ہیں اور اس عالم اسباب میں ان کا کوئی سبب نہیں۔ یا وہ امور کہ اگرچہ وہ باری تعالیٰ کے ساتھ مختص نہیں مگر ان کے اسباب خاصہ کے سوا کسی دوسرے سے ان کے وجود میں استعانت کرنا یقیناً حرام اور کفر ہے۔ مثلاً کسی مردہ بزرگ پیر یا ولی سے اولاد مانگنا یا نوکری مانگنا حرام ہے۔ اس لئے کہ اولاد دینا ان امور میں سے ہے جو ذات باری کے ساتھ خاص ہیں، اور نوکری دینا اگرچہ نظر بظاہر خدا کے ساتھ خاص نہیں۔ لیکن وہ وفات یافتہ پیر یا بزرگ اس کے واسطے ظاہری سبب بھی نہیں کہ اس سلسلہ اسباب ظاہرہ کے لحاظ سے ان سے نوکری مانگی جائے۔ اسی طرح کسی زندہ بزرگ سے کوئی ایسی چیز مانگنا جو خدا کے ساتھ مختص ہو۔ یا جو نظر بر اسباب ان کے قبضے میں نہ ہونا جائز ہے۔

اور عوام کے عقائد کی اصلاح علماء کے ذمہ واجب ہے۔ انہیں کوئی ایسا فتویٰ دینا جس سے عوام کے عقائد فاسد ہوں ناجائز ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله۔ (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تو کچھ مانگے تو خدا سے مانگ اور جب استعانت کرے تو خدا سے کر (ترمذی ج ۲ ص ۷۴) اور فرمایا۔ لیسأل احدکم ربہ حاجتہ کلہا حتی یسأل شسع نعلہ اذا انقطع (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۰) یعنی ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی تمام حاجتیں خدا سے مانگے یہاں تک کہ جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو خدا سے مانگے۔ یہ نیمم اصلاح عقائد عوام کے لئے حضور ﷺ نے فرمائی ہے۔ پس زید کو لازم ہے کہ وہ اپنے اس طرز سے جس سے عقائد عوام بگڑیں، احتراز کرے اور انہیں صاف اور مفصل مسئلہ بتائے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

۱۔ ترمذی، آخر ابواب القیامۃ: ج ۲ ص ۸ ط سعید۔

۲۔ ترمذی، آخری ابواب الدعوات: ج ۲ ص ۲۰۱ ط سعید۔

حاجت روائی صرف حق تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۶ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) باوجود خدا کی وجدانیت و قدرت کے قائل ہونے کے بزرگوں کی ارواح طیبہ سے براہ راست مشکل کشائی و حاجت روائی کی التجاء کرنا فعل مستحسن ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۹۰) کسی بزرگ یا پیرولی سے اولاد یا رزق یا کوئی حاجت طلب کرنا جائز نہیں ہے حاجت روائی صرف حق تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ (۱) بزرگوں کے وسیلے سے خدا تعالیٰ سے دعا کرنے میں تو مضائقہ نہیں (۲) مگر خود بزرگوں سے مانگنا درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ وہابی۔

(۱) ”اغثنی یا رسول اللہ“ کہنے کا حکم۔

(۲) ”یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیناً للہ“ کہنا کیسا ہے؟

(۳) کیا غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے؟

(از اخبار الجمعية دیلی مورخ ۲۶ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) (۱) اغشی یا رسول اللہ کہنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا لله کہنا کیسا ہے؟

(۳) وفات شدہ مرزگان دین سے مدد مانگنا کیسا ہے؟

(۴) کیا استعانت غیر اللہ سے درست ہے؟

(جواب ۱۹۱) اغثنی یا رسول اللہ کہنا اگر اس خیال سے ہو کہ آنحضرت ﷺ ہر جگہ سے اس کلمے کو سنتے ہیں اور فریاد رسی کرتے ہیں تو شرک ہے۔ (۲) اور اگر اس خیال سے ہو کہ آپ فریاد رسی کرنے پر اور ہر قسم کی حاجت روائی کرنے پر قدرت رکھتے ہیں جب بھی شرک ہے۔ (۳)

١. "وإياك نستعين" (الفاتحة : ٤) وفي الحديث : "وإذا سألت فاستل الله وإذا استعنت فاستعن بالله" (ترمذى، آخر أبواب القيامة : ج ٢ ص ٧٨ ط معيد)

۲۔ چاہے ان کی زندگی میں دیوان کے مرنے کے بعد۔ شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
 ”و غالبہ ایس طور کہ الہی حرمست نبی دہلی حاجت مراروا کن جائز است“ (مسائل، ص ۲۱) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
 رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”توکل چنان ست کہ توکل و طلب دعا از صالحان و دوستان خدا و در حالت حیات کند و ان جائز است باتفاق پس آن
 چر اجازت نباشد۔ و فرقی نیست در ارواح کا مال و در حین حیات و بعد از ممات مگر ترقی کمال۔“ (فتاویٰ عزیزی، مسائل متفرقہ، حکم ہر ایک سہن یا
 کل خوشبو نہاد بر قبر، ج ۲، ص ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵

۳۔ کیونکہ ہر جگہ سے پکار گونہا اور امداد طلب کرنے والے کی امداد کرتا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ "امن یحییٰ المضطر اذا دعاه ویكشف السوء" (النمل: ۶۲) وقال تعالیٰ: "وان یمسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا هو" (الانعام: ۷۱) وفي الحديث: "عن رجل من بلہجیم قال قلت یارسول اللہ الام تدعونا؟ قال: ادعوا الی اللہ وحده الذی انما مسک خیر فدعوتہ کشف عنک" (ابن کثیر: ج ۳ ص ۷۰ طبع میل اکڈمی لاہور)

۳۴۔ "قل ادعوا الذين راعىتم من دون الله لا يسلكون مثقال ذرة في السموات ولا في الارض وما لهم فيهما من شرك وما له منهم من ظهير" (سبا : ۲۲)۔ علامہ قرطبی رحمة اللہ علیہ "من دون اللہ" کی وضاحت میں فرماتے ہیں "المعبودین من دون اللہ من الملائکة والانبياء والاوصياء" (تفسیر قرطبی، آیت ۲۳ کے ذیل میں ۱۸۹: ۱۲ اور الکتاب العلم ص ۲۰)۔

ہاں اگر نریاوری سے مراد خدا تعالیٰ کی جناب میں شفاعت ہو اور ہر جگہ سے حضور ﷺ کے سننے کا اعتقاد نہ ہو تو شرک نہیں مگر بے کار اور عبث ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ تک اس کلمے کے پہنچنے کا کوئی ثبوت شرعی نہیں۔ (۱)

یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ یہ بھی مشرکانہ کلمہ اور عبث و ناجائز ہے۔ (۲) جو چیزیں کہ حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً اولاد دینا، رزق دینا، مصیبتوں کا دور کرنا وغیرہ ان کو حضرت حق کے سوا کسی دوسرے زندہ یا وفات یافتہ ولی سے مانگنا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:-

اذا استعنت فاستعن باللہ واذا سألت فاسأل اللہ۔ (۳) ”یعنی جب تو مدد مانگے تو خدا سے مانگ اور جب کوئی چیز مانگے تو خدا سے مانگ۔“

اور مسلمان نماز میں پانچوں وقت خدا سے معاہدہ کرتے ہیں۔
ایاک نعبدو ایاک نستعین (۴) ”یعنی“ اے مولیٰ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔“

پس خدا کے سوا کسی دوسرے سے مدد مانگتے وقت اس معاہدہ کو پیش نظر رکھا جائے تو ناممکن ہے کہ انسان خدا کے سوا کسی دوسرے سے استعانت کرے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

ہر وقت ”یا رسول اللہ“ کا ورد کرنا اور اس سے منع کرنے والے کو کافر کہنا۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

(سوال) زید اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے۔ یا رسول اللہ کہتا ہے۔ بکر کہتا ہے کہ صرف اللہ کا نام اس قابل ہے کہ ہر وقت ورد زبان ہو۔ اللہ سے سوا کسی دوسرے کے نام کا ورد کرنا شرک ہے۔ خواہ کسی غیر کا نام ہو یا شہید کا یا ولی کا زید کہتا ہے کہ جو شخص یا رسول اللہ کہنے سے منع کرے وہ کافر ہے۔

۱۔ شرعی ثبوت صرف درود پہنچنے کا ہے، جو کہ فرشتے دور سے پہنچاتے ہیں۔ دیکھئے سنن نسائی، کتاب الصلوٰۃ باب التسلیم علی النبی ﷺ ۱۔ ط ۳۳ سعید۔

۲۔ ازیں جنس وظیفہ احتراز لازم و واجب اولاً ازیں جہت کہ این وظیفہ متضمن شیئاً للہ است و بعض فقہاء را از ہمچو لفظ حکم کفر کردہ اند چنانکہ در درمختار می نویسند کذا قول شیء للہ قیل یکفر انتھی۔ و در رد المحتار می آرد و لعل وجہ اند طلب شیئاً للہ واللہ غنی من کل شیء والکل مفتقر و محتاج الیہ۔ و بنبعی ان یرجح عدم لتکفیر فاند یسکن ان یقول اردت طلب شیئاً اکراماً للہ شرح الوہابیۃ۔ قلت فینبغی اویجب التباعد عن هذه العبارة وقد مر ان ما فیہ خلاف یؤمر بالتوبۃ والاستغفار و تجدید النکاح انتھی۔ و ثانیاً ازیں جہت کہ این وظیفہ متضمن ست ندائی اموات را از امکنہ بعید و شرعاً ثابت نیست کہ اولیاء را قدرتی حاصل است کہ از امکنہ بعید و نادر باشند ندائی۔ (مجموعۃ الفتاویٰ علی هامش خلاصۃ الفتاویٰ: ج ۴ ص ۳۳۱ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۳۔ ترمذی، آخر ابواب القیامۃ: ج ۲ ص ۸ ط سعید

۴۔ الفاتیۃ: ۴۰

(جواب ۱۹۲) بحر کا یہ قول صحیح ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کا نام اس کا مستحق ہے کہ ہر وقت ورد زبان ہو۔ (۱) اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پیغمبر، ولی، شہید، کا نام اٹھتے بیٹھتے ورد زبان کرنا اور وہ بھی لفظ "یا" کے ساتھ، جو کلمہ ندایہ ہے، (۲) جس سے کہنے والے کا یہ خیال ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھتا ہے، یقیناً درست نہیں۔ (۳) اور اسلامی توحید کی روح کے خلاف ہے۔ اور اس میں شرک کا شائبہ ہے۔ اس صحیح بات کے قائل کو کافر بتانا غلط ہے۔ (۴) اور اس سے خود زید کے کافر ہو جانے کا خطرہ ہے۔ (۵) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ۔

مختلف مشرکانہ عقائد کی تردید

(از اخبار المجموعه پي د بلي نمبر ۵ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(سوال) ایک مستی و پیش امام مندرجہ ذیل عقیدے رکھتا ہے اور دوسروں کو ترغیب دے کر فرقہ بندی کرتا ہے۔

(۱) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ غیب دہاں ہیں۔ (۲) آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ (۳) فریاد رسی کے لئے یارِ سول اللہ پکارتے ہی، اس کی مدد کرتے ہیں۔ (۴) حضرت محبوب سبحانی کو اتنی قدرت ہے کہ خدا کے قضا و بلا کو دور کر دیتے ہیں۔ (۵) دور دور سے مشکلات میں یا محبوب سبحانی پکارنے والوں کی آواز کو سن کر خود مشکل آسان کر دیتے ہیں۔ (۶) اولیاء اللہ سے مدد مانگنا، اللہ جل شانہ سے مدد مانگنا ہر دو ایک ہے۔ (۷) یہی عقیدہ سنت جماعت کا ہے۔ (۸) اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والے سب غیر مقلد، وہابی، نجدی، اسلام سے خارج، کفر کے مستحق ہیں۔ ان سے میل ملاپ رکھنا، ان کے پیچھے نماز پڑھنا سخت حرام ہے۔

(جواب ۱۹۳) نمبر اول سے نمبر ہشتم تک جو باتیں مذکور ہیں۔ یہ صریح طور پر اسلامی تعلیم اور نصوص کتاب و سنت کے خلاف ہیں۔ قرآن پاک میں صاف اور صریح طور پر مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب

۱۔ ”كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر الله عزمًا وحل على كل أحيائه۔“ (ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب فی الرجز يذكر الله تعالى على غير طهر: ۱) (ابوداؤد: ۵۸۸۸)

۲۔ "انفسِ یارِ رسول اللہ، یا ولی اللہ کی عادت ہندیان است کہ در نشست و برخاست بہلو میدنزد و فتماء حنفیاں ناجائز است" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ: ج ۴ ص ۳۳۳ طبع امجد اکہڈمی لاہور)

۳۔ "اعتقاد ایتلہ کے غیر حق سبحانہ حاضر و نامور و عالم خفی و جلی و در ہر وقت و ہر آن است اعتقاد و شرک است....." وقال علمائنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر انتهى۔" (حوالہ بالا: ۳۰: ۳۳۱)

٣- "ولا يكفر بقوله يا حاضر يا ناظر ولا بقوله درويش درويشان والقول بالكفر بكل منهما باطل." (البحر الرائق، الطبعة الثانية، كتاب السير، باب احكام المرتدين: ج ٥ ص ١٣٤ ط دار المعرفة بيروت) وكذا في الدر المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ج ٤ ص ٢٥٩ ط سعيد.

۵. "ایما امری قال لاختیه کافر فقد باء بها احدهما ان کان کما قال والارجعت علیہ" (مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال الایمان من قال لاختیه المسلم یا کافر : ۱ / ۵۷ ط قدیمی کراچی)

نہیں۔ وہی تنہا علم غیب کی صفت کے ساتھ موصوف ہے۔ (۱) پیغمبر ﷺ باوجود اس کے کہ حق تعالیٰ نے انہیں ہزاروں غیوب کا علم عطا فرمایا تھا، عالم الغیب نہیں تھے۔ (۲) ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا بھی خاص خدائے تعالیٰ کی صفت ہے۔ (۳) ہر جگہ سے پکار کر سننا اور امداد طلب کرنے والے کی امداد کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ (۴) نمبر ۴ کا یعنی عقیدہ کہ حضرت غوث الاعظمؒ کو اتنی قدرت ہے کہ قضا و قدر کو رد کر دیں صریح کفر یہ شرکیہ عقیدہ ہے۔ اسی طرح نمبر ۵ بھی خطا اور جہل ہے۔ نمبر ۶ کی تاویل نہ کی جائے تو وہ بھی مشرکانہ خیال ہے۔ (۵) نمبر ۷ یہ بالکل غلط ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ ان مشرکانہ عقائد کے قائل ہیں۔ نمبر ۸، یہ بھی جہالت اور تمہت و افتراء ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ کو اس کے ساتھ مخصوص کرنے والے اور انبیاء و مرسلین کو اپنے درجے پر رکھنے والے اور اولیاء اللہ کو اپنے مرتبہ پر ماننے والے وہابی، غیر مقلد، نجدی، اسلام سے خارج ہیں۔ یہ سب باتیں مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنے والی اور اسلامی وحدت کے شیرازے کو بکھیرنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت کرے اور راہ راست دکھائے۔ آمین۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ وہابی

۱۔ "قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ" (النمل: ۶۵)

۲۔ شرح عقائد نسکی میں ہے: "وبالجملة العلم بالغیب امر تفرده اللہ تعالیٰ لاسبیل للعباد الیہ الا باعلام منہ بالوحي والهام بطریق المعجزة او الکرامۃ او ارشاد الی الاستدلال بالامارات۔" وفي البراس: "والتحقیق ان الغیب ما غاب عن الحواس والعلم الضروری والعلم الاستدلالی۔ وقد نطق القرآن بنفی علمہ عن سواہ تعالیٰ۔ فمن ادعی انہ یعلمہ کفر و من صدق المدعی کفر الخ۔" (النہر اس: ص ۳۳۳ ط امدادیہ ملتان)

۳۔ "وہی الواثق ہم چوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء و اولیاء ہر وقت حاضر و ناظر اند۔۔۔۔۔۔ بشرک است چہ اس صفت از مختصات حق جل جلال است کہ رادر آں شرکت نیست۔۔۔۔۔۔ و نیز در بزاز یہ است وعن هذا قال علماؤنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر انتہی۔"

(مجموعۃ الفتاویٰ فارسی: ج ۱ ص ۲۸، مجموعۃ الفتاویٰ عبدالحی کریم: ج ۱ ص ۳۶ ط ایچ ایم سعید)

۴۔ "امن یجیب المضطر اذا دعاه ویكشف السوء" (النمل: ۶۲) وقال تعالیٰ: وان یمسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا هو" (الانعام) وفي الحدیث: عن رجل من بلہجم قال قلت یارسول اللہ الام تدعوا؟ قال: ادعوا الی اللہ وحده الذی ان یمسک ضر فدعوتہ کشف عنک الخ" (ابن کثیر: ۳/۴۰۷ ط سمیع الیومی لاہور)

۵۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: "دوم آنکہ بلا منتقال چیزے خصوصیت بجانب الہی دارد مثل داون فرزند یار ش باران یا دفع امر اس یا طول عمر و مانند این چیز ہائے آنکہ دعاء سوال از جناب الہی در نیت منظور باشد از مخلوقے درخواست نمایند این نوح حرام مطلق بلکہ کفر است۔ و اگر از مسلمانان کہسے از اولیائے مذہب خود خواہ زندہ باشد یا مرد و این نوح مدد خواہد از ذرہ مسلمانان خارج میشود۔" (فتاویٰ عزیزی: بیان در شہادت پرستان: ج ۱ ص ۶۴ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبندی یوپی)

مختلف فیہ مسائل میں الجمعۃ کا مسلک

(شذرہ اخبار الجمعۃ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۵ء از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مدیر اخبار الجمعۃ)

قارئین کرام کو یاد ہو گا کہ الجمعۃ مورخہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۶ھ میں ”حوادث و احکام“ کے زیر عنوان حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا ایک فتویٰ شائع ہوا تھا، جو اغثنی یا رسول اللہ کے شرعی حکم کے بحث و مباحثہ کا میدان بنانا نہ تو مناسب ہے، نہ وہ اس کے مستعمل ہیں۔ اگرچہ الجمعۃ میں شائع شدہ فتوے بھی میری شخصی رائے ہی کی حیثیت رکھتے ہیں، جمعۃ علمائے ہند کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ تاہم اختلافی مسائل کی اشاعت بھی الجمعۃ کے ذریعہ سے مناسب نہیں ہیں۔

آگے چل کر حضرت مفتی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ :

”میں الجمعۃ کے صفحات میں مولانا نثار احمد صاحب کے فتوے پر تنقید کرنی مناسب نہیں سمجھتا۔ اس لئے اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں اور بتا دیتا ہوں کہ میں صلوٰۃ والسلام کے ساتھ ”یا رسول اللہ“ کہنے کو اس خیال کے ساتھ جائز سمجھتا ہوں کہ فرشتے ان کلمات کو حضور ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔ (۱) اور اگر کوئی شخص فرط شوق میں بغیر اختیار اور بغیر اس خیال کے کہ حضور سن رہے ہیں یا رسول اللہ کہے تو اس کا یہ والہانہ اور مضطرانہ فعل عدم جواز کے حدود میں نہیں آئے گا۔“

ان تمام تحریرات کو مفتی صاحب کے اس کرامی نامہ سمیت ہم شائع کرنے والے تھے کہ دفعۃً ہمارے پاس ایک پمفلٹ آیا۔ جس کا عنوان ”جمعۃ العلماء کے فتوے پر ایک نظر“ تھا۔ اور اس میں وہ تمام دستاویزیں موجود تھیں جن کا پلندہ مولوی عبدالحی صاحب نے ہمارے پاس بھیجا تھا۔ اس میں سب سے بڑی زیادتی (جسے ہماری جگہ کوئی دوسرا شخص کم از کم ہمدیانتی سے تعبیر کرتا) یہ کی گئی تھی کہ مفتی صاحب کے اس شخصی فتوے کو جمعۃ العلماء کے فتوے کی حیثیت دی گئی تھی۔ حالانکہ اس کے نیچے مفتی صاحب کے دستخط موجود تھے اور اس پر کوئی اس قسم کے آثار نہیں تھے جن سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہو کہ وہ صدر جمعۃ علماء کی حیثیت سے لکھا گیا تھا۔ مولوی عبدالحی صاحب کی اس بے صبری اور تلخیص کو دیکھ کر ہمیں مجبوراً ان تحریرات کی اشاعت کا ارادہ فسخ کرنا پڑا۔ اور اب ہم صرف اس امر کی تصریح کر دینے پر قناعت کرتے ہیں کہ اس فتوے کی اشاعت میں اس نیت کو ہرگز دخل نہیں تھا جو ہماری طرف منسوب کی گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ایک فروگزاشت ضرور تھی اور اس پر اظہار معذرت کرنا ہمارا اخلاقی فرض ہے، مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ اشاعت سے پہلے وہ فتویٰ ہماری نظر سے نہیں گزرا تھا۔ ورنہ ہم اسے ہرگز شائع نہ کرتے۔ ہم نے ”حوادث و احکام“ کا عنوان محض اس غرض سے قائم کیا ہے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو عام شرعی مسائل سے واقفیت حاصل ہوتی رہے اور روزمرہ کے معاملات میں احکام شرع سے ناواقفیت کی بناء پر جو غلطیاں مسلمانوں سے سرزد ہوتی ہیں ان کا سدباب

ہو سکے۔ اس مقصد میں کسی بھی افتراق انگیز غرض کی آمیزش نہیں ہے جس سے مختلف فیہ مسائل میں کسی مخصوص جماعت کے اعتقادات کی اشاعت مد نظر ہو۔ اگر ہمارے دل میں اس قسم کا کوئی اونٹنی سا رُودہ بھی ہوتا تو ایسی مختلف فیہ مسائل کی کمی نہیں ہے۔ جن پر ہم اپنے عقائد کا اظہار کر سکتے تھے۔

فصل پنجم مجلس شہادت

محرم کے پہلے عشرہ میں بیان شہادت کے لئے مجلس کا انعقاد بدعت ہے۔
(سوال) محرم کے عشرہ کاول میں دس دن شہادت کا بیان کروانا کیسا ہے۔ اور ایسی مجلس میں شریک ہونا کیسا ہے۔
(المستفتی نمبر ۲۶۳۳ مولوی عبدالحق) امام جامع مسجد دوحہ ضلع پنج محل مورخہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء
(جواب ۱۹۴) بیان شہادت کے لئے انعقاد مجلس بدعت ہے۔ (۱) ہاں وعظ و تذکیر کے لئے جائز ہے۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

فصل ششم مسئلہ سماع موتی

سماع موتی محققین علماء کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟
(سوال) سماع موتی محققین علماء کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟
(جواب ۱۹۵) مسئلہ سماع موتی قرون اولیٰ سے مختلف فیہ چلا آتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا بھی اس میں اختلاف تھا۔ قرن صحابہ کے بعد بھی ہمیشہ علماء اس میں مختلف رہے۔ اکثر صوفیہ سماع موتی کے قائل ہیں۔ لیکن علمائے حنفیہ کے نزدیک ثابت نہیں۔ ہاں میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس قدر حیات اس میں ڈالی

۱۔ جو ایام مخصوص عشر، محرم میں مذکور و میت کذا فیہ کے ساتھ لوگوں کے اجتماع کے کہ شریعت میں اس قسم کی تخصیص و تعیین نہیں ہے۔ علامہ شافعیؒ بدعت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”منہا وضع الحدود والتزام کیفیات والہیئات المعینۃ والتزام العبادات المعینۃ فی اوقات معینۃ لم یوجد لہا ذلک التعین فی الشریعۃ“ (الاعتصام: ۱/ ۳۹ دار الکفر۔ بیروت) نیز اس میں تشبہ بالروافض بھی ہے کیونکہ ان ایام میں اس قسم کی مجالس پر پاکستان کا شعار ہے۔ لہذا اس سے احتراز واجب ہے لقولہ علیہ السلام: ”من تشبہ بقوم فہو منہم۔“ (ابوداؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الاقیۃ: ج ۲ ص ۲۰۳ ط امدادیہ ملتان)

۲۔ آخر طیکہ یہ وعظ و نصیحت بلا تعیین یوم و بلا التزام اجتماع کے ہو، نیز اس میں صحیح اور معتبر روایات بیان کی جائیں، اور نامشروع افعال، اقوال سے اجتناب کیا جائے۔ عالمگیری میں ہے: ”لا یاس بالحلوس للوعظ اذا ارادہ وجہ اللہ تعالیٰ کذا فی الوجیز للکردی۔“

(کتاب الحراۃ الباب الرابع: ۵/ ۳۱۹ ط دار احیاء کتب

جاتی ہے کہ وہ آرام یا تکلیف کو محسوس کرے۔ فی الشامی۔ (۱) (ص ۳۲ ج ۳) ولا یرد تعذیب المیت فی قبرہ لانہ توضع فیہ الحیوۃ عند العامة بقدر ما یحس بالالم والبنیۃ لیست بشرط عند اهل السنة بل تجعل الحیاة فی تلك الاجزاء المتفرقة التي لا یدرکہ البصر. وقال بعد اربعة اسطر. ولا یرد ما فی الصحیح من قوله صلی اللہ علیہ وسلم لاهل قلیب بدرہل وجدتم ما وعدکم ربکم حقاً فقال عمر اتکلم المیت یا رسول اللہ فقال علیہ السلام والذي نفسی بیده ما انتم بسمع من هؤلاء او منهم. فقد اجاب عنه المشائخ بانه غیر ثابت یعنی من جهة المعنی وذلك لان عائشة ردتہ بقوله تعالیٰ وما انت بمسمع من فی القبور انک لا تسمع الموتی وانه انما قاله علی وجه الموعظة للاحیاء وبانه مخصص باولئک تضعیفاً للخسرة علیہم وبانه خصوصية له علیہ السلام معجزة لکن یشکل علیہم ما فی مسلم ان المیت لیسمع قرع نعالہم اذا انصرفوا الا ان یخصو اذک باول الوضع فی القبر مقدمة للسؤال جمعا بینہ وبين الايتين فانه شبه فیہما الکفار بالموتی لافادة بعد سماعہم وهو فرع عدم سماع الموتی الخ۔ تاہم کسی فریق کو یہ حق نہیں کہ وہ دوسرے فریق کی تضلیل یا تفسیق یا تجہیل کر سکے۔ کیونکہ اس صورت میں کہ مسئلہ قرون اولیٰ میں بھی مختلف فیہ تھا اس تضلیل یا تفسیق یا تجہیل کا اثر صحابہ کرام تک پہنچے گا۔ ولا شک فی فسادہ

فصل ہفتم

وہابی کی تحقیق

۱۔ وہابی فرقے کا تعارف اور ہندوستان میں ”وہابی“ کی اصطلاح

۲۔ علمائے دیوبند کو وہابی کہنے کی وجہ

۳۔ میلاد شریف سے منع کرنے والوں کو کافر کہنا

۴۔ مروجہ عرسوں میں شرکت کرنا حرام ہے۔

۵۔ وہابیوں کو مسجد میں آنے سے روکنا

۶۔ علمائے دیوبند کے اکابر کو کافر کہنے والے کا حکم

۷۔ ایسی مساجد میں جانا جہاں علمائے حق کو برا بھلا کہا جائے

(سوال) (۱) وہابی کس فرقے اور کس مذہب کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ اس کا موجد کون تھا۔ اس کی ابتدا کب

سے ہوئی اور یہ لوگ کس خیال و عقیدے کے ہیں۔ ہندوستان میں یہ فرقہ کب پایا گیا؟ (۲) کیا وہابی علمائے

دیوبند کو بھی کہتے ہیں۔ اگر یہ لوگ وہابی ہیں تو کن عقائد و اعمال کی وجہ سے؟ (۳) جس شخص کا یہ خیال ہو

کہ اس شور و شغب کے زمانے میں جب کہ عوام کے عقائد میں عام طور پر فتور آگیا ہو قیام میلاد شریف ضروری نہیں جانتا بلکہ اس کا ترک اولیٰ سمجھتا ہے اور خود قیام نہیں کرتا اور نہ دوسروں کے لئے پسند کرتا ہے۔ اس صورت میں ایک گروہ جس میں چند مولوی بھی شامل ہیں مانعین و تارکین کو کافر کہتے ہیں۔ کیا ان کا یہ کہنا اور تکفیر کرنا درست ہے۔ اور اگر مانعین قیام حق پر ہیں تو جو تارک قیام کے کفر کے قائل ہیں عند الشریع وہ کون ہیں؟ (۴) ایسا شخص جو اعراس بزرگاں کو جہاں سیکڑوں خلاف شرع امور ہوتے ہیں مثلاً عورتوں کا اجتماع، چراغاں ہونا، قولی بامز امیر اور بڑی بھڑوے کا ناچ گانا اور صاحب قبر سے منت مرادیں مانگنا وغیرہ، برا کہے اور گناہ بتلائے تو کیا اس انکار سے وہ شخص کافر ہو جاتا ہے؟ اور اعراس بزرگاں جائز ہے؟ (۵) وہابی مسلمانوں کی مسجدوں میں نماز ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا مسلمانوں کو حق ہے کہ وہابیوں کو اپنی مسجدوں میں نماز پڑھنے نہ دیں۔ اور اس طرح کرنے سے ان مساجد میں جہاں مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے بندش و انکار ہو حکم مسجد کا ہے یا غیر مسجد کا؟ (۶) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی اور مولانا محمد فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی اور مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی لکھنوی اور مولانا خلیل احمد صاحب انبٹھوی اور مولانا سید محمد علی صاحب خلیفہ ارشد مولانا فضل الرحمن صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے؟ یہ لوگ کامل مسلمان تھے یا کافر؟ اور کیا زید کا یہ قول صحیح ہے کہ جو ان کو کافر نہ جانے وہ کافر ہے۔ اور کیا یہ صحیح ہے کہ بعض خاص عقیدہ یا مضمون یا تصانیف کی وجہ سے ان پر کفر عائد ہو گیا ہے۔ اور وہ ایسا اٹل ہو کر جم گیا ہے کہ کسی طرح کفر اٹھتا نہیں ہے۔ حالانکہ ان لوگوں نے التصدیقات لدفع التلبیسات، ایک کتاب ان الزامات کے جواب میں لکھ کر علمائے ہند و عرب و شام وغیرہ سے دستخط و تصدیق کر کر شائع کی ہے لیکن اس پر بھی کفر ان پر عائد کیا جاتا ہے۔ آیا یہ تکفیر زیادتی و تعدی ہے یا نہیں؟ (۷) مسلمانوں کو ایسی مساجد میں جانا اور وہاں نمازیں پڑھنا درست ہے؟ جہاں علمائے دین اہل حق و بزرگان دین کو علی العموم ہر ابھلا کہا جاتا ہو اور ان کی تکفیر و تضلیل کی جاتی ہو اور پکے مسلمانوں کو کان پکڑ کر نکالا جاتا ہو اور لوگوں کو فساد پر آمادہ کیا جاتا ہو؟ بینوا تو جروا۔

(جواب ۱۹۶) (۱) فرقہ وہابیہ کی ابتدا محمد بن عبد الوہاب نجدی سے ہوئی۔ یہ شخص حنبلی مذہب رکھتے تھے مزاج میں سختی زیادہ تھی۔ ان کے خیالات اور اعتقادات کے متعلق مختلف روایات سنی جاتی ہیں۔ حقیقت حال خدا تعالیٰ کو معلوم ہے۔ مگر ہندوستان کے بعض مبتدعین نے تو آج کل قبیح سنت کا نام وہابی رکھ دیا ہے۔ یہ ان مبتدعین کی اصطلاح جدید ہے۔

(۲) علمائے دیوبند یا ان کے ہم خیال علماء کو جو شخص وہابی یعنی تتبع نجدی کہے وہ خود وہابی یعنی سخت گیری میں تتبع نجدی ہے۔ علمائے دیوبند نہایت عمدہ اور پاکیزہ عقیدے والے حضرات ہیں، ان کا مذہب اور عقیدہ وہی ہے جو سلف صالحین و تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کا تھا۔ ان کو وہابی کہنا گویا صحابہ و تابعین کو وہابی کہنا ہے۔ حالانکہ صحابہ

کی شان آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اصحابی کالنجوم باہم اقتدیتم اہتدیتم (۱) یعنی میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم جس کی اقتداء کرو گے راہ پاؤ گے۔ پھر صحابہ کو ہر اکمناعوذ باللہ من ذلک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنی ہے۔ اور جو شخص آنحضرت ﷺ کی تکذیب کرے اس کا خود ایمان سلامت نہیں ہے۔ (۲)

(۳) آنحضرت ﷺ کا ذکر ولادت افضل المستجابات ہے، لیکن اس کی مروجہ صورتیں اور اس کے لئے انعقاد مجالس بدعت ہے اور ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ ہر ایسا کام جس کی کسی وقت، کسی مجلس، کسی حال کے ساتھ خصوصیت شریعت سے ثابت نہیں، اس کو کسی وقت کسی مجلس کسی حال کے ساتھ خاص کر لینا اور دین کا جزو سمجھ لینا ہی تو بدعت ہے۔ (۴) اور جب کہ یہ بدعت ہے تو جو علماء اس کو ناجائز کہتے ہیں وہ حق پر ہیں۔ ان کو کافر کہنے والے کے ایمان کی خود خیر نہیں۔ اگر بفرض محال قیام جائز بھی ہوتا تاہم زیادہ سے زیادہ مستحب ہو سکتا ہے۔ اور تارک مستحب مستحق ملامت بھی نہیں (۵) چہ جائے کہ اس کی تکفیر و تضلیل، نعوذ باللہ من ذلک۔ (۴) عرس کی حقیقت شرعی نقطہ نظر سے صرف یہی ہو سکتی ہے کہ مقابر اولیاء اللہ کی زیارت کی جائے تو اگرچہ سفر طویل کر کے زیارت جانا جائز ہے (۵) لیکن ایام عرس میں وہاں جانے میں علاوہ اس کے کہ کسی

۱۔ مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہ، الفصل الثالث، ج ۲ ص ۵۵۴ ط سعید۔

۲۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کے درمیان اور بعد کی امت کے درمیان سب سے پہلا واسطہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ اور اگر وہ لائق اعتماد نہیں تو دین کی کوئی چیز بھی لائق اعتماد نہیں رہتی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی کتاب، آپ کی نبوت اور آپ کے لائے ہوئے دین کی ایک چیز ہمیں اسی جماعت کے ذریعہ ملی۔ لہذا صحابہ کرام کے اعتماد کو بھروسہ کرنا اور حقیقت دین کے اعتماد کو بھروسہ کرنا ہے۔ ملامت ان جرنے "الاصابہ" کے دیباچہ میں امام ابو زرہ رازی کا قول نقل کیا ہے۔

إذا رأيت الرجل ينتقص احدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعلم انه زنديق، وذلك ان الرسول حق، القرآن حق، وما جاء به حق، وانما اذى الينا ذلك كله الصحابة، وهؤلاء يريدون ان يجرحوا شهودنا ليطلوا الكتاب والسنة، والجرح بهم اولي، وهم زنادقة. (الاصابة في تمييز الصحابة، خطبة الكتاب ومقدمته، الفصل الثالث في بيان حال الصحابة من العدالة: ۱/ ۱۰ ط دار الفكر بيروت)

۳۔ علامہ شافعی بدعت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "منها وضع الحدود و التزام الكيفيات والهيئات المعينة و التزام العبادات المعينة في اوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة" (الاعتصام: ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفكر بيروت)

۴۔ "وحكمه عدم اللوم على التارك" (رد المحتار: كتاب الطهارة، مطلب لافرق بين المندوب والمستحب و النفل و التطوع: ج ۱ ص ۱۲۳ ط سعید)

۵۔ دور درازی مسافت طے کر کے زیارت قبور کے لئے جانا اس سنت کے ہاں مختلف فیہ امر ہے۔ شامیہ میں ہے: "قلت استفيد منه ندب الزيارة و ان بعد محلها. وهل تندب الرحلة لها؟ لم ارم من صرح به امتنا. و منع منه بعض ائمة الشافعية الا لزيارة صلى الله عليه وسلم، قيا سا على منع الرحلة لغير المساجد الثلاث. وردة الغزالي بوضوح الفرق الخ" (رد المحتار: ۲/ ۲۴۲ ط سعید) جو حضرات منع کرتے ہیں وہ حدیث "لا تشد الرحال الا الى ثلثة مساجد الخ" (بخاری، کتاب الصوم: ۱/ ۲۶۸ قديمی) سے استدلال کرتے ہیں۔ نیز حضرت ابو ہریرہؓ جب "طور" سے واپس آئے تو اس حدیث کے راوی حضرت بصرہ بن ابی ہریرہ الغفاری نے اسی حدیث سے طور کا سفر اختیار کرنے کی ممانعت ثابت کی (نسائی ۱/ ۱۰۰ ط سعید) جو حضرات جواز کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حدیث "لا تشد الرحال" کے معنی یہ ہیں کہ بہ نیت تضایع صلوٰۃ اور کسی مسجد کی طرف سفر کرنا ممنوع ہے، اس کو زیارت قبور سے کوئی علاقہ نہیں۔ اور اس کی تائید مندرجہ ذیل حدیث سے ہوئی ہے۔ "لا ينبغي للمضي ان تشد رحاله الي مسجد يعني فيد الصلوة غير المسجد الحرام و المسجد الأقصى و مسجدى هذا" (مسند احمد: ج ۳ ص ۷۱ ط مؤسستہ التاریخ العربی و الراعیاء التراث العربی بیروت)۔ سو یہ روایت مذکورہ حدیث "لا تشد الرحال" کی تفسیر ہو سکتی ہے۔ اور اگر بالفرض تفسیر نہ بھی ہو تو کم از کم اس کے معنی کا احتمال تو ہے۔ اور قبور سے تعلق بہ کوئی نقص نہیں۔ و اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ رہی طور پر جانے کی ممانعت تو اس کا حل یہ کہ بہ نیت تقرب کے کسی مقام کا سفر ممنوع ہے، مطلب یہ کہ جس طرح ان مساجد کی طرف بہ نیت تقرب سفر کیا جاتا ہے اس پر دوسرے مشابہ کو قیاس کرنا جائز نہیں کیونکہ ان مساجد میں نماز پڑھنے میں تو تضاعف ثواب موعود ہے خلاف دوسرے مشابہ کے کہ وہاں وہی مثل ثواب نہیں۔ لہذا یہاں سے منقطع ہو کر اہل بیت کی زیارت ہو گی (بیضاوی ص ۱۰۰)

خاص تاریخ کو عرس کے لئے متعین کر لینا بدعت ہے، (۱) بڑی قباحت یہ ہے کہ آج کل اعراس مرد و جہ میں اتنے غیر مشروع اور ناجائز کام ہوتے ہیں کہ ان سب کا مجموعہ شرکت عرس کو حرام بنا دیتا ہے۔ (۲) مثلاً عورتوں کا جانا مزامیر کے ساتھ قوالی ہونا۔ طوائف کا ناچ گانا وغیرہ وغیرہ۔ پس جو شخص اس کو جائز اور باعث ثواب بتائے وہ سخت گناہگار ہوگا۔ ایسا شخص ہر گز اس قابل نہیں کہ اس کے کسی قول پر کان دھرا جائے۔ اور جو شخص مانعین کو وہابی اور کافر بتائے اس کے خود ایمان کی خیر نہیں۔ (۳) نعوذ باللہ من ذلك۔

(۵) جیسا کہ پہلے سوال کے جواب سے معلوم ہو گیا کہ آج کل مبتدعین کی اصطلاح میں تبعین سنت کو (عداوت) وہابی کہا جاتا ہے تو ایسے وہابیوں یعنی ان لوگوں کو جو سنت نبوی پر عمل کرتے ہیں مسجد میں آنے سے روکنا سخت ظلم اور گناہ ہے۔ (۶) بلکہ روکنے والے مبتدعین خود اس کے مستحق ہیں کہ ان کو مسجدوں سے روکا جائے ان کو یہ حق کہاں سے حاصل ہو گیا کہ وہ کسی مسلمان کو اتباع سنت کی وجہ سے مسجد میں آنے سے روکیں مسجد میں ان کی مملوک تو نہیں ہیں کہ جس کو چاہیں آنے دیں اور جسے چاہیں روک دیں۔

(۶) یہ حضرات علمائے کرام اعلیٰ درجے کے مسلمان اور پکے دیندار تھے۔ جو شخص ان کو کافر کہے وہ بہت بڑا ظالم اور ایمان کا دشمن ہے۔ ان لوگوں کی کسی تصنیف اور کسی مضمون میں کوئی ایسا فقرہ یا لفظ نہیں جس کی وجہ سے نعوذ باللہ من ذلك ان کی طرف کفر کی نسبت کی جائے۔ ان لوگوں کی جتنی تصانیف ہیں بہت کار آمد مفید اور رہدہدعت کے لئے نہایت عمدہ ذخیرہ ہیں۔ ہر مسلمان کو ان کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ یہ لوگ سنت نبوی و احکام شرعیہ کے پابند اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قدم بقدم چلتے تھے۔ ان کو سب و شتم کرنا گویا احکام شرعیہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرنا ہے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرنا، اوپر معلوم ہو چکا کیسا ہے۔ جو لوگ ان حضرات علمائے کرام کو کافر بتائیں، ان کو اپنی مجلسوں اور محفلوں میں شریک نہیں کرنا چاہئے اور نہ خود ان کی محفلوں میں شرکت کرنا چاہئے۔ تاکہ ان کے برے اور فاسد عقیدے مسلمانوں میں سرایت نہ کریں۔ (۷) یہ لوگ مسلمانوں کے دشمن اسلام کے دشمن اور خدا رسول کے دشمن ہیں۔

(۷) جس جگہ اور جس وعظ کی شرکت سے فساد عقیدہ اور فساد بین المسلمین ہوتا ہو اس میں شرکت کرنا اور وہاں جانا کسی مسلمان کو جائز نہیں خواہ وہ جگہ مسجد ہو یا اور کوئی جگہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ فی نفسہ

(بقیہ حاشیہ) جب کہ دوسری صورت میں سفر ممنوع ہوگا کیونکہ وہاں اس نیت سے سفر کرنا امر غیر ثابت کا اعتقاد ہے۔ البتہ اگر مسافر الی المقابر میں کوئی مفید و نافع کو اس مفید و نافع پر منع کیا جائے گا جیسے کہ حضرات علماء نے اگلی سطور میں عرس کے ایام میں زیارت کے لئے جانے کو حرام کہا ہے۔ بہر حال حضرت شیخ الاسلام کی رائے یہی ہے کہ زیارت قبور کے لئے سفر کرنا جائز ہے اور یہی راجح ہے واللہ اعلم۔
۱۔ "مقرر مسائل روز عرس جائز نیست" (شاد محمد اسحاق، مسائل اربعین، ص ۸۳ ط)

۲۔ کیونکہ سفر محرم محرم ہے۔
۳۔ "ایما رجل قال لا خیرہ کافر فقد باء بها احدهما۔" (بخاری، کتاب الادب، باب من اکفر احدا بغیر تاویل فهو کما قال: ج ۲ ص ۹۰۱ ط قدیسی)

۴۔ "من اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ" (البقرة: ۱۱۴)
۵۔ "فلا تقعد بعد الذکری مع القوم للظالمین" (الانعام: ۶۷)۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے: "فان المجالسة و نحوها من المباشرة من علامات المحبة و امارات المحبة، فالمعنی لا تجالسوهم مجالسة تأنیس و تعظیم لہم لانہم اما ان یدعوکم الی بدعتہم و اما ان یعود علیکم من نقصہم و سوء عملہم مایؤثر فی قلوبکم و اعمالکم اذ مجالسة الا غار تجر الی غایة البوار و نہایة الخسار۔" (مجالس اہل الضلالة ممنوع: ۱ / ۱۷۹ ط امدادیہ ملتان)

مسجد بہت اچھی جگہ ہے لیکن جبکہ وہاں فساد عقیدہ اور فساد بین المسلمین ہوتا ہو تو نہ مسجد ہونے کی جہت سے بلکہ ان مفسد لوگوں کے اثر بد سے بچنے کے لئے وہاں نہ جانا لازم ہے۔ واللہ اعلم۔

اکابر علمائے دیوبند مسلمان ہیں یا کافر؟

(سوال) ہمارے موضع میں بقر عید کی نماز مولوی عبد الحکیم صدر مدرس جامع العلوم حسین پور پڑھاتے ہیں اور مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمود الحسن دیوبندی اور مولانا اشرف علی تھانوی کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ آیا مولوی عبد الحکیم صاحب مسلمان ہیں یا کافر۔ اور جو ان کے کفر میں شک کرے آیا اس کی بیوی اس کی نکاح میں رہے گی یا نہیں؟ اور ہم لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۸۲ فریاد حسین (برما) ۲۱ صفر ۱۳۵۶ھ ۲۵ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب) (از مولوی حشمت علی خاں لکھنوی)۔ قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس مطبع خیر خواہ سرکار کے صفحہ ۳ پر حضور اقدس ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے اس معنی کو کہ حضور سب سے پچھلے ہیں جاہلوں کا خیال ٹھہرایا۔ صفحہ ۱۴ پر حضور کے زمانے میں کئی اور نبی کے پیدا ہونے کو جائز بتایا۔ صفحہ ۲۸ پر حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں جدید نبی کے پیدا ہونے کو جائز اور ختم نبوت میں غیر مغل بتایا۔ رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبٹھوی نے اپنی مصدقہ مصنفہ براہین قاطعہ ص ۵۱ پر حضور اقدس ﷺ سے زائد اپنے پیر البلیس ملعون کا علم گایا۔ اشرف علی تھانوی نے اپنی حفظ الایمان صفحہ ۸ پر اپنے بزرگوں پاگلوں جانوروں کے علم غیب کو حضور اکرم ﷺ کے علم غیب کے مثل بتایا اور انہیں کفریات خبیثہ ملعونہ کی بنا پر مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام سے کافرو مرتد ہونے کا متفقہ فتویٰ پایا۔ کما ہو مصرح فی حسام الحرین والصورم الهندیہ۔ لہذا جو شخص ان چاروں شیاطین مرتدین میں سے کسی ایک کی کفری عبارت پر غولی مطلع ہونے کے بعد بھی اس کو مسلمان سمجھیا اس کے کافر ہونے سے انکار کرے یا اس کے کافرو مرتد ہونے میں شک کرے یا اس کو کافرو مرتد کہنے میں توقف کرے تو خود بھی قطعاً یقیناً کافرو مرتد ہے۔ اور بے توبہ مرآتو ملعون و مستحق نارابد ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز مطلقاً حرام و باطل محض ہے۔ ایسا شخص مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اپنا نام عبد الحکیم رکھے یا حکیم کھلا اپنے کفر کا اقرار کر کے اپنے آپ کو مرتد رجیم کہے۔ نماز جمعہ ہو یا نماز عید یا نماز پنجگانہ اس کے پیچھے کوئی نماز جائز و صحیح نہیں ہو سکتی۔ امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب الشفافی تعریف حقوق المصطفیٰ میں فرماتے ہیں اجماع المسلمون ان مشاتمہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر۔ من شک فی کفرہ و عذابه فقد کفر و ہکذا فی الدر المختار وغیرہ من الغرر الا سفار۔ اس کی جو رو اس کے نکاح سے نکل گئی۔ سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ اپنی کتاب الخراج میں فرماتے ہیں ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابه او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانت منه امراتہ اھ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی غفرلہ لوالدیہ ووالدیہ ووالدیہ ربہ العزیز القوی۔

المجیب مصیب فقیر غلام محی الدین غفرلہ بلیاوی مدرس مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم۔ الجواب صحیح شمس الحق عفا عنہ مدرس مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور۔ الجواب صحیح محمد علیم اللہ قچوری۔ الجواب صحیح اسد الحق عفا عنہ مراد آبادی۔

(جواب ۱۹۷) (از مفتی اعظم) جناب نے جو فتویٰ بھیجا ہے وہ میں نے دیکھا۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی۔ مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ یہ تمام حضرات ان باخدا اور محترم علماء میں سے ہیں جن کے علمی فیوض و برکات سے تمام ہندوستان فیض یاب ہوا ہے۔ یہ علماء ہندوستان میں دین اسلام کے آفتاب ہیں۔ ان کی ہدایت کی روشنی سے ظلمت کدہ ہند روشن ہے۔ ان کو کافر بتانا کسی ایماندار مسلمان کا کام نہیں ہے۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان کی طرف جن مضامین کو منسوب کر کے ان کو کافر کہنے والے اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔ وہ مضامین ان کتابوں میں نہیں ہیں۔ کتابوں کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر کے زبردستی ان کا مطلب بدلا جاتا ہے۔ اگر یہ حضرات بھی نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی شان مبارک کو نہ سمجھیں یا خدا نخواستہ کسی طرح کی منقصدت کریں تو ہندوستان میں کوئی دوسرا سلسلہ نہیں ہے جو خاندان نبوت اور اسلامی شریعت کی تقدیس کر سکے۔ آج ہندوستان کے فی صدی نوے بلکہ پچانوے علماء انہیں حضرات کے سلسلہ کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ اگر یہ سب کافر ہوں تو ہندوستان میں اسلام کا خدا ہی حافظ ہے۔

آپ رنگون سے مولوی حافظ عبدالرؤف خاں کی کتاب براءۃ الاراد عن مکائد الاشیاء منکار ملاحظہ فرمائیں۔ (۱) اس سے آپ کو اس فتویٰ کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ بہر حال یہ فتویٰ شرعی فتویٰ نہیں ہے بلکہ کذب و افتراء و تہمت کی دستاویز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

(جواب ۱۹۸) نمبر ۳۸۲ دیگر۔ یہ فتویٰ مسلمانوں کی پید قسمتی اور غفلت کی روشن ترین مثال ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی۔ حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبند قدس اللہ اسرار ہم اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نہ صرف ہندوستان کے بلکہ دنیائے اسلام کے منتخب اور برگزیدہ علمائے اتقیا میں سے ہیں۔ جن کی اسلامی اور علمی خدمات بے شمار ہیں۔ ان کو کافر بتانے والے جس افتراء و تہمت کی بنا پر ان کو کافر قرار دیتے ہیں وہ کذب و دجل اور ظلم و چدوان کی بدترین مثال ہے۔ جواب میں جن باتوں کو ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ خالص تہمتیں ہیں۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

- ۱۔ کسی عالم دین کی توہین کرنا کیسا ہے؟
- ۲۔ ”حضور کا نماز میں خیال لانا گدھے اور بیل سے برا ہے“ کے قائل کا حکم۔
- ۳۔ دیوبندی اور غیر مقلد کو کافر کہنے والے کی امامت کا حکم۔
- ۴۔ قوالی سننا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) کسی عالم کی توہین کرنا کیسا ہے؟ (۲) ایک عالم دیوبندی کہتا ہے کہ حضور کا نماز میں خیال آنا گدھے اور بیل سے برا ہے۔ یہ کہنا توہین حضرت کی ہوگی یا نہیں؟ (۳) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگرچہ حافظ ہو یا مولوی، دیوبندی کافر ہے۔ غیر مقلد کافر۔ اور اس کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر اور اس کے کفر میں شبہ کرنے وہ بھی کافر۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۴) قوالی سننا ڈھولک وغیرہ کے ساتھ کسی مزار پر یا کسی اور جگہ کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۶۲۶ عبد الاحد (ضلع در بھنگہ) ۴ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۹۹) (۱) عالم کی، عالم ہونے کی حیثیت سے توہین کرنا سخت گناہ ہے۔ (۱) (۲) یہ بات یوں نہیں ہے لوگ اسے غلط طریقہ سے بیان کرتے ہیں اور غلط سمجھتے ہیں۔ اصل بات میں کوئی توہین نہیں ہے۔ (۲) (۳) یہ شخص جاہل ہے۔ اس کی امامت مکروہ ہے۔ (۴) ناجائز ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

- ۱۔ علمائے حق کو وہابی، کافر کہنے والے کا حکم۔
- ۲۔ تقویۃ الایمان، صراط مستقیم وغیرہ کتب اور ان کے مؤلفین کا حکم۔

(سوال) آج کل ممبئی کی فضا جھگڑی ہے۔ یہاں پر علمائے دیوبند بریلی دونوں وعظ بیان کرتے ہیں۔ اب ہم اس مصیبت میں پڑ گئے ہیں کہ کس کے وعظ کو سچا مانیں۔ مولوی حشمت علی صاحب نے اپنی کتاب ردالمند میں آپ کو امام الوہابیہ (نعوذ باللہ لکھا ہے اور آگے لکھتے ہیں کہ جتنے علمائے دیوبند ہیں سب کے سب وہابی کافر ہیں (معاذ اللہ)۔ یہاں پر مولانا مرتضیٰ حسن صاحب اور مولانا محمد منظور صاحب کے بھی وعظ ہوتے ہیں۔ مگر وہ کسی کو برا بھلا نہیں کہتے۔ ہمارے محلے میں بریلی پارٹی کا بہت زور ہے وہ لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ اس لئے آپ کی، مندرجہ ذیل کتابوں کے بارے میں کیا رائے ہے :- تقویۃ الایمان، صراط مستقیم مصنفہ مولانا اسماعیل شہید، براہین قاطعہ، تحذیر الناس، فتاویٰ رشیدیہ اور ان کے مصنفوں کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے؟

المستفتی نمبر ۹۵۲ ایوب خاں (ممبئی) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

- ۱۔ ”ویخاف علیہ الکفر اذا شتم عالما او فقیہا من غیر سب۔“ (البحر الرائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین: ج ۵ ص ۳۲ ط دار المعرفۃ بیروت)
- ۲۔ اس کی اصل بحث ”عبارات اکابر“ میں دیکھیں۔
- ۳۔ کیونکہ ناحق کافر کہنے کی وجہ سے یہ شخص فاسق اور مبتدع ہو گیا لہذا اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے: ”ویکفر امامہ فاسق ومبتدع۔ واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمہ باند لایہتم لامر دینہ، وبان فی تقدیمہ للامامة تعظیمہ، وقد وجب علیہم اہانتہ شرعا“ (الدر المختار مع شرح کتاب الصلوة، باب الامامة ۱/ ۵۶۰ ط سعید)

(جواب ۲۰۰) جو لوگ کہ مسلمانوں کو کافر بتاتے اور جماعت مسلمین میں تفریق کرتے اور علمائے ربانی کو سب و شتم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے۔ میں قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ ﷺ اور اقوال و افعال صحابہ کرام و تابعین و مجتہدین عظام پر ایمان اور عمل رکھتا ہوں۔ البتہ بدعات و مخترعات کو بموجب ارشاد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام قابل رد سمجھتا ہوں۔ (۱)

حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو بزرگ اور علمائے حقانین سمجھتا ہوں ان کی کتابیں تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، براہین قاطعہ، فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ کو صحیح اور قابل عمل جانتا ہوں۔ میں کسی مسلمان اور خصوصاً عالم باعمل کو کافر کہنے کی جرات نہیں کرتا۔ (۲) اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آئندہ بھی تکفیر مسلمین سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ وہابیوں اور رضا خانیوں کے عقائد کیا ہیں؟

۲۔ اہل حق کی بعض عبارات سے غلط مفہوم لینا۔

۳۔ کسی کلمہ گو کو کافر کہنا کب جائز ہوگا؟

(۱) وہابی کس جماعت کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ اور ان کے کیا اعتقاد ہیں۔ رضا خانی کس جماعت کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ اور ان کے کیا اعتقاد ہیں؟ (۲) زید نے کہا کہ حضور اقدس سرور عالم ﷺ عالم الغیب ہیں۔ اللہ نے اپنے حبیب کو سکھایا جو کچھ نہ جانتا تھا۔ اللہ کے نزدیک حضور کی بڑی عزت ہے۔ اس کے جواب میں عمرو نے کہا کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص۔ ایسا علم غیب ہر خاص و عام کو حاصل ہے۔ حضور اللہ کی شان کے آگے چہرہ سے بھی زیادہ ذلیل اور اس کے روبرو ایک ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ اب فرمائیے ان دونوں میں کس کا قول قابل یقین ہے۔ جو مسلمان ہو کر کسی نبی یا صحابی کی تقریری یا تحریری ادنیٰ گستاخی کرے وہ مسلمان ہے یا کافر؟ (۳) بحر نے عالم ہونے کی وجہ سے کہا کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہنا چاہئے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہابی و رضا خانی وغیرہ مقلد قادیانی و رافضی وغیرہ وغیرہ جماعتیں کلمہ گو ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ اور اگر ہیں تو ان جماعتوں میں سے کون سی جماعت حق و صحیح راستہ پر ہے۔

نمبر ۱۱ مولوی محمد سلیمان صاحب میرٹھی ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۳۶ء عیسوی

(جواب ۲۰۱) وہابی اصل میں وہ لوگ تھے جو محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیرو تھے۔ مگر ہندوستان میں یہ لفظ غلط معنی میں استعمال کیا جانے لگا۔ جو لوگ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیرو نہیں ہیں۔ مگر آنحضرت ﷺ کی

۱۔ لقولہ علیہ السلام: "من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فہورد" (مسلم، کتاب الاقضیہ باب نقض الاحکام الباطلۃ و رد محدثات الامور: ج ۲ ص ۷۷ ط قدیمی)

۲۔ لقولہ علیہ السلام: "ایما رجل قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما" (بخاری، کتاب الادب باب من الکفر اخا و غیر تاویل ج ۲ ص ۹۰/۱ ط قدیمی)

سنت پر عمل کرتے ہیں اور بدعتوں سے منع کرتے ہیں، ان کو وہابی کہہ دیا جاتا ہے۔ اور لوگوں کو ان سے متنفر کرنے کے لئے یہ ایک چلتا ہوا جادو ہے۔ جہاں وہابی کہاس پھر کیا تھا وہ مردود و ملعون و ہابڑ الہامی سب کچھ ہو گیا نعوذ باللہ من ذلك۔

رضا خانی وہ جماعت ہے جو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی تابع ہے۔

(۲) یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بے شمار غیب کی باتوں کا علم عطا فرمادیا تھا اور حضور کا علم تمام مخلوق سے زیادہ ہے۔ باوجود اس کے حضور کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں کیونکہ عالم الغیب خاص اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ (۱)

یہ کوئی نہیں کہتا کہ حضور کے برابر علم ہر خاص و عام کو حاصل ہے۔ اور نہ معاذ اللہ کسی نے یہ کہا ہے کہ حضور اللہ کے آگے چہرہ سے زیادہ ذلیل ہیں۔ جن کتابوں کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے۔ ان کی عبارتوں کا مطلب بگاڑ کر یہ باتیں کہی جاتی ہیں۔ (۲)

(۳) جہاں تک کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہنے کی گنجائش ہو اس وقت تک کافر کہنا درست نہیں۔ (۴) لیکن جب اس کی گنجائش نہ رہے تو کافر کہنا جائز ہے۔ مثلاً کوئی کلمہ گو نماز کی فرضیت سے انکار کر دے۔ زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کر دے تو اس کو لامحالہ کافر کہا جائے گا۔ اسی طرح کسی اور قطعی بات سے انکار کر دے تو اس کی تکفیر ضرور کی جائے گی۔ (۵) مثلاً تمام قادیانیوں کے اور رافضیوں کے بعض فرقوں کے کافر ہونے میں شبہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی۔

۱۔ کیا وہابیوں کے پیچھے نماز جائز ہے؟

۲۔ کیا حنفیوں کے ہاں فقہ حدیث سے بالاتر ہے؟

(سوال) (۱) کیا وہابیوں کے پیچھے نماز جائز ہے؟ (۲) کیا حنفیوں کے یہاں حدیث شریف سے بالاتر کتاب فقہ تصور کی جاتی ہے؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۴ سید عبدالمعبود صاحب (ضلع ایون)۔ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۴ جولائی ۱۹۳۷ء

۱۔ وبالجملة فالعلم بالغیب امر تفرد به سبحانه، ولا سبیل للعباد الیه الا باعلام منه والہام بطریق المعجزة، او الکرامة، او الارشاد الی الاستدلال بالا مارات فیما یمکن فیہ ذلك وذكر الحنفیة تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ الصلاة والسلام یرسم الغیب لمعارضته قوله تعالیٰ: "قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ" کذا فی المسایرة. (ملا علی قاری، شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسأله فی ان تصدیق الکاهن بما یری به من الغیب: ص ۲۲۵ ط دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

۲۔ اس کی تفصیل تحت "عبارات اکابر" مصنفہ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ العالی (مطبوعہ مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ) میں ملاحظہ فرمائیں۔

۳۔ "اذا کان فی المسئله وجہ یوجب التکفیر وجہ واحد یمنع فعلى المفتی ان یمیل الی هذا الوجه (خاصۃ الفتاوی، کتاب الکراہیۃ، الفصل الثانی فی الفاظ الکفر الخ: ج ۴ ص ۳۸۲ ط امجد اکیدمی لاہور)

۴۔ "وقال القاضي عضد الدین فی المواقف: لا یکفر احد من اهل القبلة الا فیما فیہ نفی الصانع القادر العلیم، او شرک، او انکار للنبوۃ او ما علم مجبہ بالضرورة، او المجمع علیہ کما استحلل المحرمات، واما ما عداہ فالقابل به مبتدع لا کافر انتہی" (ملا علی قاری، شرح کتاب الفقہ الاکبر، مطلب یجب معرفۃ الکفرات الخ: ص ۲۴۱ ط دار الکتب العلمیہ بیروت)

(جواب ۲۰۲) (۱) وہابیوں کے کوئی ایسے معنی نہیں جن سے کچھ تعین ہو سکے کہ کون لوگ مراد ہیں۔ کیونکہ آج کل تو لوگ ہر اس شخص کو وہابی کہہ دیتے ہیں جو کسی بدعت سے منع کرے۔ تو ایسے متبعین سنت کے پیچھے کیسے نماز ناجائز ہو سکتی ہے۔ جن کو لوگ وہابی کہہ دیا کرتے ہیں۔

(۲) یہ صحیح نہیں ہے کہ حنفیوں کے نزدیک حدیث کی معتبر کتابوں سے فقہ کی کتاب بالائزہ ہے۔ کیونکہ حدیث خود اصول شرعیہ میں سے کتاب اللہ کے بعد دوسری اصل ہے۔ اور اصل شرعیہ چار ہیں۔ ان سے حاصل کئے ہوئے احکام فرعیہ کا نام فقہ ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ وہابی۔

علمائے دیوبند اہل سنت والجماعت حنفی ہیں۔

(سوال) بعد از ماہوا المسنون عرض اینکه دریں ایام فرخنده نام گرامی شمایاں درمابین محققین و مدققین زیادہ تر از روشنائی آفتاب درمابین ستارہ باست و می دانیم کہ از دریائے فیض اشنگان جہالت سیراب شدہ۔ و می شنوم کہ لقب مبارک مفتی الہند و آفاق شہرت یافتہ و می بینیم کہ کوران راہ مستقیم بہدائش راہیاب شدہ۔ و در ہر کنج دنیا اگر روم از تصنیفاتش خالی نیست و ہنوز دانستم کہ اگر خدا نخواستہ حدیقہ شریعت بیضاء خالی از تربیت اش یافتہ شود ظلمات علی الظلمات واقعہ خواہد شد۔ و پنداشتیم کہ دیوار شریعت انوریہ بر قتش معمور و آباد است و نیز یاد دارم کہ قلعہ دین مبین بہ حراستش محفوظ از حملہ آورال است۔ مگر افسوس صد افسوس کہ

بلبل خموش گشت پریدار سرچمن
زاغان و غوک معتکف بوستان شدند

چہ جائے گریہ اگر بجائے اشک خون دل از چشم بہار و ہم کم است کہ بایں ہمہ خونیں ہائے مذکورہ و علاوہ ازیں درمابین ہم عصرال امتیاز خاص دارد کہ عبارت از دیانتداری و تقویٰ بایں کہ جامع منقول و معقول است و منسوب بوہایت است چنانچہ در ضلع کاٹھیاواڑ قریہ بقریہ پارچہ از سخنہائے ناشائستہ مسموشدہ اشاعت یافت از طرف مفتی عبدالرشید خان حال ساکن و ہوراجی کاٹھیاواڑ منسوب بہ فتح پور مدرس مدرسہ مسکینیہ و ہوراجی چنانچہ موجودہ علمائے ہند ہمگی در یک فہرست درج کردہ مقلد و غیر مقلد وہابی ہمہ را از یک دیگر جدا کردہ مشہور عوام الناس شد۔ مگر چونکہ اسلامی زیر فہرست را در بنجائش تحریر نیست لہذا مقصد اعظم خود را اطلاع غرض میشود کہ آیا اسماء مبارک تحت الذیل علماء کرام را متصف باوصاف ناشائستہ مفتی عبدالرشید فتح پوری راست است یا دروغ؟

(۱) مفتی کفایت اللہ وہابی مدرسہ امینیہ وہابی

(۲) مولوی ثناء اللہ غیر مقلد امرتسری

(۳) مولوی اشرف علی وہابی تھانوی

(۴) مفتی عزیز الرحمن وہابی دیوبندی

(۵) مولوی محمد انور کشمیری وہابی ڈابھیلی

علاوہ ازیں نیز مفتی اشتہار دربارہ سیرت کمیٹی بک رسالہ گجراتی ہم چھاپ کردہ شائع نمودہ کہ سیرت کمیٹی چنیس و چنان است۔ غرض کہ در شان بانی سیرت کمیٹی از حد زیادہ گستاخانہ الفاظ درج است۔ مگر مکرر عرض بلب اوب ہست کہ از روئے الطاف و مہربانی دربارہ علماء کرام فوق الذکر تحریر فرمائید۔ اگر رائے جناب شمایا مخالف از رائے عبدالرشید مذکورہ می باشد ضرور شمشیر زہر آلود پیش تربیت یافتہ مفتی عبدالرشید ورد ستم می افتد و اگر موافق بجائے آل باشد فانا برنی منکم و منهم و اسال اللہ انکشاف الحق کما هو الحق

المستفتی نمبر ۱۳۴۹ عثمان میاں عبدالغنی میاں (کاٹھیاواڑ) ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۹ جون

۱۹۳۸ء

(ترجمہ) بعد سلام مسنون عرض ہے کہ اس مبارک زمانے میں جناب کا اسم گرامی محققین اہل علم کے درمیان ایسا روشن ہے جیسے ستاروں کے درمیان آفتاب۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ آپ کے دریائے فیض سے تشنگان جہالت سیراب ہوئے اور آپ کا لقب مبارک مفتی المسند تمام عالم میں شہرت رکھتا ہے۔ آپ کے رشد و ہدایت سے راہ مستقیم سے بھٹکنے والے راہیاب ہوئے اور دنیا کے کسی گوشہ میں ہم جائیں، آپ کی تصانیف ہر جگہ شائع ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اگر شریعت بیضاء کا باغ آپ کی تربیت سے خدا نخواستہ محروم ہو جائے تو گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا جائے گا۔ ہم جانتے ہیں کہ شرع منور کی چار دیواری آپ کی توجہ و نگرانی سے معمور آباد ہے اور دین مبین کا قلعہ آپ کی نگہبانی کی وجہ سے دشمنوں کے حملے سے محفوظ ہے۔ مگر افسوس کہ ۔

بلبل خاموش ہو کر باغ سے اڑ گیا اور

کوئے اور مینڈک باغ میں براجمان ہو گئے

کیسارونے کا مقام ہے، اگر آنسوؤں کے بجائے خون دل آنکھ سے برے تو کم ہے کہ ایسا جامع کمالات جو اپنے معاصرین میں از روئے دیانت و تقویٰ خاص امتیاز رکھتا ہے اس کو وہابیت کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ضلع کاٹھیاواڑ میں گاؤں درگاؤں ایسے اشتہارات شائع کئے جاتے ہیں جن میں نہایت گستاخانہ باتیں لکھی ہیں۔ ایسی چیزیں مفتی عبدالرشید خان ساکن قنچہ روار دھال دھوراجی مدرس مدرسہ مسکیدیہ دھوراجی کی طرف سے شائع کی جا رہی ہیں۔ مثلاً تمام موجودہ علماء ہند کی ایک طویل فہرست شائع کی گئی ہے اور ہر ایک کے نام کے آگے مقلد، غیر مقلد، وہابی کا لفظ درج کر کے ایک دوسرے سے ممتاز دکھایا گیا ہے۔ مگر چونکہ اس طویل فہرست کا یہاں درج کرنا مشکل ہے اس لئے ہم اپنے اصل مقصد کو ظاہر کرتے ہوئے ذیل میں چند اسماء مبارک تحریر کرتے ہیں اور دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ مفتی عبدالرشید نے ان حضرات کو جن ناشائستہ اوصاف کے ساتھ متصف کیا ہے یہ صحیح ہے یا غلط؟

علاوہ ازیں اس اشتہار کے شائع کرنے والے مفتی نے سیرت کمیٹی کے بارے میں بھی ایک رسالہ بزبان گجراتی چھاپ کر شائع کیا ہے کہ سیرت کمیٹی ایسی ہے ویسی ہے۔ اور اس کے بانی کی شان میں بے حد گستاخانہ الفاظ لکھے ہیں۔ مگر بالادب گزارش ہے کہ براہ لطف و کرم مذکور بالا علماء کے متعلق اپنی رائے تحریر فرمائیں۔ اگر

جناب کی رائے مفتی عبدالرشید کی رائے کے مخالف ہوگی تو عبدالرشید کے چیلوں کو سزا دینے کے لئے میرے ہاتھ میں شمشیر زہر آلود ہوگی۔ اور اگر آپ کی رائے اس کی رائے کے موافق ہوگی تو میں آپ کی اور انکی طرف سے بری الذمہ ہوں گا اور اللہ سے انکشاف حق کی آرزو کروں گا۔

(جواب ۲۰۳) ایں فقیر بے بضاعت مفتی عبدالرشید صاحب راہمیداند۔ وایں ہم مرا معلوم نیست کہ مفتی مذکور بکدام علت مرا وہابی گوید۔

۴۔ فقیر و حضرت مولانا اشرف علی تھانوی و حضرت مولانا عزیز الرحمن مرحوم و حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری مرحوم بر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ جان و دل ایمان داریم و عمل بہ فقہ امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میگویم یا اہل سنت و الجماعت و حنفی مستقیم واللہ علی نقول شہید۔

مولوی ثناء اللہ صاحب حنفی نیستند۔ ایشاں از گروہ اہل حدیث هستند کہ تقلید شخصی معمول ایشاں نیست۔ فقیر از شماں التجامی کند کہ بر قول عبدالرشید صاحب کہ مراد مولانا تھانوی و مولانا دیوبندی و مولانا کشمیری را وہابی گوید یقین نکنید و محکمت و موعظت حسنہ ایشاں را از ین غلطی بازدارید تشدد ہرگز نکنید کہ مفید نیست۔ واللہ الموفق۔ (۱) فقیر محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ وہابی

(ترجمہ) یہ فقیر بے نوا مفتی عبدالرشید سے واقف نہیں اور یہ بھی مجھے معلوم نہیں کہ مفتی مذکور مجھ کو کس وجہ سے وہابی کہتا ہے۔

میں فقیر اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور حضرت مولانا عزیز الرحمن مرحوم اور حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری مرحوم کتاب و سنت پر جان و دل ایمان رکھتے ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ پر عامل ہیں۔ ہم لوگ اہل سنت و الجماعت حنفی ہیں اور ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر اللہ رب العزۃ گواہ ہے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب حنفی نہیں ہیں۔ وہ گروہ اہلحدیث سے تعلق رکھتے ہیں جو تقلید شخصی پر عامل نہیں ہیں۔ فقیر آپ سے درخواست کرتا ہے کہ مفتی عبدالرشید جو مجھ کو اور مولانا تھانوی اور مولانا دیوبندی اور مولانا کشمیری کو وہابی کہتا ہے، اس کی باتوں پر ہرگز یقین نہ کیجئے اور اس کو اور اس کے پیروں کی حکمت و دانائی اور پند و نصیحت سے ان کی غلط خیالی تنبیہ کیجئے۔ تشدد ہرگز نہ کیجئے کیونکہ تشدد غیر مفید اور مضر ہے۔ واللہ الموفق۔

شرک و بدعت کا مخالف اور علمائے دیوبند کو برحق سمجھنے والا مستحق امامت ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص جامع مسجد کا پیش امام ہے۔ اچھا خاصہ عظیم بیان کرتا ہے۔ شرک اور بدعت کی تردید کرتا ہے۔ رسوم قبیحہ اور حالات وہابیہ سے لوگوں کو روکتا ہے۔ اپنے آپ کو امام ہمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا معتقد بتلاتا ہے۔ سیدھے سادے لوگ ان کو دیوبندی وہابی لہائی بد مذہب و غیرہ افتراء سے بدنام کرتے ہیں۔ وہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں دیوبند پڑھا نہیں لیکن حضرات علماء دیوبند کو حق جانب اور صحیح سنت نبویہ کا عامل پاتا ہوں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی صاحب، مولانا خلیل احمد صاحب انیسٹروی، مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کو بزرگ اور مسلمانوں کا پیشوا سمجھتا ہوں۔ کیا ایسے معتقدات رکھنے

والے کو ہم امام مسجد بنا سکتے ہیں۔

(المستفتی نمبر ۲۳۹۸ قاضی حسن علی صاحب (کالھیاواڑ) ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۵/

اگست ۱۹۳۸ء)

(جواب ۲۰۴) یہ علماء جن کے نام لکھے ہیں، حنفی عالم اور بزرگ ہیں۔ انہوں نے دین اسلام کی اور حنفی مذہب کی بے حد مخلصانہ خدمت کی ہے۔ یہ لوگ ظاہری علوم کی بھی انتہائی مہارت رکھتے تھے اور باطنی علوم میں بھی کمال تھا۔ اہل اللہ تھے اور فقیرانہ کمالات میں ہندوستان کے مشہور اولیاء میں داخل تھے۔ امام کا عقیدہ ان لوگوں کے متعلق درست اور صحیح ہے اور وہ امامت کا مستحق ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

قبر پر اذان کو درست نہ سمجھنے والا اہل سنت والجماعت میں داخل ہے یا نہیں؟

(سوال) جو شخص اذان علی القبر وغیرہ کو درست نہ سمجھتا ہو وہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہے یا نہیں۔

(المستفتی نمبر ۱۷۷۱ راجہ فیروز خان (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ م ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء)

(جواب ۲۰۵) جو شخص کہ اذان قبر کا قائل نہ ہو۔ اگوٹھے چومنے اور آنکھوں سے لگانے کا قائل نہ ہو، غلط کے مروجہ طریقہ کو غلط بتاتا ہو۔ عید کی نماز باہر جا کر پڑھنے کی تاکید کرتا ہو۔ ظہر احتیاطی کا قائل نہ ہو وہ اہل سنت والجماعت میں سے ہے بلکہ صحیح العقیدہ وہی ہے اور اس کو برا کہنے والا غلط گو اور غلط کار ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

کیا بہشتی زیور معتبر کتاب ہے؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعۃ دہلی مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) مولوی اشرف علی تھانوی کا بہشتی زیور اہل سنت والجماعت کو پڑھنا اور اس پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۰۶) کتاب بہشتی زیور مذہب حنفی کے موافق مسائل وغیرہ کی کتاب ہے اور معتبر ہے۔ اس کو پڑھنا اور عمل کرنا درست ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرسہ امینیہ۔ دہلی۔

فصل ہشتم

احترام اولیاء

”سبحان اللہ اس دربار کا کیا کہنا“ یوں ناجائز ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص نے حضرت معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی۔ دوسرے نے کہا سبحان اللہ (یا ماشاء اللہ یا الحمد للہ) اس دربار کا کیا کہنا ہے۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۱۲۴ حبیب اللہ (ضلع غازی پور) یکم شعبان المعظم ۱۳۵۲ھ ۲۰ م ۲۰ نومبر ۱۹۳۳)

(جواب ۲۰۷) اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ کسی بزرگ کو شمس الکونین کہنے کا حکم

۲۔ الہام حجت ہے یا نہیں؟

(سوال) (۱) زید ایک بزرگ کو ”شمس الکونین“ کے لقب سے اعتقاداً مخاطب یا ملقب کرتا ہے اور جو شخص اس اعتقاد میں ہموانہ ہو تو وہ اس سے سخت ناراض ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کو ملہم سمجھتا ہے۔ عمر و کہتا ہے کہ آقائے دو جہاں سرور کائنات سرکار دو عالم تاجدار مدینہ سید الکونین وغیرہ الفاظ متکلمین اسلام کی اصطلاح میں آقائے دو جہاں سید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات کے لئے مختص ہیں اور کچھ ایسے مختص ہو چکے ہیں کہ عامۃ المسلمین کا ذہن فوراً ایسے الفاظ پر حضور ﷺ کی ذات اقدس کی طرف متبادر ہو جاتا ہے۔ شمس الکونین بھی اسی قبیل سے معلوم ہوتا ہے ورنہ ملتیں ضرور ہے۔ حضور ﷺ کی ذات کے سوا کسی امتی کے لئے ایسے الفاظ کا استعمال خلط مراتب کا باعث ہے اور دھوکہ میں ڈالتا ہے اور فرق مراتب کی اہمیت ظاہر ہے۔ اس لئے ایسے الفاظ سے کسی امت کو مخاطب کرنا درست نہیں۔ دونوں میں سے کس کا خیال صحیح ہے؟

(۲) سالکان راہ طریقت کے کیا تمام الہامات صحیح اور حجت ہوتے ہیں؟

(المستفتی نمبر ۲۵۵۵، ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ ۴ م یکم جنوری ۱۹۴۰ء)

(جواب ۲۰۸) (۱) زید کا قول بے شک نامناسب اور حدیث لاترکوا علی اللہ احداً (۱) (او کما قال) کے خلاف ہے۔ عمر و کا قول صحیح ہے۔ کسی بزرگ قبیح شریعت شیدائے سنت کی بزرگی کا اعتراف تو ناجائز نہیں۔ مگر حد سے بڑھ جانا اور آخرت کی نجات کا شخصی طور پر یقینی حکم لگا دینا درست نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ایسے ہی موقع پر وما یدریک ان اللہ اکرمہ (۲) فرمایا تھا۔

(۲) اولیاء کے الہام قطعی نہیں۔ ان میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے۔ (۳) اور دوسروں کے حق میں ولی کا

۱۔ بخاری، کتاب الادب، باب ما یکرہ من التماذج: ۲، ۸۹۵ ط قدیمی، والخط: ”ولا یدریک ان اللہ احداً“

۲۔ بخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الجنائز، ج ۱ ص ۲۶ ط قدیمی

۳۔ ”وما ذکرہ بعض الاولیاء من باب الکرامۃ“ بطریق المکاشفۃ او الالہام او المنام التی ہی ظنیات لاتسمی علوما یقینیات۔ (ما علی قاری، مرتقاۃ کتاب الایمان: ج ۱ ص ۶۶ ط اندلسیہ)

کوئی الہام نجات نہیں۔ خود ملہم اگر یقین رکھتا ہو کہ اس کا فلاں الہام قطعی من اللہ ہے تو وہ خود اس کے موافق عمل کر سکتا ہے۔ مگر اس کے سوا کسی پر لازم نہیں۔ کسی ولی کے کسی خاص الہام پر کسی مسلمان کو ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

فصل نہم۔ نذر نیاز اور فاتحہ

۱۔ پیران پیر کی نیاز کے لئے بحر اذبح کرنے کا حکم۔
۲۔ قبروں پر پھول، چادر، شیرینی وغیرہ چڑھانا حرام ہے۔
(سوال) یہاں پر دو جماعتوں کے درمیان مسئلہ ہذا کے بارے میں تنازعہ چل رہا ہے۔ ایک فریق کہتا ہے کہ پیران پیر غوث الاعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز کے لئے بحر اذبح کرنا اور اس کا کھانا جائز ہے۔ دوسرا فریق اس کو حرام ٹھہراتا ہے۔ ایک فریق کا عالم یہ فرماتا ہے کہ کسی بزرگ کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانا یا چڑھا دے چڑھانا جائز ہے۔ دوسرا فریق اس کو ناجائز ٹھہراتا ہے۔

(المستفتی نمبر ۲۰۰ غلام نبی۔ سوداگر چرم۔ ضلع ستارہ۔ ۲۶ شوال ۱۳۵۲ھ م ۱۱ فروری ۱۹۳۲ء)
(جواب ۲۰۹) اگر بڑے پیر صاحب یا کسی دوسرے بزرگ کو ثواب پہنچانے کیلئے جانور ذبح کرنا اس کا گوشت پکا کر کھلادیا جائے تو یہ جائز ہے۔ (۲) لیکن اگر بحر ان کے نام پر ذبح کیا جائے یعنی بحرے کی جان ان کے لئے دی جائے تو وہ بحر احرام ہے، خواہ بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ہی ذبح کیا جائے۔ (۳) پہلی صورت جو جائز ہے اس میں گوشت کا ثواب پہنچانا مقصود ہے اور اس کی شناخت یہ ہے کہ اگر اس کو بحرے کے برابر گوشت دے دیا جائے تو وہ بحر اذبح کرنے پر اصرار نہ کرے اور دوسری صورت جو حرام ہے اس میں بزرگ کے لئے بحرے کی جان نذر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس لئے وہ شخص بغیر بحر اذبح کرنے کے مطمئن نہ ہوگا۔ یہ حرام ہے۔ قبروں پر پھول (۴) یا پھولوں کی چادر (۵) یا شیرینی یا اور کوئی چیز چڑھانا حرام (۶) ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۱۔ "الہام الاولیاء حجة فی حق انفسہم ان وافق الشریعة ولم یعد الی غیرہم۔" (نور الانوار، بحث افعال النبی ص ۲۱۵، ط ۲۱۶ ایچ ایم سعید)

۲۔ "ان الانسان له ان يجعل ثواب علمہ لغیرہ صلوة او صوماً او صدقة او غیرہا عند اهل السنة والجماعة" (ہدایۃ اوکین، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر : ج ۱ ص ۲۹۶) ط شریکۃ علمیۃ۔

۳۔ "(ذبح لقدم الامیر) ونحوہ کو احد من العظماء (یحرم) لانه اهل به لغیر اللہ (ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ)" (الدر المختار، کتاب الذبائح : ج ۶ ص ۳۰۹ ط سعید)

۴۔ قال العینی فی العمدة : وكذلك ما یفعله اکثر الناس من وضعها فیہ رطوبة من الریاحین والبقول ونحوها علی القبور لیس بشیئ وانما السنة الغریز۔" (عمدة القاری : ج ۱ ص ۸۷۹) وقال المحدث البنوری فی معارف السنن : "اتفق الخطابی والطرطوشی والقاضی عیاض علی المنع وقولہم اولی بالاتباع حیث اصبح مثل تلك المسامحات والتعللات مثاراً للبدع المنکرة والفتن السائرة فترى العامة یلقون الزهور علی القبور وبالاخص علی قبور الصلحاء والاولیاء فالمصلحة العامة فی الشریعة تقتضی منع ذلك بتاتا استئصالاً لشفاعة البدع وحسماً لمادة المنکرات المحدثۃ. وبالجملة هذه بدعة مشرفیہ منکرة الخ" (باب التشدید فی البول : ۲۲۵/۱ ط المکتبة البیوریتہ)

۵۔ "فی الاحکام عن الحجة : تکرہ السور علی القبور۔" (رد المختار : ج ۲ ص ۲۳۸ ط سعید)

۶۔ "واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقریباً الیہم فهو بالاجماع باطل وحرام۔" (رد مختار : ج ۲ ص ۲۳۹ ط سعید)

گیارہویں شریف کے کھانے کا حکم

(سوال) گیارہویں شریف کا کھانا علاوہ غرباء و مساکین کے برادری کو بھی کھلایا جاتا ہے۔ کیا برادری کو کھانا جائز ہے؟

(المستفتی نمبر ۵۸ بابو محمد یسین خان (شملہ) ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۱۰ اپریل ۱۹۳۲ء)

(جواب ۲۱۰) اگر یہ کھانا بغرض ایصال ثواب کھلایا جاتا ہے تو صرف غرباء و مساکین کو کھلایا جائے کہ صدقات کے وہی مستحق ہیں۔ (۱) اور اگر بطور نذر و تقرب الی السید الغوث الاعظم کھلایا جائے تو کسی کو بھی کھانا جائز نہیں۔ کیونکہ نذر لغير الله اور تقرب الی غیر الله جائز (۲) ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۱۔ آنحضرت ﷺ کا کھانے پر سورہ فاتحہ پڑھنا کسی روایت سے ثابت نہیں۔

۲۔ گیارہویں کا ذکر کتب فقہ میں ہے یا نہیں؟

۳۔ غیر اللہ کے نام کا بخر اذبح کرنا

(سوال) (۱) حضرت رسول خدا ﷺ نے کھانے پر سورہ فاتحہ پڑھی ہے یا نہیں۔ یہ ذکر ترمذی شریف باب علامات النبوة میں ہے یا نہیں؟

(۲) گیارہویں کا ذکر کتب فقہ میں ہے یا نہیں؟ غیر اللہ کا بخر مسلمان کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۶۳۱ عبدالستار صاحب (ضلع بلاری) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(جواب ۲۱۱) (۱) غلط ہے۔ ترمذی شریف میں کوئی ایسی روایت نہیں ہے۔

(۲) گیارہویں کا ذکر کسی فقہ کی معتبر کتاب میں نہیں ہے۔ غیر اللہ کے نام کا بخر احرام (۲) ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ مراد پوری ہونے پر کسی بزرگ کے مزار پر کھیر پکانے اور کھلانے کا حکم

۲۔ شہداء اور اولیاء کی ارواح کو حاجت روا سمجھنا اور ان کے وسیلے سے مرادیں مانگنا؟

۳۔ کیا مروجہ میلاد میں شریک نہ ہونے والا اور نماز چھوڑنے والا برابر کے گناہ گار ہیں؟

۴۔ نماز عیدین اور دیگر نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے کا حکم؟

(۱) بعد پوری ہونے مراد کے، دودھ، چاول، چینی وغیرہ کسی مزار کے قریب لے جا کر کھیر پکانا اور

(۱) ”وبہتر آنست کہ ہر چہ خواہند خواندہ ثواب آن بسمت رسانند و طعام رایہ نیت تصدق بفقرا خوراند و ثوابش نیز باموات رسانند۔“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ: ج ۱ ص ۹۵ طبع محمد اکیڈمی لاہور)

(۲) ”واعلم ان النذر الذی یقع الاموات من اکثر العوام وما ینوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فهو بالاجماع باطل و حرام۔“ (رد المحتار: ج ۲ ص ۳۳۹ طبع سعید)

(۳) ”ذبح کردن جانور نام غیر خدا خواہ بتجبر باشد خواہ شہد خواہ غیر انسان حرام است و اگر بھصد تقرب نام انہما ذبح کرد باشد فقہ آن جانور ہم حرام و مردار میشود و ذبح کنندہ مرتد میشود توبہ ازین فعل منع لازم است در تفسیر کبیر و نیشاپوری و دیگر تفاسیر مرقوم است قال العلماء لو ان مسلماً ذبح ذبیحۃ و قصد بذبحہ التقرب الی غیر اللہ صادر مرتداً و ذبیحہ ذبیحۃ مرتد انتہی۔“ (فتاویٰ عزیزی، مسئلہ ذبح جانور بنام غیر اللہ تعالیٰ: ج ۱ ص ۵۰ طبع کتب خانہ رحیمہ دیوبند، یو، پی)

صاحب مزار کی نیاز کر کے اپنے احباب کو جمع کر کے وہیں بیٹھ کر کھانا اور کھانا شرعاً کیسا ہے؟
(۲) ارواح شہداء و اولیاء کے ساتھ عقیدہ رکھنا کہ دنیا میں بغرض حاجت روائی آتی ہیں اور ان کے توسل سے مرادیں مانگنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۳) میلاد مروجہ میں شرکت نہ کرنے والا اور تارک الصلوٰۃ یکساں گناہ گار ہو سکتے ہیں یا نہیں؟
(۴) نماز عیدین کے بعد معانقہ کرنا کسی وقتی نماز کے بعد باخود ہا مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟
(المستفتی نمبر ۸۲۴ حبیب اللہ صاحب۔ (ضلع غازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ م یکم اپریل

(۱۹۳۶ء)

(جواب ۲۱۲) (۱) منت اگر یہ تھی کہ مراد پوری ہونے پر میں فلاں بزرگ کے مزار پر کھیر پکاؤں گا۔ اور احباب کو کھلاؤں گا تو یہ منت ہی درست نہیں۔ اور اگر یہ تھی کہ فلاں بزرگ کے مزار کے فقراء کو کھلاؤں گا تو یہ منت درست ہے (۱) مگر وہاں جا کر پکانا یا قبر کے پاس لے جا کر تقسیم کرنا ضروری نہیں۔ وہاں کے فقراء کو اپنے گھر بلا کر بھی دے سکتا ہے۔

(۲) ارواح کا دنیا میں حاجت روائی کرنے کے لئے اثبات نہیں۔ (۲) حاجت روائی کرنا صرف خدا کی صفت ہے۔
(۳) میلاد مروجہ میں شرکت نہ کرنا گناہ نہیں۔ تارک الصلوٰۃ تو گناہ گار اور مرتکب کبیرہ (۳) ہے۔
(۴) نماز عید کے بعد یا کسی وقتی نماز کے بعد مصافحے کو خصوصیت سے کرنا مکروہ (۴) ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

پیر ان پیر کی گیار ہویں کرنا کیسا ہے؟

(سوال) گیار ہویں مروجہ جس طرح آج کل لوگ ہر چاند کی گیارہ تاریخ کو پیر صاحب کے نام پڑھتے ہیں، شرع محمدی میں اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۱۱۸۸ عبدالعزیز صاحب مشین والا (ضلع سیالکوٹ) ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۶ ستمبر

(۱۹۳۶ء)

(جواب ۲۱۳) یہ گیار ہویں بدعت ہے (۵)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

۱۔ "واعلم ان النذر الذي يقع للاموات من اكثر العوام الى ضرائح الاولياء الكرام تقرباً اليهم فهو بالاجماع باطل و حرام ما لم يقصدوا صرفها للفقراء الانام۔" (الدر المختار: ج ۲ ص ۳۹ ط سعيدي)

۲۔ "ان ظن ان الميت يتصرف في الامور دون الله واعتقاده ذلك كفر۔" (رد المحتار: ج ۲ ص ۳۹ ط سعيدي)

۳۔ "وتاركها عمداً مجاناً اي تكاسلاً فاسقاً" (الدر المختار: ج ۱ ص ۵۲ ط سعيدي)

۴۔ "ونقل في تبیین المحارم عن السليق انه تكراه المصافحة بعد اداء الصلاة بكل حال، لان الصحابة رضي الله تعالى عنهم ما صافحوا بعد اداء الصلاة، ولانهم من سنن الروافض اذ ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعية انها بدعة مكروهة لا اصل لها في الشرع، وانه ينه فاعلها اولاً ويعزر ثانياً ثم قال: وقال ابن الحاج من المالكية في المدخل إنها من البدع وموضع المصافحة في الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاختيه لافي ادبار الصلوات فحيث وضعها الشرع يضعها فينبى عن ذلك ويزجر فاعله لما اتى به من خلاف السنة اذ ثم اطل في ذلك۔" (رد المحتار: ج ۲ ص ۳۸ ط سعيدي)

(۵) "ومنها وضع الحدود، والتزام الكيفيات والهيئات المعينة، والتزام العبادات المعينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة۔" (الاغتصام، الباب الاول في تعريف البدع: ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفكر بيروت)

کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کا حکم۔

(سوال) کیا اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے سامنے حلوہ اور میوہ رکھ کر فاتحہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو اس کا سبب بتائیے۔

(المستفتی نمبر ۳۵۴ نور الاسلام (رنگون) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۵ فروری ۱۹۳۷ء)
(جواب ۲۱۴) کسی بزرگ کے مزار کے سامنے حلوی یا میوہ وغیرہ رکھ کر یا صرف اپنے سامنے کھانا شیرینی وغیرہ رکھ کر فاتحہ دینا صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور اماموں سے ثابت نہیں۔ (۱) اس لئے یہ طریقہ اور اس کا التزام شرعی امور میں داخل نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

گیارہویں شریف کی محفل کا انعقاد اور مخصوص طریقے پر فاتحہ دینا بے اصل اور بدعت ہے۔

(سوال) ہمارے یہاں شہر میں ماہ ربیع الثانی میں گیارہویں شریف کی محفلیں منعقد ہوا کرتی ہیں۔ اور فاتحہ بھی بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ فاتحہ میں ”۱۱“ کے عدد کی خصوصیت لازمی ہے۔ گیارہ کوڑی سے لگا کر خواہ کتنی تعداد بڑھادی جائے مگر گیارہ کی تخصیص ضروری ہے۔ اور فاتحہ بھی کوئی خاص ہے جس کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ خواندہ لوگوں کو بھی تلاش کرنا پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں چھوٹے بچوں کو عورتیں حضرت غوث پاک کے نام کی چاندی کی ہنسل پہناتی ہیں۔ خیال یہ ہوتا ہے کہ فاتحہ خوانی اور ہنسل پہنانے کے بعد بچہ حضرت غوث پاک کی حفاظت میں رہتا ہے۔ میں ۱۹۱۴ء میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب گنج مراد آبادی سے بیعت حاصل کی انہوں نے مجھے یہ تعلیم فرمایا تھا کہ استغفار ۵۲ بار ”درود شریف دس بار“ سورہ فاتحہ ایک بار، سورہ اخلاص تین بار پڑھ کر بخشا کرو بروح پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ و نیز اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم وجد پیران طریقت و بزرگان دین رحم اللہ تعالیٰ علیہم خصوصاً بروح حضرت قبلہ و مولانا فضل الرحمن صاحب قدس اللہ سرہ۔ یہ فاتحہ بعد نماز فجر و مغرب حتی الامکان پڑھتا ہوں۔ ہاں کوئی دن یا تاریخ مقرر کر کے فاتحہ خوانی کا جلسہ میں کرتا ہوں۔ فقر و مساکین کی خدمت کرتا ہوں اور حتی الامکان اپنے حاجت مند بھائیوں کی بھی خدمت کرتا ہوں۔ اولیائے کرام کے ساتھ مجھے حسن عقیدت ہے۔ اور ان کے طرز عمل پر چلنا نہایت مبارک سمجھتا ہوں۔ اور کسی بزرگ کے نام اگر کسی کھانے کا یا شیرینی کا ثواب پہنچانا ہے تو اس کو کسی غریب کو دے کر اللہ تعالیٰ کے واسطے اس کا ثواب ان بزرگ کو پہنچاتا ہوں۔ اس پر اہل محلہ اکثر مجھ پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ خیر ان کی طعنہ زنی سے مجھے کوئی رنج نہیں ہے۔ مگر خیال یہ ہوتا ہے کہ کہیں میرے یہ حرکات اصول شرع کے خلاف تو نہیں ہیں۔ ان معاملات میں کیا کرنا چاہئے۔

۱۔ ”اس طور مخصوص (یعنی فاتحہ مروجہ کہ طعام را در و نہاد دست برداشتہ چیزی خواندن) نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود نہ در زمان خلفائیکہ وجود آن در قرون ثانیہ مشہور لہذا بخیر اند منقول نہ نشود۔۔۔۔۔ و این را ضروری دانستن مذموم است۔“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۹۵ اطامچہ اکیڈمی لاہور)

(المستفتی نمبر ۱۶۰۹ عزیز احمد نذیر احمد صاحبان - سوداگران چوڑی - دیوان (ریاست) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۹ جولائی ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۱۵) لولیاء اللہ سے خوش عقیدگی اور محبت اور ان کے افعال کی اقتداء بہت مستحسن اور موجب برکت ہے۔ البتہ اس قدر احتیاط لازم ہے کہ جس کو اللہ کا دلی سمجھا ہے، وہ اپنے اعمال اور ارشاد و تعلیم کے لحاظ سے دلی ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ یعنی اس کے کردار اور اعمال شریعت مطہرہ اسلامیہ کے خلاف نہ ہوں۔ اور وہ تبع شریعت اور سنت نبویہ کا پابند ہو۔ (۱) آپ کے مرشد صاحب نے جو آپ کو تعلیم کیا ہے اس کو پڑھنا اور جن بزرگوں کو ثواب بخشنے کے لئے انہوں نے ہدایت کی ہے ان کو ثواب بخشنا صحیح اور درست ہے۔ اسی طرح کسی خاص تاریخ یا دن یا کسی خاص چیز کی تخصیص کئے بغیر اپنی وسعت کے موافق کسی فقیر مسکین کو صدقہ دے کر بزرگوں یا دوستوں یا عزیزوں کو ثواب بخشنا بھی جائز اور مستحسن ہے۔ (۲) مگر گیارہویں کی تخصیص اور گیارہ کے عدد کا التزام (۳) اور بڑے پیر صاحب کے نام کی ہنسی پھوں کو پہنانا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ بچہ بڑے پیر صاحب کی حفاظت میں رہتا ہے، غلط اور گمراہی ہے۔ گیارہویں کی محفلیں منعقد کرنا اور دھوم دھام سے فاتحہ دانا اور فاتحہ بھی خاص مقرر کرنا کہ اس کے لئے خاص آدمی ہی تلاش کرنا پڑے، یہ سب باتیں بے اصل اور بدعت ہیں (۴) ہر شخص اپنی وسعت کے مطابق کھانا کپڑا نقد یا کوئی جنس صدقہ کر کے یا کوئی بدنی عبادت مثلاً نفل نماز نفلی روزہ تلاوت قرآن مجید وغیرہ ادا کر کے جس کو چاہے ثواب بخش دے۔ کسی مولوی یا پڑھے لکھے آدمی کی تلاش کرنے اور فاتحہ دلوانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ایسے لوگوں کی فاتحہ سے جو عوض اور اجرت لے کر فاتحہ پڑھیں ثواب بھی نہیں ہوتا۔ اور نہ پہنچتا ہے۔ (۵) اس لئے فاتحہ اور ایصال ثواب کا مروجہ طریقہ ترک کر کے اس سیدھے سادے طریقے سے جو ہم نے بتایا ہے ایصال ثواب کرنا چاہئے کہ ایصال ثواب کا صحیح شرعی طریقہ یہی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ "الولیٰ هو العارف باللہ وصفاته ما یمکن له، المواظب علی الطاعات المجتنب عن السيئات المعروض عن الانهماك فی اللذات والشهوات واللہوات انتہی" (مجموعۃ الفتاویٰ: ج ۴ ص ۵۳۳ طامجد اکیڈمی لاہور)۔ علامہ شاہجی الاعتماس میں لکھتے ہیں: "وقال ابو الحسن الوراق: لا یصل العبد الی اللہ الا باللہ وبموفقۃ حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شرائعہ، ومن جعل الطريق الی الوصول فی غیر الاقتداء یضل من حیث انه مہتد، وقال ابو النصر اباضی: اصل التصوف ملازمة الكتاب و السنة، وترك البدع والا هواء الخ۔" (ج ۱ ص ۹۲، ۹۸ طدار الفکر بیروت)

۲۔ "الا صل ان الانسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوة او صوماً او صدقة او غیرها عند اهل السنة والجماعة" (الہدایۃ، باب الحج عن الغير: ج ۱ ص ۶۹ ط ۲۹ شرکت علمیہ بلتاک، کوکذالی الثانیہ: ۳/ ۵۹۵، ۲۳۳ ط سعید کراچی)

۳۔ مقرر کردہ روز سوم و غیرہ تخصیص داور ضروری انکاشن در شریعت محمدیہ ثبت نیست" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ: ۱/ ۹۵ طامجد اکیڈمی لاہور)

۴۔ "منہا وضع الحدود، والتزام کیفیات والہیات المعینۃ بالتزام العبادات المعینۃ فی اوقات معینۃ لم یوجد لہا ذلك التعین فی الشریعۃ۔" (الاعتماس، الباب الاول فی تعریف البدع: ج ۱ ص ۳۹ طدار الفکر بیروت)

۵۔ "وفی کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، مطلب فی امامۃ لا مرد: "بخلاف الاستحجار علی التلاوة المجردة وبقیۃ الطاعات مما لا ضرورة الیہ فانه لا يجوز اصلاً۔" وفی کتاب الاجارۃ، مطلب تحریر مہم فی عدم جواز الاستحجار علی التلاوة الخ: ولا یصح الاستحجار علی القراءة واهدائها الی المیت، لا نہ لم ینقل عن احد من الائمة الا ذن فی ذلك۔ وقد قال العلماء: ان القاری اذا قرأ لا جلی المال فلا ثواب لہ فای شیء یتہد بہ الی المیت، وانما یصل الی المیت العمل الصالح، والاستحجار علی مجرد التلاوة لم ینقل بہ احد من الائمة۔" (رد المحتار: ج ۱ ص ۵۶۲، ۵۶۳، ج ۲ ص ۵ ط سعید)

گیارہویں شریف اور اس کی فاتحہ کو بے بنیاد قصے سے ثابت کرنا درست نہیں۔

(سوال) ہمارے ملاقاتیوں میں ایک صاحب ہیں۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے وعظ میں سنا ہے کہ حضرت غوث پاک نے فرمایا ہے کہ میں اربع الثانی کو مقام ”ہو“ تک گیا اور پھر واپس آگیا۔ اس لئے اس تاریخ مبارک میں جو کوئی گیارہ کے عدد سے میری فاتحہ پڑھے گا وہ بھی اس مقام ”ہو“ تک جہاں تک میں گیا ہوں پہنچے گا۔ اور لفظ ”ہو“ کے عدد بھی نکال کر بتائے کہ ۵ کے ۵ اور ۶ کے ۶ عدد ہوئے۔ اس حساب سے گیارہ کے عدد کی بڑی برکت ہے گیارہویں شریف کا جلسہ یا فاتحہ ۱۱ ہی کو ہونا چاہئے کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۶۱۰ اندیر احمد عزیز احمد (ریاست ریوان) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۹ جولائی ۱۹۳۷ء (جواب ۲۱۶) یہ تمام قصہ اور استدلال کا یہ طریقہ شرعی اصول کے خلاف ہے۔ اجد کے احکام کے لحاظ سے احکام شرعیہ کا ترتیب نہیں ہوتا۔ لفظ ہو کے گیارہ عدد ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ۱۱ تاریخ کو فاتحہ دینا جائز ہو جائے۔ یا کچھ برکت آجائے۔ اگر ایسا ہو تو اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی اور آنحضرت ﷺ کے اسماء مبارکہ کے عدد بھی متبرک ہونے چاہئیں۔ اور ہر عدد کے مطابق دن تاریخ یا چیزوں کی تعداد معین ہونی چاہئے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

ایصال ثواب جائز اور مستحسن ہے مگر اس کے لئے معروف ایام کی پابندی درست نہیں۔ (السوال) زید اپنے شیخ کا ان کے یوم وصال کے روز عرس کرتا ہے۔ لیکن قوالی یا قبر کو سجدہ اور کوئی ایسا امر نہیں کرتا جو ممنوع ہے۔ کچھ قرآن شریف پڑھوا کر اور کسی قدر شیرینی و طعام ماحضر کو خالص اللہ کے لئے دینے کی نیت سے اپنے شیخ کو ایصال ثواب کرتا ہے اور پھر شیرینی کو تقسیم کر دیتا ہے۔ اور طعام ماحضر کو طالب علموں وغیرہ کو کھلا دیتا ہے۔ اور اسی طریق پر گیارہویں و بارہویں تاریخ حضور غوث پاک اور دو جہاں کے آقا محمد ﷺ کے لئے بھی ایصال ثواب ہر ماہ کرتا رہتا ہے۔ بحر زید کے اس فعل کو بدعت و گناہ بتلا کر مسلمانوں کو اس سے برگشتہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دن مقرر کرنا بدعت ہے۔ اور اس طریق سے ایصال ثواب کرنے سے شیرینی وغیرہ بھی حرام ہو جاتی ہے۔ زید جو بلا کہتا ہے کہ نہ میں تخصیص یوم کو واجب جانتا ہوں نہ میں غیر اللہ کے نام پر ان کی عبادت کی نیت سے شیرینی دیتا ہوں۔ میرا اس میں سے کوئی فعل بھی خراب نہیں۔ میرا طریقہ تو وہی ہے جو بچھلے بزرگوں کا رہا ہے۔ چنانچہ ابو الخیر صاحب، شاہ محمد عمر صاحب کرامت اللہ صاحب، شاہ محمد یعقوب صاحب، شاہ عبدالرشید صاحب رحمہم اللہ وغیرہم کو میں نے اپنی آنکھوں سے اس طریق کا کار بند دیکھا۔ پس سوال یہ ہے کہ زید کا یہ فعل بدعت ہے یا ناجائز ہے؟ اگر بدعت ہے تو اس کا اور جن بزرگوں کا وہ حوالہ دیتا ہے ان کا کیا حکم ہے؟ زید اگر کبھی امامت کرے تو ہم اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور اگر جائز ہے تو بحر کا منہ بند کرنے کے لئے ہمیں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟

(۲) زید سوم چلم اور مولود شریف مع القیام بھی کرتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جو لوگ یہ فعل نہیں کرتے ان کو بھی برا نہیں کہتا۔ البتہ یہ ضرور کہتا ہے کہ میں ایسے لوگوں کو اچھا نہیں جانتا کہ جو ایسے افعال کو

بدعت اور گناہ بتلا کر لاکھوں بزرگوں کو بدعتی جہنمی ٹھہراتے ہیں۔ جو علماء ان افعال پر کاربند رہے ہیں، وہ چونکہ ظاہری و باطنی دونوں علموں میں کامل تھے اس لئے ان میں کسی قسم کی برائی کا شبہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ بحر ان افعال کو بھی حرام بتلاتا ہے۔ لہذا سوال یہ ہے کہ زید حق پر ہے یا بحر؟

المستفتی نمبر ۷۲۳ احافظ اشرف علی صاحب۔ پہاڑی دھیرج۔ دہلی ۵۲ جمادی الثانی (جواب ۲۱۷) ایصال ثواب جائز و مستحسن ہے۔ (۱) اس کو کوئی ناجائز اور بدعت نہیں کہتا۔ لیکن ایصال ثواب کے لئے شریعت مقدسہ نے تعین تاریخ و یوم اور تخصیص اشیاء نہیں کی ہے۔ اس لئے مانعین کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کو خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے معین و مخصوص نہیں کیا اسے ہم بھی معین و مخصوص نہ کریں۔ گیارہویں بار ہویں سوم و ہم چہلم وغیرہ لوگوں نے مقرر کر لیے ہیں۔ ورنہ حضور انور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ سے ان ایام کی تعین و تخصیص منقول اور مروی نہیں ہے۔ نہ ان بابرکت زمانوں میں یہ نام تھے۔ اور نہ ان زمانوں میں ایصال ثواب کا کوئی اہتمام کیا جاتا تھا۔ جن بزرگوں کے نام سوال میں ذکر کئے گئے ہیں۔ وہ بے شک بزرگ اور صلحاء امت میں سے ہیں۔ مگر اتباع و اقتداء کے لئے آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ اور صحابہ کرام اور سلف صالحین کا طریقہ مسلوک اولیٰ اور افضل ہے۔ (۲) ان بزرگوں کے اعمال کی ایسی تاویل کرنی لازم ہے کہ ان کا فعل سنت نبویہ علی صاحبہا السلام والتحیۃ کے خلاف قرار نہ پایا جائے۔ ایک صاحب ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکام اور سنت نبویہ واسوہ آنحضرت ﷺ کے اتباع میں کامل نجات ہے۔ (۳) پس ایصال ثواب کے لئے صحیح طریقہ یہ ہے کہ صدقات مالیہ کا ثواب پہنچانا ہو تو مال حلال میں سے جس وقت جو چیز میسر ہو اس کو خالص اللہ کسی مستحق پر صدقہ کر دیا جاوے۔ یا عبادات بدنیہ میں سے کسی چیز کا ثواب پہنچانا ہو مثلاً تلاوت قرآن مجید کا یا نفل نماز کا یا نفل روزے کا تو اس کو جب موقع اور فراغت میسر ہو ادا کیا جائے۔

پس جو شخص کہ ایام کی تخصیص کو شرعی تخصیص نہ سمجھے اور ایام معینہ میں ہی ادا کرے تو اگرچہ اس نے اعتقادی طور پر التزام و تعین نہیں کی۔ مگر اس کے عمل سے ان بے علم لوگوں کو جو اس تخصیص و تعین کو شرعی حکم اور لازمی اور ضروری سمجھتے ہیں، التباس پیش آئے گا اور وہ جواز کی محبت پکڑیں گے۔ اس لئے اس کے

.....
ا قال القنوی رحمہ اللہ: "والا صل فی ذلک عند اهل السنة ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة او صوماً او حجاً او صدقة او غیرہا" (ملا علی قاری: شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسألة فی ان الدعاء للمیت ینفع خلافاً للمعتزلة: ص ۹۵ ط ۱ دار الکتب العلمیہ بیروت)

۲۔ لقوله عليه السلام: خير امتي قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم ان بعدكم قوماً يشهدون ولا يشهدون ويخونون ولا يؤتمنون وينذرون ولا ينفون ويظهر فيهم السمن۔ (بخاری، کتاب الناقب، باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۱ ط ۱۵۱ قدیمی)

وقال عليه السلام: فانه من يعش منكم بعدى فسیری اختلافاً كثيراً فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ و اياكم ومحدثات الا مور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة۔ (ابو داؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة: ۲ / ۲۸۷ ط امدادیہ، وترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی من دعا الی هدی الخ: ۲ / ۹۶ ط سعید)

۳۔ "ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتکم بها کتاب اللہ وسنة رسولہ۔" (مشکوٰۃ عن الموطا، باب الاعتصام بالکتاب والسنة: ج ۱ ص ۳۱ ط سعید) ولفظ الموطا فی باب النهی عن القول فی القدر: "کتاب اللہ وسنة نبيه۔" (ص ۷۰۲ ط میر محمد کراچی)

حق میں بھی بہتر یہی ہے کہ ان ایام معینہ عرفیہ کو چھوڑ کر اور جس دن چاہے کرے۔ رہا وہ کھانا جو صدقہ کی نیت سے دیا جائے وہ حرام نہیں ہو جاتا اگرچہ ایام معینہ عرفیہ میں ہی دیا جائے۔ (۱) مگر یہ ضرور ہے کہ وہ فقراء و مساکین کا حق ہے، (۲) خواہ کھانا ہو یا شیرینی یا نقد یا جنس۔ بہر حال نفس ایصال ثواب بدعت نہیں ہے۔ بدعت ان قیود و تعینات و تخصیصات کو کہا جاتا ہے جو غیر شرعی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ شب برات اور گیارہویں کی نیاز کا حکم

۲۔ کسی مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا۔

(السوال) (۱) شب برات کی نیاز اور گیارہویں کی نیازوں وغیرہ کا کیا مسئلہ ہے۔

(۲) کسی مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے۔

المستفتی نمبر ۷۷۷۷۷ احمد صدیق۔ چٹلی قبر۔ (دہلی) ۷ رجب ۱۳۵۵ھ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب) (۱) شب برات یعنی شعبان کی پندرہویں رات ایک بابرکت رات ہے۔ اس میں عبادت کرنا ولی اور افضل ہے۔ (۲) مگر مروجہ نیاز اور اس کی مروجہ رسوم بے اصل اور بے ثبوت ہیں۔

(۲) مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا مباح ہے۔ (۳) مگر بہتر یہ ہے کہ یا تو مزار کی طرف منہ کر کے بغیر ہاتھ اٹھائے فاتحہ پڑھے (۴) یا قبلہ رخ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھے۔ فاتحہ سے مراد یہ ہے کہ ایصال ثواب کی غرض سے کچھ قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب بخش دے۔ اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرے۔ صاحب قبر سے مراد اس مانگنا۔ حاجتیں طلب کرنا یا ان کی منتیں ماننا یہ سب ناجائز ہیں۔ (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

نتیجہ، چالیسوں وغیرہ سے دوسروں کو روکنا اور خود شرکت کرنے کا حکم

(السوال) زید نے عمر سے پوچھا کہ آیا تم گیارہویں بارہویں کرتے ہو۔ عمر نے کہا کہ ہم سب کچھ کرتے ہیں۔ تم کیا کہتے ہو۔ یہ سن کر زید نے کہا کہ تم حرام کھاتے ہو۔ اس پر عمر نے کہا کہ زبان سنبھالو۔ پہلے تم عمل کرو

۱۔ "اگر کسی این طور مخصوص بعمل آورد آن طعام حرام نمیشود" (مجموعۃ الفتاوی علی هامش خلاصۃ الفتاوی :

ج ۱ / ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۲۔ "بہتر آنست کہ ہرچہ خواہند خواند و ثواب آن میت رسانند و طعام را بہ نیت تصدق بقدر انور انند و ثوابش نیز با موات رسانند۔" (حوالہ بالا)

۳۔ قال فی الدر المختار فی باب الوتر و النوافل : "ومن المندوبات احياء ليلة العیدین، والنصف من شعبان" (ج ۲ ص ۲۳،

۲۵ ط سعید)

۴۔ "حتی جاء البقیع مقام فاطمۃ القیام ثم رفع یدیه ثلاث مرات۔" (مسلم، کتاب الجنائز : ج ۱ ص ۳۱۳ ط قدیمی) وقال الامام

نووی : فیہ استحباب اطالة الدعاء وتکریره ورفع الیدین فیہ ، وفيہ ان دعاء القائم اکمل من دعاء الجالس فی القبور۔

(حوالہ مذکور)

۵۔ تاکہ اہل قبر سے مانگنے کا ایسا نہ ہو۔

۶۔ "دوم آنکہ بالا استقلال چیزیکہ خصوصیت مہجنت الہی دارد مثل دادن فرزند یا بارش باران یا دفع امراض یا طول عمر و مانند این چیز ہا بے آنکہ

دعا و سوال از جناب الہی در نیت منظور باشد از مخلوقے در خواست نمایند این نوع حرام مطلق بلکہ کفر است و اگر از مسلمانان کے از اولیائے

مذہب خود خواہ زندہ باشند یا مردہ این نوع مدد خواہ از دائرہ مسلمانان خارج میشود" (فتاویٰ عزیزی، بیان در شہادت مت پرستان : ج ۱ ص ۲۶ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی)

بعد ازاں دوسروں کو نصیحت کرو۔ خود تمہارا گوشت و خون انہیں کھانوں یعنی گیارہویں، بارہویں، تیجہ، دسواں، بیسواں، چہلم، برسی وغیرہ کے ناجائز کھانوں سے پلا اور پل رہا ہے۔ تم ان ناجائز کھانوں سے پرہیز کرنے والوں پر لعن طعن کرتے ہو چہ خوش! جواب دیا کہ ہم توبہ کر چکے، اب نہیں کھاتے۔ باوجود اتنا کہنے کے دو چار ہی دن میں خود زید مذکور نے ایک ہی روز میں دو جگہ ظہر اور عصر کے درمیان چہلم کی دعوت میں بڑے ملاں بن کر خود فاتحہ خوانی کر کے اس چہلم کے بدعتی کھانے سے پیٹ بھر اور ڈکارتا ہوا نکلا۔ پھر دوسرے اہل سنت پر بے جا اعتراض کرتا ہے۔

المستفتی نمبر ۹۳۶ حاجی غلام محمد صاحب شوکت۔ مطبع شوکت الاسلام (بگلور) ۲۰ شعبان ۱۳۵۶ھ

۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۹) تیجہ، دسواں، چالیسواں بطور رسم کے کرنا بدعت ہے کیونکہ شریعت نے ایصالِ ثواب اور صدقہ و خیرات کے لئے کسی تاریخ کسی دن اور کسی زمانے اور کسی کھانے اور کسی چیز کی تخصیص نہیں کی ہے۔ (۱) لیکن کھانا جو بغرض صدقہ و بہ نیت ایصالِ ثواب پکایا اور کھلایا جائے وہ کھانا ناجائز و حرام نہیں ہے۔ (۲) البتہ پیشواؤں کو ایسے اجتماعات میں شرکت سے احتراز کرنا چاہئے۔ تاکہ ان کی شرکت کو ان اجتماعات کے جواز کے لئے بطور دلیل کے پیش نہ کیا جاسکے۔ (۳) اور چونکہ یہ کھانا صدقہ کا حکم رکھتا ہے (۴) اس لئے صاحبِ نصاب کے لئے اس کا اپنے استعمال میں لانا، اصل مقصد کو باطل کر دیتا ہے۔ اور جو شخص کہ دوسروں کو منع کرے اور خود شریک ہو اور فاتحہ خوانی کرے وہ اتامرون الناس الخ (۵) کے ماتحت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے باوجود بے عملی کا مجرم ہے۔ محمد کفایت اللہ۔

۱۔ ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ کا مخصوص طریقہ اختیار کرنا

۲۔ میلاد میں قیام کو واجب اور اس کے چھوڑنے والے کو فاسق اور وہابی کہنا

(۳) شبِ بَرأت فضیلت والی رات ہے

(السوال) (۱) زید کہتا ہے کہ اس صورت سے فاتحہ یعنی ایصالِ ثواب کرنا چاہئے کہ کسی مقررہ دن میں آگے

۱۔ وفي البرازية ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الاول والثالث وبعدا لاسبوع ونقل الطعام الى القبر في المواسم، واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقراءة سورة الانعام او الاخلاص۔ (رد المحتار، مطلب فی کرامت الضیاق من اصل المیت: ج ۲ ص ۲۴۰ ط سعید)

۲۔ ”اگر کسی ابنِ طور مخصوص بھل آور دے آن طعام حرام میشود و خوردنش مضائقہ نیست و این را ضروری دانستن مذموم است۔“ (مجموعہ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ: ج ۱ ص ۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۳۔ ”الاول، ان يعمل بها الخواص من الناس عموماً، وخاصة العلماء خصوصاً، و تظهر من جهتهم وهذه مفسدة في الاسلام ينشأ عنها عادة من جهة العوام استسهالها واستجارتها، لان العالم المنتصب مفتياً للناس بعمله كما هو مفت بقوله فاذا نظر الناس اليه وهو يعمل بامر هو مخالفة حصل في اعتقادهم جوازہ، ويقولون: لو كان ممنوعاً او مكروهاً لا متنع منه العالم۔ (الاعتصام، فصل فان قيل: لما لا يتدبر الخ: ج ۲ ص ۹۸ ط دار الفکر بیروت)

۴۔ ”و بہتر آنست کہ ہر چہ خواہند خوانندہ ثواب آمیت رسانند و طعام را بہ نیت تصدق بقراء خوراند و ثوابش نیز با موات رسانند“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ: ج ۱ ص ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

کھانا رکھے اور الحمد اور چاروں قل اور درود شریف پڑھنے کے بعد یہ کہہ کر بخشے کہ ان الحمد اور قل اور درود شریف کا ثواب: نور خدا بظلیل پیغمبر فلاں روح پاک کو پہنچے۔

(۲) اور زید کہتا ہے کہ میاں میں قیام کرنا واجب ہے اور اس کا تارک فاسق اور وہابی ہے۔

(۳) اور زید کہتا ہے کہ شب، برات شب قدر ہے اور اس میں عبادت کرنا ایک ثواب عظیم ہے۔ اور اسی رات کو اللہ تعالیٰ آخری آسمان سے ندا دیتا ہے کہ کوئی ہے مریض جو مجھ سے شفا کے امراض طلب کرے، اور کوئی ہے بے روزگار جو روزی طلب کرے۔ غرض اسی قسم سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ندا دیتا ہے۔ اور اسی شب میں موت و حیات کے قصے طے ہوتے ہیں۔ اور بکر کہتا ہے کہ بلا تعین دن و بلا تعین طعام اور بلا اس لمبی چوڑی عبادت کے اللہ کے واسطے میت کی طرف سے کسی غریب مسلمان کو کھانا کھانا چاہئے، اور کپڑے دینا چاہئے وغیرہ۔

(۴) اور بکر کہتا ہے کہ قیام میاں و شرک ہے۔ جیسا کہ تمہارا خیال ہے کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لاتے

ہیں۔ (۵) اور بکر کہتا ہے کہ اس رات کا شب قدر ہونا یا خدا تعالیٰ کا آخری آسمان سے ندا دینا یہ باتیں ضعیف حدیث سے ثابت ہیں۔ اور اس رات کو اور راتوں کے برابر سمجھو۔ اس کو اہمیت مت دو۔

المستفتی نمبر ۲۰۳۲ صوفی قمر الدین صاحب بہاری (اگرہ) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۷ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۲۲۰) (۱) ایصال ثواب جائز ہے۔ (۱) اس کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ کچھ مال نقد، کھانا، پٹریا کوئی اور سامان خالصاً اللہ صدقہ کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ اس کا ثواب فلاں شخص کی روح کو پہنچا دیا جائے اسی طرح عبادت بدنیہ کا ثواب بھی پہنچایا جاسکتا ہے کہ نفل نماز پڑھ کر یا نفل روزہ رکھ کر یا تلاوت قرآن مجید کر کے یہ درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب بخش دیا جائے۔ ایصال ثواب کے لئے کسی خاص دن یا تاریخ یا کسی خاص چیز یا خاص ہیئت یا مخصوص سورتوں کا التزام کر لینا بے ثبوت ہے۔ (۲)

(۲) میاں میں قیام کرنا یعنی ذکر و ولادت کے وقت کھڑا ہو جانا بے ثبوت ہے۔ شریعت میں اس کی اصل نہیں

(۲) اس کو واجب بتانے والا خاطی ہے۔ اور اس کے تارک کو فاسق یا وہابی کہنا بڑا گناہ ہے۔

(۳) شعبان کی پندرہویں شب ایک افضل رات ہے اس میں آسمان دنیا پر رحمت خداوندی سے گناہگاروں کی

۱۔ قال فی الشامیة : "صرح علماؤنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة او صوما او صدقة او غيرها کذا فی الہدایة۔" (ج ۲ ص ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵ ط سعید)

۲۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ایصال ثواب کے بارے میں فرماتے ہیں: "انسان در کار خود مختار است میرسد کہ ثواب خود برائے بزرگان با ایمان گرداند لیکن برائیا نیز کار وقت و روزہ تعین نمودن دماغ مقرر کردن بدعت است۔ ہر چیز کہ بر آن ترغیب صاحب شرع و تعین وقت نباشد آن فعل عبث است و مخالف سنت سید الانام و مخالفت سنت حرام است پس ہر گز روا نباشد۔" (فتاویٰ عزیزی، طعام ایصال ثواب ج ۱ ص ۱۰ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یو پی)

۳۔ نیز جب آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں اپنے لئے قیام کو پسند نہیں فرمایا "کانوا اذا راوه لم یقوموا لما یعلمون من کراہیہ لذلك۔" (ترمذی، ابواب الآداب، باب ما جاء فی کراہیۃ قیام الرجل للرجل ۲/ ۴۰۴ ط سعید) تو آپ کی وفات کے بعد قیام کیونکر جائز یا مستحب ہو سکتا ہے جب کہ آپ کا مجلس میاں میں آنا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں اور نہ آپ کسی کو نظر آتے ہیں۔

معافی کا اعلان ہوتا ہے۔ اور عبادت کرنے والوں کو ثواب زیادہ ملتا ہے۔ (۱) اس کی فضیلت کی روایت قابل عمل ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی۔

کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کا حکم۔

(السوال) کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ و پنج آیت پڑھنا کیسا ہے۔ ہمارے موضع میں دستور ہے کہ پہلے فاتحہ امام مسجد سے دلو کر آدھا کھانا تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ آدھا دریائندی میں لے جا کر ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ کیسا ہے؟ اس کو بھید یا اسرار تصور کرنا کیسا ہے۔ شرک تو نہیں ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۲۵ حافظ محمد صدیق صاحب (سہارنپور) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۱۹ جون ۱۹۳۸ء (جواب ۲۲۱) کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کی رسم بے اصل ہے۔ (۲) کھانا اللہ کے واسطے کسی مسکین کو دے دیا جائے۔ (۳) بس یہی کافی ہے۔ اور جو کچھ پڑھ کر ثواب پہنچانا ہے وہ بغیر کھانا سامنے رکھے ہوئے پڑھ کر ثواب پہنچا دیا جائے۔ آدھا کھانا دریائندی میں ڈالنا جائز ہے۔ اور اس کو اسرار سمجھنا غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی۔

۱۔ شب برات کے موقع پر نیاز فاتحہ کا حکم۔

۲۔ میلاد میں ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا کیسا ہے

(السوال) (۱) شب برات کے موقع پر نیاز فاتحہ جیسا کہ عموماً رائج ہے کیا ہے۔ فاتحہ کرنے کا کیا طریقہ ہے یا کیونکر ہونا چاہئے۔ (۲) میلاد شریف میں وقت ذکر ولادت شریف آنحضرت ﷺ قیام کرنا کیسا ہے۔ آیا درست ہے یا نادرست ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۰۴ نبی یار خان (فیض آباد) ۳ رجب ۱۳۵۷ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۲۲) (۱) شب برات کے موقع پر نیاز فاتحہ جو عموماً رائج ہے کہ حلو اپکا کر اس پر نیاز فاتحہ ضروری سمجھتے ہیں یہ بے اصل ہے۔ شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی سند نہیں ہے۔

۱۔ ”ومن المندوبات احياء ليالي العشر من رمضان وليلي العيدين وعشر ذي الحجة و ليلة النصف من شعبان۔“ (فتح المعين علی شرح البحر لمناسکین، باب الوتر والنوافل: ج ۱ ص ۲۵۴ ط سعید)۔

۲۔ شیخ علامہ عبدالرحمن مبارک پوری اپنی کتاب ”تخت الاحوذی شرح ترمذی میں شب برات کی فضیلت پر متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”فهذه الاحادیث بمجموعها حجة على من زعم انه لم يثبت في فضيلة ليلة النصف من شعبان شي۔“ (ابواب الصوم، باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان: ج ۳ ص ۴۴۲ الناشر محمد عبدالحسن المكتبي صاحب المكتبة السلفية بالمدينة المنورة)

۳۔ ”اس طور مخصوص (یعنی طعام رازدہر و نداد دست برداشتہ چیزی خواندن) نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود نہ در زمان خلفائیکہ وجود آل و در قرون ثلاثہ مشہود لہا بالآخر منقول نہ شدہ و این را ضروری دانستن مذموم است۔“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی هامش خلاصۃ الفتاویٰ: ج ۱ ص ۹۵ اطامجد اکیدی لاہور)

۴۔ ”و بہتر آنست کہ ہر چہ خوانند خواندہ ثواب آن ہمیت رسانند و طعام را بہ نیت تصدیق بقرآن خوانند و ثوابش نیز باموات رسانند۔“ (حوالہ بالا)

(۲) میلاد میں ذکر ولادت کے وقت قیام کرنے کی کوئی سند نہیں۔ اس لئے یہ قیام ترک کرنا چاہئے (۱)۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

ایصال ثواب کے لئے جمع ہونے والوں کو کھانا کھلانے کا حکم۔

(السوال) اس قصبے میں ایک شخص سال بھر میں چند مرتبہ حسب اتفاق اپنے شیخ کی روح کو ایصال ثواب، کھانا کھلا کر قرآن شریف و کلمہ طیبہ پڑھوا کر کرتا ہے۔ تعین تاریخ و ماہ نہ عقیدہ ضروری سمجھتا ہے اور نہ عمل ہی میں اس نے تاریخ و ماہ کا التزام کیا ہے۔ بلکہ جب اس کو استطاعت و توفیق ہوتی ہے نمازی و نیک لوگوں کو بلا کر خواندہ حضرات سے قرآن شریف اور ناخواندہ لوگوں سے کلمہ طیبہ پڑھواتا ہے۔ اس کا یہ عمل دس سال سے ہے اور چند سال تک ایصال ثواب میں کھانا کھلاتا رہا۔ حاضرین میں اہل علم و ذکر ہونے کی وجہ سے اس مجلس میں علمی مذاکرہ و علماء و صلحاء امت کے احوال، اللہ کی یاد تازہ کرنے والی حکایات ہوتی تھیں۔ اس فرصت احباب سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے خیال کیا گیا کہ اگر اس موقع پر کچھ قرآن اور کلمہ خوانی ہو جایا کرے تو ہم خرماء ہم ثواب کا مضمون ہو۔

چنانچہ سال بعد تلاوت و کلمہ خوانی کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ بیچ آیت یاد گیر کسی مخصوص سورت کی تلاوت یا کھانے پر ایصال مروجہ یہاں مطلقاً نہیں اور نہ شخص مذکور ان چیزوں کو جائز سمجھتا ہے۔ وہ نہایت راسخ العقیدہ متبع سنت بزرگان امت کی صحبت سے فیض یافتہ ہے۔ اس کے شیخ نہایت عابد و زاہد حامی سنت ماحی بدعت اور مقبول خلافت ولی تھے۔ موافق و مخالف ان کے تقدس کے قائل ہیں۔ اطراف میں ان کے مریدین و معتقدین کی کافی تعداد ہے۔ مدعوین اپنے شیخ کے ایصال ثواب کو باعث خیر و برکت سمجھتے ہوئے شریک ہوتے ہیں۔ یہ طعام قرآن خوانی کی اجرت میں یا قرآن خوانی طعام کے لالچ میں نہیں ہے۔ یہ بات اول تو بتدائے معمول پر نظر کرنے سے معلوم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ شروع میں صرف طعام سے ایصال ہوتا تھا۔ فرصت احباب کو غنیمت سمجھتے ہوئے قرآن خوانی جاری کی گئی۔ ثانیاً مجلس کے طرز و ہیئت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قرآنی خوانی میں اجرت کا شائبہ نہیں ہے۔ حاضرین میں ایسے متورع اور مقدس لوگ ہوتے ہیں جو اس سے بالا ہیں کہ اجرت پر کہیں قرآن خوانی کرنے جائیں۔ انہیں حاضرین میں شیخ کے مرید باہر سے خرچ کر کے اس ایصال میں شرکت کے لئے آتے ہیں۔ اجرت کے شائبہ کی نسبت بھی ان کی طرف بعید ہے۔ ان کا صرف شدہ خرچ اس حاصل شدہ اجرت یعنی طعام سے یقیناً زیادہ ہوتا ہے۔ پھر ان پڑھنے والوں میں کتنے ہی آدمی طعام میں شریک نہیں ہوتے اور کتنے ہی کھانے والے ایسے ہوتے ہیں جن کو پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوتا۔ اس جز کو

۱۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : "لم یکن شخص احب الیہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا اذا راوه لم یقوموا لما یعلمون من کراهیۃ لذلك (ترمذی : ۲ / ۱۰۳ ط سعید)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ اپنے لئے قیام کو پسند نہ کرتے تھے اور بھی ہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم باوجود یہ کہ ان کو آپ سے انتہائی محبت تھی قیام نہ کرتے تھے۔ تو پھر آج جب کہ آپ کا کسی مجلس میلاد میں اتنی شریعی دلیل سے ثابت ہی نہیں اور نہ کسی کو نظر آتے ہیں تو پھر کس طرح قیام کرنا جائز اور مستحب قرار دیا جاسکتا ہے۔

خاص طور پر اس لئے صاف کیا گیا کہ جناب والا کا ایک فتویٰ یہاں پیش کیا جا رہا ہے جس میں کہ تلاوت کی اجرت میں طعام ہونے کے شانہ پر اس کو ناجائز تحریر فرمایا ہے۔

فی زمانہ درس قرآن درس حدیث وفقہ لامت وافتاء غیرہ کتنی چیزیں ہیں جن میں کہ اجرت کا شانہ نہیں بلکہ تیقن ہے۔ اور جو مجبوری واضطرار کی حد سے متجاوز بھی اجرت پر کرائی جا رہی ہیں۔ اس صورت میں کھلانے اور کھانے والوں کی نیت کا علم ہوئے بغیر محض شبہ میں حرمت کا حکم بعید معلوم ہوتا ہے۔ جو استفتا یہاں سے بھیجا گیا تھا اور جس پر آپ نے اجرت کا شانہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہونے کا حکم تحریر فرمایا تھا اور اس میں واقعات کو اصلی حالت میں نہیں دکھلایا گیا۔ عریضہ ہذا میں حالات کو صحیح طور پر دکھلایا گیا ہے۔ بہر حال مذکورہ بالا صورت میں جو حکم کہ جناب والا کی رائے عالی میں ہو تحریر فرمائیں۔ بظہر سہولت آپ کے اس فتویٰ مذکور کی (جو اتفاق سے مجھ تک پہنچ گیا ہے) نقل بھیجتا ہوں۔ اور ایک نقل حضرت مرجع عالم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کی بھیجتا ہوں جس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شانہ اجرت لگائے بغیر جواز و عدم جواز کی صورتیں صاف طور سے تحریر فرمائی ہیں۔

نقل فتویٰ علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب

(سوال) ایک صوفی شرع صاحب، حال اپنے پیشوایان شریعت و طریقت کو دوسرے تیسرے ماہ ثواب رسائی کی غرض سے کلام مجید و فرقان حمید اور کلمہ طیبہ سوا الاکھ مرتبہ کا وظیفہ کراتا ہے اور قرآن خوانی اور کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو کھانا لوجہ اللہ تعالیٰ کھلاتا ہے لیکن ان امور کو واجب اور فرض بھی نہیں سمجھتا محض فعل مشائخ خیال کرتا ہے۔ دوسرے لوگ مکروہ بدعت اور ناجائز کہتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ یہ فعل مشائخ نے کبھی نہیں کیا۔ لہذا یہ جائز ہے یا مکروہ یا بدعت؟ بینوا تو جرداً ۱۵/۱ اپریل ۱۳۹۶ء

(جواب ۲۲۳) قرآن پڑھنے والوں کو اور کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو کھانا کھلانا اجرت کا شانہ رکھتا ہے۔ اس لئے ایسا کرنا جائز نہیں (۱) کیونکہ تلاوت اور کلمہ خوانی کی اجرت لینا دینا جائز نہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ وقد رده الشيخ خير الدين الرملي في حاشية البحر في كتاب الوقف حيث قال: اقول المفتي به جواز الاخذ استحساناً على تعليم القرآن لا على القراءة المجردة كما صرح به في التاتارخانية حيث قال: لا معين لهذه الوصية ولصلة القاري بقراءته لان هذا بمنزلة الاجرة والاجرة في ذلك باطلة وهي بدعة ولم يفعلها احد من الخلفاء..... وقال في الولوالجية ما نصه: ولو زار قبر صديق او قريب له وقرأ عنده شيئاً من القرآن فهو حسن، اما الوصية بذلك فلا معنى لها ولا معنى ايضا لصلة القاري، لان ذلك يشبه استجاره على قراءة القرآن وذلك باطل ولم يفعل ذلك احد من الخلفاء ۱۵۱ (رد المحتار ج ۶ ص ۵۶، ۵۷ طبع سعيد)

۲۔ قال تاج الشريعة في شرح الهداية: ان القرآن بالاجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقاري. وقال العيني في شرح الهداية: ويمنع القاري للدين، والاخذ والمعطى آثمان۔ (رد المحتار ج ۶ ص ۵۶ طبع سعيد)

نقل فتویٰ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ از فتاویٰ رشیدیہ

حضرت گنگوہی کے فتویٰ کی وضاحت اور سوال مذکور کا مکرر جواب۔

(سوال) اٹھارواں۔ ہر سال اپنے پیر یا استاد کی برسی کرے۔ یعنی جب سال بھر مرے ہوئے ہو جائے تو ایک دن مقرر کر کے اس روز کا نام عرس شریف رکھتے ہیں اور اس دن کھانا پکا کر تقسیم کرادے۔ مناکین کو اور ختم کرتے پنج آیت قرآنی کا تو یہ صوفیائے کرام کے یہاں اور ہماری شریعت میں کیا حکم ہے۔ جائز ہے یا ناجائز ہے؟

(جواب) کھانا تاریخ معین پر کھلانا کہ پس و پیش نہ ہو بدعت ہے (۱) اگرچہ ثواب پہنچے گا۔ اور طریقہ، معینہ عرس کا، طریقہ سنت کے خلاف ہے۔ لہذا بدعت ہے۔ (۲) اور بلا تعین کر دینا درست۔ (۳) فقط انتہی فتاویٰ رشیدیہ ص ۸۰ مطبوعہ شمس المطابع۔ مراد آباد جلد اول۔

المستفتی نمبر ۲۴۸۹ عبد اللہ خاں صاحب (مجنور) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ ۳۰ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۲۴) حضرت اقدس محدث گنگوہی نور اللہ مرقدہ کے سامنے جو سوال پیش کیا گیا تھا، اس میں تعین یوم کا ذکر تھا اور قرآن خوانی یا کلمہ خوانی کا مطلقاً ذکر نہ تھا۔ صرف ایک معین تاریخ پر بغرض ایصال ثواب کھانا کھلانے کے متعلق سوال تھا۔ حضرت اقدس کا جواب بالکل صحیح ہے کہ کھانا کھلانا بتعین تاریخ بدعت ہے۔ بغیر تعین تاریخ (اور بغیر قرآن خوانی و کلمہ خوانی) ہو تو درست ہے۔ میرے سامنے جو سوال آیا اس میں تعین یوم و تاریخ کا ذکر نہ تھا۔ یہ پوچھا گیا تھا کہ یہ قرآن مجید اور کلمہ پڑھوا کر پڑھنے والوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے اس میں اجرت کا شائبہ ہونا ظاہر ہے۔ اس لئے میں نے اپنے جواب میں اس کی تصریح کر دی اور اب مزید تفصیل مندرجہ سوال سے اتنا اور معلوم ہوا کہ اس مجلس کا اس قدر اہتمام کیا جاتا ہے کہ دور دور سے لوگ کرایہ خرچ کر کے آتے ہیں اور شریک مجلس ہوتے ہیں۔ یہ وجہ بھی اس مجلس کی کراہت اور بدعت کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ ایصال ثواب کی مجلس کا یہ اہتمام قرون ثلاثہ میں نہ تھا اور نہ اس کی کوئی اصل ہے۔ جو لوگ سفر کر کے آتے ہیں وہ بغیر سفر کئے اور بغیر خرچ کئے اپنے گھروں پر قرآن مجید اور کلمہ پڑھ کر ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔ اور یہ کھانا اگر ایصال ثواب اور صدقہ کی نیت سے کھلایا جاتا ہے تو کیا اس میں کوئی مالک نصاب شریک

۱۔ ”مقرر کردن روز سوم و غیرہ بالتخصیص و اور اضروری انکاشن در شریعت محمدیہ ثلاث نیست“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی حاشیہ خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۹۵ طبع المجد اکیڈمی لاہور)۔

حضرت شاد عبدالعزیز محدث دہلوی در فتاویٰ عزیزی میفرماید: ”انسان در کار خود مختار است میرسد کہ ثواب خود برائے بزرگان بایمان گرداند لیکن برائے اینکار وقت و روز تعین نمودن و ماہی مقرر کردن بدعت است“ (عنوان طعام ایصال ثواب ج ۱ ص ۹۷ طبع کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی)

۲۔ ”لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الاولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد اليها ومن الاجتماع بعد الحول كالا عياد ويسمونه عرسا۔“ (قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیری مظہری، آل عمران تفسیر آیت ۶۳ فائدہ ثانیہ: ج ۲ ص ۶۵ طبع حافظ کتب خانہ مسجد روڈ کوئٹہ)

۳۔ بحر طیسکہ خلاف شرع امور کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

نہیں ہونا صرف نقرء و مساکین ہی کھاتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ایصال ثواب کے پردہ میں ایک جدید رسم کی ایجاد ہے۔ ولا نجاۃ الا فی اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

چہلم اور کھانے پر فاتحہ دانا بدعت ہے۔

(السوال) متعلقہ چہلم وغیرہ

(جواب ۲۲۵) چہلم (۱) اور مروجہ دودھ پریا کھانے پر فاتحہ (۲) دانا بے اصل بدعت ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔

بزرگان دین کی قبروں پر چادریں چڑھانا، عرس منانا اور ان کو حاجت روا سمجھنا ناجائز ہے؟
(سوال) قبور بزرگان دین پر غلاف بہ آرائش چڑھانا اور ایک دن مقرر کر کے سال بہ سال میلہ کرنا یا سوا خدا کے ولی مراد ان سے طلب کرنا ناجائز ہے یا نہیں۔

(جواب ۲۲۶) بزرگان دین کی قبروں پر غلاف چڑھانا (۲) اور میلے کرنا (۳) یا ان سے اپنی مرادیں مانگنا ناجائز ہے۔ (۴) جو لوگ یہ کام کرتے ہیں وہ سخت گناہگار ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے مراد پوری کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اور اس کے سوا کسی دوسرے کو حاجت روا سمجھنا شرک ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح احقر منظر الدین غفرلہ

۱۔ "از عادات شنیعہ مامردم اسراف است و رما تم با سویم و چہلم و شش ماہی و فاتحہ ساییدہ و ایں ہمہ را در عرب اول وجود نبوہ مصلحت آں است کہ غیر تعزیت و ارشال میت تاسہ روزہ اطعام ایشان یک شبانہ روزہ سے نباشد۔" (شاد ولی اللہ، القلۃ الوضیۃ فی الصیغہ والوصیہ در کتاب مجموعہ وصایا الاربعہ مرتب و مترجم محمد ایوب قادری، ص ۵۳ ط شاد ولی اللہ اکیڈمی۔ صدر، حیدرآباد پاکستان سن طباعت ۱۹۶۳ء)

مولانا عبدالحی لکھنوی "مجموعۃ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں: "شیخ عبدالحق محدث دہلوی در جامع البرکات سے نو سید و آنکہ بعد سالے یا ششماہی یا چہلم روز دریں دیار پزند و در میان برادران بخشش کنند و آل را بھاجی میگویند چیزے داخل اعتبار نیست بہتر آنست کہ نہ خورد" (مجموعۃ الفتاویٰ ط حاشی خاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۲۔ "فاتحہ مروجہ (یعنی طعام را در روز و نہاد و دست برداشتہ چیزی خواندن) ایں طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و نہ در زمان خلفا با بعد وجود آن در قم و نہ ثلاث مشہور لہا بالخیر اند منقول نقد و۔" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ حوالہ بالا)

۳۔ قال فی الشامیہ: "فی الا حکام عن الحجۃ: تکرہ الستور علی القبور اھ" (۲/ ۲۳۸ ط سعید)

۴۔ "لا تجعل قبری عیداً" (ابوداؤد، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور: ۱ / ۲۸۶ ط امدادیہ ملتان) حضرت شاد ولی اللہ محدث دہلوی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: لا تجعلوا زیارۃ قبری عیداً اقول هذا اشارۃ الی سد مدخل التحریف کما فعل الیہود و النصارى بقبور انبیاءہم وجعلوها عیداً او موسماً بمنزلۃ الحج" (حجۃ اللہ البالغہ، مبحث فی الاذکار وما یتعلق بہا: ج ۲ ص ۷۷ ط المكتبة السلفية لاہور)۔ نیز تعلیمات الہیہ میں لکھتے ہیں: "ومن اعظم البدع ما اخترعوا فی امر القبور واتخذوها عیداً" (ج ۲ ص ۶۴)

۵۔ "دوم آنکہ بالا استقال چیزیکہ خصوصیت بجانب الہی وارو مثل داؤد فرزند یاروش باران یا دفع امر اض یا طول عمر و مانند این چیز بابے آنکہ دعا و سوال از جناب الہی در شیت منظور باشد از مخلوقے درخواست نمایند این نوع حرام مطلق بلکہ کفر است۔ و اگر از مسلمانان کسی از اولیائے مذہب خود خواہ زند و باشند یا مرد و این نوع مدد خواہ از دائرہ مسلمانان خارج میشود۔" (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، فتاویٰ عزیزی، بیان در شبہات مت پرستان ج ۱ ص ۳۶ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی)

فصل دہم مسئلہ سجدہ تعظیمی

- ۱۔ سجدہ تعظیمی کا حکم۔
 - ۲۔ کسی بزرگ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا اور اس کے گھٹنے کو ہاتھ لگانے کا حکم۔
 - ۳۔ علی بخش، رسول بخش، نام رکھنا اور یارِ رسول اللہ کہنے کا حکم؟
- (سوال) (۱) سجدہ تعظیمی کا حکم کیا ہے؟ (۲) کسی بزرگ کے ہاتھ کو بوسہ دینا اور گھٹنے کو ہاتھ لگانا کیسا ہے جب کہ اس کے لئے جھکنا بھی پڑتا ہے۔ (۳) علی بخش، رسول بخش، پیر بخش نام رکھنے اور یارِ رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۱۱ انظر علی قریشی صاحب - امرتسر (۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ - ۲۰ جولائی ۱۹۳۷ء)
(جواب ۲۲۷) (۱) سجدہ تعظیمی غیر اللہ کو حرام ہے۔ اور بیعت عبادت ہو تو کفر ہے۔ (۲) کسی بزرگ کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے (۲) اور اس کے گھٹنے کو ہاتھ لگانا مباح ہے۔ ان دونوں صورتوں میں جو جھکنا پڑتا ہے، وہ بضرورت ہوتا ہے۔ اس جھکنے سے تعظیم مقصود نہیں ہوتی۔ ہاں قصداً تعظیم کی غرض سے جھکنا کہ رکوع کی حد تک پہنچ جائے حرام ہے۔ (۳) (۳) علی بخش، پیر بخش، رسول بخش نام رکھنا اچھا نہیں ہے کہ اس میں شرک کا شائبہ اور ایہام ہے۔ (۴) اسی طرح صلوٰۃ و سلام کے علاوہ یارِ رسول اللہ کہنا اور یہ سمجھنا کہ فرشتے حضور کو صلوٰۃ و سلام پہنچا دیتے ہیں، جائز ہے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

قبر کے سامنے سجدہ تعظیمی یا سجدہ عبادت کا حکم

(از اخبار الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۵ء)

- (سوال) زید کہتا ہے کہ قبر کو سجدہ تعظیمی کرنا حرام ہے اور سجدہ عبادت کفر ہے۔ مگر سجدہ تعظیمی سے کفر لازم نہیں۔ یعنی سجدہ تعظیمی کے کرنے والے کو کافر نہیں کہنا چاہئے۔ البتہ مرتکب فعل حرام کا ہے۔

۱۔ "و کذا ما یفعلو نہ من تقیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام و الفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن . و هل یکفر ان علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا و صار آثما مرتکبا للکبیرۃ . وفي الملتقط التواضع لغير الله حرام۔" (التنویر مع الدرر: ۶ / ۳۸۳، ۳۸۴ ط سعید)

۲۔ "ولا بأس بتقییل بدالرجل العالم والمتورع علی سبیل التبرک درر۔" (تنویر الاہصار مع در مختار: ۶ / ۳۸۳ ط سعید)

۳۔ "وفي الزاھدی الايماء فی السلام الی قریب الركوع کا لسجود . وفي المحيط انه یکره الانحناء للسلطان وغيره اهـ" (رد المحتار: ج ۶ ص ۳۸۳ ط سعید)

۴۔ "پچھوا سم کہ ایہام مذموم غیر مشروع سازد احتراز لازم بہمین سبب علما از تسمیہ بعبد النبی وغیرہ منع ساختہ اند۔" (مجموعۃ الفتاویٰ علی حاشیہ خلاصۃ الفتاویٰ: ج ۴ ص ۳۳ ط امجد اکیدی لاہور)

۵۔ "ان لله ملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امنی السلام۔" (نسائی، کتاب الصلوٰۃ باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۱ / ۱۳۳ ط سعید)

(جواب ۲۲۸) زید کا یہ کہنا کہ ”قبر کو سجدہ تعظیمی کرنا حرام اور سجدہ عبادت کرنا کفر ہے“ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ تعظیم کے لفظ سے سجدہ کرنا اور عبادت کی نیت سے سجدہ کرنا ایک ہی معنی رکھتا ہے۔ اور عوام ان دونوں باتوں میں کوئی صحیح فرق نہیں کر سکتے۔ نہ سمجھ سکتے ہیں۔ اس قائل کو بھی دھوکہ لگا ہے۔ شاید یہ سجدہ تحیۃ کو سجدہ تعظیمی کے لفظ سے تعبیر کر رہا ہے۔ سجدہ تحیۃ البتہ باعتبار اپنے مضموم کے سجدہ عبادت سے جدا گانہ شے ہے۔ لیکن عوام کے مناسب حال یہی ہے کہ ان کو مطلقاً سجدہ لغیر اللہ کا شرک ہونا سمجھایا جائے۔ تاکہ احتراز کامل کی ان سے امید ہو۔ باقی رہا کسی سجدہ تحیۃ کے کرنے والے پر مشرک کا حکم لگانا تو اس میں احتیاط کرنا مفتی کا کام ہے۔ والتواضع لغیر اللہ حرام کذا فی الملتقط (ہندیہ (۱) ص ۴۰۲ ج ۵) وان سجد للسلطان بنیۃ العبادۃ اولم تحضرہ النیۃ فقد کفر کذا فی جواہر الاخلاطی (ہندیہ (۲) ص ۴۰۲ ج ۵) و کذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ اثمنا لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وهل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفروان علی وجہ التحیۃ لا وصار اثمنا مرتکبا للکبیرۃ وفی الملتقط التواضع لغیر اللہ حرام (در مختار (۲) ص ۲۶۸ ج ۵) محمد کفایت اللہ غفرلہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی

مرشدیاء الدین کو سجدہ تعظیمی کرنا جائز نہیں۔

(از اخبار الجمعۃ دہلی۔ مورخہ ۸ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) مرشد کو اور ماں باپ کو سجدہ تعظیمی کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۲۲۹) سجدہ تعظیمی اور سجدہ عبادت ایک چیز ہے۔ اور سجدہ تحیۃ دوسرا ہے۔ سجدہ تعظیم اور سجدہ عبادت غیر اللہ کے لئے موجب کفر ہے۔ کیونکہ غیر اللہ کی تعظیم سجدہ کے ساتھ کرنا اور اس کی عبادت سجدہ کے ساتھ کرنا دونوں کا غنا ایک ہے۔ ہاں سجدہ تحیۃ میں مقصد جدا گانہ ہوتا ہے۔ تحیت کے معنی اور ہیں کہ اپنے ملنے والے کو ملاقات کے وقت کوئی ایسا لفظ کہنا یا ایسا کام کرنا جو تہذیب ملاقات اور ملنے والے کی خوشنودی کا باعث ہو تحیۃ کہلاتا ہے۔ تحیۃ کے لئے ضروری نہیں کہ ملنے والا بڑا ہو بلکہ برابر درجے والے اور چھوٹے بڑے سب تحیۃ کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور تحیۃ کا معاملہ سب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے صاحبزادوں کا سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے سجدہ تعظیم نہ تھا بلکہ سجدہ تحیۃ تھا۔ کیونکہ اس زمانے میں ملاقات کے وقت تحیۃ کا یہ طریقہ رائج اور شریعت حاضریہ میں جائز تھا۔ (۴) قرآن پاک میں ملائکہ کا سجدہ حضرت آدم علیہ السلام کو بھی تحیۃ تھا۔ (۵) یہ دونوں سجدے (فرشتوں کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ۔ اور

۱۔ کتاب الکراہیۃ، الباب الثامن والعشرون، ج ۵ ص ۳۶۸ ط ماحدیہ کوئٹہ۔

۲۔ مائتیری، کتاب الکراہیۃ، الباب الثامن والعشرون، ج ۵ ص ۳۶۹ ط ماحدیہ کوئٹہ۔

۳۔ در مختار ۶: ۳۸۳، ۳۸۴ ط سعید۔

۴۔ ”لم یکن عبادۃ لہ بل تحیۃ واکراماً، ولذا امتنع عنہ ابلیس وکان جائزاً فیما مضی کما فی قصۃ یوسف“ (رد المحتار ۶: ۳۸۳ ط سعید)

۵۔ ”اختلفوا فی سجود الملائکۃ قبل کان للہ تعالیٰ والتوجہ الی آدم للتشرف وقل بل لآدم علی وجہ التحیۃ والاکرام ثم نسخ، والصحیح الثانی ولم یکن عبادۃ لہ بل تحیۃ واکراماً۔“ (رد المحتار ۶: ۳۸۳، ۳۸۴ ط سعید)

حضرت یعقوب علیہ السلام اور بھائیوں یا صرف بھائیوں کا سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام کو) سجدہ تحیہ تھے اور جائز تھے۔ حضرت حق تعالیٰ نے نقل فرمائے ہیں۔ اور شرائع سابقہ کے احکام جو قرآن پاک یا حدیث میں نقل کئے جائیں شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اس وقت حجت اور قابل عمل ہوتے ہیں۔ جب شریعت محمدیہ میں ان کے خلاف احکام موجود نہ ہوں۔ اگر شریعت محمدیہ میں ان کے خلاف احکام موجود ہوں تو شرائع ما قبل کے احکام حجت نہیں ہوتے۔

اب شریعت محمدیہ کا حکم یہ ہے کہ سجدہ تعظیمی یعنی سجدہ عبادت غیر اللہ کے لئے اتفاقاً کفر ہے (۱) اور سجدہ تحیہ غیر اللہ کے لئے حرام ہے۔ (۲) اور اس کے جواز کی کوئی دلیل نہیں۔ جو لوگ کہ قرآن مجید میں ذکر کئے ہوئے سجدوں سے شریعت محمدیہ میں سجدہ تحیث کے جواز پر استدلال کرتے ہیں وہ قانون استدلال و احتجاج سے ناواقف ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

www.ahlehaq.org

۱۔ "ان علی وجه العبادۃ والتعظیم کفر۔ وقال شمس الانمۃ السرخسی: ان کان لغير الله علی وجه التعظیم کفر اذ قال القہستانی: وفي الظہیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقاً۔" (در مختار مع رد المحتار: ج ۶ ص ۳۸۳ ط سعید)
 ۲۔ "وان علی وجه التحیۃ لا وصار اثماً مرتکباً للکبیرۃ۔" (در مختار: ۶/ ۳۸۳ ط سعید)

نوال باب

بدعات اور اقسام شرک

اہل بدعت کے ساتھ میل جول رکھنا کیسا ہے؟

(سوال) بدعتیوں کے یہاں کھانا جائز ہے یا نہیں اور ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۰۷ عبد الستار (گیا)

(جواب ۲۳۰) اہل بدعت سے خلا ما رکھنا اچھا نہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ مجالس تعزیہ منعقد کرنے والے کے ایمان اور امامت کا حکم۔
۲۔ مولود شریف منانا اور اس میں قیام کرنا بے اصل ہے۔
(سوال) تعزیہ داری کرنے والا شخص جو شیعوں کی طرح تعزیہ داری کرتا ہے اور تعزیہ کی مجالس منعقد کرتا ہے اس میں میرا نہیں دویر و دیگر شعرائے کذاب کی غزلیں و نوے گاتا اور سنتا ہے۔ علم چڑھاتا ہے منت مانتا ہے۔ اور منت تعزیہ کی رکھتا ہے، مسلمان کہلا سکتا ہے یا مشرک ہے۔ اس کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(۲) مولود شریف جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اس کا طریقہ کیا ہے؟ قیام کرنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۳۴۳ نذیر احمد۔ ضلع بلیا۔ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۳۱) (۱) ایسا شخص گناہگار ہے۔ مشرک ہونے کا بھی خوف ہے۔ اس کی امامت بھی مکروہ ہے (۲)۔

(۲) حضور انور ﷺ کے حالات مبارکہ بیان کرنا تو نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔ مگر موجودہ

مجالس میلاد بہت سے امور منکرہ پر شامل ہونے کی وجہ سے غیر شرعی ہیں۔ (۳) قیام جو مخصوص ذکر و اذات کے موقع پر کیا جاتا ہے، بے اصل ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ ولا ترونوا الی الذین ظلموا ا فتمسککم النار (ہود: ۱۱۳) وعن الحسن: "لا تجالس صاحب بدعة فانه يمرض قلبك." (الا اعتصام، الوجه الثالث من النقل الخ، ومما جاء عن بعد الصحابة رضي الله تعالى عنهم: ج ۱ ص ۸۳ ط دار الفکر بیروت)
(۲) بیکر دہلوی فاسق و مبتدع ای صاحب بدعت الخ (تویر الابصار مع در مختار ج ۱ ص ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)
(۳) لہذا ایسی مجالس میں شرکت کرنا اور انکا قائم کرنا دونوں ناجائز ہیں۔

(۴) یعنی اس پر کوئی شرعی دلیل قائم نہیں ہے۔ بلکہ آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں کبھی اپنے لئے قیام کو پسند نہیں فرمایا تو آپ کی وفات کے بعد آپ کے لئے قیام کیونکر جائز یا مستحب ہو سکتا ہے، جب کہ آپ کا مجلس میلاد میں آنکسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں اور نہ آپ کسی کو نظر آتے ہیں۔ ترمذی ابواب الآداب میں ہے: "کانوا اذا راوه لم يقوموا لما يعلمون من کراهيته لذلك" (باب ما جاء فی کراهية قیام الرجل للرجل ج ۳ ص ۴۰۴ ط سعید)

دس محرم کو کچڑہ پکانا، شربت پلانا، نیا کپڑا پہننا اور سرمہ لگانا بے اصل ہے۔
(سوال) زید کہتا ہے کہ شربت پلانا، کچڑہ پکانا، نیا کپڑا پہننا، آنکھوں میں سرمہ لگانا یہ سب سنت ہے۔
کچڑہ اس وجہ سے سنت ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جو دی پہاڑ پر جا کر لگی۔ جب کشتی سے اترے
تو کچڑہ پکایا یہی دن عشرہ محرم کا تھا۔ بحر کہتا ہے کہ شربت پلانا، کچڑہ پکانا نیا کپڑا پہننا آنکھوں میں سرمہ لگانا
نبی ﷺ سے اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث مروی نہیں۔ یہ سب افتراء ہے۔

المستفتی نمبر ۳۴۹ سید حاکم علی شاہ (میرٹھ) ۱۱ ربيع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۳۴ء
(جواب ۲۳۲) کچڑہ پکانے کی کوئی سند نہیں۔ یہ بالکل بے اصل ہے۔ البتہ عاشورا کے دن روزہ رکھنا۔ (۱) اور
اپنے اہل و عیال پر رزق یعنی کھانے پینے کی اس روز فراخی کرنا (۲) مسنون ہے۔ البتہ سرمہ لگانے کی روایت
ضعیف ہے۔ (۳) بھوں نے اسے موضوع بھی کہا ہے۔ (۴) نیا کپڑا پہننے کی کوئی روایت نہیں۔ اور جو کام کہ روافض
کرتے ہیں، ان میں ان کی مشابہت اہل سنت کو نہ کرنی چاہئے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

عشرہ محرم میں سبیل لگانا، فاتحہ دینا بدعت ہے۔

(سوال) محرم کے شروع عشرہ میں یعنی چاند رات سے دسویں تاریخ تک شربت کھانا کپڑا یا اور کوئی چیز پر
فاتحہ امام حسین علیہ السلام کی دے کر کسی کو دینا اسی ارادہ سے سبیل کرنا کیسا ہے۔ اور اس طرح حضرت
امام حسین علیہ السلام کو ثواب پہنچتا ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۳۶۵ امیر بخش صاحب گڈھ مکیش ۹ ربيع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۳۴ء
(جواب ۲۳۳) ایصال ثواب کے جواز میں کوئی کلام نہیں۔ اور حنفیہ کے نزدیک عبادات بدئیہ و مالیہ دونوں کا
ثواب پہنچتا ہے۔ (۱) لیکن ایصال ثواب کے لئے کسی تاریخ یا کسی شے کی تخصیص جو قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر یا مہ
و مشائخ مذہب رحمہم اللہ سے منقول نہ ہو، نہ کرنی چاہئے۔ (۲) حضرات حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ثواب

۱۔ "عن ابن عباس قال: "مارأيت النبي صلى الله عليه وسلم يتحرى صيام يوم فضله علي غيره الا هذا اليوم يوم عاشوراء
وهذا الشهر يعني شهر رمضان۔" (بخاری، کتاب الصوم، باب صيام يوم عاشوراء، ج ۱ ص ۲۶۸ قدیمی)

۲۔ قال في الدر المختار: وحديث التوسعة على العيال يوم عاشوراء صحيح، وقال ابن عابدين في الرد: وهو "من وسع
على عياله يوم عاشوراء وسع الله عليه السنة كلها"۔ ثم اطلال الكلام وقال نعم حديث التوسعة ثابت صحيح كما قال
الحافظ السيوطي في الدرر۔ (الدر المختار مع رد المحتار، ج ۲ ص ۳۱۸، ۳۱۹ ط سعيدي)

۳۔ "وحديث الا كتحال فيه ضعفة لا موضوعة كما زعمه ابن عبد العزيز۔" (در مختار، ج ۲ ص ۳۱۹ ط سعيدي)
۴۔ قال ابن عابدين: "ولا يلزم منه الا احتجاج بحديث الا كتحال يوم عاشوراء كيف وقد جزم بوضعه الحافظ السخاوي
في المقاصد الحسنة، وتبعه غيره منهم ملا علي القاري في كتاب الموضوعات، ونقل السيوطي في الدرر المنتشرة عن
الحاكم انه منكر الخ" (رد المحتار، ج ۲ ص ۳۱۹ ط سعيدي)

۵۔ "نقل في مطالب المؤمنين عن امامنا ابي حنيفة انه لا يجوز التشبه بالروافض۔۔۔ ومن تشبه بقوم فهو منهم" (نقل
المفتي السائل: ص ۶۶ ط مکتب خانہ مجیدیہ ملتان)

۶۔ "الاصل۔۔۔ ان الانسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة او صوماً او صدقة او غيرها عند اهل السنة والجماعة"
(هداية، ج ۱ ص ۲۹۶ ط مکتبہ شرکت علمية ملتان)

۷۔ "ومنها وضع الحدود، والتزام الكيفيات، والهيئات المعينة، والعبادات المعينة في اوقات معينة لم يوجد لها ذلك
التعيين في الشريعة۔" (الاختصاص، ابو اسحاق الشافعي الغرناطي، الباب الاول، ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفكر بيروت)

پہنچانے کے لئے محرم کے عشرہ اولیٰ کو مخصوص کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اسی طرح شربت یا کھچڑ یا فیرنی وغیرہ کی تخصیص بھی غیر موجب ہے۔ بلکہ تمام سال میں جس وقت بھی کوئی صدقہ خیرات کر کے یا کوئی بدنی عبادت کر کے حضرات امانین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ثواب پہنچایا جائے، بہتر اور اوفق بالشریعہ ہوگا۔ عوام مسلمین نے اعتقاد یا عملاً و التزاماً چونکہ محرم کے عشرہ اولیٰ کو اس کام کے لئے مخصوص اور موجب زیادت ثواب سمجھ رکھا ہے۔ اور اسی طرح مخصوص چیزوں کو (مثلاً شربت کی سبیل لگانے یا شربت پلانے یا کھچڑ یا فیرنی پکانے کو) ہی حضرات امانین کے ایصال ثواب کے لئے لازم سمجھتے ہیں اس لئے حضرات علمائے کرام اور متبعین ائمہ کرام اور طالبین اتباع سنت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وظیفہ علمیہ یہی ہے کہ ان تخصیصات غیر ثابتہ و غیر متوارثہ کے ترک کرانے کا اہتمام کریں واللہ ہو الموفق۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

بدعت کی قسمیں اور ان کا حکم

(سوال) کیا بدعت کی دو قسمیں ہیں؟ حسنہ اور سیئہ۔

المستفتی نمبر ۸۳۱ مولوی محمد انور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳۴) شرعی بدعت تو ہمیشہ سیئہ ہوتی ہے۔ لغوی بدعت حسنہ ہو سکتی ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

”آستانہ سرور عالم“ کے نام سے عمارت بنا کر اس کی تعظیم کرنا گمراہی ہے۔

(سوال) کیا ”آستانہ سرور عالم“ کے نام سے کوئی عمارت تعمیر کی جاسکتی ہے۔ اور اس کی تعظیم و احترام کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۸۷۰ سلطان احمد خاں (برار) ۲۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳۵) ”آستانہ سرور عالم“ کے نام سے کوئی عمارت بنانا بدعت، گمراہی اور فتنہ عظیمہ ہے۔ (۲) ایسی عمارت ہر گز نہ بنائی جائے۔ اور نہ اس کی کوئی عزت اور حرمت تسلیم کی جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

صفر کے آخری بدھ کی رسومات اور فاتحہ کا حکم

(سوال) آخری چار شنبہ جو صفر کے مہینے میں ہوتا ہے، اس کا کرنا شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔ کھانے پر فاتحہ دلانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۸۸ عبد الرزاق (لوحین) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

۱۔ ”فکل من احدث شیئاً ونسبه الى الدين ولم یکن له اصل من الدين یرجع الیه فهو ضلالة والدين بری منه وسواء فی ذلك الاعتقادات او الاعمال او الاقوال الظاہرة والباطنة وایما ما وقع فی کلام السلف من استحسان بعض البدع فانما ذلك البدع اللغوی لا الشرعی“ (جامع العلوم والحکم، ابن رجب، ص ۱۹۳)

۲۔ ”بجو اسم کہ ایہا مذہب موم غیر مشروع سازد احترام لازم“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی حاشیہ خلاصۃ الفتاویٰ: ۴/ ۳۳۷ مجد اکیڈمی لاہور)

(جواب ۲۳۶) آخری چار شنبہ کے متعلق جو باتیں مشہور ہیں اور جو رسمیں ادا کی جاتی ہیں یہ سب بے اصل ہیں۔ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا بے اصل ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کا لفظ۔

محرم کے ایام میں تعزیہ بنانے کے لئے چندہ دینے کے بجائے حلیم تیار کر کے تقسیم کرنا کیسا ہے؟

(سوال) زید اور اس کے بعض احباب تعزیہ اور براق کے بنانے میں چندہ دیا کرتے تھے۔ اب منع کرنے سے اس بات پر راضی ہوئے ہیں کہ تعزیہ اور براق میں کوئی چندہ نہ دیا جائے۔ اور آپس میں چندہ کر کے حلیم پکا کر غربا میں تقسیم کر دی جائے۔ اس صورت میں تعزیہ اور براق کی شرکت سے علیحدگی رہے گی۔ اور بہت سے آدمی جو ان دونوں چیزوں میں چندہ دیتے ہیں وہ بھی چندہ بند کر دیں گے۔ اور اس دوسری تحریک میں شریک ہو جائیں گے آیا اس غرض سے یہ دوسری تحریک جائز ہے یا نہیں۔ اور شرعاً اس کی کچھ اجازت ہو سکتی ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۳۹۵ مولوی محمد یوسف۔ چوڑی دالان۔ دہلی ۱۱ محرم ۱۳۵۶ھ ۳۱ مارچ ۱۹۳۷ء (جواب ۲۳۷) تعزیہ اور براق تو قطعاً جائز ہیں۔ (۲) اور ان میں چندہ دینا گناہ ہے۔ (۳) اگر اس کام کو چھوڑ کر اس رقم کا حلیم پکا کر غربا کو تقسیم کر دیا جائے تو تعزیہ اور براق بنانے کے گناہ سے تو نجات مل جائے گی مگر محرم کے ایام مخصوصہ میں خاص طور پر حلیم پکانا اور تقسیم کرنا یہ بھی بدعت ہے۔ (۴) شہیدان کربلا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی ارواح طیبہ کو ثواب پہنچانے کے لئے محرم کا انتظار نہ کرنا چاہئے۔ اور نہ حلیم شریف کی تخصیص کرنی چاہئے۔ بلکہ جس وقت جو کچھ میسر ہو صدقہ کر کے اس کا ثواب بخش دینا چاہئے۔ فقط محمد کفایت اللہ کا لفظ۔

(۱) تعزیہ، علم، دلدل بنانا، ان کی تعظیم کرنا اور مرادیں مانگنا، اور سینہ کوئی کرنا وغیرہ سب امور حرام ہیں۔

(۲) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غصب خلافت اور یزید کی ولی عہدی کے لئے بیعت لینے کا الزام کہاں تک درست ہے؟

(سوال) (۱) تعزیہ بنانا۔ علم نکالنا، دلدل بنانا، تخت اٹھانا، مہندی نکالنا، مرثیہ پڑھنا، تعزیہ سے منت مراد مانگنا اور اس کا چومنا چاٹنا، نوحہ وزاری کرنا، چھاتیاں کو ٹٹا وغیرہ از روئے شرع شریف کیسا ہے۔

۱۔ "این طور مخصوص (یعنی فاتحہ مروجہ) نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند در زمان خلفائیکہ وجود آن در قرون ثلاثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند منقول شدہ" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ: ج ۱ ص ۱۹۵ طبع امجد اکیڈمی لاہور)

۲۔ "تعزیہ در ہی در عشرہ محرم یا غیر آن وساختن ضرائح و صورت قبور و علم تیار کردن دلدل وغیر ذلک این ہمہ امور بدعت است نہ در قرن اول بودند در قرن ثانی نہ در قرن ثالث۔" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ: ج ۲ ص ۳۴۴ طبع امجد اکیڈمی لاہور)

۳۔ لقولہ تعالیٰ: "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔" (المائدہ: ۲)

۴۔ "ومنها وضع الحدود، والنظام کیفیات والھیات المعینۃ، والنظام العبادات المعینۃ فی اوقات معینۃ لم یوجد لہا ذلک التعین فی الشریعۃ" (الاغتصام، ابو اسحاق الشاطبی، الباب الاول فی تعریف البدع الخ: ۱ / ۳۹ ط دار الفکر بیروت)

(۲) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت غصب خلافت کا الزام نیز یزید کو آپ کا ولی فہم سلطنت باوجود اس کے فسق و فجور کے بنانا جس کو بعض سنی بھی کہتے ہیں کس حد تک صحیح و درست ہے۔ امور متذکرہ بالا کا جواب مع ثبوت آیات و احادیث کے مرحمت فرمایا جائے۔ نیز یہ کہ اگر یہ افعال حرام و ناجائز ہیں تو اس کے متعلق کافی ثبوت کی ضرورت ہے جس پر خاص توجہ فرمائی جائے۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۲ سید خلیل حیدر صاحب (کانپور) ۵ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۳۸) تعزیر بنانا، اس کی تعظیم کرنا۔ اس سے منت مرادیں مانگنا۔ چومنا، علم نکالنا، دلدل بنانا تخت اٹھانا۔ مہندی نکالنا، مرثیہ پڑھنا، ماتم اور نوحہ کرنا، چھاتیاں کو ٹٹایہ سب کام ناجائز حرام اور مفتی الی الشریک ہیں۔ (۱) شریعت مقدسہ ایسے کاموں کی اجازت نہیں دیتی۔ یہ اسلامی توحید اور پیغمبر ﷺ کی صحیح اور سچی تعلیم کے خلاف ہیں۔ اور عقل صحیح بھی ان کی اجازت نہیں دیتی۔ سلف صالحین و زائمرہ مجتہدین کے کارناموں میں اس قسم کی فضولیات کا نام و نشان نہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کر لی تھی اور اس کے بعد وہ جائز طور پر خلافت کے حامل تھے۔ (۲) انہوں نے یزید کے لئے بیعت لینے میں غلطی کی کیونکہ یزید سے بہتر اور لوئی و افضل افراد موجود تھے۔ لیکن اس غلطی کے باوجود یزید کے اعمال و افعال کی ذمہ داری ان پر عائد نہ ہوگی۔ کیونکہ اسلام اور قرآن پاک کا اصول ہے لا تزر وازرة وزر اخروی۔ (۳) اس لئے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی اور دشمنی نہیں کرنی چاہئے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

۱۔ یا ”شیخ عبد القادر جیلانی شینا اللہ کہنے کا حکم۔

۲۔ قبروں پر پھولوں کے ہار رکھنا۔

۳۔ قبر پر چادر چڑھانا یا قبر کے پاس شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا بدعت ہے۔

(سوال) (۱) یا شیخ عبد القادر جیلانی شینا اللہ کہنا درست ہے یا نہیں۔ (۲) قبروں پر جو پھولوں کے ہار رکھ دیتے ہیں یہ کیسا ہے۔ (۳) زید نے ایک پڑے کی چادر اور کچھ شیرینی ایک بزرگ ولی اللہ کی قبر پر لے جا کر شیرینی بعد فاتحہ خوانی لوگوں کو تقسیم کر دی اور چادر اس قبر کو اڑھا دی۔ زید کی نیت اور غرض اس عمل کے کرنے سے عبادت خدا ہے۔

المستفتی منشی عبد الوحید صاحب (ضلع بند شہر) ۷ صفر ۱۳۵۶ھ ۸ اپریل ۱۹۳۷ء

۱۔ ”تعزیر داری در عشرۃ محرم یا غیر آل و ساقطین ضرائح و صورت قبورہ علم تیار کردن و بدل و غیرہ ذلک اس ہے۔ امور بدعت است نہ در قرن اول و نہ در قرن ثانی نہ در قرن ثالث۔“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی هامش خلاصۃ الفتاویٰ: ۴/ ۳۴ طبع امجد اکیدی)
۲۔ قال ابن العربی: ”فقد المیعاد، وصحت البیعة لمعاویة، وذلك لتحقيق رجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فمعاویة خلیفة ولیس بملك“ (العواصم من القواصم: ص ۲۰۰ طبع سبیل اکیدی)
۳۔ الانعام: ۱۶۳

۴۔ لقولہ علیہ السلام: اکرموا اصحابی فانہم خیارکم الخ“ (مشکوٰۃ: ج ۲ ص ۵۵۳ طبع ایچ ایم سعید) و فی التبیۃ الطحاویۃ: ”ومن احسن القول فی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقد برئ من النفاق“ (شرح التبیۃ الطحاویۃ، الطبعة الثالثہ: ص ۹۱ طبع المطبع الاسلامی للطباعة والنشر)

(جواب ۲۳۹) (۱) یہ وظیفہ پڑھنا ناجائز اور موہم شرک ہے۔ (۲) یہ بھی ناجائز ہے۔ (۳) کیونکہ اکثری طور پر اس سے مراد تقرب الی صاحب القبر ہوتا ہے۔ (۴) قبر پر چادر اڑھانا (۵) خدا کی عبادت کس طرح ہو گئی۔ یہ تو قبر یا صاحب قبر کی تعظیم یا عبادت ہوئی۔ خدا کی عبادت میں وہ افعال داخل ہو سکتے ہیں، جن کا خدا یا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا یا اجازت دی۔ شیرینی یا کھانا غلہ محتاجوں کو تقسیم کرنا بیشک خدا کی عبادت میں داخل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ محتاجوں کی امداد اور حاجت روائی کا خدا نے حکم دیا ہے۔ مگر ان چیزوں کو قبر پر لے جانا غلط ہے۔ (۶) اور عبادت کی حیثیت کو مکدر اور خراب کر دیتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کا لہ۔

تعزیوں کو ناجائز اور بدعت کہنا صحیح ہے۔

(سوال) کیا تعزیوں کی شان میں گستاخانہ الفاظ اور برا بھلا کہنے سے شرعاً کوئی گناہ عائد ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۲ جناب سید عبدالمعبود صاحب (ضلع بدایون) ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۰) تعزیوں کو ناجائز اور بدعت کہنا صحیح ہے اگر گستاخانہ الفاظ سے ایسے الفاظ مراد ہیں جو ان کا شرعی حکم ظاہر کرنے کے لئے استعمال کئے جائیں تو یہ گستاخانہ الفاظ نہیں اور اگر کوئی برے اور بھونڈے الفاظ مراد ہیں تو وہ مسلمان کی زبان کے شایان نہیں۔ (۵) محمد کفایت اللہ کا لہ۔ دہلی

جعلی اور مصنوعی قبر بنا کر عوام کو گمراہ کرنا۔

(سوال) ہمارے یہاں چند اشخاص فتنہ پردازوں نے ایک جعلی قبر بنا کر تید کر لی ہے جس میں میت وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ جملہ کوور غلام کر پستش کراتے ہیں اور فاتحہ دلاتے ہیں۔ اس بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

۱۔ "ازیں چنین وظیفہ احترام لازم و واجب اولاً از بس جہت کہ این وظیفہ متضمن شینائے است و بعض فقہاء و را از بموجب حکم کفر کردہ اند چنانچہ در در مختار فی توبہ سند کذا قول شیء للہ قیل یکفر التکفی۔ و در رد المحتار می آورد و لعل وجہہ انہ طلب شینا للہ واللہ غنی عن کل شیء والکل مفتقر و محتاج الیہ و ینبغی ان یرجع عدم التکفیر فانہ یسکن ان یقول اردت طلب شیء اکراماً للہ شرح الوہابیۃ قلت فینبغی اویجب التباعد عن هذه العبارة وقد مر ان ما فیہ خلاف یومر بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح اثنی ثانیاً ازین جہت کہ این وظیفہ متضمن ست ندای اموات را از امکنہ بعید و شرعاً ثابت نیست کہ اولیاء را قدرتے حاصل است کہ از امکنہ بعیدہ ندارا بشوئند" (جموعۃ الفتاوی علی حاشی خاصۃ الفتاوی: ج ۳ ص ۳۳۱ ط ۱۳۳۱ محمد اکیڈمی)

۲۔ قال العینی: "وکذلك ما یفعله اکثر الناس من وضعها فیہ وطوبۃ من الریاحین والبقول ونحوها علی القبور لیس بشی وانما السنة الغر۔" (عمدة القاری: ج ۱ ص ۸۷۹ ط مصر) وقال محدث العصر البوری: اتفق الخطابی والطرطوشی والقاضی عیاض علی المنع و قولهم اولی بالتباع حیث اصبح مثلاً تلك المسامحات و التعللات مثلاً للبدع المنکرة والفتن السائرة فترى العامة یلقون الزهور علی القبور وبالاخص علی قبور الصلحاء والا ولیاء فالمصلحة العامة فی الشریعة تقتضی منع ذلك بتاتا استنبالاً لشافة البدع وحسماً لمادة المنکرات المحدثه وبالجملة هذه بدعة مشرقیة منکرة الخ" (معارف السنن باب التحدید فی البول: ۱/ ۲۲۵ ط المکتبۃ البوریة)

۳۔ "فی الاحکام عن الحجۃ: نکره الستور علی القبور۔" (رد المحتار: ج ۲ ص ۲۳۸ ط سعید)

۴۔ "وفی البزازیة: یکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم۔" (رد المحتار: ۲/ ۲۳۰ ط سعید)

۵۔ "تعزیه داری در عشره محرم و ساختن ضرائح و صورت و غیرہ درست نیست۔ این همه بدعت است بلکه بدعت سینہ است۔" (فتاویٰ عزیزی، مسند عزیزی، داری محرم و صورت: ۱/ ۵۵ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

المستفتی نمبر ۷۲۳ ابوالفضل بھوسائی (ضلع پونہ) ۲۱ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۴۱) جعلی اور مسنوعی قبر بنانا گناہ ہے خصوصاً جب کہ مقصود روپیہ کمانا ہو۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

بارہ ربیع الاول کو کاروبار بند رکھنا اور اس پر مجبور کرنا کیسا ہے؟

(سوال) بنگلور سے مسلمانوں کے دو گروہوں سے دو مختلف اشتہارات شائع ہوئے ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ بارہویں ربیع الاول کو دکانیں بند کرنا بدعت ہے تو دوسرا گروہ کہتا ہے کہ سنت عشق رسول ہے، چونکہ دونوں اشتہارات میں ہندوستان کے عالم بے بدل ہیں۔ جس کی بدولت عوام میں بے چینی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ساتھ ہی اشتہارات بھی روانہ خدمت ہیں۔

المستفتی نمبر ۲۲۴۸ جناب مرتضیٰ خان صاحب (بنگلور شہر) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۲ مئی ۱۹۳۸ء
(جواب ۲۴۲) جماعت تاجران میوہ جات معسکر بنگلور کی طرف سے جو اشتہار شائع ہوا ہے اور اس میں میراجو فتویٰ درج ہے، وہ فتویٰ ان لوگوں کے متعلق ہے جو شرعی احکام وراثت پر عمل نہیں کرتے اور رواج کو شریعت پر مقدم رکھتے ہیں۔ اس فتویٰ کا تعلق ۱۲ ربیع الاول کو کاروبار بند رکھنے سے کچھ نہیں۔ کاروبار بند رکھنے کے بارے میں اس اشتہار کا لب و لہجہ اسلام تعلیم اور تہذیب کے خلاف ہے۔ مخالفین کے متعلق اس قسم کے الفاظ استعمال کرنا جیسے کہ اس اشتہار میں استعمال کئے ہیں اسلامی طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں میں اختلاف و بغض و عداوت پیدا کرنا ہے جو ہر طرح قابل افسوس ہے۔

۱۲ ربیع الاول کو کاروبار بند رکھنا کوئی شرعی حکم نہیں ہے جو دکان بند نہ کرے اس پر خدا اور رسول کی طرف سے کوئی الزام نہیں ہے۔ مگر یہ لوگ اس کو چغند اور وہابی کہتے ہوئے خدا و رسول سے نہیں ڈرتے اگر یہ لوگ عشق رسول اسی کو سمجھتے ہیں کہ اس دن اپنا کاروبار بند رکھیں تو بشرطیکہ اس کو شرعی حکم نہ سمجھیں اور کسی کو لعن و طعن نہ کریں اور کسی کو مجبور نہ کریں تو خیر، لیکن ان کو اس بات کا حق نہیں کہ بغیر ہدایت شرعیہ خود ایک بات ایجاد کریں پھر اس کو دوسروں سے جبراً کرائیں۔ اور جو نہ کرے اس کو ایسے الفاظ سے یاد کریں جو اشتہار میں لکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

تعزیرہ داری کی رسم ناجائز ہے۔

(سوال) تعزیرہ داری جو عموماً ہندوستان میں رائج ہے درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۰۴ نبی دار خاں ضلع فیض آباد ۳۰ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۴۳) تعزیرہ داری کی رسم سرتاسر ناجائز ہے۔ (۱) اس میں بعض چیزیں حرام اور بعض افعال شرک اور بعض بدعات محدثہ ہیں۔ یہ رسم واجب الترتک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ تعزیرہ داری در عشرہ محرم یا غیر آن و ساختن ضرائح و صورت قبور و علم تیار کردن دلیل و غیر ذلك این همه امور بدعت است نہ در قرن اول بود نہ در قرن ثانی نہ در قرن ثالث۔ (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہاشم خاں فیض الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۴۳ طبع لاہور)

ماہ رجب میں ”نبی کاروٹ“ بنانا بدعت اور جہالت ہے۔

(سوال) لوگ علی الخصوص کاٹھیاواڑ کے آدمی اس ماہ رجب المرجب میں ”نبی صاحب کاروٹ“ بناتے ہیں (یعنی گندم کے آٹے کے ساتھ حسب استطاعت مصالح یعنی بیضہ مرغ، گھی، شکر، بادام، پستہ، چلغوزہ، خشخاش، سونف، کشمش، وغیرہ ملا کر کوئی گھر میں اور کوئی شور میں روٹی پکاتے ہیں۔ بعضے اس روٹ کو رکھ دیتے ہیں۔ اور عید البقر کے گوشت کے ساتھ نیز عید البقر کے اندوختہ گوشت کو اس روٹ کے ساتھ کھاتے ہیں۔ اور ثواب سمجھتے ہیں) اور اس روٹ کے بنانے کو اس ماہ رجب میں ضروری بلکہ ثواب عظیم جانتے ہیں۔ اور اگر کوئی کتابی ملانہ بنائے یا اسے خلاف امر شرع شریف کہہ ڈالے تو اسے وہابی وغیرہ نام سے موسوم کر دیتے ہیں اور اپنی بات کو جانے نہیں دیتے۔ پس:-

(۱) کیا یہ روٹ نبی ﷺ کا فرمان ہے؟ (۲) کیا حضرات خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمان کیا ہے؟ (۳) کیا عشرہ مبشرہ یا کسی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے حکم شدہ ہے؟ (۴) کیا فعل تابعین یا تبع تابعین سے ثابت ہے؟ (۵) کیا امامان مذاہب اربعہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کی فقہ سے لیا گیا ہے؟ (۶) کیا پیران پیر غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی نے اس کی تعلیم دی ہے؟ (۷) کیا کسی پیر فقیر بزرگان دین کا یہ فعل ہے؟ (۸) کیا علمائے زمانہ حالیہ کا حکم ہے کہ ایسا نبی صاحب کاروٹ کیا کرو؟ (۹) اگر مذکورہ سوالات سے کہیں ثبوت نہیں تو اس پر اڑے رہنا اور بلاناغہ ہر سال کرتے رہنا بلکہ کرنا ضروری جاننا گمراہی ہے یا نہیں؟ (۱۰) کیا ہم ایسا مستفسرہ صفت کاروٹ کریں؟ ایسا شرع شریف کا حکم یا آپ علماء حق کا ہے؟ برائے مہربانی جواب باصواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۲۶۸۰ ایم۔ یو۔ شیرازی۔ جام نگر (کاٹھیاواڑ) ۳ رجب ۱۴۳۰ھ ۲۹ جولائی ۲۰۰۹ء
(جواب ۲۴۴) اس روٹ کے بارے میں نہ نبی صاحب ﷺ کا فرمان ہے، نہ حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ارشاد ہے، نہ حضرات عشرہ مبشرہ یا کسی اور صحابی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اجازت ہے، نہ یہ چاروں اماموں یا تابعین یا تبع تابعین رجم اللہ سے ثابت ہے نہ حضرت پیران پیر یا کسی اور مرشد طریقت نے اس کا حکم دیا، نہ معتبر علماء امت نے اس کو جاری کیا۔ لہذا یہ محض ایک بدعت اور جہالت ہے۔ (۱) اور اس پر اڑے رہنا ضلالت و گمراہی ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

”یوم صدیق اکبر“ منانے کا حکم۔

(سوال) چند اشخاص ایک صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ ہم ”یوم صدیق“ منانا چاہتے ہیں۔ اس شخص نے

۱۔ کیونکہ ”یوم عت برود چیز ہے جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ کے بعد دین میں بغیر کسی شرعی دلیل کے نکالی جائے۔“
(النبہ اس شرح شرح العقائد: ص ۵۱ مکتبہ المدنیہ ملتان)
۲۔ ”من اصر علی امر مندوب وجعله عزمًا ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الا ضلال فكيف بمن اصر علی بدعة او منکر۔“ (مرقاۃ: ج ۳ ص ۳۱ مکتبہ المدنیہ کوئٹہ)

برجستہ جواب دیا کہ تمہارے اس فقرے سے میرے قلب کو بے حد تکلیف ہوئی۔ تم اس خیال کو ترک کر دو اور یہ نیا فتنہ نہ کھڑا کرو۔ اب آپ برائے شریعت ایسے شخص کے بارے میں تحریر فرمائیں کہ اس شخص کے متعلق شریعت میں کیا حکم ہے؟ یوم صدیق، از روئے شریعت کیسا ہے؟ بیٹو اتوجروا۔

المستفتی نمبر ۲۷۳۰ محمد افتخار الدین خان صاحب شاہ جہاں پوری ۲۴ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ

(جواب ۲۴۵) ”یوم صدیق“ منانے سے اگر یہ غرض ہو کہ ایک دن کوئی جلسہ کر کے حضرت صدیقؓ کے مناقب و فضائل کی تبلیغ کی جائے تو یہ جائز ہے۔ (۱)

اگر اس شخص کا مقصد اس جواب سے یہ ہو کہ وہ صدیق اکبرؓ کے مناقب کی تبلیغ کو ناپسند کرتا ہے تو بے شک وہ مورد الزام ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کا مقصد یہ ہو کہ اس طرح خاص یوم صدیق کے نام سے ایک جدید رسم پیدا کرنا مصلحت عامہ اسلامیہ کے منافی ہے، اور بجائے فائدے کے اس کا ضرر زیادہ ہے تو اس پر کوئی الزام نہیں آسکتا۔ (۲) یوم صدیق کا نام رکھے بغیر بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کی تبلیغ کی جاسکتی ہے۔ اور اس میں کوئی فتنہ بھی نہیں ہوگا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

قبر پر گنبد بنانا یا قبر کو پختہ بنانا جائز ہے :

(سوال) حضرت خواجہ قطب الدین مختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر اولیائے کرام میں سے دہلی میں گذرے ہیں، ان کا مزار آج تک خام چلا آ رہا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ کو بشارت ہوئی ہے کہ میرا مزار ننگا پڑا ہے اس پر گنبد پختہ بناؤ۔ چنانچہ ایک شخص مستعد ہو گیا ہے کہ ان کے مزار پر گنبد بنا دے۔ لہذا علماء کرام سے سوال ہے کہ کیا شرعاً اس بشارت پر عمل کرنا و نیز کسی قبر پر عمارت و گنبد وغیرہ پختہ بنانا درست ہے یا نہیں۔ مطابق کتاب و سنت و مذہب حنفیہ کے جواب مرحمت فرمایا جائے بیٹو اتوجروا۔

المستفتی نمبر ۲۷۳۵ حاجی محمد صدیق ولد حاجی احمد۔ قوم شیخ۔ ساکن پھانک حبش خاں دہلی۔

(جواب ۲۴۶) قبر پر گنبد بنانا یا قبر کو پختہ بنانا جائز ہے۔ صریح طور پر حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ (۱) ایسی بشارت (یعنی خواب) جو کسی نامشروع فعل کے ارتکاب کی ترغیب دے قابل التفات و قابل عمل نہیں ہے۔ اس کا جب خیال آئے تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا چاہئے۔ یہاں تک کہ یہ خیال جاتا رہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) ”لا بأس بالجلوس للوعظ إذا أراد به وجه الله تعالى كذا في الوجيز للكردي“ (الفتاوى العالمگیریہ . کتاب الکراهیۃ ، الباب الرابع فی الصلاة والنسیح الخ : ج ۵ ص : ۳۱۹ ط : ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) ”ومنها وضع الحدود ، والنظام کیفیات والھیات المعینۃ والنظام العبادات المعینۃ فی اوقات معینۃ لم یوجد لها ذلك التعین فی الشریعۃ“ (الاعتصام أبو إسحاق الشاطبی ، الباب الاول فی تعریف البدع الخ : ج ۳۹/۱ ط : دار الفکر ، بیروت ، لبنان .

(۳) ”ولا یجصص ، ولا یطین ، ولا یرفع علیہ بناء وقیل لا بأس به وهو المختار کما فی عبارة السراجیۃ وقوله وقیل لا بأس به الخ المناسب ذکره عقب قوله ولا یطین لان عبارة السراجیۃ کما نقله الرحمتی ذکر فی تجرید ابی الفضل ان تطیین القبور مکروه ، والمختار انه لا یکره اه و عزاء الیہا المصنف فی المخ ایضاً . واما البناء علیہ فلم ار من اختار جوازه . وفي شرح المنیۃ عن منیۃ المفتی : المختار انه لا یکره التطیین . وعن ابی حنیفۃ : یکره ان یبنی علیہ بناء من بیت اوقیۃ او نحو ذلك لما روی جابر : نهی رسول الله عن تجصيص القبور وان یکتب علیہا وان یبنی علیہا رواه مسلم وغیره اه“ (الدر المختار مع رد المحتار : ج ۶ ص ۲۳۷ ط سعید)

پانچ محرم الحرام کو ”سبز چوکی“ کا تعزیہ نکالنا بدعت ہے :

(سوال) زید ہر سال پانچویں محرم الحرام کو بنام ”سبز چوکی“ اپنے محلے سے اپنے اہتمام میں چندہ وغیرہ کر کے نہایت شان و شوکت سے اٹھاتا ہے۔ سبز چوکی بہت بڑے جلوس کی شکل میں اٹھتی ہے۔ گیس کے ہنڈے ہوتے ہیں۔ ماتم کرنے والے ہوتے ہیں۔ عورتوں کا مجمع بغرض زیارت جلوس ہوتا ہے۔ انگریزی باجہ بھی جتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ اس تعزیہ داری سے ہمارا مقصد شان اسلام دکھانا ہے۔ اور یہ کہ کافر اس کو روکتے ہیں، ان کی ضد مد نظر ہے۔

اس چوکی کی واسطے راستہ لینے اور چوک کی زمین حاصل کرنے کے واسطے مقدمہ بھی ہو چکا ہے لیکن مسلمانوں کو کامیابی نہیں ہوئی۔ اب وہ چوکی دوسرے راستہ سے اٹھتی ہے۔ اس راستے کو بھی روکنے کی کوشش کی گئی، مگر اس کوشش میں کفار ناکام رہے۔

المستفتی نمبر ۲۷۴۰ منشی مہدی حسن کاتب، مفتی پورہ غازی پور۔ ۱۳ محرم ۱۳۶۲ھ

مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۴۳ء

(جواب ۲۴۷) لاخیر الا فی اطاعة الله واطاعة رسوله واضح ہو کہ دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس نبی کی اطاعت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ کفار کی ضد میں کوئی کام کرنا یا یہ سمجھنا کہ کسی ناجائز چیز میں اسلام کی شوکت ظاہر ہوگی، صحیح نہیں ہے۔ یہ سبز چوکی بدعت ہے۔ (۱) اس میں روپیہ خرچ کرنا اسراف ہے جو حرام ہے۔ (۲) باجے بجانا، (۳) عورتوں کا اجتماع (۴) یہ سب امور ممنوعہ محرمہ ہیں۔ روافض کی اقتدا ہے۔ (۵) اہل سنت کے مذہب کی اور سنت رسول ﷺ کی مخالفت ہے۔ لہذا اہل سنت پر اس عمل کا ترک کرنا اور گزشتہ سے توبہ کرنا واجب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

۱۔ کیونکہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ”لان من حقیقة البدعة ان لا یبدل علیہا دلیل شرعی لامن نصوص الشرع ولا من قواعدہ۔“ (الاعتصام، الباب الثالث: ج ۱ ص ۱۹۱، ۱۹۲ طدار الفکر بیروت)

۲۔ ”ان المبشرین کانوا اخوان الشیطان“ (الاسراء: ۲)

۳۔ ”ومن الناس من یشتری لہو الحدیث الخ، (نہج: ۶) وقال الحسن البصری: نزلت هذه الآية فی الغناء والمزامیر“ (تفسیر ابن کثیر: ج ۳ ص ۳۴۲ ط سبیل اکیڈمی لاہور)

۴۔ ”لیس للنساء نصیب فی الخروج الا مضطرة“ (الی قولہ) ولیس لہن نصیب فی الطرق الا الحوائشی۔“ (رد الوالطبرانی فی الکبیر، بحوالہ پردہ کے شرعی احکام از مولانا شرف علی تھانوی: ص ۳۵ ط ادارہ اسلامیات لاہور)

۵۔ ”نقل فی مطالب المومنین عن امامنا ابی حنیفۃ انہ لا یجوز التشبہ بالروافض..... ومن تشبہ بقوم فهو منهم“ (نفع المفتی والساکن: ص ۱۲۶ ط کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

- ۱۔ اللہ کی ذات و صفات میں حضور علیہ السلام کو شریک کرنا۔
- ۲۔ یہ کہنا کہ احمد اور احد میں صرف میم کا فرق ہے۔
- ۳۔ عالم الغیب ہونا صرف خدا کی شان ہے۔
- ۴۔ رسول اللہ ﷺ اور تمام اولیاء کو حاضر و ناظر جاننا۔
- ۵۔ سرود سننا حرام ہے۔

(سوال) ایک شخص یہ شعر و غزل میں پڑھتا ہے۔

جمال خدا گرنہ دیکھا ہو تم نے محمد کو دیکھو وہی ہو بہو ہے

پڑھنے کے بعد کہتا ہے یہ شعر بالکل صحیح ہے اس واسطے کہ جو صورت محمد ﷺ کی ہے وہی صورت بعینہ باری تعالیٰ کی ہے۔ کیونکہ باری تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی شکل پر پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد کہتا ہے کہ احمد اور احد میں صرف میم کا فرق ہے۔ دوم یہ کہ وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں۔ تمام اشیاء اور ذرات کو جانتے ہیں۔ ان سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو اور تمام اولیاء کو حاضر و ناظر جانتا ہے اور کہتا ہے جس جگہ اور جس وقت ان کو پکارو ہماری فریاد سنتے ہیں اور امداد کرتے ہیں۔ سوم یہ کہ سرود سنتا ہے اور اس کو حلال اور باعث نجات جانتا ہے۔ ایسے شخص کے متعلق شرع کا کیا حکم ہے۔

(جواب ۲۴۸) یہ شعر بالکل شرک ہے اور جو شخص اس کو سچ سمجھ کر پڑھے وہ مشرک ہے۔ اس میں کلام نہیں کہ آنحضرت ﷺ روحی فدا افضل الموجودات اور خاتم الانبیاء والرسول ہیں۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ لیکن آپ بھی خدا تعالیٰ کی ایک مخلوق اور بندے ہیں۔ خالق و مخلوق بھلا ایک کیونکر ہو سکتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ نہ جسم ہے نہ جسمانی اور تمام ضروریات سے مبرا ہے۔ نہ اس کا کوئی مکان نہ کوئی اس کی شکل و صورت۔ آنحضرت ﷺ بعینہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔ تمام ضروریات جسمانی آپ کو لاحق تھیں۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے۔ (۱) نیز یہ کہنا کہ احمد اور احد میں صرف میم کا فرق ہے۔ یہ بھی الحاد اور زندقہ ہے۔ (۲) یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خالق اور مخلوق دونوں ایک ہو جائیں۔

(۲) آنحضرت ﷺ کو تمام اشیاء کا عالم جانتا بھی شرک ہے۔ شرک اسی کا نام نہیں کہ خدا کی ذات میں کسی کو شرک مانا جائے بلکہ اس کی صفات خاصہ میں بھی کسی کو شریک کرنا شرک ہے۔ عالم الغیب ہونا صرف خدا کی شان ہے۔ دوسرا ہر گز اس کا مصداق نہیں بن سکتا۔ حضرت حق جل شانہ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے

۱۔ قال تعالیٰ: "لیس کمثلہ شیء۔" (الشوری: ۱۱) وفي شرح کتاب الفقہ الاکبر لملا علی القاری: "لیس کمثلہ شیء ای کذاتہ او صفتہ، وقال اسحاق بن راہویہ: من وصف اللہ فشبہ صفاتہ بصفات احد من خلق اللہ فهو کافر باللہ العظیم۔" (الطبۃ الاولی: ص ۲۴ طدار الکتاب العلمیہ بیروت لبنان)

۲۔ "الزندیق فی لسان العرب یطلق علی من ینفی الباری تعالیٰ، وعلی من یشبہ الشریک الخ" والملحدو هو من مال عن الشرع القویم الی جہۃ من جہات الکفر۔ (رد المحتار: ج ۴ ص ۲۴۱ ط سعید)

ہے، آپ ہر امتی کے یا رسول اللہ ﷺ کو پکارنے کو سنتے ہیں، آپ ہر امتی کے دل کے پکے اور کچے ارادوں کو دیکھتے اور جانتے ہیں۔ یہ سب بے دلیل باتیں ہیں۔ اور بے شک ان عقائد و خیالات سے شرک صریح لازم آتا ہے اور یہ عقائد آنحضرت ﷺ کے ارشاد لا تطرونی کما اطرت النصارى عیسیٰ بن مریم (۱) اور آپ کے ارشاد ما المسؤول عنها باعلم من السائل (۲) اور آپ کے ارشاد واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بہ اوبی (۳) اور حضرت عائشہ صدیقہ کے فرمان و من قال ان محمدا یعلم الغیب فقد اعظم الفریۃ علی اللہ (۴) اور جناب باری عزاسمہ، کے پر جلال قول و عنده مفاتیح الغیب لا یعلمها الا هو (۵) اور حضرت حق سبحانہ کے فرمان ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء (۶) اور بے شمار آیات و احادیث کے خلاف ہیں۔ علما و فقہائے امت محمدیہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ علم غیب حضرت حق جل شانہ کی خاص صفت ہے۔ کوئی دوسرا اس صفت میں اس کا شریک نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کو جناب باری عزاسمہ، نے بے شمار غیب کی باتوں پر مطلع فرمادیا تھا۔ اور حضور ﷺ نے بہت سی غیب کی باتیں امت کو بھی بتادیں۔ لیکن باوجود اس کے آپ کو عالم الغیب کہنا صحیح نہیں۔ کیونکہ جو غیب کی باتیں آپ نے باعلام خداوندی معلوم کیں ان میں آپ کا علم علم غیب نہیں۔ نیز عالم کی ہر ایک جزئی کو جاننا اور امت کے دل کے بھیدوں پر مطلع ہونا ثابت نہیں۔ اور بالکل شریعہ اس کے خلاف پر قائم ہیں۔ پس یہ عقیدہ جو سوال میں مذکور ہے شرکیہ عقیدہ ہے اور مسلمانوں کو ایسے خیالات سے احتراز لازم ہے۔ واللہ اعلم۔

آیت ”انما المشرکون نجس“ کے تحت کسی مشرک کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں؟
(سوال) اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں رسول اللہ ﷺ کے آخر عہد میں مشرک کو نجس العین فرمایا ہے۔ ایسی صورت میں ان کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول (ﷺ) خدا نے کسی مشرک کے ساتھ کھانا کھایا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۵۳ نذیر احمد۔ ضلع بلیا ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ ۲ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۵۰) قرآن پاک میں مشرکوں کو نجس فرمایا ہے اس سے اعتقادی نجاست مراد ہے۔ (۱) اور نہ انسان کا

۱۔ بخاری، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ واذکر فی الکتاب مریم الخ : ۱ / ۴۹۰ ط قدیمی

۲۔ بخاری، کتاب الایمان، باب سوال جبریل الخ : ۱ / ۱۲۱ ط قدیمی

۳۔ بخاری، کتاب التفسیر، باب العین الجاریۃ فی المناہج : ۲ / ۱۰۳۹ ط قدیمی

۴۔ یہ روایت مذکورہ الفاظ کے ساتھ نہیں لی البتہ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب معنی قول اللہ عزوجل ولقد راہ نزلۃ اخری الخ میں روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے : ”ومن دغم انه یخبر بما یشکون فی غد فقد اعظم علی اللہ الفریۃ“ (۱ / ۹۸ ط قدیمی)

۵۔ الانعام : ۵۷

۶۔ الاعراف : ۱۸۸

۷۔ امام ابن کثیرؒ آیت ”انما المشرکون نجس“ کے ذیل میں فرماتے ہیں : ”امر تعالیٰ عبادہ المومنین الطاہرین دیناً وذاتاً بنفی المشرکین الذین ہم نجس دیناً عن المسجد الحرام وان لا یقر بوا بعد نزول هذه الآیۃ۔“ (ج ۲ ص ۳۳۶ ط سبیل الایضی لاہور)

جسم نپاک نہیں ہے۔ (۱) قرآن مجید میں نصاریٰ کو مشرک قرار دیا ہے۔ باوجود اس کے طعام الذین او تو الکتاب حل لکم (۲) کا حکم بھی موجود ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

- ۱۔ کیا نماز میں حضور ﷺ کا خیال آنا گائے اور گدھے کے خیال آنے سے بدتر ہے؟
- ۲۔ ”حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے پاک جانبدار عت ہے“ کہنے والے کا حکم؟
- ۳۔ نماز میں ”السلام علیک ایہا النبی“ اس خیال سے پڑھنا کہ حضور خود اسے سنتے ہیں شرک ہے۔

(سوال) (۱) کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ نماز میں حضور ﷺ کا خیال آنا، گائے بھینس اور گدھے کے خیال آنے سے بدتر ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان ہے یا کافر؟

(۲) جو شخص یہ کہتا ہے کہ جناب باری عزاسمہ کو زمان و مکان اور ترتیب عقلی سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بے حجت اور بے محاذات حق جانبدار عت ہے۔ کیا ایسا کہنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟

(۳) کسی صاحب نے ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ تشدد میں صیغہ خطاب السلام علیک ایہا النبی کے بجائے صیغہ غائب السلام علی النبی کہنا چاہئے یا السلام علیک ایہا النبی پڑھنا چاہئے؟ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے فرمایا کہ اگر کسی کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام خود خطاب سلام کا سنتے ہیں وہ کافر ہے۔ کیا جواب مولوی صاحب کا صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۷۹۷۲ مرزا علی جان۔ دہلی ۱۱ صفر ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۵۱) (۱) نماز حق تعالیٰ کی عبادت بلا شرکت غیر ہے۔ عبادت میں معبود کی عظمت اور جلال و جبروت کا تصور مقصود ہے۔ اور اسی پر اقتصار ہونا چاہئے۔ اور کسی دوسرے کا تصور بجمت تعظیم نہ ہونا چاہئے۔ یہ ظاہر ہے کہ نماز میں قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسماء مبارک آتے ہیں۔ ان کے قصے اور واقعات مذکور ہیں۔ فرعون ہامان اور دیگر کفار کے نام بھی آتے ہیں، ان کے قصے بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ شیطان کا نام بھی آتا ہے، جس سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ اور جن مکرم و معظّم ہستیوں کے اسمائے گرامی اور قصص قرآن پاک کے نظم عبارت میں زبان پر آئیں گے ان کا تصور اور خیال بھی لازمی طور پر آئے گا۔ اسی طرح فرعون ہامان اور شیطان کا جب نام لیا جائے گا تو ان کی طرف بھی خیال منعطف ہوگا۔ اور اس کو آج تک کسی نے بھی قابل اعتراض اور مذموم نہیں کہا۔ اب رہی یہ بات کہ نمازی بحیثیت تعظیم معبودیت کے اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا تصور کرے تو وہ شرک فی العبادۃ ہوگا۔ اور شرک اعلیٰ درجے کا گناہ، ناقابل مغفرت ہے۔

پس خلاصہ ہوا کہ اگر کوئی شخص نماز میں آنحضرت ﷺ کا تصور بجمت تعظیم عبادت کے کرے تو یہ

ایسی یہ قوفی کی بات کہہ سکتا ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز میں تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور تمام قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے اور قرآن مجید میں پیغمبروں کے نام اولیاء اللہ کا تذکرہ آتا ہے۔ حضور کا نام نامی موجود ہے۔ ان کے بالمقابل کفار کا ذکر شیطان کا ذکر۔ فرعون کا ذکر اور ہامان کا ذکر موجود ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب ان لوگوں کے نام زبان پر آئیں گے تو ان کا خیال اور تصور بھی آئے گا۔ تو اس کو کون شرک کہہ سکتا ہے یا کون یہ کہہ سکتا ہے کہ نام تو زبان پر آئے مگر ان کا خیال اور تصور نہ آئے۔

جن لوگوں نے اس میں کلام کیا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ نماز موقع عبادت ہے۔ اس موقع میں حضور کا تصور علیٰ جہت التعظیم العبادۃ نہ آنا چاہئے۔ پس اس سے زیادہ ان کا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

جس مسجد میں شرکیہ افعال ہوتے ہوں اس میں نماز پڑھنے کا حکم۔

(از اخبار الجمعیۃ سہ روزہ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۴۵ء)

ایک مسجد میں چند قبریں ہیں جو بعض بزرگوں کی بتائی جاتی ہیں۔ زید ان قبروں پر (۱) جھنڈا گاڑتا ہے۔ اور (۲) مسجد میں ہر وقت اور برہ شاہ لطیف اکا نعرہ لگاتا رہتا ہے۔ اس کے (۳) چند چیلے بھی اس کے ساتھ شریک ہیں۔ جب ان کو منع کیا جاتا ہے تو جھگڑا کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ (۴) زید غیب دانی کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور مستقبل کی باتیں بتاتا رہتا ہے۔ جس مسجد میں اس قسم کے افعال ہوتے ہوں اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب ۲۵۴) سوالات مذکور بالا کا شرعی جواب یہ ہے کہ زید کے یہ افعال شرعاً ناجائز اور حرام ہیں۔ نعرے لگانا۔ غیب دانی کا دعویٰ کرنا بدعت و شرک ہے۔ مسجد کے اندر اسے ان افعال کے ارتکاب کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اہل محلہ اسے منع کر سکتے ہیں۔ (۱) اور جو لوگ اس کی ان افعال میں اعانت و حمایت کریں گے وہ بھی گناہگار ہوں گے۔ (۲)

مسجد میں نماز جائز ہے اس کے مسجد میں رہنے اور افعال ناجائز کرنے سے مسجد میں کوئی خرابی نہیں

آئی۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

۱۔ لقولہ علیہ السلام: "تَنْبِیْہُ مِنْکُمْ فَتَنْکَرُوْا فلیُغیرَہ بیدہ" وقال القاری فی المرقاة: "ثم اعلم انه ان کان المنکر حراماً وجب الرجوع عنہ" (مرقاۃ: ۹ / ۳۳۹ ط امدادیہ)

۲۔ لقولہ تعالیٰ: "وَلَا تَعَاوَنُوا عَلٰی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" (المائدہ: ۲)

۱۔ محرم میں تعظیم و تکریم کی غرض سے مٹی کا شیر بنانا۔

۲۔ بت کی پوجا کرنا۔

۳۔ غیر اللہ کی نذر و نیاز۔

۴۔ بتوں کو حاجت روا سمجھنا۔

۵۔ اس گوشت کا حکم جو بت کو خوش کرنے کے لئے اس کے منہ میں ڈالا جائے۔

۶۔ ”شیر گلی میں روح، رسالت پناہ ہے“ کے قائل کا حکم۔

۷۔ مسلمانوں میں بت پرستی اور مشرکانہ رسوم کو مٹانے کی سعی کرنا۔

۸۔ مورتیوں کی حمایت کرنا اور ان کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنا حرام ہے۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعۃ دہلی مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) ملک دکن میں، جس میں مدراس، ممبئی، میسور اور حیدر آباد وغیرہ سب شامل ہیں، منجملہ دیگر افعال مشرکانہ کے مسلمانوں میں ایک یہ رسم جاری ہے کہ مٹی کا شیر پانچ چھ فٹ یا کچھ کم و بیش بنا کر محرم میں اس کی پوجا کرتے ہیں۔ اور اس مٹی کے شیر کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کر کے اس کو مولا علی کا شیر کہتے ہیں۔ محرم میں اس کے گلے میں کھوپروں کا ہار ڈالتے ہیں اور منہ میں اس کو خوش کرنے کے لئے کچا گوشت ٹھونکتے ہیں۔ مرد و عورت اس سے مرادیں طلب کرتے ہیں۔ منتیں مانتے ہیں۔ اور ہر طرح اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ ایک جاہل یوں کہتا ہے ”شیر گلی میں روح رسالت پناہ ہے“

(۱) آیا مذہب اسلام میں ایسا بت بنانا جائز ہے؟ (۲) اس کی پوجا پٹ کرنے والے کا کیا حکم ہے؟ (۳) غیر اللہ کی نذر کرنا اور منت ماننا کیسا ہے؟ (۴) ایسے بتوں کو لینے دینے والا سمجھنا اور ان کی پوجا اور تعظیم کو جائز و حلال سمجھنا کیسا ہے؟ (۵) یہ گوشت کھانا جو اس کے منہ میں اس کو خوش کرنے اور مرادیں بر لانے کے لئے ڈالا جاتا ہے کیسا ہے؟ (۶) جو شاعر کہتا ہے کہ اس مٹی کے شیر میں معاذ اللہ آنحضرت ﷺ کی روح ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ (۷) مسلمانوں سے اس بت پرستی یا رسم کا مٹانا اور اس کی سعی کرنا موجب ثواب ہے یا نہیں۔ (۸) ایسی مورتیوں کی حمایت کرنا اور ان کے قائم رکھنے کی کوشش کرنا گناہ ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۵۵) یہ شیر بنانا جس کا سوال میں ذکر ہے اور اس کے ساتھ یہ معاملہ کرنا جو بیان کیا گیا ہے، مسلمانوں کا کام نہیں۔ کیونکہ اسلام تو اس قسم کی مشرکانہ حرکات کو مٹانے اور صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ کی توحید و عبادت پھیلانے کے لئے آیا ہے۔ خدائی اور سماوی دین ان یہود مشرکانہ افعال و اعمال کا دشمن ہے۔ ایسی باتیں کرنے والے اگرچہ بظاہر مسلمان ہوں، اسلام کا کلمہ پڑھتے ہوں مگر ان کو اسلام سے کیا واسطہ۔ ہندوستان کی بت پرست قوموں کے تعلق سے ان کی طبیعتوں میں بھی بت پرستی کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور چونکہ بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں اس لئے اس بت پرستی کے شوق کو اسلامی رنگ دے کر مذہبی کام بنا کر پورا کرتے ہیں۔ اسلام

اور پیغمبر اسلام اور اللہ تعالیٰ ان چیزوں پر لعنت فرماتے ہیں۔ اور ایسے بتوں کو جس اور پلید قرار دیتے ہیں۔ (۱) نعوذ باللہ من ذلك۔ (۱) بت بنانا اور اس کی تعظیم و تکریم کرنے کی غرض سے بنانا قطعاً حرام اور مشرکوں کا کام ہے۔ (۲) (۲) غیر اللہ کی پوجا (عبادت) کرنا شرک اور کفر ہے۔ اسلام میں تو صرف خدا کی عبادت اور بندگی کا حکم ہے اور خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی پوجا اور عبادت حلال نہیں۔ (۳) (۳) غیر اللہ کی نذر کرنا اور منت ماننا حرام ہے۔ (۴) (۴) ان بے جان اور بے شعور تصویروں اور مجسموں کو، دینے والا اور حاجت پوری کرنے والا سمجھنا نہ صرف اسلام کے خلاف اور شرک ہے، بلکہ نری جہالت اور خالص حماقت ہے۔ (۵) (۵) یہ گوشت بھی جو اس کے منہ میں ڈالا جاتا ہے کھانا حرام ہے۔ (۶) (۶) جو شاعر یہ کہتا ہے ”شیر گلی میں روح رسالت پناہ ہے۔“ وہ سخت جاہل اور بے باک ہے۔ اگر اس کا یہ عقیدہ بھی ہو تو اس کے ایمان کی خیر نہیں۔ اسلامی حکومت ہو تو وہ سخت تعزیر دے سکتی ہے (۷) ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس کفر و شرک کی رسم کو مٹانے میں جس قدر سعی کر سکتا ہے کرے۔ جان سے، مال سے، قلم سے، زبان سے ان خرافات و رسموں کو مٹانے میں جو سعی کرے گا اس کو بے حد اجر و ثواب ملے گا۔ (۸) (۸) ان مورتیوں کی حمایت کرنا اور ان کے قائم رکھنے کی کوشش کرنا حرام اور اسلام کی روح کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی۔

۱۔ دس محرم کی رسوم۔

۲۔ عاشوراء کے دن حلوہ، کھجڑ او غیرہ پکانا اور فاتحہ دینا۔

۳۔ ۹ محرم کو تعزیوں پر مہندی چڑھانا، سبز کپڑے پہننا، فاتحہ دلانا۔

۴۔ دس محرم کو اکھاڑے قائم کرنا۔

۵۔ انیس و دبیر شعراء کے مرثیے اور نوے پڑھنا۔

۶۔ عاشوراء کا روزہ رکھنا۔

۷۔ اہل بیت کے ساتھ اظہار محبت کا طریقہ۔

۸۔ شوکت اسلام اور تعزیے۔

(از اخبار الجمیعة (سہ روزہ) دہلی مؤرخہ ۱۳ جولائی ۱۹۲۸ء)

(۱) جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے قبل عرب میں محرم کی دسویں تاریخ کو کیا رسوم ادا ہوتی تھیں؟

(۲) حلوے کرنا، کھجڑے پکانا، اور فاتحہ دلا کر خود مع اہل برادر کے کھانا۔ محتاج اگر کر گیا تو ایک آدھ

۱۔ ”یا ایہا الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان“ (المائدہ: ۹۰)

۲۔ ”فاجتنبوا الرجس من الاوثان“ (الحج: ۳۰) وقال تعالیٰ: ”انما تعبدون من دون اللہ اولئنا ونخلقون افکاً“ (العنکبوت: ۱۷)

۳۔ ”واعبدوا اللہ ولا تشرکوا به شیئاً“ (النساء: ۳۶)

۴۔ ”واعلم ان النذر الذی یقع للاموات..... فهو بالاجماع باطل و حرام“ (در مختار: ۲/ ۳۳۹ ط سعید)

۵۔ ”ما هذه التماثيل التي انتم لها عاكفون“ (الانبياء: ۵۲)

۶۔ لقولہ تعالیٰ: ”وما اهل به لغير اللہ“ (البقرہ: ۱۷۳)

۷۔ ”من رای منکم منکراً فليغيره بيده فان لم يستطع فبإصبعه وادنا لم يستطع فبقلمه“ (مسلم: ج ۱ ص ۵۱ ط قدی)

خوراک سے وی رو۔ نیز ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳) سبز پڑے پنہنا، بتاشے، ریوڑیوں پر فاتحہ دانا، تعزیوں پر ۵ تاریخ کو مہندیاں چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۴) اکھاڑے میں لنگوٹ باندھ کر قبا بازیاں دھانا، شہد ربازی کرنا، گلی کو پیوں میں انیس اور دبیر کے مرثیے اور نوے پڑھنا۔ یا علی یا حسین کہہ کر آواز کا بھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۵) کیا انیس دبیر کے مرثیوں کا مضمون صحیح ہے؟ یا مبالغہ ہے۔ (۶) کیا دس محرم کا روزہ رکھنا مسنون ہے؟ (۷) کوئی غریب آدمی اپنی محبت کا اظہار کیسے کرے۔ امر اتو خود کھاتے ہیں اور لٹاتے ہیں اور یہ محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ (۸) بعض اہل علم حضرات کہتے ہیں کہ تعزیئے بناؤ مہندی چڑھاؤ، عام رسوم ادا کرو۔ اسی سے شوکت اسلام ہے۔ مگر ثابت نہیں کرتے کہ یہ باعث ثواب ہے۔ بعض اس کے خلاف ہیں جو وہابی کہاتے ہیں۔

(جواب ۲۵۶) (۱) یوم عاشوراء اسلام سے پہلے بھی ایک محترم اور معظم دن تھا۔ یہود اس کی تعظیم کرتے اور اس دن روزہ رکھتے تھے۔ (۱) اور خانہ کعبہ کو اس روز خلاف پہنایا جاتا تھا۔ (۲) حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے اس دن کے متعلق فرمایا ہے کہ اسی روز حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی دن جنت میں داخل کئے گئے۔ اور اسی دن جنت سے دنیا میں بھیجے گئے۔ اور اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ہوئی۔ غرض کہ یہ دن پہلے سے ایک فضیلت و احترام کا دن ہے۔ حضور نے اس روز روزہ رکھا اور مسلمانوں کو روزہ رکھنے کی ترغیب دی۔ (۲) عاشوراء کے دن اچھا کھانا پکانا اور اپنے بال بچوں اور عزیزوں اور یتیموں کو کھلانا مسنون و مستحب ہے۔ (۳) باقی حلو اچھا فیرینی پکانے کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اور ایصال ثواب بروح حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقصود ہو تو اس کے لئے بھی اس دن کی تخصیص نہیں۔ جب چاہیں صدقہ کر کے حضرت امام کی روح مبارک کو ثواب پہنچا سکتے ہیں۔ (۳) سبز پڑے پنہنا، بتاشوں، ریوڑیوں پر فاتحہ دانا، تعزیوں پر مہندی چڑھانا، تعزیئے بناؤ، علم، شد، اٹھانا۔ ادباجے بجانا۔ تعزیوں سے مرادیں مانگنا اور ان کی تعظیم کرنا اور اسی قسم کے کام سب خلاف شرع اور بے اصل ہیں۔ اور بعض کام ان میں سے سخت گناہ کے ہیں جن سے کفر کا بھی خوف ہوتا ہے، جیسے تعزیوں سے مرادیں مانگنا اور ان کو حاجت روا سمجھنا وغیرہ۔ (۴) (۶) اکھاڑے قائم کرنا اور ان میں جو جو افعال قبیحہ سے جاتے ہیں وہ کرنا جائز اور سخت برا ہے۔ ہاں ورزش اور لکڑی کے کرتب سیکھنا اور ان کی مشق کرنا، یہ فی حد ذاتہ اچھا کام ہے۔ مگر اس کے لئے عاشوراء کو خاص کر لینا نہیں

۱۔ "فقالوا هذا اليوم الذي اظهر الله فيه موسى و بنى اسرائيل على فرعون فنحن نصوم تعظيما له" (مسلم بن اسحاق ۳۵۹ ص ۲۵۶ قدیمی)

۲۔ عن خارجة بن زيد بن ثابت عن ابيہ قال: "ليس يوم عاشوراء، ناليوم الذي يقوله الناس انما كان يوم "تستر فيه الكعبة" وكان يدور في السنة الخ" (شدد حسن، صحاح البخاری ج ۴ ص ۳۱۰ ط ۳۱۰ قدیمی)

۳۔ "فصامه رسول الله صلى الله عليه وسلم وامر بصيامه" (مسلم ج ۱ ص ۳۵۹ ط قدیمی کتب خانہ)

۴۔ لما روی عنه عليه السلام: "ليس يوم عاشوراء وسع الله عليه السنة كلها" قال في الدر المنجى

"و حديث النوسعة على العيال يوم عاشوراء صحيح" (در مختار ج ۲ ص ۲۱۸ ط سعید)

۵۔ "تعزیه داری در عشره محرم یا میر آل و ساجدین ضراب و صورت نبوی و علم تیار کردن الدل و غیر ذلک این همه امور بدعت است"

(مجموعه الفتاوی علی هامش خلاصه الفتاوی: ۳۴۴ ط امجد اکیدی)

۶۔ والرفاعل این فعل تعزیه را مستعمل در انجام مراسم میدانند کافر است (حوالہ سابق: ص ۳۴۵)

چاہئے بلکہ اس فن کی تحصیل و تکمیل کے لئے سال بھر کو شش کرنا اور مشغولی کی صورت پیدا کرنا چاہئے۔ (۵)
انیس دوسرے دیگر شعراء کے مرتبے بہت مبالغہ آمیز ہیں۔ ان کا پڑھنا اور مجلسیں قائم کرنا اور سینہ کوئی کرنا یہ سب
ناجائز اور مذموم اور تعلیم اسلام کے خلاف ہیں۔ (۱) (۶) اس تاریخ کا روزہ منسوب ہے مگر اس کے ساتھ ۵ تاریخ
کا روزہ بھی ملا کر دو روزے رکھنے چاہئیں۔ اگر ۹ کا روزہ نہ رکھ سکتے تو ۱۰ اور ۱۱ کے روزے رکھ سکتے۔ (۷) (۸) غریب
آدمی اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ اظہار محبت کثرت دعا اور عبادت بدنیہ کا ثواب پہنچانے کی
صورت میں کر سکتا ہے۔ نوافل پڑھ کر روزہ رکھ کر تلاوت قرآن مجید کر کے ثواب پہنچا سکتا ہے (۸) یہ خیال کہ
تعزیوں سے شوکت اسلام ظاہر ہوتی ہے غلط ہے۔ کسی غیر مشروع فعل سے اسلام کی شوکت نہیں ہو سکتی جو
اعمال اسلامی کے خلاف ہیں وہ مفید شوکت نہیں ہو سکتے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفر لہ

جواب دیگر از رسومات محرم و رجب اور شب برات۔

(جواب ۲۵۷) جواب دیگر :- رجب کے کوئٹوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے یہ گھڑی ہوئی باتیں ہیں جن کو
ترک کر دینا چاہئے۔ تبارک پڑھنے اور پڑھوانے کا طریقہ بھی شریعت سے ثابت نہیں۔ یہ بھی لوگوں کا خود
لہذا ہوا طریقہ ہے۔ اسے بھی ترک کر دینا لازم ہے۔ شب برات کا حلوہ محرم کا کھجڑا، کوئٹے اور تبارک، یہ کوئی
شرعی چیز نہیں ہیں۔ ان کو شرعی سمجھ کر پکنا ماننا بدعت ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

تعزیہ بنا کر جلوس نکالنا اور اس سے مرادیں مانگنا۔

(از اخبار الجمعية مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) ہم لوگ حنفی ہیں اور شہر میں اور بھی حنفی کھانے والے لوگ ہیں۔ مگر ان کا طرز عمل حنفیت کے
خلاف معلوم ہوتا ہے۔ تعزیہ بناتے ہیں اور نو تاریخ کو شب کے گیارہ بجے مردوزن اکٹھے ہو کر تعزیہ کو گشت
کرانے کے لئے لے جاتے ہیں۔ آگے آگے نقارے ڈھول وغیرہ جاتے جاتے ہیں۔ پھر صبح کے پانچ چھ بجے
اپنے مقام پر لاتے ہیں۔ اور دس تاریخ کو مقام مقررہ پر تعزیہ رکھا جاتا ہے اور روٹیاں چروٹنی والے وغیرہ

۱۔ "وسید کوئی و شق کردن پارچه دوز کردن و خاک بر سر انداختن موہار اتز ساقن و غیرہ امور از قبیل منہیات و ممنوعات است و در حدیث
برناحہ لعنت آمدہ است و در مجمع البرکات می آردیکوہ للرجل تسوید الثیاب و تمزیقہا التعزیه و اما تسوید الخدود و الایدی و شق
الجبوب و خدش الوجوہ و نشر العشور و نشر التراب علی الرؤوس و الضرب علی الصدر و الفخذ و ایقاد النار علی القبور
فمن رسوم الجاہلیۃ و الباطل کذا فی المصنعات" (مجموع الفتاویٰ علی حاشیہ الفتاویٰ: ۴/ ۳۳۵ ط ۱ محمدیہ)

۲۔ "قالوا یا رسول اللہ انہ یوم" بعظمہ الیہود و النصرانی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا کان العام المقبل انشاء
اللہ صمنا الیوم التاسع قال فلم یات العام المقبل حتی توفي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (مسلم: ج ۱ ص ۳۵۹ ط
قدیمی) قال فی ردالمختار: و یستحب ان یصوم یوم عاشوراء بصوم یوم قبلہ اویوم بعدہ لیكون مخالفاً لاهل الكتاب
(ردالمختار: ۲/ ۳۷۵ ط سعید)

۳۔ "ومنها وضع الحدود و التزام کیفیات، والہیات المعینۃ، والعبادات المعینۃ فی اوقات معینۃ لم یوجد لها ذلك التعین
فی الشریعۃ" (الاعتصام، ابواسحاق الشافعی، الباب الاول فی تعریف البدع الخ۔ ۱/ ۳۹ ط دار الفکر بیروت لبنان)

چڑھائے جاتے ہیں اور مرادیں مانگی جاتی ہیں۔ پھر تین بجے تعزیه اٹھا کر مع مردوزن ہمراہ تعزیه ڈھول تاشے بجاتے ہوئے تالاب پر لے جا کر پانی میں ٹھنڈا کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد تین روز تک ماتم کر کے تیجہ کیا جاتا ہے۔ ان کو سمجھایا جاتا ہے تو وہ لوگ ہم کو وہابی غیر مقلد کہتے ہیں۔

(جواب ۲۵۸) تعزیه بنانا (۱) اور اس کے ساتھ باجے بجانا (۲) اور عورتوں اور مردوں کا مل جل کر اس کے جلوس میں شریک ہونا اور تعزیه پر نذریں چڑھانا، (۳) یہ سب کام تمام ائمہ کے نزدیک ناجائز اور حرام ہیں۔ جو لوگ حنفی کہلا کر ایسے کام کرتے ہیں۔ وہی درحقیقت غیر مقلد ہیں۔ کیونکہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کاموں کی کہیں اجازت نہیں دی ہے اور نہ کسی حنفی فقیہ نے ان حرکات کی اجازت دی ہے۔ جو لوگ کہ ان کاموں سے علیحدہ رہتے ہیں وہ امام ابو حنیفہ کے سچے مقلد ہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

قبر پر فاتحہ خوانی اور میلاد کا رواج ڈالنا۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۲ء)

(سوال) محلہ مولوی چک میں ایک قبر خام ایک آدمی کے دروازے پر تھا۔ بوجہ دروازہ کے کسی ذی علم نے یہ رائے دیا کہ قبر ہو کر چلنا وغیرہ منع ہے، اس قبر کو گھیر دو تاکہ قبر پر راستہ نہ ہو۔ چند بزرگوں سے معلوم ہوا کہ صاحب قبر محلہ کے ایک مولوی تھے۔ جب وہ قضا کے تو اس قبر میں دفن ہوئے۔ اس لئے محلہ کا نام مولوی چک رکھا گیا۔ اس کے سوا کوئی بات معلوم نہیں۔ کچھ عرصے کے بعد غیر جگہ کا ایک شخص بصورت شاہ صاحب آیا۔ چند لوگوں کو کہا کہ ہم کو خواب ہوا ہے کہ اس قبر میں بزرگ لیٹے ہوئے ہیں۔ ہر سال بارہویں ربیع الثانی کو میلاد شریف و فاتحہ خوانی کیا کرو۔ چنانچہ شاہ صاحب نے اسی سال سے فاتحہ خوانی و میلاد شریف کا رواج ڈال دیا۔ ہر سال تاریخ مذکورہ پر عورت مرد موضع کے قرب و جوار کے لوگ جمع ہو کر کرتے ہیں، اور اپنی اپنی مرادیں مانگتے ہیں۔

(جواب ۲۵۹) یہ سب معاملہ غلط اور ناجائز ہے۔ اس رسم کو بند کر نیکی سعی کرنا چاہئے۔ (۴) اس میں شرکت کرنا اس کی حمایت کرنا شرعی جرم ہے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

۱. تعزیه داری در عشرہ محرم وغیر آں وساختن ضرائح و صورت قبور و علم تیار کردن دلایل وغیرہ ذلك این همه

امور بدعت است (مجموعۃ الفتاویٰ علمیہ ہامش خلاصۃ الفتاویٰ : ۳۴۴/۴ ط امجد اکیڈمی)

۲. "ومن الناس من یشتري لهُو الحدیث" (کنز : ۶۰) قال الحسن البصری : نزلت فی الغناء و المزامیر " (صفوة التفاسیر : ۳۸۸/۲ ط دار القرآن الکریم بیروت)

۳. "والنذر للمخلوق لا یجوز لانه عبادة و العباد لا تكون لمخلوق" (رد المحتار : ۳۳۹/۲ ط سعید)

۴. "لقوله عليه السلام : من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیده الخ" (مسلم : ج ۱ ص ۵۱ ط قدیمی)

۵. "ولا تعاونوا علی الاثم و العداوان" (المائدة : ۲)

- ۱۔ ایصالِ ثواب کا طریقہ ۔
 - ۲۔ مخصوص ایام میں ایصالِ ثواب ۔
 - ۳۔ مخصوص غذاؤں سے ایصالِ ثواب ۔
 - ۴۔ شبِ برات کا حلو اور سلف صالحین ۔
 - ۵۔ مستحب کام کو فرض اور واجب کی طرح ضروری سمجھنا ۔
- (از اخبار سہ روزہ الجمعۃ دہلی مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۲ء)

(سوال) (۱) شرع شریف نے ایصالِ ثواب کا کیا طریقہ مقرر کیا ہے؟ اگر نہیں مقرر کیا تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(۲) کیا مخصوص ایام میں ایصالِ ثواب کا کوئی حکم آیا ہے۔ کیا شعبان کی چودھویں تاریخ کو شریعت نے ایصالِ ثواب کے لئے مقرر کیا ہے؟ اگر نہیں تو از خود مقرر کر لینا کیسا ہے؟

(۳) مخصوص دنوں کے علاوہ مخصوص غذاؤں سے ایصالِ ثواب کرنا اور ہمیشہ ایک غذا کو ایصالِ ثواب کے لئے مخصوص کر لینا کیسا ہے؟ مثلاً شبِ برات کو حلو اُپکانا۔ اور ہر سال اسی کو مخصوص کر لینا کیسا ہے؟

(۴) کیا صحابہ تابعین تبع تابعین ائمہ اربعہ، محدثین اور عمدا اول کے مسلمانوں میں شبِ برات کا حلو مقرر تھا؟ کیا فقہاء نے بھی کہیں شبِ برات کے حلوے کا ذکر کیا ہے؟ (۵) کیا فقہانے جو یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی امر مندوب اجتماعی طور کیا جانے لگے تو اس کو چھوڑ دینا چاہئے۔ مثلاً منیۃ المصلیٰ کی شرح غنیۃ المستملیٰ میں لکھا ہے کہ شعبان کی پندرہویں شب اور رمضان کی ستائیسویں شب میں نماز باجماعت بدعت ہے۔ ایصالِ ثواب کے بارے میں بھی کیا ایسا لکھا ہے؟

(جواب ۲۶۰) ایصالِ ثواب ایک اچھا اور مستحسن کام ہے۔ (۱) بشرطیکہ اس میں احکام و حدود شرعیہ سے تجاوز نہ کیا جائے۔ اس کی اصل شرعی یہ ہے کہ انسان کوئی نیک عمل کرتا ہے اور اس سے اس کی غرض حضرت حق جل مجدہ کی رضا جوئی یا اس کی عبادت کرنی ہوتی ہے ریاضۃ سمعہ یا رسومِ مروجہ کی پابندی مقصود نہیں ہوتی۔ اخلاص پر عمل کا مدار ہوتا ہے تو حضرت حق تعالیٰ شانہ کے رحیم و کریم بارگاہ سے اس کو اس عمل خیر کا ثواب دیا جانے کا وعدہ صادق فرمایا گیا ہے۔ اور رحمت بالائے رحمت یہ ہے کہ اگر وہ اخلاص کے ساتھ یہ دعا کرے کہ یا اللہ اس ناچیز عمل کا جو ثواب مجھے عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا گیا ہے وہ فلاں شخص کو میں بخشا ہوں۔ اس کو پہنچا دیا جائے، تو حضرت حق اس شخص کو جیسے ثواب بخشا گیا ہے عطا فرمادیتے ہیں۔ شریعت مقدسہ نے اس عمل ایصالِ ثواب کے لئے کوئی خاص وقت یا خاص چیز یا خاص ہیئت کی شرط اور قید نہ لگائی ہو تو اپنی طرف سے ایسی تخصیص کرنی

ار"صرح علماؤنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغیره صلاۃً او صوماً او صدقۃً او غیرھا کذا فی الہدایۃ . وفي البحر : من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابه لغیره من الاموات والا حیاہ جاز ، ویصل ثوابها الیہم عند اهل السنة والجماعة کذا فی البدائع" (رد المحتار: ج ۲ ص ۲۳۳ سعید)

ناجائز اور حد شرعی سے تجاوز ہو گا۔ (۱)

(۲) جو لوگ ایصالِ ثواب کے لئے اپنی طرف سے کوئی خاص دن یا کوئی خاص غذا مقرر کر لیتے ہیں اور اس کا التزام کر لیتے ہیں اور اس کو شرعی طور پر موجبِ ثواب یا موجبِ زیادتِ ثواب سمجھتے ہیں وہ حد شرعی سے تجاوز کرتے ہیں (۲)

مثلاً شعبان کی چودھویں تاریخ کی تعیین ایصالِ ثواب کے لئے شریعت سے ثابت نہیں۔ اسی طرح حلوے کی تخصیص بے اصل ہے۔ اگر اس کو شرعی حیثیت دی جائے گی جیسا کہ عام مسلمانوں کا خیال اور عقیدہ ہے تو یہ درست نہیں ہو گا۔

(۳) اس کا جواب بھی نمبر دوم میں آگیا کہ حلوے کی تخصیص اور التزام شرعی چیز نہیں ہے۔ اور اس کو شرعی بات سمجھ کر کرنا دین میں زیادتی کرنا ہے جو سخت مذموم اور قابلِ مواخذہ ہے۔

(۴) سلف صالحین اور ائمہ، مجتہدین سے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

(۵) نہیں۔

(۶) ہاں اگر کوئی مستحب چیز پر بھی فرائض و واجبات کی طرح عمل کیا جائے لگے اور لوگ اس ترک کو فرائض و واجبات کے ترک کی طرح بلکہ اس سے زیادہ اہمیت دینے لگیں تو اس کا ترک لازم ہو جاتا ہے۔ (۱)

فقہائے کرام کے کلام میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز کے بعد داہنی طرف مڑ کر بیٹھنے کو ضروری سمجھنے کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ خیال اور التزام کرنا نماز میں شیطان کا حصہ قائم کر دینا ہے۔ اور جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز چاشت کے لئے اہتمام سے لوگوں کے مسجد میں جمع ہونے اور فرض نماز کی طرح اس کے لئے اہتمام کرنے کو بدعت فرمایا (رواہما البخاری فی صحیحہ) حالانکہ سیدھی طرف مڑنا اور نماز چاشت پڑھنا دونوں جائز اور حضور رسول کریم ﷺ سے ثابت ہیں۔ اسی طرح حلوے کا لازم کر لینا اور فرائض کی طرح اس کو ضروری سمجھنا بھی اسی مد میں داخل ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۲/۱) "من احدث فی امرنا هذا ماليس منه فہو رد" (مسلم ج ۲ ص ۷۷ ط قدیمی)

"ومنها وضع الحدود، والتزام کیفیات والھیات المعینۃ، والتزام العبادات المعینۃ فی اوقات معینۃ لم یوجد کلہا ذلک التعمین فی الشریعۃ" (الاعتصام، ابوالاسحاق الشافعی، الباب الاول فی تعریف البدع ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر)

۱۔ قال فی الہدایۃ: "ویکرہ ان یوقت بشئ من القرآن لشی من الصلوات" وقال فی فتح القدیر: قال الطحاوی و لا سیجانی: هذا اذ ارآہ حتماً یکرہ غیرہ. اما لو قرأ للتیسیر علیہ او تبرکاً بقراءتہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا کراہۃ، لکن بشرط أن یقرأ غیرہما احیاناً لتلاظن الجاهل أن غیرہما لا یجوز ولا تحریر فی ہذہ البیارة بعد العلم بان الکلام فی المدوامۃ، والحق ان المدوامۃ مطلقاً مکروہۃ سواء ارآہ حتماً یکرہ غیرہ اولاً۔ (شرح فتح القدیر علی الہدایۃ: ۱ ص ۳۳ ط مطبعۃ البانی الحلبي مصر)

۲۔ قال عبداللہ: لا یجعل احدکم للشیطان شیئاً من صلاتہ یری ان حقاً علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً ینصرف عن یمارہ" (بخاری: ۱۸/۱ ط قدیمی)

۳۔ "فاذا عبد اللہ بن عمر جالس" الی حجرۃ عائشۃ واذا اناس یصلون فی المسجد صلوة الضحی قال فسألناہ عن صلاتہم فقال بدعة" (بخاری: ج ۱ ص ۲۳۸ ط قدیمی)

۴۔ "ومنها وضع الحدود، والتزام کیفیات، والھیات المعینۃ، والعبادات المعینۃ فی اوقات معینۃ لم یوجد لہا ذلک التعمین فی الشریعۃ" (الاعتصام، الباب الاول فی تعریف البدع ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر مصر)

- ۱۔ سنتوں کے بعد فاتحہ خوانی اور درود کا التزام بدعت ہے۔
 ۲۔ کسی ولی کا جھنڈا نکالنا۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۷ء)

(السوال) (۱) سنتوں کے بعد امام باجماعت کا فاتحہ خوانی اور درود بھیجنا کارِ ثواب ہے یا بدعت ہے؟ (۲) اگر کسی مسلمان کے ٹولہ والوں نے کسی ایک اولیاء کا جھنڈا نکالا تو کیا یہ بدعت ہے؟ (۳) اولیاء و شہداء کی درگاہوں کی زیارت کو جانا وہاں اپنی مرادیں مانگنا بطور تاکید روا ہے یا بدعت ہے؟
 (جواب ۲۶۱) (۱) سنتوں کے بعد اس عمل کا التزام کر لینا سنت نہیں۔ اور اس پر اصرار اور التزام کرنا بدعت ہے۔
 (۲) (۱) جھنڈا نکالنا بدعت ہے یعنی اولیاء کے نام سے جھنڈا نکالنا بدعت ہے۔ (۲) (۳) زیارت کو جانا تو جائز ہے۔ (۴) اور وہاں ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا اور السلام علیکم یا اهل القبور انتم سلفنا ونحن بالاثار پڑھنا سنت ہے۔ (۵) اور ان سے مرادیں مانگنا ناجائز ہے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

۱۔ یعنی جو صورت فاتحہ و درود کی سوال میں مذکور ہے یہ بدعت ہے، اس کی کچھ اصل نہیں، بالخصوص التزام اور اصرار کی وجہ سے یہ بدعت سیئہ میں داخل ہے "من اصر علی امر مندوب و جعلہ عزماً و لم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال فكیف بمن اصر علی بدعة او منکر (مرقاۃ: ج ۳ ص ۳۱ طبع المکتبۃ الخیریۃ کوئٹہ)"

۲۔ "تعزیه داری در عشرہ محرم و ساختن ضرائح و صورت قبور و علم تیار کردن دلدل و غیر ذلك این همه امور بدعت است" (مجموعۃ الفتاوی: ۴ / ۳۴۴ طبع امجد اکیڈمی)

۳۔ عن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها الخ" (مسلم)

۴۔ عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بقبور المدينة فاقبل عليهم بوجهه فقال: السلام عليكم يا اهل القبور يغفر الله لنا ولكم سلفنا ونحن بالآثر (ترمذی: ج ۱ ص ۲۰۳ طبع المکتبۃ الخیریۃ)

۵۔ لقوله تعالى: ولا تدع من دون الله مالا ينفعك ولا يضرك (يونس: ۱۰۶)

دسوال باب کائنات عالم

پیش گوئی پر اعتقاد رکھنا۔

(السوال) شمالی بہار میں جو قیامت خیز زلزلہ ہوا اس کے متعلق تین چار مہینے پیشتر بمبئی کے چند جوتشیوں نے گجراتی اخبار میں یہ پیشین گوئی کی تھی کہ ان دنوں میں سات گھن ایک ساتھ جمع ہوں گے اور ایسا ایک واقعہ ضرور ہوگا۔ ان باتوں پر میرا بھی اعتقاد بالکل نہیں لیکن جو مذہب تھے ان کا اعتقاد پختہ ہو گیا ہے۔ اس کے متعلق شریعت میں کیا حکم ہے؟ کیا گھن ایک ساتھ جمع ہونے سے زمین کے اوپر کچھ اثر ہوتا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۸۹ اسمعیل ابراہیم محمدی۔ ۱۱ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۶۲) آسمان اور اس کے متعلقہ مخلوقات کے آثار طبعیہ زمین اور اس کے مخلوقات پر ہوتے ہیں۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے مقرر کئے ہوئے اور پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اور اس کے ارادے اور مشیت کے ماتحت وقوع میں آتے ہیں۔ بعض آثار تو معلوم اور مشاہد ہیں جیسے سمندر کا مد و جزر چاند کے طلوع و غروب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور زمین کے نباتات کی ترقی و تنزل، پختگی و رنگ و مزہ آفتاب و ماہتاب سے تعلق رکھتا ہے و علیٰ ہذا۔ اور بعض آثار معلوم و مشاہد نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ چند ستاروں کا کسی خاص برج میں اور خاص ہیئت پر جمع ہو جانا زمین کے اوپر حوادث عظیمہ کے ظہور کی علامت ہو۔ مگر ان حوادث کا ظہور حضرت حق کے حکم و مشیت سے ہی ہوگا۔ (۱) کہ حضرت حق نے ہی ان ستاروں کی حرکات اور ان کے اوضاع مقرر کر کے ان کے ساتھ خاص خاص حوادث کو متعلق کر دیا ہے تو اس میں کسی قسم کی بدعتیگی اور اصول اسلامیہ سے انحراف کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(جواب ۲۶۳) قطعی طور پر شریعت میں سیارات یا زمین کے حرکت کرنے کی تصریح نہیں۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بارش بادلوں سے برستی ہے یا آسمان سے؟

(السوال) زید موجودہ سائنس دانوں کے نظریے دیکھ کر یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ بارش بادلوں سے آتی ہے۔ اور بادلوں میں پانی سمندر سے بخارات اٹھ کر آتا ہے۔ عمر و اس پر یوں معترض ہوتا ہے کہ کلام الہی (قرآن)

۱۔ قال فی العقیدۃ الطحاویۃ : "ولا یكون الا ما یرید" وفی شرحہ : واما الارادة الکونیۃ فہی الارادة المذکورة فی قول المسلمین : ما شاء اللہ کان وما لم یشالہم یکن۔ (شرح العقیدۃ الطحاویۃ، الطبعة الثالثة: ص ۵۳، ۵۵ ط المكتبة الاسلامی)

۲۔ قدیم ہیئت کے علماء زمین کو ساکن مانتے تھے۔ جدید فلکیات کے ماہرین نے دلائل عقلیہ سے زمین کی حرکت کو ثابت کیا ہے۔ اور یہی درست ہے۔ قرآن مجید کی آیت "الم نجعل الارض مہداداً" (یہاں ہم نے زمین کو جھولا نہیں بنایا) میں زمین کی سالانہ گردش کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے "الہیئة الوسطی مع شرحها النجوم النشطی" مصنفہ مولانا محمد موسیٰ الروحانی البازی مطبوعہ دفتر وفاق المدارس العربیۃ پاکستان ملتان۔ نیز شیخ محمد علی اصاوی کی کتاب "حركة الارض و دورانها حقیقة اثبتھا القرآن" طدار العلم دمشق۔

شریف) میں پانی کا نازل ہونا آسمان سے ثابت ہے۔ کیونکہ کئی مقامات پر لفظ سماء کا استعمال آیا ہے۔ اور سماء عام الفاظ میں آسمان کو کہا جاتا ہے۔ اور عمر و اپنے اس ثبوت میں تفسیر روح البیان میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول پیش کرتا ہے۔ چنانچہ پارہ الم سورہ بقرہ رکوع ۲، ۱۳، ۲ میں آیت او کصیب من السماء فیہ ظلمت (المی) بالكفرین کی تفسیر کرتے ہوئے بارش کا بر سنا اور بنیادیوں بیان کیا ہے۔ آسمان کے اوپر پانی کا ایک دریا ہے وہاں سے پانی حسب منشاء الہی بادلوں میں آتا ہے۔ اور پھر بادلوں میں سے وہی پانی چھن چھن کر اتارا جاتا ہے۔ ہر ایک قطرہ کے ساتھ فرشہ ہوتا ہے وغیرہ الخ اور اس بیان میں یونانی حکماء کے خیال کا رد بیان کیا گیا ہے کہ بادلوں میں سمندر کے بخارات سے ہرگز نہیں آتا۔ اب حل طلب سوال یہ ہے کہ ان دونوں اقوال میں سے کس کو قبول کیا جائے اور کون سے کورد۔ اگر پہلے کو لیا جائے تو قرآن مجید کے لفظ سماء کو کس معنی میں لیا جائے اور اگر دوسرے قول کو لیا جائے کہ آسمان کے اوپر تالاب ہے۔ وہاں سے پانی بادلوں میں آتا ہے تو پھر اس کا کیا جواب ہے۔ ہزار ہا تجربوں اور مشاہدوں سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ حرارت سے پانی گرم ہو کر ہوا میں ملتا رہتا ہے۔ اور اس لئے ہم اپنے گرد ہوا میں پانی موجود پاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی قرآن شریف میں بھی ہواؤں کو پانی سے لدا ہوا بتایا گیا ہے یعنی بادل وغیرہ۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۴ مسٹر عبدالرحمن صاحب مروت۔ نئی۔ اے ٹیچر اسلامیہ ہائی اسکول ڈیرہ اسماعیل

خاں ۱۰ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۶۴) قرآن شریف میں بارش کا آسمان سے آننا مذکور ہے۔ (۱) لہذا اس پر ایمان رکھنا لازم ہے لیکن اس کی کیفیت کہ کس طرح آتا ہے قرآن مجید میں مذکور نہیں۔ لہذا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ بارش آسمان سے آتی ہے مگر اس کیفیت کے ساتھ جو خدا کو معلوم ہے ہمیں معلوم نہیں۔ قرآن مجید میں بادل کو بارش کا سبب بھی بتایا گیا ہے۔ قالوا هذا عارض ممطرنا۔ (۲) لہذا بادل کو بارش کا سبب جاننا قرآن مجید کے خلاف نہیں بادلوں میں پانی کہاں سے آتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ، سمندر کے بخارات بادل بن جاتے ہیں، یہ بھی ممکن ہے، اور اس طرح بارش ہونا بھی ممکن ہے، اور آسمان سے کسی نامعلوم طریقہ سے بادلوں میں پانی آنا بھی ممکن۔ اس لئے ان دونوں باتوں میں تنافی اور تضاد نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

جنات کی تخلیق پہلے ہوئی یا انسانوں کی؟

(السوال) متعلقہ پیدائش جن

(جواب ۲۶۵) جن انسان سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

۱۔ "وانزل من السماء ماء" (البقرة: ۲۴)

۲۔ الاحقاف: ۲۴

۳۔ "والجن خلقه من قبل من نار السموم" (الحجر: ۲۹) قال ابن کثیر: "(من قبل) ای من قبل الانسان۔" (تفسیر ابن کثیر: ۲: ۵۵۵ طبع سبیل الہدی لاہور)

۱۔ بیل کے سینگ پر زمین کا ہونا ۔

۲۔ کیا زمین گول ہے ؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ زمین کے نیچے بیل ہے۔ اس نے زمین کو اپنے سینگوں میں پکڑا ہوا ہے نیز یہ کہ زمین سات عدد ہیں۔ (۲) سائنسدان کہتے ہیں کہ زمین گول ہے۔ کیا شرعاً یہ ٹھیک ہے ؟

المستفتی نمبر ۱۷۱۲۴ کامرال صاحب (ریاست سوات، صوبہ سرحد) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ

مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۶۶) (۱) یہ روایت اسرائیلیات میں سے ہے۔ اور عقیدہ قائم کرنے کے قابل نہیں۔ (۲) شریعت کو اس سے بحث نہیں کہ زمین گول ہے۔ یا مسطح۔ وہ تزکیہ قلب و تصحیح عقائد اور اصلاح اعمال کی تعلیم کے لئے نازل ہوئی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

چاند میں روشنی آنے پر مغرب کی اذان کہنا ؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیہ دہلی مورخہ ۲ مئی ۱۹۳۸ء)

(السوال) غروب شمس کے واسطے عوام میں مشہور ہے کہ جب چاند میں روشنی آجائے تو اذان مغرب کہہ دیجی درست ہے۔

(جواب ۲۶۷) چاند میں روشنی کی خاص کیفیت اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ بات بطور علامت کے سمجھی جاتی ہے۔ اور ایک حد تک صحیح ہے۔ مگر یقینی اور کلی طور پر دلیل نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

(سوال) ۱۔ کتاب ”ہزار مسئلہ“ معتبر نہیں ؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیہ دہلی۔ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۸ء)

کتاب ہزار مسئلہ کے مسائل اجتماعی طور پر کہاں تک مستند اور معتبر ہیں جب کہ نہ مصنف کا پتہ ہے اور نہ جن کے مسائل میں کسی معتبر کتب حدیثیہ کے دلائل و حوالہ جات ہیں۔

(الف) علی الخصوص زمین کی ساخت کے بارے میں کہ ایک موتی تھا، خدا کے خوف سے پگھل کر پانی ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہوا کو بنا کر پانی پر چلنے کا حکم دیا۔ ہوا کے چلنے سے پانی زور سے ہلنے لگا۔ اور پانی میں کف پیدا ہو گیا۔ یہی کف خشک ہو کر زمین بن گئی۔ قرآن کریم کے لفظ کن فیکون سے کیا مراد ہے ؟

(ب) زمین کی استقامت کے بارے میں کہ زمین ایک بیل کے سینگ پر ہے۔ بیل ایک پہاڑ پر ہے جس کا نام کوہ مسعود ہے۔ کوہ مسعود کوہ غضبان پر ہے۔ علی ہذا یکے بعد دیگرے سے چلا گیا ہے۔ آخر کے متعلق کسی کو علم نہیں۔

(ج) یہ اعتقاد کہ خدائے جل شانہ نے دنیا کو اپنی قدرت سے بالکل معلق رکھا ہے کیسا ہے ؟

(جواب ۲۶۸) کتاب ہزار مسئلہ میں جو مسائل مذکور ہیں وہ قابل اعتماد نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

زمین کا گائے کے سینک پر ہونے کی ایک روایت پر تبصرہ .

(از اخبار سہ روزہ الجمعۃ دہلی - منور نمبر ۱۰ جنوری ۱۹۲۷ء)

(السوال) زید کہتا ہے کہ زیر زمین دریا ہے اور دریا میں مچھلی ہے اور مچھلی کی پشت پر گائے ہے۔ اور گائے کے سینک پر زمین ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

(جواب ۲۶۹) یہ روایت اس ترتیب کے ساتھ سند صحیح سے ثابت نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

گیارہواں باب ذات پات، نسل قبیلہ

۱۔ حضرت صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ، اور عثمان غنیؓ کی

اولاد کا صدیقی، فاروقی اور عثمانی کہلانا درست ہے .

۲۔ صدیقی، فاروقی، اور عثمانی کا اپنے آپ کو قریشی کہنا جائز ہے .

۳۔ خلفائے اربعہ کی سب اولادیں بن نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں .

(السوال) جو شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہے وہ فاروقی کہلا سکتا ہے یا نہیں؟ اور

اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد عثمانی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

صدیقی کہلائے گی یا نہیں؟ (۲) جو شخص آج تک اپنے کو اولاد حضرت سیدنا فاروق یا حضرت سیدنا ابو بکر

صدیق میں رکھ کر اپنے کو فاروقی یا صدیقی کہتا رہا ہے، آیا اس کا یہ فعل کہ اب محض قانونی فائدہ اٹھانے کے

لئے اپنے کو قریشی سے منسوب کرے اخلاقاً اور شرعاً جائز ہو گا یا ناجائز؟ (۳) یہ کہ ہندوستان میں سوائے بن نضر

بن کنانہ کی اولادوں کے خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولادیں کہلاتی ہیں یا نہیں؟

المستفتی سید مطلبی فرید آبادی ۲۰ جولائی ۱۹۲۹ء

(جواب ۲۷۰) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اور اولاد در اولاد فاروقی اور حضرت عثمان رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اور اولاد در اولاد عثمانی اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اور اولاد در اولاد صدیقی

ہے۔ اور یہ سب قریشی ہیں۔ یعنی تمام فاروقی قریشی ہیں اور تمام عثمانی قریشی ہیں اور تمام صدیقی قریشی ہیں۔

کیونکہ ان کے جدا علیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریشی ہیں۔ (۲) کسی فاروقی کا اپنے کو قریشی کہنا اور کسی عثمانی کا اپنے کو قریشی کہنا اور

کسی صدیقی کا اپنے کو قریشی کہنا واقعہً غلط ہے اور نہ شرعاً ناجائز۔ بلکہ ایک حقیقت واقعہ کا اظہار ہے اور اس میں

کوئی شرعی عر فی اخلاقی قانونی قباحت نہیں ہے۔ (۳) خلفاء اربعہ کی اولادیں سب کی سب بن نضر بن کنانہ کی اولاد

میں ہیں۔ (۱) اور سب کی سب قریشی ہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی

کسی مسلمان کو نو مسلم یا کم ذات ہونے کی وجہ سے ذلیل سمجھنا؟

(السوال) ایک عورت ہندو سے مسلمان ہوئی جس کو عرصہ قریب پچیس برس کے گذرا اور مارواڑی قوم کے مسلمان کے ساتھ نکاح کیا۔ چار اولادیں مسلمان حیات ہیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند رہی۔ اب مارواڑی لوگ اس کو برادری میں بٹھانے سے انکار کرتے ہیں کیا وہ عورت مسلمان نہیں ہوئی؟ برادری میں بیٹھنے کے قابل نہیں؟

(جواب ۲۷۱) کسی کا یہ خیال کرنا کہ نو مسلم ہماری قوم سے نہیں اور اس وجہ سے اس کو ذلیل و حقیر سمجھنا گناہ ہے۔ اسلام میں ذات پات کا کوئی لحاظ نہیں۔ اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے انما المؤمنون اخوة۔ (۱) جتنے مسلمان ہیں سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ احکام اسلام کے خلاف کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ کسی کو ذلیل و حقیر سمجھے۔ جو ایسا کرے گا سخت گناہگار ہوگا۔ خداوند تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے۔ وجعلکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (۲) یعنی خداوند تعالیٰ نے تمہارے قبیلے اور خاندان اس لئے مقرر کئے کہ آپس میں تعارف اور شناخت کے کام آئیں۔ بے شک شریف تر تم میں وہی ہے جو پرہیزگار تر ہے۔ یعنی خدا کے نزدیک شرافت کا معیار تقویٰ ہے۔ نہ ذات پات۔ جو لوگ کسی نیک نخت مسلمان کو محض نو مسلم یا کم ذات ہونے کی وجہ سے ذلیل سمجھیں ان کو خدا کے عذاب سے ڈرنا چاہئے اور توبہ کرنا چاہئے۔ معلوم نہیں کس وقت موت آجائے۔ بغیر توبہ مرنے میں عذاب خداوندی کا سخت خوف ہے۔

خلفائے ثلاثہ کی اولاد کو سید کہنا درست ہے یا نہیں؟

(السوال) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کے سوا حضرات خلفائے ثلاثہ کی اولاد کو سید لکھنا یا کہنا جائز ہے یا نہیں؟ (جواب ۲۷۲) سید عربی لفظ ہے جس کے معنی سردار کے ہیں۔ اور اس معنی کے لحاظ سے یہ لفظ ہر بزرگ اور واجب التعظیم شخص کے حق میں استعمال کیا جاتا ہے۔ متقدمین میں طریقہ یہ تھا کہ شاگرد اپنے استاد کو مرید اپنے پیر کو۔ بیٹا اپنے باپ کو، غلام اپنے آقا کو سیدنا مولانا، یا سیدی و مولائی کہا کرتا تھا۔ بے شمار مثالیں اس کی کتب متقدمین سے مل سکتی ہیں۔ لیکن ہمارے عرف میں اس لفظ کے معنی دوسرے ہو گئے ہیں اور وہ یہ کہ ”سید“ بول کر ”علوی“ یعنی اولاد علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ہونا مراد لیا جاتا ہے۔ اور اردو فارسی عبارتوں میں اس کے یہی پچھلے معنی غالب الاستعمال ہیں۔ اگرچہ عربی کلام میں ابھی تک علوی کے معنی میں یہ غالب الاستعمال نہیں ہے لیکن کسی ایسے کلام میں جس میں یہ لفظ علوی کے معنی میں غالب الاستعمال ہو گیا ہو اور اس لفظ سے یہی سمجھا جائے کہ اولاد علی ہونا مراد ہے کسی غیر علوی کے لئے اس کا استعمال کرنا مناسب نہیں کہ اس میں انتساب غیر واقعی کا ایہام ہے اگرچہ استعمال کرنے والے نے سردار کے معنی میں استعمال کیا ہو اور اس وجہ سے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ لیکن ایہام غیر مقصود کی وجہ سے نامناسب ضرور ہے۔ واللہ اعلم۔

خاکرونی کا پیشہ اختیار کرنے کی وجہ سے نو مسلم سے حقارت کا برتاؤ کرنا ۔

(السوال) تابعدار فدوی کا نشیبل عبدالرحیم ولد محمد ہاشم کے خاندان اہل سنت والجماعت نے پیشہ خاکروب کیا تھا۔ چند سال ہوا کہ ہم بھائیوں نے پیشہ ترک کیا۔ اور سنت جماعت بھائیوں کا سوال ہے کہ ہم لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ تو تابعدار کا جواب یہ ہے کہ مسلمان نہیں ہیں تو ہر ایک بات سے کیوں بند نہیں کر دیتے مسجد میں آنا، موت میں آنا، اور قرآن شریف پڑھنا۔ ہمارے سرور کائنات سرکارِ دو عالم ﷺ کا کیا فرمان ہے۔ تابعدار کے خاندان نے پیشہ خاکرونی کیا۔ اس لئے ہم بھائیوں کے ہاتھ کا کھانا ناجائز ہے، تو تابعدار کا سوال ہے کہ کون سی حدیث اور فقہ میں ہے کہ جس نے غلاظت صاف کی اس کے ہاتھ کا کھانا ناجائز ہے۔ اور جو غلاظت کھاتے ہیں ان کے ہاتھ کا جائز ہے۔ جس روز سے تابعدار نے یہ لفظ سنا کہ مسلمان نہیں اس روز سے تابعدار نے اسلام کی ہر ایک بات چھوڑ دیا ہے۔ لہذا تابعدار کو دوسرے مذہب میں شامل ہونے کی اجازت دی جائے۔

المستفتی نمبر ۶۷۷ عبدالرحیم کا نشیبل نمبر ۱۶۱ پولیس بلڈانہ برار۔ مورخہ ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء

یہ غالباً نو مسلم ہیں اور مسلمان ان سے حقارت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ لہذا ان کی تائید میں کوئی جواب ہو جائے تو ان کی آسانی کا باعث ہو گا۔ خواجہ حسن نظامی۔

(جواب ۲۷۳) اسلام کا حکم یہ ہے کہ جو شخص خدا و رسول پر ایمان لے آیا اور جو باتیں کہ پیغمبر خدا لائے ہیں ان کو مان لیا اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب تسلیم کر کے اس کے احکام کو قبول کر لیا، وہ سب مسلمانوں کا بھائی ہو گیا، خواہ کسی قوم اور کسی ذات کا ہو۔ اسلام نے چھوت چھات قائم نہیں کی بلکہ اس کو اٹھا دیا ہے۔ جو لوگ اس سے چھوت کریں یا تمہارے ہاتھ کی چیز سے پرہیز کریں یا تم کو ذلت و حقارت کی نظر سے دیکھیں وہ اسلامی احکام سے ناواقف ہیں۔ خدا و رسول کے نافرمان اور گنہگار ہیں۔ (۱) تم ہر گز دل تنگ نہ ہو اور اسلامی کاموں کو ادا کرتے رہو اور مضبوط رہو۔ اور ان لوگوں سے کہو کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی عزت دی ہے۔ تم ہم کو حقارت سے دیکھ کر گنہگار نہ بنو۔ انما المؤمنون اخوة (۲) قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

حدیث ”قدموا قریشاً“ کی تخریج اور اس کا مفہوم ۔

(السوال) میں نے ایک رسالہ میں یہ حدیث دیکھی ہے۔ قد موا قریشاً ولا تقد مواہا تعلموا منہا ولا تعلمواھا۔ الحدیث۔ اخرجه ابن البخاری (از کنز جلد ۷ ص ۱۲۰) آیا یہ حدیث صحیح ہے یا غیر صحیح اور بصورت صحیح ہونے کے اس کا مطلب کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۷ مولوی محمد زکریا۔ عربک ٹیچر مسلم ہائی اسکول انبالہ۔ ۲۴ شوال ۱۳۵۴ھ

مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۴) یہ حدیث کنز العمال کے ص ۱۴۰ جلد ہفتم میں موجود ہے۔ (۱) لن التجار سے نقل کی ہے اور مناوی نے کنوز الحقائق میں اس کو روایت کر کے (الشافعی) کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور لا تعلموها کے بجائے لا تعلموها ذکر کیا ہے اور جامع صغیر میں کئی حوالوں سے بالفاظ مختلفہ ذکر کیا ہے (۲) مثلاً اس میں ہے قدموا قریشا ولا تقدموها وتعلموا من قریش ولا تعلموها. الشافعی والبیہقی فی المعرفة عن ابن شہاب بلا غا (عد) عن ابی ہریرۃ (صح) قدموا قریشا ولا تقدموها وتعلموا من قریش ولا تعلموها ولولا ان تبطر قریش لا خبر تھا بما لخیارہا عند اللہ تعالیٰ (طبرانی) عن عبد اللہ بن السائب (صح) قدموا قریشا ولا تقدموها ولولا ان تبطر قریش لا خبر تھا بما لہا عند اللہ. البزاز عن علی (صح) یعنی یہ حدیث لن التجار اور شافعی اور شافعی اور ابن عدی اور طبرانی اور بزاز نے روایت کی ہے۔ اور جامع صغیر میں اس کی تمام روایتوں پر صحت کی علامت کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث صحیح ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ قریش مقدم (مقتدا) ہونے کے اہل ہیں۔ ان کو مقدم رکھو اور (ما اقاموا الدین) (۳) جب تک ان کی اہلیت قائم ہو تم ان سے مقدم ہونے کی کوشش نہ کرو۔ اور قریش (یعنی عمرت نبویہ) سے دین سیکھو یا قرآن مجید کی قرائت (لان القرآن أنزل بلغة قریش) (۴) حاصل کرو اور اس بارے میں ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کی راہ اختیار نہ کرو۔ یہ فقط ایصال حق الی اہلہ کی تعلیم ہے اور اہلیت کا ثبوت ان کے لئے علی مابینہی ہے نہ کہ بطور لزوم جیسے کہ لفظ ما اقاموا الدین سے ظاہر ہے کہ دین سے روگردانی پر وہ قیادت اور تقدم کے مستحق نہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

بنو ہاشم بھی سید ہیں۔

(السوال) بنو فاطمہ کے علاوہ بنو ہاشم بھی سید ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۲۲ محمد نذر شاہ (ضلع گجرات) ۶ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۵) بنو ہاشم کے علاوہ دوسرے ہاشمی بھی لغت و احتراماً سید ہیں اور حرمت صدقہ کے حکم میں شامل ہیں۔ مگر اصطلاحاً "سید" کا لفظ صرف بنو فاطمہ کے لئے خاص ہو گیا ہے۔ محمد کفایت اللہ

جن لوگوں کے لئے صدقہ لینا حرام ہے ان کو سید پکارنا ضروری نہیں۔

(السوال) کیا مذہب اسلام کا یہ حکم ہے کہ جن افراد پر از روئے شرع شریف صدقہ حرام ہے اور وہ مستحق

۱۔ کنز العمال، الباب الرابع فی القباہل و ذکر ہم نمبر ۳۳۸۰۸، نمبر ۳۳۸۹۳ مقبۃ التراث الاسلامی۔

۲۔ الجامع الصغیر (حرف القاف قدموا) ۲: ۲۱۱ ط مصر۔

۳۔ بخاری، کتاب الاحکام، باب قول اللہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسل الخ: ۲/ ۵۷ ط قدیمی۔

۴۔ "فاکتبوا بلسان قریش فان القرآن انزل بلسانہم" (بخاری باب نزول القرآن بلسان قریش الخ: ۲/ ۵۷ ط قدیمی)

خمس ہیں۔ ان کو بغرض اظہار نسب سید اور سادات سے موسوم و مخاطب کیا جائے۔ بیوا تو جرولہ۔
 المستفتی نمبر ۹۳۸ سید کمال احمد۔ دہلی۔ ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء
 (جواب ۲۷۶) صدقہ بنی ہاشم پر حرام ہے۔ اور بنی ہاشم میں جن پر صدقہ حرام ہے عباسی اور بنو حارث اور
 اولاد جعفر بن ابی طالب اور اولاد عقیل بن ابی طالب اور اولاد علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب شامل
 ہیں۔ (۱) ان سب کے لئے لفظ ہاشمی ایسا لفظ ہے جو اظہار نسب کے ساتھ اظہار حرمت صدقہ کے لئے کافی ہے۔
 سید کا لفظ اس معنی میں محاورات عرب میں مستعمل نہ تھا۔ ہندوستان میں بھی اتنے عام معنی میں متعارف
 نہیں ہے۔ بلکہ حضرت علی کی تمام اولاد پر بھی حاوی نہیں۔ صرف اولاد فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر
 عرفاً لا جاتا ہے اس سے واضح ہو گیا کہ شریعت میں کسی ایسے حکم کا وجود نہیں کہ لفظ سید اپنے نام کے ساتھ
 حرمت صدقہ کے اظہار کی غرض سے لکھنا یا کہنا ضروری ہو۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

محض نسب کی بنا پر دوسرے مسلمان کو ذلیل سمجھنا۔

(السوال) جو مسلمان دوسرے مسلمان کو کسی حیثیت سے ذلیل سمجھے اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرے وہ
 کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۰۱ غلام محمد۔ امرہ۔ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۳۶ء
 (جواب ۲۷۷) محض نسب کی بنا پر کسی کو ذلیل سمجھنا اور ذلیل سمجھنا اسلامی تعلیم کی رو سے غلط اور ناجائز ہے (۲)
 اور اس بنا پر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا موجب فسق ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

سید ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو ذلیل سمجھنا۔

(السوال) کسی کا محض اس بنا پر کہ میں شیخ و سید ہوں، اپنے کو بڑا سمجھنا اور پیشہ و اقوام مثلاً باندہ ندال حجام
 وغیرہ کو ذلیل سمجھنا اعتبار نسب کے جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۹ ایم۔ عمر صاحب (ضلع سارن) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۶ء
 (جواب ۲۷۸) سادات کے لئے اور اسی طرح صحابہ کرام اور بزرگوں کی اولاد کے لئے ایک قسم کا شرف
 حاصل ہے۔ لیکن وہ اسی وقت معتبر اور کارآمد ہے کہ اعمال کے لحاظ سے بھی وہ شخص اچھا ہو اور باوجود اس کے
 دوسروں کو ذلیل نہ سمجھے (۲) اور ان کے ساتھ شہور کی طرح معاملہ نہ کرے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

۱۔ "ولا تدفع الی بنی ہاشم و ہم ال علی وال عباس وال عقیل وال الحارث بن عبدالمطلب" (حدیث: ۲۰۶/۱ مکتبہ شریعت علمیہ)
 ۲۔ "یا ایہا الناس انا خلقکم من ذکر و انثی و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم" (الحجرات: ۱۳)
 ۳۔ "یا ایہا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منهم" (الحجرات: ۱۱)

۱۔ ذات پات کی وجہ سے عزت اور ذلت کا فرق کرنا۔

۲۔ اعلیٰ ذات والے غیر مسلم کو گھٹیا پیشہ والے مسلمان پر ترجیح دینا۔

(السوال) (۱) مثل ہندوؤں کے شیخ سید مغل پٹھان کو اعلیٰ ذات سمجھنا اور باقی کو ذلیل سمجھتے ہوئے اپنے برابر ٹھکانا ان کے ساتھ شورور جیسا سلوک کرنا کیسا ہے؟

(۲) ہندوؤں کے اعلیٰ ذات برہمن راجپوت وغیرہ کو برابر ٹھکانا، اور مسلم پیشہ ورا قوام مثل بافندہ وغیرہ

کو برابر نہ ٹھکانا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۰۱۹ ایم۔ عمر صاحب انصاری (ضلع سارن) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۴ جون

۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۹) مسلمانوں میں اور اسلام میں ذات کے طبقات پر شرافت اور ذلت کا فرق نہیں۔ اسلام میں شرافت صلاحیت اعمال و تقویٰ پر ہے۔ (۲) اسلامی شرافت نسبی شرافت سے بالاتر ہے۔ ایک مسلمان پیشہ ور صالح متقی غیر مسلم نسبی شریف سے اکرام و اعزاز کا زیادہ مستحق ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

غیر مسلم کا جھوٹا استعمال کرنا درست ہے بشرطیکہ اس کے منہ سے کوئی نجاست نہ لگی ہو۔

(السوال) ملک حاجی عبدالعزیز نے اچھوت کا جھوٹا پانی پیا۔ (روزنامہ آفتاب ۲۵ جولائی ۱۹۳۶ء)

(۱) گزشتہ شب کھانا کھا رہے تھے مسٹر چندرا کی تقریر ہو چکی تو مولانا مولوی محمد عثمان صاحب نے جو جلسہ کے صدر تھے، اپنی فاضلانہ تقریر کے دوران میں اسلام کی تعلیم اور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کو حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے اچھوت بھائیوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایک مسلمان ان کے ساتھ بیٹھ کر ایک تھالی میں کھانا کھا سکتا ہے۔ اور ایک گلاس میں پانی پی سکتا ہے۔ مولانا کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ ملک حاجی عبدالعزیز نے سرے ہو کر سب اچھوت بھائیوں کے سامنے مسٹر چندرا کا جھوٹا پانی جو گلاس میں میز پر رکھا تھا، پی لیا اور ثابت کر دیا کہ مسلمانوں میں بالکل اچھوت چھات نہیں ہے۔ ملک صاحب نے پانی پیا تو چاروں طرف سے احسنت و مرحبا کے نعرے بلند ہوئے۔ مولوی محمد عثمان صاحب نے تقریر کرتے ہوئے بہت سے واقعات کا ذکر کیا۔ پھر ملک صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس طرح انہوں نے آپ کے سامنے مسٹر چندرا کا پانی پیا، کیا کوئی ہندو کر سکتا ہے۔ اس پر ایک ہندو نوجوان جلسہ میں کھڑے ہو کر یوں کہ ہاں میں پی سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے سب کے سامنے ایک دوسرے اچھوت کا جھوٹا پانی پیا۔ مولانا نے اس پر اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا کہ یہ اسلام کی پاک تعلیمات کا اور حضور نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کا اثر ہے کہ آج ہندوؤں بھی اسلام کی تعلیمات کی طرف رجوع کر رہے ہیں اور بری رسومات کو چھوڑ رہے ہیں۔ جلسہ خیر و خوبی سے ختم ہوا۔

(۲) مسلمانوں میں کسی قسم کی اچھوت چھات نہیں۔ مدیر آفتاب اچھوت بھائیوں کا مہمان

گذشتہ شب مسٹر چندراجب تقریر ختم کر چکے اور جلسہ برخواست ہو چکا تو کمہار واڑہ کے اچھوتوں نے مسٹر چندرا کو درخواست کی کہ وہ ان کے پاس رات گزاریں اور ان کے مہمان ہوں۔ انہوں نے مدیر آفتاب سے دریافت کیا کہ ان کو بھنگیوں کے ہاں رہنے میں کچھ عذر ہو گا۔ وہ چاہتے تھے کہ مدیر آفتاب ان کے ترجمان کا فرض ادا کریں۔ اس لئے کہ مسٹر چندرا کی زبان سے ناواقف ہیں۔ مدیر آفتاب نے اچھوت بھائیوں کی دعوت کو نہایت خوشی سے قبول کر لیا۔ اور وہ مسٹر چندرا کے ساتھ شب بھر بھنگیوں کے کورٹر میں قیام پذیر رہا۔ اچھوت بھائیوں نے اپنی حیثیت کے مطابق اپنے مہمان کی خاطر داری میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ اور صبح کا ناشتہ کرا کے ان کو رخصت کیا۔ نقیب کراچی ۲۷ جولائی ۱۹۳۶ء۔

علمائے کرام کیوں خاموش ہیں؟

کراچی میں ایک نیچری خیال کا لاندہب ایک اردو اخبار کی پناہ لے کر علی روس الاشہاد سورہ ممتحنہ اور قرآن پاک کی مقدس آیات کا خاکہ اڑا رہا ہے، لیکن کسی بھی عالم دین کو یہ جرات نہیں ہوتی کہ اس دریدہ دہن کے منہ میں لگام دے۔ یوں تو معمولی معمولی ناکارہ چیزوں پر وہ فتویٰ دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور الیکشن تک کے معاملات میں ان کے افتاء کی زد سے محفوظ نہیں رہتے لیکن ظلم کی بات ہے کہ ایک لاندہب شخص اسلام اور مسلمانوں کی مسلم کھلا تضحیک کر رہا ہے۔ اور علماء حق کو ”بجومت“ کے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ مگر کسی عالم کی غیرت ایمانی کو احساس نہیں ہوتا۔ آج کہاں ہیں وہ مبلغ اسلام حافظ مولوی محمد حسن صاحب، مولانا مولوی ایوب بیگ صاحب، مولوی رحمت اللہ صاحب مولوی محمد عثمان صاحب اور حکیم علی محمد صاحب۔ ذرا ملاحظہ تو کریں کہ ملک عبدالعزیز آف پنجاب ہوٹل اور مدیر آفتاب جیسے نمائشی مسلمان مردار خوار لوگوں کے ساتھ چائے پیتے اور ان کا جھوٹا پانی پیتے ہیں اور وہ بھی برسر عام بے علم اور سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے۔ اسلام ہر گز اجازت نہیں دیتا کہ ایسے شخص کا جھوٹا کھایا جائے جو حرام اور مردار اشیاء کو جائز اور حلال سمجھ کر کھا رہا ہو، تاوقتیکہ وہ مسلمان ہو کر ان اشیاء سے تائب نہ ہو جائے۔ لیکن افسوس ہے کہ صرف غیر مسلموں پر جھوٹا اثر قائم کرنے کے لئے یہ علم دین سے بے خبر لوگ اسلام کو ذلیل کرتے پھرتے ہیں۔ کیا غیر مسلموں پر اسلام کا اثر اسی صورت سے ڈالا جاسکتا ہے کہ ان کا جھوٹا پانی پیا جائے۔ اور ان کے ساتھ کھانا کھلیا جائے۔ اسلام کی سطح محبت ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس کی مقدس تعلیم اور زرین اصولوں پر کاربند ہو کر ہر مسلمان و نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر سکتا ہے کہ غیر مسلم خود اسلام کے شیدائی بن جائیں۔ آج اس قسم کے نئے مسلمان اپنی حرکات سے اسلام کو جائے فائدہ پہنچانے کے نقصان پہنچاتے ہیں۔ مسلمانوں کو ضرورت نہیں ہے کہ وہ کسی بے دین یا مشرک کا جھوٹا کھائیں۔ بلکہ دنیا اور دین میں باعزت اور خوشگوار زندگی بسر کرنے کے لئے بے دینوں اور مشرکوں کو اسلام کی پناہ میں آنے کی ضرورت ہے اور جیسے جیسے ان کو احساس ہوتا ہے وہ حلقہ بگوش اسلام ہوتے جاتے ہیں۔ شیخ خالد لطیف گاما اور شیخ عبداللہ گاندھی اور دوسرے ہزاروں نو مسلم اس لئے مسلمان نہیں ہوئے کہ ملک عبدالعزیز نے ان کا جھوٹا پانی پیا تھا۔ یا قاضی محمد مجتبیٰ صاحب نے ان کے سامنے بھنگیوں اور چمادوں کی محفل میں بیٹھ کر چائے نوشی کی تھی۔

نہیں تفاوت رہ از کجاست تا کجا

آج کراچی کے علماء دین اور مبلغین کا فرض ہے کہ وہ اپنے عشرت کدوں سے باہر نکلیں اور میدان میں آکر اسلام کی صحیح تعلیم مسلمانوں اور غیر مسلموں کے سامنے پیش کریں اور اس غلط فہمی کو دور کریں جو ان جاہلوں کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہے۔ اسلام کی نظر میں تمام غیر مسلم خواہ وہ اچھوت ہوں یا برہمن چھتری ہوں یا ویش ایک ہیں۔ ان میں سے جو بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو وہ ان کا بھائی ہے۔

المستفتی نمبر ۱۰۸۷ محمد یوسف صاحب دہلوی۔ (کراچی) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق

کیم اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۰) اسلام میں چھوت چھات نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام نے وزن کے لحاظ سے مسلمانوں یا غیر مسلموں کو کاسز میں تقسیم نہیں کیا ہے۔ اور کوئی شخص اپنی نسل اور قومیت کے لحاظ سے اچھوت نہیں۔ ہاں اگر وہ کوئی ایسی شے استعمال کرتا ہے جو اسلام نے ناپاک یا حرام قرار دی ہے تو اس سے مسلمان اس لئے احتراز کرے گا کہ ناپاک یا حرام چیز کا اس کے ساتھ لگاؤ نہ ہو جائے۔ خواہ استعمال کرنے والا مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اسلام نے انسان کے بدن کو (جب کہ اس پر کوئی خارجی نجاست نہ ہو) پاک قرار دیا ہے اور اس میں مسلمان اور کافر کا فرق نہیں کیا۔ اور اسی بناء پر انسان کا جھوٹا پاک ہے۔ (۱) خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ پس اگر کوئی مسلمان کسی کافر شریف یا اچھوت کا جھوٹا پانی پی لے تو بشرطیکہ اس کافر نے کوئی ناپاک چیز کھائی پی نہ تھی، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر کوئی مسلمان یا کافر شراب پی کر فوراً گلا اس سے پانی لے تو یہ جھوٹا پانی پینا ناجائز ہے کہ اس میں شراب پینے کی وجہ سے نجاست آگئی۔ (۲) پس نقیب کراچی کا مضمون بھی اعتدال سے متجاوز ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی۔

۱۔ ایک برتن میں غیر مسلم بھنگی کے ساتھ کھانا کھانا۔

۲۔ غیر مسلم سے مسجد میں جھاڑو دلوانا۔

(السوال) (۱) ایک غیر مذہب بھنگی کے ساتھ مسلمان کو کھانا ایک پلیٹ میں کیسا ہے؟

(۲) ایک غیر مسلم بھنگی کو بلا کر مسجد میں جھاڑو دلوانا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۶ شیخ عبدالغفور صاحب (دہلی) ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸۱) (۱) اسلام کا اصول یہ ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ (۲) اس میں بھنگی اور چمار کا بھی سوال نہیں ہے۔ سوال میں غیر مذہب بھنگی کی تصریح کی گئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر غیر

۱۔ "الاول من الاقسام سور" طاهر مطہر بالاتفاق من غیر کراہۃ فی استعمالہ وھوما شرب منه آدمی لیس بشما نجاسة..... ولا فرق بین الصغیر والکبیر والمسلم والکافر والحائض والجنب." (نور الابضاء مع شرحہ مراقی الفلاح

الطبعة الاولى: ص ۱۸ ط مصطفى البابی الحلبي واولاده بمصر)

۲۔ "واذا تنجس فمہ فشرب الماء من فورہ تنجس۔" (حوالہ بالا)

۳۔ واما نجاسة بدنه فالجمهور علی انه لیس بتجسس البدن والذات لان الله تعالى احل طعام اهل الكتاب. (تفسیر ابن کثیر

نحت قوله تعالى انما المشرکون نجس الآية: ۲/۲۴ ط سهیل اکیڈمی)

مسلم بھیجی کو نہلا دھلا کر اس کا بدن اور ہاتھ پاک صاف کر لئے جائیں تو اس کے ساتھ ایک برتن میں کھانے والا محض اس بناء پیکہ غیر مذہب کے ساتھ کھایا ہے ناپاک کھانے یا حرام کھانے کا مرتکب قرار نہ دیا جائے گا کیونکہ اس مفروضہ صورت میں اس کے ہاتھ پاک کر لئے گئے ہیں۔ رہی یہ بات کہ اس نے غیر مذہب اور بھیجی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیوں کیا تو یہ بات مختلف حالات اور مختلف مصالح کے لحاظ سے بدل سکتی ہے۔ اگر کوئی معقول وجہ اپنے ساتھ کھلانے کی ہو تو پھر کوئی الزام و اعتراض نہیں اور اگر کوئی معقول وجہ نہ ہو تو بلا وجہ غیر مسلموں کے ساتھ کھانے پینے کے تعلقات قائم کر لینا الزام ہو گا مگر ناپاک یا حرام کھانے کا الزام نہ ہو گا۔

(۲) احاطہ مسجد میں نماز کی جگہ کے علاوہ باقی جگہ میں بھیجی سے جھاڑو دلوائی جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر بھیجی کے پاؤں اور بدن پاک ہونے کا یقین ہو تو نماز کی جگہ میں بھی اس سے جھاڑو دلوائی جاسکتی ہے۔ کیونکہ انسان کا بدن فی حد ذاتہ اسلامی اصول کے لحاظ سے پاک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

(۱) ذات پات کی تمیز مٹانے کے لئے بطور تواضع فقیر کا لفظ استعمال کرنا۔
 (۲) فقیر کا مفہوم گداگر متعین کر کے ایسے افراد کی تذلیل کرنا اور مستحق حقوق سے محروم کرنا ظلم ہے۔

(۳) فقیر کا لفظ چھوڑ کر اپنے اصلی قبیلہ کی طرف انتساب درست ہے۔

(السوال) ہمارے علاقہ ہریانہ میں ائمہ مساجد، متولی خانقاہ ایک زمانہ سے پشت در پشت نسلاً بعد نسل تبلیغ اسلام کا اہم فریضہ ادا کر رہے ہیں اور اس تبلیغی جماعت کے افراد نے اپنی اصلی ذات و قبیلہ شیخ، قریش، سید، مغل، پٹھان وغیرہم سے منسوب ہونے کے بجائے محض باتباع سنت نبوی ﷺ الفقیر فخری و تقلید علماء عظام و صوفیائے کرام ہندی اقوام سے ذات پات کی تمیز مٹانے کے لئے اپنے آپ کو بطور انکساری کلمہ فقیر سے موسوم کیا اور ہر تقریر و تحریر میں منکسرانہ طریق پر فقیر ظاہر کرتے رہے۔ جیسا کہ اس کلمہ کا استعمال روشن ضمیر علمائے عظام پر بخوبی روشن ہے۔ چنانچہ اس علاقہ میں اس جمعیت (مالا امام متولی خانقاہ) کے افراد اسی کلمہ سے موسوم ہو رہے ہیں لیکن ایک انتقال اراضی کے باعث پنجاب و بالخصوص علاقہ ہریانہ میں زراعت وغیرہ زراعت پیشہ یعنی ذات پات کی تمیز خود مسلمانوں میں ہو چکی ہے بلکہ حقوق ملکی، زرعی، ملازمتی میں اس ذات پاک کا امتیاز قائم ہو چلا ہے اور اس جمعیت کے افراد از مہد تا لحد خدمت اسلام و مسلمین کے صلہ میں سید القوم خاد مہم کی بجائے محض فقیر موسوم ہونے کے باعث باوجود جملہ صفات و ضروریات زمانہ ہر شعبہ، صیغہ سوسائٹی، حکومت میں ذلیل کئے جا رہے ہیں اور چند مواضع کے واحد بسویدار و مثل و دیگر کاشتکاران پیداوار اراضی پر بسر اوقات کرنے کے باوجود حقوق زرعی فوجی ملازمتی سے محروم کئے جا رہے ہیں۔ اس اللہ کا نام بلند کرنے والی، اللہ کے گھروں کو آباد کرنے والی جماعت کے افراد پر فی زمانہ جملہ وسائل ترقی ہر طرح و ہر طرف سے بند کر کے ان پر دائرہ معیشت تنگ کیا جا رہا ہے۔ لہذا علمائے عظام کی خدمت میں اس طبقہ کی موجودہ حالت پیش کر کے التماس ہے کہ براہ مہربانی سوالات ذیل کا جواب باصواب فرداً فرداً بروئے

شریعت حقہ عطا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(۱) طبقہ مسلمین میں مثل قریش، سید، مغل، پٹھان وغیرہم قبائل، فقیر بھی کوئی ایسی قوم یا ذات ہے یا کلمہ انکسار ہے۔ جس سے سلف صالحین اور ان کی اولاد و جانشین موسوم ہوتے رہے ہیں۔

(۲) زید اور اس کی برادری بصورت مذکورہ بالا لفظ فقیر سے موسوم ہے۔ ان کو باوجود جملہ صفات ضروریات کی ذات فقیر (جس کے معنی فی زمانہ پیشہ ور گداگر کے لئے جارہے ہیں) حقارتاً کہہ کر سوسائٹی و حکومت میں ذلیل کرنا اور ہر مستحق حقوق سے محروم کرنا اور کرنا بلکہ ملازمت تک سے ہر طرف کرنا مسلم آزادی و ظلم موجب گناہ ہے یا نہیں۔

(۳) اس تذلیل سے بچنے اور اپنے تمدنی و معاشرتی ترقی کے لئے اپنے اصلی قبیلہ (قریش، سید، مغل، پٹھان وغیرہم سے منسوب ہو کر بدستور خدمت اسلام بجالانا کیسا ہے (اور بجائے فقیر اپنی اصلی نسب ہی شیخ، سید، مغل وغیرہ درج کرنا کیسا ہے۔

(المستفتی نمبر ۱۵۸۱ محمد سلیمان صاحب صدیقی (ضلع حصار) ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۸ جولائی

۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۸۲) مسلمانوں میں فقیر کوئی ذات اور کوئی نسل نہیں ہے۔ فقیر ایک لقب تھا جو کوئی شخص بطور انکسار اپنے لئے یا بطور اظہار زہد دوسرے شخص کے لئے استعمال کرتا تھا اور ہر نسل والا شخص (خواہ علوی ہو یا فاطمی، مغل یا افغان یا اور کوئی) اس لفظ کو استعمال کر سکتا تھا۔ پس اس کو ایک ذات قرار دے لینا صریح غلطی ہے اور اس کا مفہوم گداگر متعین کر دینا خواہ سادات، قریش یا عرب نسل سے ہوں یا مغل، پٹھان وغیرہ نسلوں سے ہوں، ایک ظلم ہے جس کا رفع کرنا ضروریات میں سے ہے۔ اور فقیروں کی اس جماعت میں سے ہر شخص کو اپنی نسل کے لحاظ سے سید یا قریشی یا مغل وغیرہ کا لقب اپنے نام سے ملحق کرنا جائز ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسلمانوں کو جائز پیشہ کی بناء پر ”جولاہا“ کہہ کر اس کی تذلیل کرنا۔

(السوال) ایک مسلم و مومن کی شان میں کسی ایسے لفظ کا استعمال کرنا جس سے اس کی تضحیک و تذلیل ہوتی ہو شرعاً جائز ہے یا ناجائز اور ایسے معاملہ میں مسلمانوں کو کس طرح کا احتیاط لازم ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو کہ ایک مسلم خاندان جس میں علماء و مشائخ صالحین و مدرسین کثرت سے موجود ہوں ان کے آبائی پیشے بافندگی کی بناء پر اس پورے قبیلے کا نام جولاہا رکھ دیا گیا ہے اور اس لفظ جولاہے کو تمام باشندگان ہندوستانی خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم عرف و حقیقت دونوں میں اتنا معیوب اور مذموم سمجھتے ہیں کہ مسلم خاندان تو درکنار اگر ڈوم اور چمار کو بھی لفظ جولاہے سے تعبیر کیا جائے تو چراغ پا ہو جاتا ہے اور اپنے لئے اسے نہایت تذلیل و تضحیک کا سبب سمجھتا ہے۔ اس لئے کہ کوئی دوسرا لفظ اس سے بدتر کسی خاندان کی تضحیک و تذلیل کے لئے عرف میں ہنوز نہیں ہے۔ تو اب ایسی صورت میں خاندان کے متعلق جن کے آباؤ اجداد بافندہ تھے یا اس کے اکثر افراد اب بھی اسی پیشہ کو کرتے ہیں تو اس پیشے کی بناء پر ایسے ذلت آمیز لفظ ”جولاہا“ کا استعمال کرنے والا

کسی شرعی سزا کا مستحق ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کے ساتھ مسلمانوں کا کیسا برتاؤ ہونا چاہئے۔ قرآن مجید، حدیث شریف و فقہ حنیف کی رو سے حکم صادر فرما کر اس شر و فتن کے زمانے میں صحیح طریق عمل بتلا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(المستفتی نمبر ۱۷۷۸ محمد نصیر الدین عفی عنہ (گیا) ۱۲ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۸۳) جائز پیشے کی بناء پر کسی کو ذلیل سمجھنا اسلامی احکام اور اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ مسلمانوں میں یہ مرض ہندوستان میں ہندوؤں کے اختلاط سے (کہ ان میں ذات پات کی تقسیم اور پیشوں پر شرافت اور ذلت کی بنیاد رکھی گئی ہے) پیدا ہوا ہے اور بد قسمتی سے اسی درجے پر پہنچ گیا ہے، جس درجے پر ہندوؤں میں ہے اور اس نے اسلامی وحدت کو پاش پاش کر دیا۔ چونکہ پیشوں پر شرافت اور رذالت کی بنیاد قلوب و اذہان میں راسخ ہو گئی ہے اس لئے ایسے الفاظ جو دراصل پیشوں کے ظاہر کرنے کے لئے وضع کئے گئے تھے ان کی اصل وضع میں عزت و ذلت کا مفہوم نہ تھا، جیسے لفظ جولابا صرف بافندگی کے اظہار کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ اس عام تخیل کی بناء پر ذلت و رذالت کے مفہوم کے حامل بن گئے اور جولابے کا اطلاق کرنا گویا اس کو ذلیل کہہ دینے کے قائم مقام ہو گیا اس لئے یا تو اس تخیل کو رد کیا جائے یا ایسے الفاظ کے اطلاق سے احتراز کیا جائے۔ یہ احتراز کا حکم اسی اصول پر مبنی ہے کہ گواطلاق کرنے والے کی نیت میں تذلیل و توہین نہ ہو۔ اظہار حرفۃ و اظہار حقیقت ہی مقصود ہو۔ مگر یہ لفظ عام تخیل کی لحاظ سے توہین و تذلیل کا حامل ہو گیا ہے۔ جیسے حدیث شریف کے وہ الفاظ جو آنحضرت ﷺ کے حالات کے بیان میں آتے ہیں۔ یعنی کان یرکب الحمار (۱) و یخصف نعلہ (۲) اس کے ترجمہ میں حمار کا ترجمہ دراز گوش کرنا لازم ہے اور یخصف کا ترجمہ اصلاح فرما لیتے تھے کرنا لازم ہے اور اگر اطلاق کرنے والے کی نیت بھی تذلیل و توہین کی ہو تو پھر وہ سبب المسلم فسوق (۳) میں داخل ہو کر کم از کم فاسق تو ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

سادات کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟

(السوال) بہت سے لوگ یہ سوال پیش کرتے ہیں کہ سید قوم کہاں سے شروع ہے اور اس لقب سے کیا مراد ہے؟ یعنی سادات کا سلسلہ کہاں سے شروع ہوا اور سید کس لئے کہلائے گئے اور یہ نسب کیا ہے اور سید کے کیا معنی ہیں اور شیعہ کیا ہے؟

(المستفتی نمبر ۱۷۷۹ عابد علی صاحب، بنگال۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ ستمبر

۱۹۳۷ء)

۱. شمائل ترمذی، باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ص ۲۲ ط ایچ ایم سعید۔
۲. مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی، باب فی اخلاقہ و شمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم: ج ۲ ص ۵۲۰ ط سعید۔
۳. بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ترجعوا بعدی کفاراً: ۱۰۴۸/۲ ط قدیمی

(جواب ۲۸۴) یہ ذاتوں کا سلسلہ جس طرح کہ عجم میں اب قائم ہو گیا ہے، اسلام کے ابتدائی زمانہ میں نہ تھا۔ اب تو شیخ، صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی اور سید سب الگ الگ ذاتیں سمجھی جانے لگیں۔ حالانکہ یہ سب قریش اور شیخ قریشی ہیں۔ ان میں سے سید وہ کہلاتے ہیں جو حضرت علیؑ اور فاطمہؑ کی اولاد میں داخل ہیں۔ پس سید تمام کے تمام قریشی بھی ہیں۔ انصاری وہ لوگ ہیں جو قریشی نہیں ہیں۔ مدینہ طیبہ کے رہنے والے غیر قریشی انصاری کہلاتے تھے۔ ان کی اولاد شیوخ انصاری کہلاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ سید اور صدیقی اور فاروقی اور عثمانی اور حضرت علیؑ کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہؑ رضی اللہ عنہا سے ہیں سب قریش میں داخل اور باہم ایک دوسرے کے ہم کفو ہیں اور پٹھان اور مغل عجمی قومیں ہیں۔ ان کا عرب کے ساتھ سلسلہ النسب نہیں ملتا۔ اسی طرح عجم اور ہندوستان کی دوسری نو مسلم اقوام شیخ کہلاتی ہیں۔ پس شیخ کا لفظ عرب کے بہت سے سلسلوں (مثلاً انصاری، صدیقی، فاروقی، عثمانی، زبیری وغیرہم) اور بہت سے عجمی نو مسلم قوموں پر بولا جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

محض پیشے کی بناء پر اپنے آپ کو انصاری کہنا درست نہیں

(سوال) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں حضرت ایوب انصاری صاحب کپڑا بن کر تیار کرتے تھے اور فروخت کرتے تھے اس لئے اس زمانے کے وہ مسلمان جو کہ کپڑا بناتے ہیں اور فروخت کرتے ہیں اپنے کو انصاری قرار دیتے ہیں، جس کو کہ ہندوستان میں مومن یا نورباف یا جولاہا کہہ کر پکارا جاتا ہے، کیا ان اصحاب کے زمانے میں کوئی ایسا بھی فرقہ تھا جو روئی کو صاف کر کے یعنی دھن کر قابل سوت بناتا تھا۔ یعنی روئی کو دھنٹا بھی تھا اور دھن کر سوت تیار کرتا تھا اور سوت تیار کر کے کپڑا بھی بناتا تھا۔ ایسے لوگ اس زمانے میں تھے تو ان کا کیا نام تھا اور کس فرقے اور کس جماعت سے موسوم کئے جاتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ایوب کے فرقے کے لوگ لقب انصاری سے موسوم کئے جاتے ہیں، اور جن کا فرقہ ہندوستان میں اس زمانہ میں نداف یا دھنیا کے نام سے پکارا جاتا ہے اور فرقہ انصاری کے قدم بقدم چلنے والا ہے۔ اس لئے التماس ہے کہ اس فرقہ کے لوگ زمانہ خلافت و زمانہ اصحاب میں کس نام و حرفہ سے موسوم کئے جاتے ہیں اور اس کا پتہ کن کن کتب کے دیکھنے سے مفصلاً معلوم ہو سکتا ہے۔

(المستفتی نمبر ۹۰۹ اذاکٹر حسن علی (ہردوئی) ۷ شعبان ۱۳۵۶ھ موافق ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۸۵) حضور اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں انصار ان لوگوں کا لقب تھا جنہوں نے مسلمان مہاجر بن کی مدد اور نصرت کی تھی۔ یہ لوگ مدینہ منورہ کے باشندے تھے اور ان میں ہر قوم کے پیشہ والے اور ہر نسب سے منتسب شامل تھے۔ انصاری کا لقب کسی خاص پیشے یا کسی نسب کی بناء پر نہیں تھا۔ جو لوگ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی اولاد میں ہوں وہ اپنے کو انصاری کہہ سکتے ہیں۔ خواہ ان کا موجودہ پیشہ کچھ بھی ہو۔ اور جو ان کی اولاد میں نہیں، وہ محض پیشہ کی بناء پر اپنے کو انصاری نہیں کہہ سکتے۔ پیشوں کی بناء پر وہی الفاظ لے جاتے ہیں جو ان پیشوں پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً دباغ حاکم حجام وغیرہ۔ ہاں اس وقت ان پیشوں کو بنظر حقارت نہیں دیکھا جاتا تھا اور اس نسبت کو موجب توہین قرار نہیں دیا جاتا تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

(۱) ”میر اسی“ بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔
 (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے وقت کسی کا زنا کرنا ثابت ہے یا نہیں؟
 (السوال) جو قوم مطرب و مغنی کی یعنی میر اسی کی ہے۔ یہ قوم آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں یا کسی اور جنس حیوان، ورنہ یا پرندہ۔ اب دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود میں کافر ڈالنے لگے تو اس وقت کس کس شخص نے وہاں پر فعل یعنی زنا کیا تھا؟

(المستفتی نمبر ۱۲۰۵ امیر الدین صاحب (منٹگمری) ۸ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۸۶) (۱) میر اسی بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ (۱) کسی اور کی اولاد میں سے نہیں۔
 (۲) اس واقعہ کا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے وقت کسی نے گناہ کیا تھا کوئی ثبوت نہیں ہے۔
 محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لہ، دہلی۔

ہندوستان کی ”پارچہ بانف برادری کا اپنے آپ کو انصاری کہنا۔
 (السوال) دہلی میں پارچہ بانف برادری کے چند نوجوانوں نے ایک انجمن بنام اصلاح الانصار قائم کی ہے اور وہ کہتے ہیں۔

(۱) ہم انصار ہیں اس لئے ہر موقع پر ہمیں اپنی ذات انصار ہی ظاہر کرنی چاہئے۔
 (۲) (۱) انجمن اصلاح الانصار کا دعویٰ ہے کہ ہندوستان کے چار کروڑ پارچہ بانف انصاری کی اولاد ہیں۔

(۳) انصار مدینہ کا پیشہ پارچہ بانف تھا۔ اس لئے ہر مسلمان جس کا پیشہ پارچہ بانف ہے انصاف کہلایا جاسکتا ہے۔ دہلی جیسے مرکزی شہر میں جہاں تقریباً ہندوستان کے ہر صوبہ کے اور ہر قوم کے افراد آباد ہیں اور اسی طرح پارچہ بانف برادری کے افراد بھی ہندوستان کے مختلف حصص میں آکر آباد ہو گئے ہیں۔ بعض راجپوت ہیں اور بعض جاٹ وغیرہ ہیں اور بہت سے ہندو پارچہ بانفوں کی اولاد میں سے ہیں جن کے آباؤ اجداد کسی زمانہ میں مسلمان ہو گئے تھے، کیا بغیر ثبوت کے یہ لوگ اپنے تئیں انصار کہلوا سکتے ہیں۔ اور من نسب الی اخرہ اور من ادی علی غیر ابیہ فالجنة حرام وغیرہ احادیث کا کیا مطلب ہے؟

(المستفتی نمبر ۲۴۳۴ منشی محمد عثمان صاحب دہلی۔ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲ جنوری ۱۹۳۹ء)

(جواب ۲۸۷) یہ دعویٰ کہ ہندوستان کے تمام پارچہ بانف انصار مدینہ کی اولاد اور نسل سے ہیں۔ بظاہر صحیح نہیں اور اس کا ثبوت تقریباً ناممکن ہے۔ اس لحاظ سے پارچہ بانف جماعت کو انصار (یعنی انصار مدینہ کی نسل) کہنا ایک بے اصل اور بے ثبوت دعویٰ ہے اور اس معنی کے لحاظ سے مدعی کا وعید من ادعی الی غیر ابیہ میں داخل ہونا غالب ہے۔ ہاں اس جماعت میں سے اگر کوئی خاندان ایسے ہوں جو اپنے سلسلہ نسب کو محفوظ رکھتے ہوں اور ان کا جدِ اعلیٰ کوئی انصاری ہو، وہ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں اور اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے کہ پارچہ بانفوں کے بعض خاندان بلحاظ نسب انصار مدینہ کی نسل سے ہوں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اپنی جماعت کا نام انصاریا انصاری تو رکھیں، مگر یہ دعویٰ نہ کریں کہ ہم سب کے سب انصار مدینہ کی نسل سے ہیں۔ تو اس صورت میں ان پر ادعیٰ غیر اب (۱) کا گناہ تو نہ ہوگا۔ مگر اس نام سے انصاری النسل ہونے کا اشتباہ ہونے کی وجہ سے ایک مشتبہ لقب اختیار کرنے کا نامناسب عمل ضرور قرار پائے گا۔ الا یہ کہ وہ اس کی تصریح کر دیں کہ ہم نے لفظ انصاری محض ایک نام اور لقب کے طور پر اختیار کیا ہے۔ نہ اظہار نسب و نسل کے لئے تو پھر اس نام کے اختیار کرنے کا بھی کوئی شرعی الزام ان پر عائد نہ ہوگا اور جو خاندان کہ فی الحقیقت انصاری النسل ہوں وہ معروف معنی سے بھی اپنے کو انصاری کہہ سکتے ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

نو مسلم بھنگیوں سے مسلمانوں کا کراہت کرنا۔

(السوال) بنام فیروز الدین واللہ دتا خا کرو ب نو مسلم ملازم پلٹن نمبر ۲ ریاست جموں و کشمیر چھاؤنی سے درخواست ہذا خدمت حضور ہے۔ تاریخ ۷/۲/۱۹۶۱ء حسب دریافت فتویٰ انجمن جموں مفتی صاحب سے فیصلہ ہو چکا ہے کہ آپ لوگ مطابق اصول اسلام نماز و روزہ وغیرہ کے پابند ہوں۔ مگر ہمارا پیشہ خا کرو ب ہے اور ہندو اور مسلمانوں ہر دونوں کی نوکری دیتے ہیں۔ ہر دونوں سے نان پختہ کھاتے ہیں۔ مگر حرام چیز سے پرہیز ہے۔ وہ ہمارے واسطے حرام ہی ہے۔ کیونکہ ہم نو مسلم خا کرو ب ہیں اور ہم کو مسلمان اپنے ساتھ کھانا نہیں دیتے۔ اس لئے درخواست ہذا پیش خدمت ہے۔ برائے خدا شرع کے مطابق فتویٰ دیا جائے کہ ہم خا کرو ب نو مسلم عام و خاص کو مسلمان کے ساتھ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۲۵۹۰ مولوی عبد المجید صاحب (لاہور) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۸ اپریل

(۱۹۴۰ء)

(جواب ۲۸۸) مسلمان خا کرو ب بھی مسلمانوں کے بھائی ہیں۔ (۲) اور وہ پاک صاف ہو کر مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں اور جماعت میں شریک ہو سکتے ہیں اور صفائی ستھرائی اور پاکی کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہو سکتے ہیں۔ جو مسلمانوں کی خا کرو بوں کو باوجود ان کی صفائی اور پاکی کے مسجد میں آنے سے روکیں یا ان کے ساتھ کھانے پینے سے روکیں وہ یا تو اسلامی تعلیم سے ناواقف ہیں یا سخت گناہ گار اور فاسق ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

قریش اور انصار کو ایک دوسرے پر فضیلت ہے یا نہیں؟

(السوال) قبیلہ قریش اور انصار کے درمیان باعتبار مسلم برادری ہونے کے، ایک کو دوسرے پر کوئی فوقیت حاصل ہے یا نہیں۔

۱۔ ابو داؤد باب "فی الرجل یتیمیٰ فی غیر موالیہ" ۳۰/۳ طبع لدیہ۔

۲۔ "انما المؤمنون اخوة" (الحجرات: ۱۰)

(المستفتی نمبر ۲۵۹۸ محمد جلال الدین صاحب (گوڑگانوہ) ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ، ۱۲ مئی ۱۹۳۷ء)
(جواب ۲۸۹) انصار اور قریش دونوں عرب کے قبائل ہیں وہ اپنے انساب کے لحاظ سے انصار اور قریش کے جداگانہ ناموں سے نامزد ہو گئے ہیں۔ پھر قریش میں بھی بہت سی شاخیں بنو امیہ، ہاشمی، مطلبی، تمیمی، عدوی، صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی ہیں۔ یہ سب قریشی ہیں۔ اسی طرح انصار میں بھی بہت سی شاخیں ہو گئیں۔ مگر یہ سب عربی النسل ہیں اور ان کے باہم قبائلی خصوصیات کے علاوہ اسلامی برادری کے احکام میں تفاوت نہیں ہے۔ بعض حیثیتوں سے بعض کو بعض پر فضیلت بے شک حاصل ہے۔ مثلاً فاطمی، علویوں کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ وہ فاطمہ زہرا کی اولاد ہیں۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری بیوی سے اولاد کو حاصل نہیں۔ مگر علوی اور قریشی ہونے میں ان کے بھی شبہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

سڑک پر جھاڑودینے والے نو مسلموں کو مسجد سے روکنا اور ان کے ساتھ کھانے کا حکم۔

(از اخبار الجمعية دہلی۔ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۳۷ء)

قوم حلال خور جو عرصہ سے مسلمان ہو گئی ہے۔ اور یہ لوگ صرف سڑکوں پر جھاڑودیتے ہیں اور دیگر کوئی پیشہ سنڈاس وغیرہ کا نہیں کرتے۔ ان لوگوں کو مسجدوں میں آنے سے لوگ منع کرتے ہیں اور اپنے کھانا پانی کے برتنوں کو ہاتھ لگانے سے روکتے ہیں۔

(جواب ۲۹۰) جو شخص اسلام لے آئے وہ مسلمانوں کا دینی بھائی ہو جاتا ہے، پھر ہوا حلال خور یا اور کوئی اسلام لانے کے بعد وہ مسجدوں اور اسلامی معابد میں دوسرے مسلمانوں کی طرح داخل ہونے اور عبادت کرنے کا حق اور اختیار رکھتا ہے۔ کسی مسلمان کو یہ حق نہیں کہ اس کو مسجد میں آنے سے روکے۔ ہاں اسلامی احکام کی رو سے مسجد میں آنے والے کو پاک صاف ہو کر آنا ضرور ہے اور یہ حکم ان تمام لوگوں کے لئے جو مسجد میں داخل ہونا چاہیں۔ اگر یہ حلال خور جو مسلمان ہیں۔ پاک صاف ہو کر مسجد میں آتے ہیں تو کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ ان کو منع کرے۔ جو منع کرے گا وہ سخت ظالم اور فاسق ہو گا۔ اور ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یدکرو فیہا اسمہ (۱) کے حکم میں داخل ہو گا۔ جب کہ ان لوگوں کے ہاتھ پاک صاف ہوں تو ان کے ساتھ کھانا پینا اور اپنے برتنوں میں ان کو کھلانا جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

”حلال خور“ کا پیشہ کرنے والوں کو اسلامی برادری سے خارج کرنا،

(از اخبار الجمعية دہلی مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۳ء)

(جواب ۲۹۱) جو لوگ مسلمان ہیں وہ اسلامی برادری میں شامل ہیں اور بفرمان خدائے قدوس انما المؤمنون اخوة (۲) بھائی بھائی ہیں۔ حلال خور کا پیشہ کرنے سے وہ اخوت اسلامیہ سے باہر نہیں ہو جاتے۔ اگر وہ صفائی جسم

و لباس کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ کھانے میں شریک ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ شریعت مقدسہ اسلامیہ نے کسی پیشہ کی بناء پر کسی مسلمان کو اسلامی برادری سے خارج نہیں کیا ہے۔ واللہ اعلم۔
محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاد۔ دہلی۔

اسلام میں ہندو نہ طبقاتی تقسیم کا کوئی اعتبار نہیں۔

(از اختیار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۵۵ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(السوال) اب سے ایک ہزار سال پہلے ہندوستان میں ہندوؤں کا راج تھا اور یہاں کے بسنے والوں کو ہندو مذہبی قانون کے بموجب مختلف طبقوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ جن میں سے بعض عزت اور مرتبہ میں اعلیٰ خیال کئے جاتے تھے۔ جیسے برہمن، بعض ان سے کم تھے جیسے چھتری۔ بعض متوسط حالت میں شمار ہوتے تھے۔ جیسے ویش۔ اور بعض کو بالکل ادنیٰ خیال کیا جاتا تھا جیسے بھنگی، چمار، کوری، نٹ وغیرہ۔ اس پر چوتھی قسم والے انسانوں کے ساتھ مذکورہ بالا تین قسم والوں کا برتاؤ نہایت جابرانہ اور غیر منصفانہ تھا۔ یہ ان کو اپنے برابر بیٹھنے نہیں دیتے تھے اور اپنی کھانے پینے کی چیزوں کو انہیں چھونے نہیں دیتے تھے۔ ان کا یہ مذہبی خیال تھا کہ یہ چوتھی قسم والے انسان ہمارا کھانا پانی چھو لیں گے تو وہ نجس ہو جائے گا۔ وہ ان کو کتے سوار سے بھی بدتر سمجھتے تھے۔ مسلمان جب اس ملک میں فاتحانہ آئے تو انہوں نے بحیثیت حکومت تو کامیابی حاصل کی۔ مگر ہندوؤں کے ان مذہبی احکام سے مفتوح ہو گئے اور مثل اعلیٰ طبقات ہندو کے ہندوستان کے پرانے باشندوں میں سے چوتھی قسم والوں سے نفرت کا برتاؤ کرنے لگے۔ عام مسلمانان ہند کا طرز عمل یہ ہے کہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ ان کے کھانے پانی سے پرہیز نہیں کرتے۔ لیکن چوتھی قسم کے ہندوؤں کو ہندوؤں کی طرح اپنے برابر بیٹھنے نہیں دیتے خواہ وہ ظاہر میں کتنا ہی صاف ستھرا اور خوش پوشاک ہو۔

(جواب ۲۹۲) بحیثیت غیر مسلم ہونے کے سبب برابر ہیں۔ برہمن ہوں یا ویش یا شودر، ہندوؤں کی ذاتوں کی تفریق کا اسلام کے اصول سے کچھ اعتبار نہیں۔ محض ہندو نہ خیال کی بناء پر برہمنوں کی اعلیٰ اور ویش شودروں کو ادنیٰ قرار دینا اور اس قسم کا معاملہ کرنا جائز نہیں۔ باقی اسلامی اصول کی رو سے انسانی جسم جب کہ بیرونی نجاست سے آلودہ نہ ہو، پاک ہے اور اس میں مسلمان کافر جنبی حائضہ وغیرہ سب یکساں ہیں۔ (۱) غیر مسلموں میں برہمن، چھتری، ویش، شودر کا کوئی تفاوت اس حکم میں نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ کہ نجاست میں آلودہ رہتے ہوں۔ ان کے یہاں کی گیلی چیزوں اور کھانے پینے سے پرہیز کرنے کا مضائقہ نہیں اور اس بارے میں غیر مسلم اور غیر مختلط مسلمان برابر ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

ضمیمہ نہایات الدرب فی نہایات النسب از احمد عثمانی۔

(السوال) اس زمانہ پر فتن میں ہر چار طرف سے آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ کہیں سے آواز آتی ہے کہ زلزلہ

سے فلاں آبادی تباہ ہو گئی۔ کہیں سے صد ابلند ہو رہی ہے کہ مشرکین و کفار کی جانب سے فلاں ظلم و تشدد ہو رہا ہے۔ واقعی یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ درست و راست ہے۔ مگر اس کی طرف بالکل توجہ نہیں کہ اصل سبب ان تمام واقعات کا امور شرعیہ کو ترک کر دینا ہے۔ ہم جملہ اقوام سے اس کی استدعا نہیں کر سکتے کہ وہ کیا کریں۔ مگر اپنی قوم حضرات شیوخ سے ضرور درخواست کریں گے کہ تاوقتیکہ آپ حضرات امور شرعیہ پر عامل نہ ہوں گے۔ ان مصائب سے نجات نہ ہوگی۔ امور شرعیہ منجملہ دیگر امور کے یہ بھی ہیں کہ رذیل اقوام سے خلط ملط بالکل نہ رکھیں۔ کیونکہ ان کی رذالت کا اثر ضرور واقع ہوگا۔ تخم تاثیر، صحبت کا اثر مشہور مقولہ ہے۔ و نیز ان دیگر اقوام رذیلہ سے معاملات خرید و فروخت و امور دینیہ تحقیق مسائل وغیرہ مطلقاً تعلق نہ رکھیں کیونکہ یہ جملہ امور بھی قیامت سے ہیں کہ اخیر زمانہ میں اقوام شریفہ پستی میں ہوں گی اور اقوام رذیلہ کو ترقی ہوگی۔ آج دیکھا جاتا ہے کہ جولاہوں، تیلیوں، قصائیوں، نائیوں، دھوبیوں، بھٹیادوں، لوہاروں، درزیوں، سناروں، بساٹیوں، راجپوتوں وغیرہ کو ترقی ہو رہی ہے۔ بلحاظ دنیا بڑے بڑے عہدوں پر قائم ہیں۔ محلات کھڑے ہیں۔ مولوی، مفتی، قاری، صوفی، شاہ صاحب، بابو، مسر و غیرہ کہلاتے ہیں مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ باتیں ہماری اندر کیوں آرہی ہیں۔ بس وہی قرب قیامت کی نشانی ہے لیکن یہ جاہل لوگ خوش ہو رہے ہیں۔ جہنم کو بھول رہے ہیں۔ صاحبو! جب تک علم دین حضرات شیوخ میں رہا اور اقوام دیگر تابع رہیں کوئی آفت نہیں آئی۔ مگر جب سے قصائی، نائی، تیلی، لوہار، بساٹی، کال، جولاہہ وغیرہ مولوی مدرس، قاری، صوفی، حافظ وغیرہ ہونے لگے، مصائب کا دور دورہ بھی آنے لگا۔ کیونکہ یہ لوگ مطلقاً عقل سے کورے ہوتے ہیں اور بوجہ نادانی دل کے اندھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ بعض احادیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ دجال پر ایمان لانے والے اکثر جولاہے ہوں گے۔ وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ لوگ ہر وقت اسی خیال میں رہتے ہیں کہ جیسے بھی ہو خیانت کی جاوے۔ چونکہ یہ خیانت ایک زہریلی بلا ہے، اس وجہ سے دجال پر ایمان لانے کی علت ہوئی۔ اور یہ خیانت جملہ دیگر اقوام میں موجود ہے۔ الا شاذ و نادر کا معدوم۔ تو ثابت ہوا کہ یہ اقوام ہمراہ دجال ہوں گی۔ البتہ اگر یہ اقوام تابعداری شیوخ میں مصروف رہیں تو ان کی برکت سے اتباع دجال سے نجات ہو سکتی ہے۔ غور کی ضرورت ہے کہ اس سے پہلے دیگر اقوام بوجہ اتباع شیوخ راحت سے زندگی بسر کر رہی تھیں۔ ان میں خود بینی آتے ہی مصائب کی آمد شروع ہو گئی۔ مثلاً ہمارے سہارنپور میں مولوی حبیب احمد قصائی، مولوی منظور حسن قصائی، قاری عبدالحق نائی، مولوی سعید جولاہا پان فروش، منشی عبدالکریم سہراب جولاہہ، مولوی مقبول احمد بساٹی، مولوی نور محمد بھٹیادہ، مولوی عبدالمجید گاڑا وغیرہ افراد رذیل موجود ہیں کہ اپنی نادانی اور خبط عقل کی وجہ سے کوئی مہتمم ہونے پر ناز کر رہا ہے، کوئی مدرس یا مناظر ہونے پر فخر ہے۔ کوئی قاری ہونے پر کود رہا ہے۔ کوئی اپنی ولایت پر مغرور ہے۔ کوئی مؤلف بن کر علمائے حقانی پر اعتراض کر رہا ہے۔ ہم کو یہ سن کر کہ ہمارے بھائی حاجی عزیز احمد صاحب، ایک جاہل گھڑی ساز بازار نخاسہ محمد صادق لوہار سے مرید ہو گئے ہیں، افسوس ہوا کہ بھلا ولایت سے دیگر اقوام کا کیا تعلق؟ کیا مرید ہونے کے لئے مظاہر العلوم سہارنپور، دارالعلوم دیوبند، نقانہ بھون کے

مشائخ نہ تھے؟ ہم اپنی قوم شیوخ سے درخواست کرتے ہیں کہ دیگر اقوام سے اجتناب کلی رکھیں۔ الحمد للہ۔ شیوخ میں علماء، فضلاء، قراء، مشائخ، محدثین، مفسرین، مناظرین وغیرہ بکثرت موجود ہیں۔ دنیاوی لحاظ سے تجارت بھی موجود ہیں۔ کل معاملات اپنی قوم شیوخ سے وابستہ رکھیں۔ تاکہ ہر قسم کی ترقی قوم کو ہو۔ دیگر اقوام سے جدا رہیں۔ چونکہ ان کی حالت ایمانیہ بہت خراب ہوتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا فرمان منقول الحاکم فی الدبر روشن موجود ہے۔ اب غور کر لیجئے کہ مرزا قادیان پر ایمان کون لاتا ہے۔ جز جولاہوں۔ تیلیوں، لوہاروں وغیرہ کے؟ شیوخ میں سے بھی کوئی سنا ہے؟ سو جبکہ ہمارے سامنے دجال اصغر پر ایمان لارہے ہیں تو ضرور دجال اکبر پر بھی یہ لوگ ایمان لادیں گے۔ اس سے قبل کچھ مضمون اخبار محقق سہارنپور مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۳۵ء میں شائع ہو چکا ہے، وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔ باقی آئندہ بھی ہم ایسے مضامین کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔ حاصل یہ ہے کہ دیگر اقوام سے انقطاع کلی کریں۔ اور جو امور شرعیہ ہوں ان کی پابندی کریں۔ اس میں اپنی قوم سے ہمدردی بھی ہے اور ہر قسم کی فلاح داریں ہے۔

فقط والسلام۔ خادم قوم شیوخ احمد عثمانی سہارنپور۔

(۱) شیوخ برادری کا ادنیٰ قوموں کے ساتھ تعلقات رکھنا۔

(۲) گھٹیا پیشہ سے منسلک افراد کا دینی تعلیم حاصل کرنا۔

(۳) ادنیٰ قوموں کا دینی و دنیاوی ترقی کرنا کیسا ہے؟

(۴) خدا کی نعمتیں کسی مخصوص قوم کے ساتھ خاص نہیں۔

(۵) یہ غلط ہے کہ گھٹیا اقوام کو مراتب ولایت عطا نہیں ہوتے۔

(۶) احمد عثمانی کے ضمیمہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ضمیمہ مذکور بالا کے متعلق علمائے دین سے چند سوالات :-

(السوال) (۱) کیا حضرات شیوخ کا دیگر اقوام مندرجہ ضمیمہ بالا سے تعلقات رکھنا خلاف شریعت ہے؟ اگر

ہے تو ابتدائے اسلام سے اب تک اس کی طرف رہنمائی نہ کرنے کی قانون اسلام میں کیا مصلحت رہی؟

(۲) دیگر اقوام مندرجہ ضمیمہ کی علم دین حاصل کرنے کے لئے کیا قرآن شریف میں ممانعت آئی

ہے؟ اگر اجازت ہے تو کیا یہ شرط ہے کہ ان کا یہ فعل موجب مصائب ہوگا؟

(۳) دیگر اقوام مندرجہ ضمیمہ کا دینی و دنیاوی ترقی کرنا کیا شرعاً جائز ہے؟

(۴) کیا مراتب ولایت صرف شیوخ زہاد کے لئے ہیں؟ دیگر اقوام کے جو افراد ان کے ہم پلہ یا ان سے

زیادہ خدا پرست گزر چکے یا موجود ہیں یا آئندہ ہوں گے کیا وہ مراتب ولایت کے مستحق نہیں ہیں؟

(۵) دیگر اقوام مندرجہ ضمیمہ کے افراد عابد و زاہد کو اگر خداوند کریم مراتب ولایت عطا کرنا پسند

نہیں فرماتے تو پھر اس آیت ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کی تفسیر کیا ہوگی؟

(۶) کتاب "غایات النسب" ایڈیشن اول اور اس کے ضمیمہ کو بعض علمائے دین حق بجانب اور صحیح بتا

چکے ہیں۔ کیا احمد عثمانی صاحب کے ضمیمہ کی بھی وہی حیثیت ہے؟

(المستفتی سرپرست جمعیت الانصار ضلع سہارنپور ۱۳۵۴ھ)

(جواب ۲۹۳) (۱) تمام مسلمان دینی اخوت کے لحاظ سے بھائی ہیں۔ انما المؤمنون اخوة قرآن مجید میں موجود ہے۔ (۱) اور لا فضل لعربی علی عجمی۔ الناس کلہم بنو آدم وادم من تراب (۲)۔ المؤمن للمؤمن کالبنيان يشد بعضه بعضا (۳)۔ احادیث صریحہ موجود ہیں۔ (۲) کسی مسلمان کو علوم دینیہ حاصل کرنے کی ممانعت نہیں۔ بلکہ ہر مومن تحصیل علم کے لئے مامور ہے۔ (۳) قطعاً جائز ہے۔ (۴) کسی قوم یا فرقہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی نعمتیں اور انعامات مخصوص نہیں۔ ان اکرمکم عنداللہ اتقکم (۴)۔ اس کے یہاں تقویٰ یعنی ایمان اور اعمال صالحہ کا اعتبار ہے۔ (۵) یہ غلط ہے کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ سے اقوام مندرجہ ضمیمہ کو مراتب ولایت عطا نہیں ہوتے۔ (۶) یہ مضمون صراحتہ نصوص صحیحہ صریحہ کے خلاف ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

www.ahlehaq.org

بارہواں باب معاصی اور توبہ

(۱) تکمیل توبہ کی شرط .

(۲) بوجہ مجبوری توبہ کرنا .

(سوال) (۱) زید نے ڈاکے اور چوریاں کیں۔ جن لوگوں کا مال کھایا اب تک وہ لوگ یا ان کی اولاد زندہ ہے۔ اس نے ان لوگوں سے مال مسروقہ خوردہ بخشوایا نہیں ہے۔ ایسی ہی سوکھی توبہ کی ہے۔ کیا ایسی توبہ شرعاً مقبول ہے۔ (۲) ڈاکہ زن کا زور جب ڈاکہ اور چوری پر نہ ہو سکے بوجہ مجبوری توبہ کرے اور پھر پیری مریدی کرے تو ایسا آدمی قابلِ رحمت ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۴۱۴ فقیر محمد خان (ضلع ہزارہ) ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۹

اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(جواب ۲۹۴) (۱) جن لوگوں کا مال ڈاکہ اور چوری سے لیا ہے ان کا مال واپس کرنا یا ان سے معاف کرنا تکمیل توبہ کے لئے ضروری ہے (۱)۔ (۲) توبہ تو ہر وقت لازم ہے اگر طاقت کے وقت توفیق نہیں ہوتی تو جس وقت ممکن ہو اسی وقت کر لے۔

حقوق اللہ سے توبہ کے بعد ان کی قضایا وصیت کرنا ضروری ہے۔

(سوال) یہ مسئلہ مشہور متفقہ ہے کہ حقوق اللہ اگر کسی سے تلف ہو جاتے ہیں۔ وہ اگر توبہ خالص کرے تو بفضل اللہ تعالیٰ توبہ مقبول و منظور ہو جاتی ہے اور اس کے گناہ صغیرہ ہوں مثل بوسہ یا ناجائز یا کبیرہ ہوں مثل زنا تفویت نماز و تلف زکوٰۃ، معاف ہو جاتے ہیں۔ قوله تعالیٰ تو بوا الی اللہ توبۃ نصوحاً علی ربکم ان یکفر عنکم سیناتکم الایہ (سورہ تحریم) پھر توبہ کے بعد اگر وہ سلامت و زندہ رہا۔ اس پر نماز و مافات کا مثلاً قضا کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی وغیر ذلک۔ اگر واجب ہے تو عفو کیا چیز ہوتی ہے۔ اگر واجب نہیں تو خیر الحمد للہ اور اگر زندہ نہ رہے تو کیا اس پر وصیت اسقاط صلوٰۃ کی واجب ہے یا نہیں۔ اگر وصیت نہ کی تو ماخوذ ہو گیا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۱۳۳۵ مولوی عبداللہ صاحب (ضلع ماتان) ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ فروری

۱۹۳۴ء)

(جواب ۲۹۵) توبہ سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، خواہ حقوق اللہ ہوں یا حق العباد (۲)۔ مگر توبہ کے معنی یہ

۱۔ اس کی اصل بخاری کی یہ روایت ہے۔ "من کانت له مظلمة لاجبه من عرضه او شيء فليتحلل منه اليوم قبل ان لا يكون دينار ولا درهم ان كان له عمل صالح اخذ منه بقوله مظلمته وان لم تكن له حسنات اخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه۔ (بخاری، ابواب المظالم والتقصاص، باب من کانت له مظلمة من الرجل الخ ۱: ۳۳۱ ط قدیمی)

۲۔ "لا تقنطروا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعاً" (الزمر: ۳۹)

ہیں جو بیضادی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہیں۔ وسئل علی رضی اللہ عنہ من التوبة فقال يجمعها ستة اشياء على الماضي عن الذنوب الندامة وللفرائض الاعداد ورد المظالم واستحلال الخصوم وان تعزم على ان لا تعود وان تربى نفسك في طاعة الله كما ربيتها في معصية انتهى۔ (۱) یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے توبہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ توبہ میں چھ باتیں ہونی چاہئیں۔ (۱) گزشتہ گناہ پر ندامت۔ (۲) فرائض کی ادائیگی۔ (۳) حقوق ادا کرنا۔ (۴) صاحب حق سے معافی طلب کرنا۔ (۵) اور آئندہ اجتناب کا پختہ ارادہ کر لینا۔ (۶) اور اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے تربیت کرنا۔ تو ظاہر ہے کہ ایسی توبہ سے حقوق اللہ اور حقوق العباد سب معاف ہو جائیں گے اور یہ سوال پیدا نہیں ہوگا کہ فرائض فائتہ کو ادا کرنا ذمے پر باقی رہے گا یا نہیں۔ رہا یہ شبہ کہ اگر فرائض کی ادائیگی لازم رہی تو معافی بے معنی ہوگی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں معافی اس کو تا ہی اور معصیت کی ہوگی جو فرائض کو اپنے معینہ وقت کے اندر ادا نہ کرنے کے ضمن میں مستحق ہوتی تھی (۲)۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ حقوق اللہ میں فرائض فائتہ کی ادائیگی کو موقع اور قدرت علی الاداء کے ساتھ مقید کر دیا جائے۔ یعنی اگر باوجود قدرت کے فرائض فائتہ کو ادا نہ کرے تو کہا جائے کہ توبہ ہی کامل نہیں ہوئی اور اگر توبہ کے بعد ادائے فرائض کا موقع ہی نہ ملے تو توبہ کو کامل و مقبول قرار دے دیا جائے اور اس سے مواخذہ ہو۔ قدرت علی الاداء میں قدرت علی الوصیت بھی شامل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہنا۔

(سوال) اگر کوئی مسلمان کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو تو اسے کافر کہنا درست ہے یا نہیں۔ اور عدم جواز کی صورت میں کافر کہنے والے پر شرعاً کیا حکم صادر ہوگا۔

(المستفتی نمبر ۱۵۲۲ خواجہ عبد المجید صاحب (بنگال) ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۲ جون

۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۹۶) گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے کفر لازم نہیں آتا۔ محض گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر کسی کو کافر کہنا سخت گناہ ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

۱۔ آیت ”يا ايها الذين امنوا توبوا الى الله توبة نصوحا“ (التحریم: ۸) کے ذیل میں تفسیر بیضاوی ملاحظہ کریں۔ نیز تفسیر کشاف میں بھی اسی مقام پر مذکور روایت موجود ہے۔

۲۔ وقال عياض: ”اجمع اهل السنة والجماعة ان الكبائر لا يكفرها الا التوبة، ولا قاتل بسقوط الدين ولو حقا لله تعالى كدين صلاة وزكاة، نعم اثم المطل وتاخير الصلاة ونحوها يسقط.“ (در مختار باب الھدی: ۲/ ۶۲۲ ط سعید)

۳۔ ”ان العبد المؤمن لا يكون كافرا بالنسبة الى المعصية“ (شرح فقہ الاکبر، فصل المؤمن من لا یکفر بالنسبة: ص ۷۷ ط قطر)

بار بار گناہ کرنا اور بار بار توبہ کرنا۔

(سوال) بار بار گناہ کرنا اور بار بار توبہ کرنا کیسا ہے؟

(المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (ضلع حصار پنجاب) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۳

جولائی ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۹۷) توبہ کر کے پھر گناہ کرنا۔ پھر توبہ پھر گناہ کرنا۔ غرضیکہ بار بار ایسا کرنا بہت برا ہے۔ مگر پھر بھی توبہ کرنا لازم ہے مایوسی کہ اب توبہ قبول نہ ہوگی نہیں ہونی چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

معصیت کے ارادے سے گناہ عائد ہوتا ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص گھر سے زنا کی نیت سے نکلا اور وہ کسی وجہ سے واپس لوٹ آیا۔ آیا اس پر گناہ عائد ہوا یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۱۲۷۹- سی۔ منصوری (بمبئی) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۲ جون

۱۹۳۸ء)

(جواب ۲۹۸) زنا یا گناہ تو نہیں ہوا۔ یہ ارادہ براتھا اور جب پورا نہیں ہوا تو گناہ نہیں لکھا گیا۔ توبہ کرے تو اس ارادہ کا مواخذہ بھی نہیں ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

سچی توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعۃ دہلی۔ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) جس گناہ کی وجہ سے توبہ کیا جاتا ہے، بعد توبہ کر لینے کے وہ گناہ کیا جاتا ہے؟ توبہ کے بعد اگر گناہ پورا یا کم باقی رہ جاتا ہے تو پھر توبہ سے کیا حاصل؟ اور اس توبہ کا کیا مقصد ہوا؟

(جواب ۲۹۹) جس گناہ سے سچی توبہ کر لی جائے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے (۱)۔ یعنی پھر اس کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ کامل اور سچی توبہ کے بعد گناہ بالکل باقی نہیں رہتا (۲)۔ کامل توبہ کے ارکان یہ ہیں۔ (۱) ادائے حق، یعنی کسی کا مال چرایا تھا یا روزہ چھوڑ دیا تھا تو پہلے اس شخص کا مال اسے دے دیا جائے یا روزہ قضا کر لیا جائے۔ اگر حق قابل ادا نہ ہو تو صاحب حق سے معاف کر لیا جائے۔ (۲) گزشتہ ارتکاب گناہ پر ندامت اور استغفار۔ (۳) آئندہ کے لئے پختہ ارادہ کہ اب یہ کام نہ کروں گا۔ (۴) محمد کفایت اللہ غفر لہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی۔

۱. "فان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله عليه" (بخاری، کتاب المغازی، حدیث الافک ۵۹۶/۲ ط قدیمی)

۲. "التائب من الذنب کمن لا ذنب له" (ابن ماجہ، باب ذکر التوبۃ ص ۳۱۳ ط قدیمی)

۳. یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "کشاف" اور "یشاہوی" میں سورہ تحریم کی آیت ۸ کے ذیل میں مذکور ہے۔

کیا فطری طور پر اندھا، بہر، گونگا شخص گناہ گار ہو سکتا ہے؟

(از اخبار سہ روزہ جمعیہ دہلی مورخہ ۲۶ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک آدمی جو آنکھوں سے اندھا، کانوں سے بہر اور زبان سے گونگا ہے۔ یعنی یہ ہر سہ حس قدرت نے اس کو عطا ہی نہیں کیا، تو کیا وہ گناہ گار ہو سکتا ہے؟ مذکورہ آدمی جوانی کی حالت میں گھاس کاٹ کر لاتا اور بھیک مانگتا رہا مگر بساطت دوسرے اشخاص کے۔

(جواب ۳۰۰) جو شخص فطری اندھا، گونگا، بہر، اس پر ان اعضاء کے متعلق جو اعمال و افعال ہیں، ان کے بجا نہ لانے کا کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔ (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

غلطی سے آگاہ ہو کر گمراہی سے توبہ کر لینا۔

(از اخبار جمعیہ دہلی مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) چند مسلمانوں نے ایک بے شرع گمراہ فقیر کے پھندے میں پھنس کر اس کا عقیدہ اختیار کیا۔ اس کے مرید ہوئے۔ نماز روزہ چھوڑ دیا اور وقتاً فوقتاً کلمات نامشروع بھی زبان سے نکالتے تھے۔ اب وہ لوگ اپنی غلطی سے آگاہ ہو کر فقیر کی صحبت کو ترک کر دیا اور اپنی بدعت سے باز آئے اور بہت سے مسلمانوں کے مجمع میں ایک عالم کے سامنے یہ اظہار کیا کہ ہم لوگوں نے جس عقیدہ کو اختیار کیا تھا اس سے باز آئے اور توبہ کیا۔ اب کبھی ہم فقیر کے پاس نہیں جائیں گے۔ ان لوگوں کا توبہ صحیح ہو گیا یا نہیں؟

(جواب ۳۰۱) جب ان لوگوں نے علی الاعلان توبہ کر لی اور نماز پڑھنی شروع کر دی تو مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ ان کے ساتھ اسلامی برتاؤ اور محبت و سلوک کا معاملہ کر کے ان کے قلوب کو اپنی طرف مائل اور جہالت سے بالکھیلے علیحدہ کر دیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

عالم کا توبہ کے الفاظ تلقین کرنے کی اجرت طلب کرنا۔

(از اخبار سہ روزہ جمعیہ دہلی مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) چند لوگوں نے توبہ کرنے کے لئے ایک مولوی صاحب کو دعوت دی۔ مولوی صاحب نے ان سے روپیہ کا مطالبہ کیا۔ داعی نے روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ مولوی صاحب وقت مقررہ پر کشتی سے وہاں پہنچا اور بولا کہ روپیہ ادا کرو ورنہ کشتی میں سے نہیں نکلوں گا۔ بہت کہنے پر اٹھا اور بولا۔ روپیہ نہ دینے پر توبہ نہیں کر اؤں گا۔ داعی نے مجبوراً حسب وعدہ دس روپے دے دیئے۔ حاضرین تائبین میں سے ایک شخص بولا کہ ایسے مولوی صاحب کے ہاتھ پر توبہ نہیں کروں گا اور کل دوسرا مولوی صاحب کو بلا کر توبہ کر لوں گا۔ اس پر مولوی صاحب نے خفا ہو کر برا بھلا کہا۔ اس شخص نے بھی اس کا جواب دیا اور یہ بھی کہا کہ تم عالم نہیں،

مولوی نہیں۔ ان باتوں کی وجہ سے مولوی صاحب نے ان لوگوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں کی بیویاں مطلقہ بلاق بائن ہو گئیں۔ کسی مسلمان کو ان کے ساتھ ملنا جلنا جائز نہیں اور اسی حالت میں ان کے جو اولاد ہوں گے۔ وہ حرام زاول ہوں گے۔ واضح رہے کہ متعدد شاہدوں کی شہادت سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب مذکور کے اخلاق و اعمال بہت خراب ہیں۔ تاش، پانسہ وغیرہ کھیلتے ہیں۔ بعض کی زمین نصب کیا ہے اور جعلی مقدمہ کر کے کئی مدیون سے دوبارہ روپیہ وصول کیا اور بھی اسی قسم کے کئی کہائز کے مرتکب ہیں۔

(جواب ۲۰۳) معلوم نہیں کہ یہ توبہ کرانے کے لئے مولوی صاحب کو بلانا اور ان کا روپیہ لے کر توبہ کرانا اس کا کیا مطلب ہے اور یہ کیسی رسم ہے۔ ہمارے اطراف میں تو یہ رسم نہیں ہے۔ ہمیں اس کی حقیقت معلوم بھی نہیں توبہ کرنے والے خود خدا تعالیٰ کی جناب میں توبہ کر سکتے ہیں۔ کسی مولوی کو بلانے کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر کسی عالم کو توبہ کے الفاظ تلقین کرنے کے لئے بلایا جائے تو اس کو اجرت طلب کرنا نہیں چاہئے۔ ہاں اگر مقام دور ہو تو سواری کا کرایہ لے سکتا ہے۔

اگر شخص مختلف نے مولوی صاحب کے متعلق صرف یہی لفظ کہے ہیں کہ ”تم عالم نہیں، مولوی نہیں۔“ تو اس پر کفر کا حکم درست نہیں۔ نہ ان لوگوں سے مقاطعہ کرنا درست جو اس کے ساتھ ہوں کیونکہ اس میں عالم کی حیثیت عالم ہونے کی توہین نہیں ہے بلکہ عالم ہونے سے انکار ہے۔ اور اگر مولوی صاحب کے یہ افعال جو سوال میں مذکور ہیں صحیح ہیں تو وہ بوجہ ارتکاب کہائز اور فسق کے کسی تعظیم کے مستحق نہیں ہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ

کتنی عمر تک بچے معصوم ہوتے ہیں؟

(از اخبار السہ روزہ الجمعۃ دہلی۔ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۹ء)

(سوال) باری تعالیٰ کے نزدیک کس عمر کے بچے معصوم قرار دیئے جائیں گے اور معصوم کا کیا درجہ ہے؟
(جواب ۳۰۳) بچہ جب تک نابالغ ہے اس وقت تک معصوم ہے (۲)۔ یعنی اس سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔ اس کی شفاعت قبول ہوگی اور حق تعالیٰ کی نظر رحمت اس کی طرف زیادہ ہوگی۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

توبہ سے حرام مال حلال نہیں ہوتا۔

(از اخبار الجمعۃ دہلی مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) زانیہ اگر تائب ہو جائے تو اس کا کسب کردہ مال حلال ہو جاتا ہے یا نہیں؟
(جواب ۳۰۴) توبہ سے مال حلال نہیں ہوتا۔ زنا کا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

نابالغی کی حالت میں سرزد گناہوں پر مواخذہ نہیں۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعۃ دہلی مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) میرے بزرگ میرے رہبر جناب مفتی صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دست بستہ گزارش بندہ حقیر کی یہ ہے کہ میں جب کہ قرآن شریف پڑھنے کے لئے مسجد میں جایا کرتا تھا اور رات کے وقت گھر میں مطالعہ کیا کرتا تھا۔ ایک روز جب کہ میری طبیعت پڑھنے کی طرف بالکل رجوع نہ تھی مگر والدہ اور ہمیشہ محترمہ کی تنبیہ اور زبردستیوں کے باعث مجھ کو قرآن شریف لے کر بیٹھنا پڑا مگر میں بد نصیبی اور غصے کے غلبے میں اندھا ہو کر قرآن شریف کی بے حرمتی کر بیٹھا (یعنی قرآن شریف کے اوپر اپنا پیر رکھ دیا) اور اس گناہ عظیم کے تقریباً دو ڈھائی سال بعد نادانی کے جوش میں آکر اپنا پیشاب نکال کر خود ہی پی گیا۔ میرے بزرگ یہ دونوں غلطیاں میری نابالغی کے زمانے میں سرزد ہوئی تھیں۔ میرا گمان غالب یہ ہے کہ پہلی غلطی پر میری عمر تقریباً نو سال اور دوسری غلطی کے وقت بارہ سال تھی۔ میں بوجہ شرم کے خود حاضر نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ گناہ عظیم ایسا سرزد ہوا ہے کہ شاید دنیا میں کسی نے بھی نہ کیا ہو گا۔ آپ اس کا جواب اخبار الجمعۃ میں شائع فرمادیں۔ جو کچھ کفارہ یا ہدایات ہوں وہ بھی تحریر فرمادیں۔

دہلی کا ایک گناہ گار مسلمان لڑکا۔

(جواب ۳۰۵) عزیز من سلمکم اللہ تعالیٰ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ اگر تمہارا یہ خط بے نام و نشان نہ ہوتا تو میں اس کا جواب خود تمہارے پاس آکر تم کو زبانی بتاتا اور تمہاری تسلی کر دیتا۔ تمہارے اس خط کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا ہے کیونکہ اٹھارہ سال کی عمر میں اپنی نادانی کے زمانے کی غلطیوں کا اتنا زبردست احساس و تاثر تمہاری فطری سعادت اور ایمانی قوت کی دلیل ہے۔ میں نے تمہارے لئے بہت مخلصانہ دعائیں کی ہیں کہ رب العزت جل شانہ، تم کو اس ایمانی جذبہ میں مزید درمزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

عزیزم جو غلطیاں کہ تم سے ہوئی تھیں وہ غلطیاں ضرور تمہیں مگر اول تو نابالغی اور نادانی کے زمانے کی غلطیاں حضرت حق جل شانہ کے یہاں قابل مواخذہ نہیں کیونکہ صریح حدیث شریف میں ہے رفع القلم عن ثلثة عن المعنوی حتی یفیک والنائم حتی یتقیظ والصبی حتی یحتلم او کما قال۔ (۱) یعنی بچہ جب تک بالغ نہ ہو جائے اس وقت تک قابل مواخذہ نہیں۔ دوسرے یہ کہ تمہاری یہ ندامت اور شرمندگی جس کا ثبوت تمہارے اس خط کے ایک ایک حرف سے ہوتا ہے اس سے بہت بڑی غلطیوں کی معافی کے لئے بھی کافی ہے۔ فان العبد اذا اعترف وتاب تاب اللہ علیہ۔ (۲) یعنی جب کوئی بندہ اپنے مولیٰ کے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف کرے، توبہ کر لے تو مولیٰ کریم اسے معاف ہی فرمادیتا ہے۔ اس لئے اب ان غلطیوں کی بناء پر تمہیں تشویش نہیں ہونی چاہئے اور اس کا کوئی کفارہ تمہارے ذمہ واجب نہیں۔ بس آئندہ زندگی میں اطاعت خدا اور سول اور اتباع سنت پر قائم رہنا ہی اس قسم کی تمام گزشتہ غلطیوں کے لئے کفارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو بایں جذبہ ایمانی اپنی

توفیق خاص سے نوازے اور تمہارا حافظ و ناصر ہو۔ والسلام علیکم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

توبہ کے بعد دوبارہ گناہ کا ارتکاب کرنا۔

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) جو شخص کسی بد عقیدہ کے قول یا فعل سے ایک مجمع عام میں برا جان کر توبہ گار ہو اور پھر اسی قول یا فعل کی اتباع کرے اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۰۶) توبہ کے بعد پھر اسی برائی کا ارتکاب کرنا بہت زیادہ برا ہے اور اس کا مواخذہ زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

انشاء اللہ کے ساتھ کیا وعدہ پورا نہ ہونے پر جھوٹ کا گناہ ہو گیا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) کوئی شادی کی تقریب یا مکان کی تعمیر یا کسی کا قرضہ ہو اس کا بغیر کسی ظاہر اسامان ہونے کے صرف خدا کے بھروسے پھر انشاء اللہ کے ساتھ وعدہ کر لے کہ فلاں مہینے یا فلاں تاریخ کو یہ کام کر دوں گا اور اللہ کے دربار سے کافی امید ہو اور پھر وہ کام مقررہ وقت پر نہ ہو تو جھوٹ ہو یا نہیں؟

(جواب ۳۰۷) اس صورت میں جھوٹ کا گناہ نہ ہو گا۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

عابد اور تائب میں افضل کون ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) عابد اور تائب میں کس کا مرتبہ زیادہ ہے؟

(جواب ۳۰۸) عابد کا مرتبہ زیادہ ہے۔ اگرچہ عاصی تائب جب کہ اس کی توبہ قبول ہو جائے خدا کے نزدیک محل عتاب نہیں رہتا لیکن وہ فضیلت جو عابد نے اوقات عبادت میں حاصل کی ہے وہ قاعدہ کی رو سے تائب کو حاصل نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

تیرھواں باب مختلف فرقے

فصل اول : فرقہ شیعہ

شیعوں کا ذبیحہ، ان سے رشتہ داری اور دیگر تعلقات استوار کرنے کا حکم۔
(سوال) شیعوں کے ہاتھ کا ذبیحہ اور ان کے ساتھ کھانا اور رشتہ کرنا درست ہے یا نہیں۔ نیز سلام علیک کرنا اور جواب سلام دینا کیسا ہے؟

(جواب ۳۰۹) رافضیوں کا وہ فرقہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (عیاذ باللہ) خدایا اور کچھ اسی طرح جو شرعاً کفر ہو، مانتا ہو، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا درست نہیں (۱)۔ اور جو لوگ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلفائے ثلاثہ پر صرف افضل مانتے ہوں، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے (۲)۔ اور ان لوگوں کی لڑکیوں سے نکاح کر لینا بھی جائز ہے۔ مگر انہیں اپنی لڑکیاں نہیں دینا چاہئے۔ بلا ضرورت ان سے سلام کرنا یا خلا مار کھنا بھی اچھا نہیں (۳)۔

شیعہ اسماعیلیہ کا سنیوں کے ساتھ ان کی مسجد میں عبادت بجالانے کا حکم۔
(سوال) ایک ہندو ریاست میں ایک شکستہ شاہی جامع مسجد سرکار کے عطیہ اور سنی و شیعہ کے متفقہ چندہ سے انجمن اسلام کی نگرانی میں جس کا صدر ایک شیعہ اسماعیلیہ اور منصرمہ کمیٹی کے اراکین دونوں فریق سے منتخب ہوئے تھے تخمیناً ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرچ سے تعمیر ہوئی۔ اس مسجد میں ایک مدت تک فرقہ شیعہ اسماعیلیہ کی ایک شاخ سلیمانیہ کے اراکین جب کبھی نماز کے وقت موجود ہوئے تو حنفی پیش امام کی کامل اقتداء میں نماز باجماعت ادا کر لیا کرتے تھے، کیونکہ یہ گروہ اس مسئلے میں دوسرے شیعوں مثلاً داؤدی اور اثناء عشری وغیرہ (جو کبھی سنیوں کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے) سے مختلف ہے۔ علاوہ اس کے یہ گروہ سب شیخین نہیں کرتے۔ ہاں عقائد میں تفضیلیہ ہیں۔ تھوڑے عرصے سے سنیوں نے اس بناء پر کہ شیعوں کا داخلہ اس مسجد میں قطعاً ممنوع ہے فرقہ سلیمانیہ مذکور بالا کو مسجد میں داخل ہونے، نماز پڑھنے، قرآن مجید اور وعظ سننے سے روکا اور حال میں اس فرقہ کے لوگوں کو جب کہ وہ ایک سنی عالم کا وعظ سننے مسجد میں آئے زد و کوب کیا۔ لہذا کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ :

(۱) شیعہ اسماعیلیہ مذکورہ بالا مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور سنیوں کی نماز میں ان کی شرکت باجماعت سے کسی قسم کا خلل تو نہیں آتا؟

۱. "فلا توکل ذبیحۃ اهل الشرک والمرتد" (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الذبائح الباب الاول: ۵/ ۲۸۵ ط ما جدید)
۲. "وان کان بفضل علیا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ علی ابی بکر رضی اللہ عنہ لا یکون کافراً الا انہ مبتدع" (الہندیہ، باب المرتد: ۲/ ۲۶۴ ط ما جدید)
۳. "ولا ترکوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار." (ہود: ۱۱۳)

(۲) شیعہ اس مسجد میں قرآن مجید اور وعظ سننے آسکتے ہیں یا نہیں؟ اور ان میں سے اگر کوئی شخص اس میں علیحدہ اپنے طریق پر نماز ادا کرے تو اس کی اجازت ہے یا نہیں؟

(۳) جو لوگ مسجد میں اہل قبلہ کو زد و کوب کریں ان کے لئے کیا حکم ہے؟ درال حالیہ وہ اہل قبلہ نماز پڑھنے یا وعظ سننے یا کلام مجید کی تلاوت کے لئے حاضر ہوں۔ بیوا تو جردا۔
(المستفتی سید نواب علی۔ پروفیسر بڑودہ کالج)

(جواب ۳۱۰) اگر سوال کے امور مذکورہ صحیح ہیں یعنی شیعہ اسماعیلیہ اعتقاداً صرف تفضیلیہ ہیں اور اہل سنت کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں اور یہ کہ پہلے وہ اس مسجد میں نماز پڑھتے رہے ہیں، تو اب بھی وہ مسجد میں نماز اور استماع وعظ کے لئے آسکتے ہیں۔ مسجد میں زد و کوب کرنا سخت مذموم ہے اور جس فریق نے اس کی ابتداء کی ہے وہی ذمہ دار ہے۔

(جواب دیگر ۳۱۱) شیعہ تفضیلیہ جو تبرائیں کرتے سنیوں کی مسجد میں سنی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے آئیں تو آسکتے ہیں، مگر اپنے مذہب کے ایسے کام جو سنیوں کے مذہب میں ناجائز ہوں یا موجب فتنہ ہوں نہیں کر سکتے۔ اسی طرح قرآن خوانی اور وعظ میں بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

اہلسنت کی مسجد میں سنی امام کے پیچھے شیعہ کا نماز پڑھنا۔

(سوال) سنی حنفی مذہب کی جامع مسجد جو سرکاری نگرانی میں ہے اس میں حنفی الذہب پیش امام کے پیچھے شیعہ نماز پڑھنے کے مستحق ہیں یا نہیں؟ مذکورہ بالا مسجد میں اگر قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہو اس وقت قرآن مجید سننے کے لئے شیعہ بیٹھ سکتے ہیں یا نہیں۔ مذکورہ بالا مسجد میں شیعہ وعظ سننے جاسکتے ہیں یا نہیں؟
(المستفتی احمد حسین قاضی شہر نواب باڑہ بڑودہ)

(جواب ۳۱۴) سنی فرقہ کی مسجد یا جامع مسجد میں سنی حنفی امام کے پیچھے شیعوں کے ان فرقوں کے افراد جو حد کفر تک نہیں پہنچتے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مگر اگر وہ ایسے اعمال نہیں کر سکتے جو سنی مذہب میں ناجائز یا موجب فتنہ ہوں۔ تلاوت کے وقت بشرط متذکرہ بیٹھ سکتے ہیں اور بشرط متقدمہ وعظ سننے جاسکتے ہیں۔ مگر ان امور کے استحقاق کے دعوے کا فیصلہ دستور قدیم پر ہوگا۔ مسلمانوں کی مسجد میں سرکاری نگرانی کا کیا مطلب؟ اگر نگرانی سے مراد صرف حفظ امن ہے تو خیر! اور اگر مسجد کے انتظامات میں مداخلت مراد ہے تو ناجائز ہے۔ غیر مسلم مسجد کے انتظامات میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ فقط

(جواب دیگر ۳۱۳) ایسے لوگوں کا مسجد میں آنا اور سنی امام کے پیچھے نماز ادا کر لینا جائز ہے۔ لیکن جہد و نزاع استحقاق کا فیصلہ دستور قدیم کے موافق ہوگا۔ اگر وہ پہلے سے آتے رہے ہیں اور نماز ادا کرتے رہے ہیں تو آنے اور نماز پڑھنے کا ان کا حق ہے اور اگر پہلے کبھی نہیں آئے اور نماز نہیں پڑھی تو سنیوں کی رواداری پر ہے کہ اب آنے دیں یا نہ دیں۔ بہر حال ان کی شرکت سے سنیوں کی نماز میں خلل نہیں آتا۔ فقط

(جواب دیگر ۳۱۴) جو لوگ کہ اعتقاداً حد کفر تک نہ پہنچیں مثلاً شیعہ تفضیلیہ وہ مسجد میں نماز پڑھ سکتے

ہیں۔ اہل سنت والجماعت کی مسجد میں اگر پہلے سے یہ لوگ نماز پڑھتے چلے آئے ہیں تو اب بھی آسکتے ہیں اور ان میں کا کوئی فرد امین و معتمد ہو اور مسجد کی بھلائی کی امید ہو تو اس کو منتظمہ جماعت کا رکن بھی بنایا جاسکتا ہے۔ مگر ان کو اس مسجد میں اپنے عقائد کی تبلیغ و اشاعت کرنی یا کوئی امر موجب فتنہ نکالنا جائز نہیں اور نہ اس صورت میں ان کو آنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ سنی حنفی امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا یا دعوت سننا ہو اور کوئی امر تبلیغ مذہب کی غرض سے نہ کرنا ہو تو مضائقہ نہیں کہ آنے دیا جائے۔ جامع مسجد اور دیگر مساجد کا حکم ایک ہے۔ حفظ

شیعہ لڑکے کا سنی لڑکی سے نکاح۔

(سوال) ایک شیعہ لڑکا سنی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ اگر سنی قاضی یا پیش امام نکاح پڑھانے سے انکار کرے اور کوئی شیعہ پڑھادے تو کیا حکم ہے؟ یہ شیعہ تفضیلی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو باقی خلفاء پر فضیلت دیتے ہیں۔ عالمگیری جلد دوم صفحہ ۲۴۶ میں یہ عبارت ہے الرافضی اذا کان یسب الشیخین او یلعنہما والعیاذ باللہ، فہو کافر۔ وان کان یفضل علیا کرم اللہ وجہہ علی ابی بکر الصدیق لایکون کافراً الا انما ہو مبتدع۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ سے سنی لڑکی کا نکاح درست نہیں ہے۔

(المستفتی نمبر ۶۳۲ حافظ محمد اسحاق (کوٹہ) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(جواب ۳۱۵) شیعہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسرے صحابہ پر فضیلت دیتا ہے، بس اس کے علاوہ اور کوئی بات اس میں شیعیت کی نہیں تو یہ کافر نہیں ہے (۱)۔ اور ایسے شیعہ کے ساتھ سنی لڑکا کا نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر شیعہ غلطی و حی یا الوہیت علیٰ افاک صدیقہ کا قائل ہو یا قرآن مجید میں کسی نبی ہونے کا معتقد ہو، صحبت صدیق کا منکر (۲) ہو تو ایسے شیعوں کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح منعقد نہیں ہوتا اور چونکہ شیعوں میں تقیہ کا مسئلہ شائع اور معمول ہے اس لئے یہ بات معلوم کرنی مشکل ہے کہ فلاں شیعہ قسم اول میں سے ہے یا قسم دوم سے۔ اس لئے لازم ہے کہ شیعوں کے ساتھ مناکحت کا تعلق نہ رکھا جائے۔ شیعہ لڑکی کے ساتھ سنی مرد کا نکاح ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ تعلق پیدا کرنا اکثر حالات میں مضر ہوتا ہے۔ اس لئے اجتناب ہی اولیٰ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

شیعہ سنی مناکحت کا حکم۔

(سوال) زید کے دادا اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ میں اہلسنت والجماعت ہوں۔ مگر انہوں نے اپنا نکاح ایک

۱. وان کان یفضل علیا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ علی ابی بکر رضی اللہ عنہ لایکون کافراً الا انہ مبتدع (الہندیۃ، باب المرتد : ۲/۲۶۴ ط ما جدید)

۲. "الرافضی ان کان یسب الشیخین ویلعنہما والعیاذ باللہ فہو کافر۔ ولو قذف عائشۃ کفر۔" (الہندیۃ، باب المرتد : ۲/۲۶۴ ط ما جدید)

اکفار بقولہم ان جبریل علیہ السلام غلط فی الوحی الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم دون علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و ہولاء القوم خرجوا عن ملة الاسلام واحکامہم احکام المرتدین۔" (الہندیۃ، باب المرتد : ۲/۲۶۴ ط ما جدید)

عورت شیعہ یعنی عورت رافضی سے کیا ہوا ہے اور اس رافضی عورت سے چار بچے ہیں اور انہوں نے اپنی لڑکیوں کی شادیاں بھی شیعہ لوگوں میں کر رکھی ہیں اور زید کا کہنا ہے کہ میں شیعہ نہیں ہوں۔ سنت والجماعت ہوں۔ حالانکہ اس نے اپنی شادی بھی ایک عورت شیعہ سے کر رکھی ہے اور ملنا جلنا خلط ملط سب اسی طرح ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ زید کہتا ہے میں سنت جماعت ہوں اور ایک سنت جماعت حنفی المذہب کے ہاں رقعہ اپنی شادی کا بھجبا ہے اور شادی سنت جماعت میں کرنا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں اس لڑکے سے سنت جماعت کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا۔ جو اولاد رافضی کے تخم سے پیدا ہوئی اور وہیں پرورش پائی، وہ کون ہوئی۔ رافضی ہوئی یا سنت والجماعت ہوئی۔ شیعہ لوگوں میں دھوکہ دینا جائز کر رکھا ہے۔ اپنی مطلب برآری کے واسطے جس کو وہ لوگ تقیہ کہتے ہیں۔ آیا شرعاً کیا حکم ہے؟

(المستفتی نمبر ۱۳۵۳ محمد دین صاحب دہلوی، ۲۸ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۱ فروری

۱۹۱۳ء)

(جواب ۳۱۶) شیعوں کے بہت فرقے ہیں۔ بعض فرقے کافر ہیں۔ مثلاً جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت یا حلول کا اعتقاد رکھتے ہیں یا غلط فی الوحی یا فک عائشہ صدیقہ یا قرآن مجید میں کمی زیادتی کے قائل ہیں۔ ایسے شیعوں کے ساتھ رشتہ کرنا جائز ہے (۱)۔ اور جو لوگ کہ حد کفر تک نہیں پہنچتے ان کے ساتھ مناکحت جائز ہے۔ یہ صحیح ہے کہ شیعوں کے یہاں تقیہ کا مسئلہ ہے اور اس بناء پر ان کے خیالات اور عقائد کا پتہ لگانا مشکل ہے اور جو شخص اس بات سے واقف ہیں وہ شیعوں میں رشتہ ناتہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

رافضیت اختیار کر کے خلفائے راشدین بالخصوص

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والا مرتد ہے۔

(سوال) (۱) نذیر احمد قوم نداف ساکن نجف آباد معہ متعلقین جو عرصہ تقریباً ڈیڑھ سال سے اپنا مذہب ترک کر کے رافضی ہو گیا ہے اور اب تمام کام وہی کرتا ہے جو رافضی کرتے ہیں اور خلفائے راشدین خصوصاً سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کر رہا ہے وہ شرعاً مرتد ہے یا مسلمان۔ (۲) نذیر احمد مذکور کے ساتھ مسلمانوں کو کیا برتاؤ کرنا چاہئے۔ (۳) ہم لوگوں کی برادری کی پنچایت ہے۔ شرعاً ہمیں نذیر احمد سے ترک تعلقات کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ (۴) اگر برادری کی پنچایت نذیر احمد کو برادری سے خارج نہ کرے تو تمام برادری گناہ گار ہوگی یا نہیں۔ (۵) نذیر احمد مذکور سے اور اس کے متعلقین سے جو رافضی ہو چکے ہیں سلسلہ مناکحت قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۱۵۵۲ میاں جی خدا بخش نداف (ضلع بجنور) ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۵۶ھ مطابق ۳۰ جون

۱۹۱۳ء)

(جواب) از مفتی مسعود احمد نائب مفتی دارالعلوم (دیوبند) اگر فی الواقع نذیر احمد نے شیعہ مذہب اختیار کر لیا ہے اور سب شیخین کرتا ہے یعنی حضرت ابو بحر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالی دیتا ہے، تو وہ مرتد ہے۔ فتاویٰ عالمگیری باب المرتد میں ہے الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنہما العیاذ باللہ فہو کافر الخ (۱)۔ (۲) اول نذیر احمد کو بنرئی سمجھایا جائے اور اس باطل مذہب سے اس کو ہٹانے کی کوشش حسن تدبیر کے ساتھ کی جائے۔ اگر وہ کسی طرح اور کسی صورت سے باز نہ آوے تو اس سے تعلقات برادرانہ منقطع کر دیئے جائیں (۳)۔ (۴) اگر باوجود سمجھانے کے اور باوجود کوشش کے بھی نذیر احمد راہ راست پر نہ آئے تو اس سے قطع تعلق کرنا ضروری ہے۔ اگر برادری اس سے قطع تعلق نہ کرے گی تو گناہ گار ہوگی۔ (۵) ان لوگوں سے سلسلہ مناکحت کرنا اہل سنت والجماعت کو ناجائز اور حرام ہے کیونکہ مسلمان اور کافر میں باہم نکاح صحیح اور منعقد نہیں ہوتا۔ کذا فی الشامی باب المحرمات (۲) فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ ۱۸ محرم ۱۳۵۶ھ

(جواب ۳۱۷) (از حضرت مفتی اعظمؒ) ہو الموفق۔ اگر نذیر احمد غالی شیعہ ہو گیا ہے یعنی حضرت عائشہؓ کے تہمت کا قائل ہے یا قرآن مجید کو صحیح اور کامل نہیں سمجھتا، یا حضرت ابو بحر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت کا منکر ہے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وحی کا اصل مستحق سمجھتا ہے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا قائل ہے تو بے شک وہ کافر ہے اور اس صورت میں باقی سب جواب صحیح ہیں۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

کیا ”تفضیلیہ“ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے؟

(سوال) فتویٰ کا جواب ۲۵ جنوری ۱۹۳۸ء موصول ہوا تھا۔ اس کو دیکھ کر ایک شخص نے اعتراض کیا ہے کہ اہل سنت والجماعت کو ایسا فتویٰ دینے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ چونکہ اہل سنت کے نزدیک ہر مسلم مومن ہے۔ اور ہر مومن کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ اور ہر مومن یا مسلم کی شناخت یہ ہے کہ وہ تین اصول کا قائل ہو۔ توحید، نبوت، قیامت۔ شیعہ علی العموم تینوں اصول کے قائل ہیں۔ لیکن اس فتویٰ میں مفتی صاحب نے صاف نہیں کیا ہے۔ چونکہ شیعہ غالی نصیری کو کہتے ہیں اور تفضیلیہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے جس مذہب سے اصل میں معاملہ درپیش ہے اس کو بالکل اڑا دیا ہے یعنی شیعہ اثنا عشری۔ اور علاوہ ازیں کوئی شیعہ اثنا عشری اپنے آپ کو تفضیلیہ یا غالی نہیں کہتا۔ چونکہ زمانہ موجودہ میں تقیہ جائز نہیں ہے۔ اور تبرائے اصول مذہب اہل سنت سے کسی طرح بھی مانع نکاح نہیں ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۶۵ جناب شمشاد حسین صاحب (میرٹھ) ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ

مطابق ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۱۸) تفضیلیہ مذہب اہل سنت والجماعت کا نہیں ہے۔ یہ شیعہ مذہب کی ایک شاخ ہے، اور غالی سے مراد وہ شیعہ ہیں جو کسی ایسے عقیدہ کے قائل ہوں جس سے کفر لازم آتا ہے مثلاً اقل عاشر صدیقہ رضی اللہ عنہما یا قرآن مجید میں کمی واقع ہونے کا عقیدہ یا غلط فی الوحی یا الوہیت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ یا حلت تبرائعی سب و شتم صحابہ وغیرہ۔ اور جواب سابق جو میں نے لکھا تھا وہ صحیح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا شیعوں پر سید کا اطلاق کرنا درست ہے؟

(سوال) شاہا کہ در خدمت عرضی مفلسی در جہاں بود مرضی احوال ازیں باشد کہ در مقام بہرام پور ضلع گنجام در اسم شیعہ نزاع عظیم برپا شدہ ہست چند نفر می گویند کہ شیعہ سادات را گفتن روا نباشد بلکہ اس اسم روا فض را باشند کہ سادات را گویند و بعض گویند کہ شیعہ سادات اثنا عشری را گویند نہ آنکہ سادات سنت و جماعت را۔ لیکن گمان فقیر اس نیاید چرا کہ سادات ہمگی از اولاد نبی آخر زماں باشند چنانکہ خداوند تبارک و تعالیٰ در کتاب پاک خود دلالت می کند در سورہ کوثر انا اعطیناک الکوثر خبر داد پیغمبر خود از کثرت اولاد در دنیا و عقبی منقطع نشوند اولاد پیغمبر ما اوریں جاہر دو گروہ سادات یک باشند ہر چند کہ مذہب جدا باشد۔ در نہایت ابن اثیر جزری در لغت شیعہ

(ترجمہ) بہرام پور ضلع گنجام میں لفظ شیعہ کے متعلق بڑا اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ سادات کو کہتے ہیں۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ سادات کو شیعہ کہنا درست نہیں ہے، بلکہ شیعہ روا فض کا نام ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ سادات اثنا عشریہ کو کہتے ہیں، نہ کہ سادات اہل سنت والجماعت کو۔ لیکن فقیر کا خیال ہے کہ سادات سب کے سب نبی آخر الزماں ﷺ کی اولاد میں سے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب پاک میں ارشاد فرماتا ہے انا اعطیناک الکوثر اور خود رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی کثرت اولاد کے بارے میں خبر دی ہے کہ دنیا و عقبی میں ہمارے پیغمبر کی نسل منقطع نہیں ہوگی۔ اس صورت میں دونوں گروہ سادات ہی ہیں ہر چند کہ مذہب جدا جدا ہوں۔ نہایت ابن اثیر جزری میں لغت شیعہ کے متعلق لکھا ہے۔ شیعۃ الرجل الخ

نوشتہ است

شیعۃ الرجل بالكسر اتباعه و انصاره وقد غلب هذا الاسم علی کل من يتولی علی ابن ابی طالب۔ خلاصہ مطلب این است کہ شیعہ اکثر آل را گویند کہ محبت علی ابن ابی طالب باشد بے شک چنانکہ جملہ سادات اولاد علی علیہ السلام میباشند اگر شیعہ گویند چہ اہانت ندارد۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعہ اس کو کہتے ہیں جو حضرت علی ابن ابی طالب سے محبت رکھتا ہو۔ اور جب کہ تمام سادات حضرت علی علیہ السلام کی اولاد ہیں اگر ان کو شیعہ کہا جائے تو کیا حرج ہے؟

اس حالات از لغات کشوری باب شیعین فصل ش ی ع

(۱) (شیعہ) (ع) مطیع۔ تابعدار۔ مددگار گروہ۔ سر خود۔ غالب۔

- (۲) مطیع (ع) فرمانبردار۔ خادم۔ اطاعت کنندہ
 (۳) تابعدار (ف) فرمانبردار۔ خادم۔ اطاعت کنندہ
 (۴) مدد (ع) کمک مددگار۔ مدد کنندہ
 (۵) گروہ (ف) غول۔ جمعیت آدمیاں
 (۶) سر خود (ف) خود مختار
 (۷) غالب (ع) زبردست۔ زور آور

ومن يطع الله والرسول فأولئك مع الذين امنوا وللهم اجرهم من الله ورسوله ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون انا اعطيناك الكوثر لا يملكون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عهداً وانتم الا اعلون

در نصائح از حضرت علی رضی اللہ عنہ رہبر کامل باب ہمزہ سے متعلق صفحہ ۱۱۸ انصاح
 ”سب سے زیادہ سعادت مند وہ ہے جس نے ہماری فضیلت کو معلوم کیا ہمارے طفیل سے مقربان
 بارگاہ الہی میں داخل ہوا۔ ہم سے خالص دوستی اور محبت پیدا کی۔ ہماری ہدایات پر چلا۔ اور جن باتوں سے ہم نے
 منع کیا ان سے باز رہا سو ایسا شخص ہمارے گروہ میں شامل اور بہشت میں ہمارے ساتھ ہو گا۔“
 ازیں تمام حال کہ ظاہر شدہ است امید می دارم کہ از قلم قدرت جناب فتویٰ روانہ فرمائی
 ان تمام حالات کے بعد گزارش ہے کہ آپ فتویٰ صادر فرمائیں۔

(المستفتی نمبر ۲۳۱۳ مولوی ولد اربیک (بہرام پور) (گنجام) ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ

مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۸ء)

(جواب ۳۱۹) لفظ شیعہ یک معنی باعتبار لغت دارد دیگر معنی باعتبار عرف دارد۔ معنی لغوی ہماں است کہ
 جناب ایشاں از لغت نقل فرمودند و بمعنی دیگر آن جماعت را گویند کہ مذہب ایشاں مقابل مذہب اہل سنت و
 الجماعت ہست و حضرت علی مرتضیٰ را خلیفہ بلا فصل و افضل از جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم دانند و در ایشاں فرقہائے
 مختلفہ ہستند۔ بعض می گویند کہ حضرت علی خدا ہستند بعض می گویند کہ خدا اور حضرت علی حلول کردہ۔ بعض می
 گویند کہ وحی بر حضرت علی نازل شدہ بود۔ جبرئیل علیہ السلام غلط کردہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسانید۔ بعض می
 گویند کہ ایں قرآن کہ نزد ما موجود است قرآن منزل نیست بلکہ بیاض عثمانی است بعض می گویند کہ بعد از وفات
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ صحابہ مرتد شدند الا معدودے چند۔ و پچھنیں خیلے عقائد کفریہ دارند۔

پس لفظ شیعہ برائے فرقہ و لفظ روا فض و رافضی برائے ایشاں مستعمل می شود اما آل رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کہ ایں قسم عقائد ندارند شیعہ نیستند۔ نہ ہر شیعہ از سادات است و نہ ہر سید شیعہ باشد۔

(ترجمہ) لفظ شیعہ کے ایک معنی باعتبار لغت کے ہیں۔ اور دوسرے معنی باعتبار عرف کے۔ لغوی معنی
 تو وہی ہیں جو آپ نے لغت سے نقل کئے ہیں۔ اور عرف میں شیعہ اس گروہ کو کہتے ہیں جن کا مذہب اہل
 سنت و الجماعت کے مذہب کے بالقابل ہے۔ جو حضرت علی مرتضیٰ کو خلیفہ بلا فصل اور تمام صحابہ سے افضل

مانتے ہیں۔ اس گروہ میں بھی مختلف فرقے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی خدا ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ خدا نے حضرت علی کے اندر حلول کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وحی حضرت علی کی طرف اتاری گئی تھی مگر جبرئیل علیہ السلام نے غلطی سے حضرت محمد ﷺ کو پہنچا دی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ قرآن جو اس وقت موجود ہے، وہ قرآن نہیں ہے جو آسمان سے اتارا گیا تھا۔ بلکہ یہ بیاض عثمانی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کی وفات کے بعد چند صحابہ کے علاوہ تمام مسلمان مرتد ہو گئے تھے۔ اسی قسم کے بہت سے کفریہ عقائد رکھتے ہیں۔ پس لفظ شیعہ اور رافضی اور روافض ان فرقوں کے لئے (عرفاً) استعمال ہوتا ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے جو لوگ ایسے عقائد نہیں رکھتے وہ شیعہ نہیں۔ ہر شیعہ سید نہیں ہوتا اور ہر سید شیعہ نہیں ہوتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا شیعہ مسلمان ہیں؟

(سوال) شیعہ مسلمان ہیں یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۲۳۵۶ محمد ابراہیم صاحب (فورٹ بمبئی) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ

مطابق ۲ جولائی ۱۹۳۸ء)

(جواب ۳۲۰) شیعہ اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ لیکن اہل سنت والجماعت فرقہ ناجیہ ہے اور باقی تمام فرقے ناجیہ نہیں ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے موافق شیعوں کے کئی فرقے اسلام سے خارج ہیں۔ یہ فرقے فرقہ شیعہ کی ضمنی شاخیں ہیں۔ باوجود اس کے اوعانی طور پر وہ فرقہ اسلام میں داخل سمجھے جاتے ہیں۔ ان کا حکم اہل کتاب کی طرح ہے کہ وہ باوجود کفریہ عقائد کے (مثلاً الوہیت مستکبرانیت مسیح کے) دوسرے غیر کتالی کفار سے جداگانہ حکم رکھتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) کیا اذان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کا اعلان خلفائے ثلاثہ پر تبرائیں؟

(۲) ایسے فتنہ کے خلاف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا حکم؟

(سوال) (۱) ایک فرقہ ضالہ اپنی اذانوں میں اور اپنے جنازوں کے ساتھ اشہدان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ خلیفہ بلا فصل یا از بلند پکارتا ہے۔ تو کیا اس سے حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت حق کی تکذیب نہیں ہوتی۔ اور کیا فرقہ شاتمہ کی زبان سے اہل سنت والجماعت کے روبرو اس کلمہ کا اظہار ایک قسم کا تبرائیں ہے؟

(۲) کیا جس مقام پر علی الاعلان دہر دہر راہ یہ کلمہ کہا جاتا ہو اور حکومت وقت نے اس کو قانوناً جائز قرار دیا ہو وہاں کے اہل سنت والجماعت پر یہ لازم نہیں ہے کہ حضرات خلفائے کرام کی خلافت حق اور فضیلت بخانا ترتیب علی الاعلان دہر دہر راہ واضح کریں اور ان حضرات کے محامد و فضائل بیان کریں تاکہ جماعت اہل سنت کا کوئی واقف شخص فرقہ ضالہ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر عقیدہ فاسدہ میں مبتلا نہ ہو۔

المستفتی نمبر ۲۴۵۶ مولانا ظفر الملک صاحب (الناظر) لکھنؤ ۲ محرم ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۲۹ء (جواب ۳۲۱) تبرا سے مراد سب و شتم ہے تو اس کلمہ کو تبرا میں داخل کرنا مشکل ہے۔ یہ کلمہ اگرچہ اہل سنت و الجماعت کے مذہب کے موافق باطل اور غلط ہے، تاہم اس کو کہنے والے اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے ہیں، جو اہل سنت و الجماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے اور ان کے نزدیک باطل ہے۔ اور اگر اس سے اشتغال جذبات اور فساد کا خطرہ ہو تو اس جہت سے اس کی بندش کرنا مقامی حکام کے فریضہ حکومت میں داخل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنے اور فسق و فجور میں مبتلا شخص کا حکم (سوال) زید نے اپنی ابتدائی زندگی میں کافی علم حاصل کیا۔ مگر وہ ہمیشہ بے عمل رہا۔ وہ تارک صوم و صلوٰۃ بھی ہے اور خائن بھی۔ وہ فاسق و فاجر بھی ہے اور عیاش بھی۔ وہ ظالم و غاصب بھی ہے اور غدار بھی۔ اس کے پاس ہر وقت نازنینوں کا جمگھٹا رہتا ہے اور وہ ایک بڑی درگاہ کا سجادہ نشین ہوتے ہوئے بھی ہر وقت اوباشوں کی صحبت میں رہتا ہے۔ جائیداد موقوفہ پر متصرف ہونے کی وجہ سے ایک بڑی حیثیت رکھتا ہے اور جملا میں اسے مذہبی پیشوائی حاصل ہے۔ گو وہ عالم ہے مگر الجاہل الصوفی مرکب الشیطان کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ وہ ایک سنی وقف کا متولی ہے اور اپنے کو سنی اور خفی کہتا ہے۔ لیکن وہ حضرت امیر معاویہ پر لعن و طعن کرتا ہے۔ اس کا دن بھر کا مشغلہ صرف تبر بازی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ گالی تک کے ناشائستہ الفاظ استعمال کرتا ہے۔ اس نے عوام میں اپنے اثر سے کام لے کر رافضیوں کو بہت فائدہ پہنچایا ہے۔ مدح صحابہ جیسی اہم تحریک کا مذاق اڑاتا ہے اور اسے بیکار بتاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ سنیوں کی تعداد تمام فرقوں سے کم ہے۔ وہ صرف اس بنا پر حضرت مجدد صاحب کی شان میں اور دیگر علمائے اسلام کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا ہے کہ وہ حضرات صحابہ سے حسن ظن رکھنے کی تلقین کرتے تھے۔ وہ اکثر مسجد میں امیر معاویہ پر لعنت کرتا ہے اور اسے شعار حیدری بتاتا ہے۔ اس کے عقائد جو نظم مرسلہ سے (جسے شیخوں نے اپنی طرف سے چھپوا کر تقسیم کیا ہے) بخوبی ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کے کیر کڑ اور اس کے عقائد سے مفصل مطلع کر دیا ہے تاکہ نظم مرسلہ میں عقائد باطلہ کی کافی شافی تردید اخبار الجمعۃ میں جلد از جلد شائع کر دی جائے۔ کیا ایسا شخص شرعاً مسلمان اور سنی کہلانے کا مستحق ہے کیا عقائد مطبوعہ واقعی سنیوں کے عقائد ہیں۔ اگر نہیں تو پھر مسلمانوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا عقائد رکھنے چاہئیں۔ کیا ایسے عقائد اور ایسے کریکٹر کا شخص اس قابل ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ کیا نظم مرسلہ تبرا کی حد میں داخل نہیں ہے۔ کیا حوالجات نظم صحیح ہیں۔ عوام کے عقائد اس وقت متزلزل ہیں۔ وہ سخت مراسیمگی اور بیچینی کی حالت میں ہیں۔ لہذا امید قوی ہے کہ جریدہ الجمعۃ میں جلد از جلد کافی و شافی مفصل اور صریح فتویٰ دے کر جناب والا مسلمانوں کو تفریق اور اختلاف کے گڑھے سے نکال دیں گے اور مسلمانوں کو اپنے عقائد صحیح کرنے کا موقع دیں گے۔

المستفتی نمبر ۲۵۰۹ جناب محمد فرید عطا صاحب (ضلع رائے بریلی) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ

مطابق ۲۳ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۲۲) جس شخص کے یہ اشعار ہیں وہ یقیناً اہل سنت والجماعت کے دائرہ سے خارج ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ روافض کے خیالات اور عقائد ہیں۔ وہ شعر جس کی ابتداء ”جو دنیا کا“ کے الفاظ سے ہوتی ہے، کھلا ہوا تبرا ہے۔ یہ قائل جس کی زبان سے یہ الفاظ نکلیں چھپا ہوا شیعہ نہیں بلکہ کھلا ہوا رافضی ہے۔ سنیوں کو اس سے مجتنب اور بے تعلق رہنا چاہئے۔ (۱) اور ان عقائد سے بیزاری کا اظہار کرنا چاہئے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

”جو دنیا کا کتا ہو ہمنام سگ جو حق علی کے لئے بن جائے ٹھگ“ یہ شعر کھلا ہوا تبرا ہے۔ پوری نظم مسئلہ استفتا کا ایک شعر پیش خدمت ہے آیا یہ تبرا میں داخل ہے یا نہیں۔ (المستفتی نمبر ۲۵۰۹)

(جواب ۳۲۳) یہ شعر یقیناً تبرا کے اندر داخل ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

مقدمہ جو پنپور میں حضرت مفتی علام کا گواہی دینے کی تردید

(سوال) (۱) پٹیلہ میں دو تین برس سے ایک مولوی محبوب علی صاحب لکھنوی مفتی ہیں۔ جو تین چار مہینے سے جو پنپور کے کسی مقدمہ کی نقل دکھا دکھا کر آپ اور مولانا حسین احمد شیخ الحدیث دیوبند اور مولانا عبدالشکور صاحب کاکوروی کو خارجی و ہابی وغیرہ وغیرہ بتاتے ہیں۔ اور یہ کہ اس مقدمہ کی تائید اور اس کو حق و صحیح ثابت کرنے کے لئے آپ اور مولانا حسین احمد صاحب اور مولانا عبدالشکور صاحب کا کوئی نے شہادتیں دی ہیں کہ یزید اور عمرو بن سعد و عبدالرحمن بن ملجم و عبید اللہ بن زیاد و شمر اور سنان بن انس اور ابویوب بن غنوی وغیرہم خبیثاء مسلمانوں کے پیشوا ہیں اور محسن الاسلام و المسلمین ہیں اور ان ملاء عنہ کی تعریف و مناقب بیان کرنا عبادت ہے۔ خدا را ہم مسلمانوں پر رحم کیجئے اور جلد از جلد جواب دیجئے۔ کیا واقعی آپ صاحبان نے اس مقدمہ میں گواہیاں دی ہیں۔ اگر نہیں تو فوراً اپنی برائت پیش فرمائیں اور اگر دی ہیں تو خدا را ہم مسلمان سنیوں کو یہ بتا کر خلیجان سے چھڑائیے کہ اس گواہی کی وجہ کیا ہے۔ اس سے مذہب اہل سنت والجماعت کو کیا فائدہ ہے۔

(۲) کیا جناب والا ان شہادتوں کی نقول عطا فرما سکتے ہیں تاکہ یہاں کے مسلمانوں کو دکھا دکھا کر انہیں راہ راست پر لایا جاسکے۔ اور مفتی صاحب کا جھوٹ ثابت کیا جائے۔ تینوں شہادتوں کی نقل نہ سی۔ صرف آنجناب کی ہی شہادت نقل آجائے تو یہاں کا فتنہ بہت کچھ دور ہو جائے۔ نقل کی روانگی میں تاخیر نہ فرمائیں۔ یہ مذہب کی خدمت ہے۔

(۳) مدعیان نے بیان دعویٰ میں لکھوایا ہے کہ وہ شیعہ بنی امیہ ہیں تو تحریر فرمایا جائے کہ شیعہ بنی امیہ کون سا فرقہ ہے۔ اب تو صرف شیعان علی تھے۔ یہ دوسرے شیعہ نکل پڑے۔ ان کی تعریف اور پہچان لکھئے اور یہ بھی لکھئے کہ شیعہ بنی امیہ اہل سنت میں داخل ہیں یا خارج۔ یا اہل سنت ہی کو شیعہ بنی امیہ کہتے ہیں۔

(۴) پیٹالہ میں انہوں نے ایک فتویٰ کا فوٹو بھی پیش کیا ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے ”وقوع کذب باری کے معنی درست ہو گئے۔“ یہ فتویٰ حق و صحیح ہے یا نہیں۔ اگر صحیح مانا جائے تو کیا خرائفی لازم آئے گی، جب کہ مولانا نے وقوع کذب باری کے معنی درست بتائے۔ ہاں صرف وقوع کا ثبوت باقی رہتا ہے۔

(المستفتی ۲۶۶۳ حافظ علی محمد صاحب (پیٹالہ) ۸ ربیع الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۶ اپریل ۱۹۴۱ء)

(جواب ۳۲۴) میں نے جو پور کے مقدمہ میں شہادت نہیں دی۔ نہ ان کے لئے کوئی سعی کی۔ نہ کوئی تائید کی۔ میرے اوپر یہ تہمت اور بہتان ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے حضرت مولانا حسین احمد صاحب اور مولانا عبدالشکور صاحب نے بھی شہادت نہیں دی۔ لوگ تہمت لگانے اور بہتان باندھنے میں خدا کے غضب سے نہیں ڈرتے۔

شیعان بنی امیہ کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ جو پور کے کون لوگ تھے اور انہوں نے کیا دعویٰ کیا تھا۔ اس قدر معلوم ہوا ہے کہ وہاں رافضیوں کے مقابلے پر کچھ لوگ کھڑے ہوئے ہیں جو رافضیوں کے تبرائے صحابہ کے مقابلے پر تبرائے علی (رضی اللہ عنہ) کی اجازت مانگتے ہیں۔ ہم تو دونوں تبرائوں کو ایک لعنتی فعل سمجھتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کے فتویٰ کی جب تک پوری عبارت سامنے نہ ہو اس وقت تک ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ آیا وہ مولانا قدس سرہ کی عبارت ہے یا نہیں۔ اور ہے تو اس کا کیا مطلب ہے۔ وقوع کذب باری تعالیٰ بالاتفاق محال ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

کیا کربلا کی لڑائی جہاد تھا؟

جنگ کربلا جہاد تھا یا کوئی سیاسی جنگ تھی؟

(المستفتی نمبر ۲۶۹۹ نسیم میر نھی۔ ۹ محرم ۱۳۶۱ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۴۲ء)

(جواب ۳۲۵) جنگ کربلا یزید کی طرف سے محض سیاسی تھی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی سیاست حقہ کا پہلو غالب تھا۔ مسلمانوں اور کافروں کی جنگ نہ تھی۔ مسلمانوں مسلمانوں ہی کی باہمی لڑائی تھی۔ ایک فریق باطل پر تھا اور اس کی طرف سے انتہائی ظلم و فساد اور خونخواری کا مظاہرہ ہوا اور امام مظلوم کی طرف سے حقانیت مظلومیت اور صبر و رضا کا انتہائی درجہ ظہور میں آیا۔

عہد نامہ (۱) مزسلہ کے متعلق واضح ہے کہ سرنگوں ہو کر دمنٹ کی خاموشی اور عہد نامہ شائع شدہ کی تلاوت کا پروگرام سنیوں کے لئے ناقابل عمل اور ایسی بدعت ہے کہ اس کے نتائج نہایت ہولناک ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

(۱) یادگار حسینی میں شرکت حرام ہے۔

(۲) یادگار حسینی کی تکذیب کرنا ثواب کا کام ہے۔

(۳) یادگار حسینی میں اہلسنت کی شرکت۔

(۴) جلسہ یادگار حسینی کے خلاف کوشش و سعی کرنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) یادگار حسینی میں اہل سنت کی شرکت کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) جب شیعہ اس کو بین الاقوامی جلسہ کہتے ہیں تو شرعاً ان کی تکذیب و تردید کرنے کا کیا حکم ہے؟

(۳) جو اہل سنت مقررین اس میں شریک ہوتے ہیں ان کے متعلق عام مسلمانوں کو شرعاً کیا حکم

ہے؟

(۴) اگر شرعاً یادگار حسینی کی شرکت جائز نہ ہو تو ان کے خلاف تبلیغ و سعی کرنے کا شرعاً کیا حکم

ہے؟

(المستفتی نمبر ۳۴۷۲ ناظم مجلس خیر (گوئدہ) ۵ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۰ جون ۱۹۴۲ء)

(جواب ۳۲۶) ہوالموفق۔ یادگار حسینی اور اس کا پروگرام ۱۳۶۱ھ کی شیعہ بدعات میں سے ایک ایسی بدعت

ہے جس کے نتائج اور ثمرات اسلام اور اہل سنت و الجماعت کے حق میں نہایت ہولناک ہوں گے اور رسم تعزیہ

داری اور علم اور شدتوں اور ذوالجنات وغیرہ وغیرہ بدعات کی طرح یہ بھی اسلام اور تعلیم اسلام کے پاک صاف

دامن پر ناپاک داغ بن کر موجب رسوائی ہوگا۔ شیعوں نے یہ تجویز نکالی اور وہی پوری سرگرمی سے اس کو

پھیلارہے ہیں۔

اس کو بین الاقوامی بتانا نظر فریب دھوکا ہے۔ مقصد شیعیت کی تبلیغ اور فروغ ہے۔ بالغ النظر اہل سنت

اس کے عواقب و خیمہ کو سمجھ کر اس سے اپنی علیحدگی اور بیزاری کا اعلان کر چکے ہیں۔ اس میں شرکت کسی سن

کے لئے جائز نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

قاتلان حسین اور یزید کو گالیاں دینے کا حکم۔

(سوال) قاتلان حسین اور یزید پلید کو گالیاں دینا جائز ہے یا نہیں؟

(المستفتی نظیر الدین امیر الدین (اسلمزہ۔ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۳۲۷) قاتلان حسین کے متعلق اتنا کہنا تو جائز ہے کہ انہوں نے بہت بڑا گناہ اور ظلم کیا۔ مگر گالیاں دینا

درست نہیں اور لعنت کرنا جائز نہیں۔ المؤمن لا یكون لعناً۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

تعزیه اور ماتم خلاف شرع ہیں۔

(از اخبار الجمعية دہلی۔ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) تعزیه کو مذہب سے کیا تعلق ہے؟ ماتم کی حقیقت کیا ہے؟

(جواب ۳۲۸) اہل سنت و الجماعت کے نزدیک تعزیه بنانا ناجائز ہے (۱)۔ اور ماتم کرنا بھی خلاف شریعت ہے کیونکہ خدا و رسول ﷺ نے اس کی تعلیم نہیں دی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

شیعہ کا کفن و دفن مسلمانوں پر ضروری ہے یا نہیں؟

(از اخبار الجمعية دہلی۔ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) یہاں پر فقط ایک گھر روافض درمیان مسلمانوں اور برہمنوں کے اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر وہ روافض مر جائے تو اس کا کفن و دفن مسلمانوں پر لازم ہے یا نہیں؟ اگر لازم ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

(جواب ۳۲۹) اگر ان روافض میں سے کوئی شخص مر جائے اور لوگ ان میں موجود ہوں تو وہی اپنی میت کی تجہیز و تکفین کر لیں۔ لیکن اگر ان میں کوئی موجود نہ ہو تو دوسرے مسلمانوں کو لازم ہے کہ ان کی میت کی تجہیز و تکفین کریں (۳)۔ پھر اگر وہ رافضی ایسے عقیدے کا تھا کہ اس پر حکم کفر جاری نہیں ہوتا تھا تو اس کی تجہیز و تکفین مثل مسلمین کے کریں۔ اور نماز جنازہ بھی پڑھ کر دفن کریں۔ لیکن اگر اس پر حکم کفر جاری ہو سکتا تھا تو اس کی تجہیز و تکفین میں رعایت سنت نہ کریں اور نہ نماز جنازہ پڑھیں۔ ویسے ہی دفن کر دیں۔ (۴) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

۱. تعزیه داری در عشرہ محرم یا غیر آد و ساختن ضرائح این همه امور بدعت است الخ. (مجموعۃ الفتاویٰ

علی ہامش خلاصۃ الفتویٰ : ۴/۳۴۴ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۲. "لیس منا من شق الجيوب و ضرب الخدود الخ" (ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی من ضرب الخدود الخ ۱۱۹۵ ط سعید)

۳. "واذا مات الکافر وله ولی مسلم فانه یغسله و یدفنه" (الحدایہ، باب الجنائز ۱۱۸۱ ط شرکت ملیہ ملتان)

۴. "اما المرد فی حفرة کالکلب عند الاحتیاج فلوله قریب فالاولی ترکہ لہم من غیر مراعاة السنة فیغسله غسل

الثوب النجس ویلف فی خرقة" (التمیز، باب الجنائز ۲۱۰ ط سعید، وکذا فی الحدایہ : ۱۱۸۲ ط شرکت علیہ)

فصل دوم: فرقہ دہریہ

”ان الله هو الدهر“ کا صحیح مفہوم۔

(سوال) نیچر، دہر، زمانے کو اپنا معبود (الہ) کہنے والے درستی پر ہیں یا نہیں؟ محالیکہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ هل الدهر الا ليلة ونهارها۔ والا طلوع الشمس ثم غياؤها۔ یعنی دہر (زمانہ نیچر) نظام شمسی، سورج، چاند، ستارے عناصر وغیرہ وغیرہ ہیں۔ مگر بخاری میں ولا تقولوا خيبة الدهرى فان الله هو الدهر وقال الله يسب بنو ادم الدهر وانا الدهر بيدى الليل والنهار۔ موطا امام مالک میں لا يقل احدكم يا خيبة الدهر فان الله هو الدهر لکھا ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری اور امام مالک دہر کو ہی اپنا معبود (الہ) مانتے ہیں۔

(المستفتی نمبر ۲۲۸ ابراہیم حنیف (لاہور) ۳۰ شعبان ۱۳۵۳ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(جواب ۳۳۰) نیچر، دہر، زمانہ کو معبود کہنے والے غلطی پر ہیں۔ اگر ان کو حدیث کے الفاظ فان الله هو الدهر یا وانا الدهر سے کوئی اشتباہ ہوا ہے تو یہ ان کی کم فہمی اور معانی احادیث سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ ان الله هو الدهر اور انا الدهر کے معنی یہ ہیں ان الله هو صاحب الدهر ومدبر الامور اور انا صاحب الدهر ومدبر الامور یعنی دہر کا مالک اور امور کا مدبر میں ہوں۔ لوگ ناواقفیت اور جہالت سے دہر یعنی زمانے کو حوادث کا فاعل قرار دے کر اسے برا بھلا کہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ دہر خود حوادث کا فاعل نہیں تو ان کا سبب و شتم حقیقی فاعل اور خالق اور متصرف فی الامور پر پہنچے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: کان اهل الجاهلية يقولون انما يهلكنا الليل والنهار فقال الله في كتابه ”وقالوا ما هي الاحيائنا الدنيا نموت ونحيا وما يهلكنا الا الدهر“ (۱) وقال الله يوذيني ابن ادم يسب الدهر وانا الدهر بيدى الامر اقلب الليل والنهار (رواه ابن جرير وابن ابى حاتم والحاكم وابن مردويه كذا في الدر المنثور) (۲) اہل جاہلیت کہا کرتے تھے کہ ہم کو رات اور دن ہی ہلاک کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کا قول اپنی کتاب میں ذکر فرمایا کہ انہوں نے کہا کہ بس یہی ہماری زندگی پر قصہ ختم ہے۔ مرتے ہیں پیدا ہوتے ہیں اور ہم کو زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے۔ حالانکہ حضرت حق نے (ایک حدیث قدسی میں) فرمایا ہے کہ ابن آدم مجھے ایذا پہنچاتا ہے کہ دہر کو برا کہتا ہے (کیونکہ وہ دہر کو فاعل متصرف سمجھتا ہے) اور دہر (کا خالق اور حقیقی متصرف) تو میں ہوں۔ تمام تدبیر و تصرف میرے ہاتھ اور میرے قبضے میں ہے۔ رات اور دن کو میں ہی التناہل تبارکتا ہوں۔ والحديث اخرجه الطبري عن ابى كريب عن ابن عيينة بهذا الاسناد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کان اهل الجاهلية يقولون انما يهلكنا الليل والنهار هو الذي يميتنا ويحيينا الحديث (كذا في فتح الباري) (۳) یعنی اسی حدیث کو

۱. تفسیر ابن کثیر تحت قوله تعالى، وقالوا ما هي الاحيائنا الدنيا الخ: ۱۵۱/۴ ط سہیل اکیڈمی

۲. الدر المنثور، تفسیر سورة الجاثیة: ۳۵/۶ ط مصر، وكذا في البخاری، كتب التفسیر، سورة الجاثیة: ۷۱۵/۲ ط قدیمی

۳. فتح الباری، سورة الجاثیة: ۴۴۱/۸ ط مصر

طبری نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اہل جاہلیت کہتے تھے کہ رات اور دن ہی ہمیں ہلاک کرتے ہیں (یعنی ان کی گردش ہی ہمیں موت اور زندگی دیتی ہے) جب کہ امام بخاری اور امام مالک اور دوسرے ائمہ حدیث اور علمائے اسلام کے نزدیک حدیث انا الدھر اور فان اللہ هو الدھر کے یہ معنی ہیں جو مذکور ہوئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”میں دہر کا خالق اور مالک ہوں۔“ تو یہ کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ ان ائمہ کا خیال یہ تھا کہ دہر معبود ہے اور چونکہ دہر اسمائے البیہ میں کسی کے نزدیک داخل نہیں اس لئے انا الدھر کے اور کوئی معنی لئے نہیں جاسکتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

مولانا شبلیؒ کے بارے میں محتاط رائے۔

(سوال) ایک رسالہ آپ کا ۱۳۲۲ھ میں چھپا ہوا نظر سے گذرا جو کہ مولانا شبلی مرحوم کے ملحدانہ اور زندیقانہ خیالات پر ہے۔ لیکن ایک مولوی صاحب کے کہنے سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے رجوع فرمالیا ہے۔ اس لئے مربانی فرما کر جواب عنایت فرمائیے کہ مولوی صاحب کا کہنا درست ہے کہ نہیں۔

(المستفتی نمبر ۳۹۶ البرائیم محمد اولاً۔ (راندیر۔ سورت) ۲۲۔ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۳۷ء) (جواب ۳۳۱) ۱۳۲۲ھ کے رسالے میں مولانا شبلی مرحوم کے چند اقوال و خیالات پر انہیں کا فتویٰ حاصل کر کے اس کو شائع کیا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ان کی کتابوں میں ایسے عقائد موجود ہیں جن کو مولانا شبلی خود بھی کفر والحاد قرار دیتے ہیں۔ مگر ۱۹۳۶ء میں مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے مولانا شبلی مرحوم کا ایک اعتراف نامہ شائع کیا تھا کہ وہ عقائد اسلامیہ کے پابند تھے اور فلاسفہ اور دہریوں کے عقائد سے بے زار تھے۔ اس کی بناء پر میں نے لکھا تھا کہ علماء کو مولانا شبلی مرحوم کی تکفیر نہ کرنی چاہئے کیونکہ تکفیر بہت بڑی ذمہ داری کی چیز ہے اور کسی مسلمان کو کافر کہنے میں انتہائی احتیاط لازم ہے۔ (۱) فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

فصل سوم: فرقہ خاکساراں

- (۱) عنایت اللہ مشرقی کے عقائد اور اس کی جماعت کا حکم۔
- (۲) مرتد کا نکاح باطل اور مہر کی ادائیگی ضروری ہے۔
- (۳) تحریک خاکساراں میں شامل ہونے والے غلطی پر ہیں۔
- (۴) فوجی پریکٹس کے لئے تحریک مذکور میں شرکت۔
- (۵) اپنے ساتھ بیچہ رکھنے کا شرعی حکم۔
- (۶) سلف کا اجتہاد کافی نہیں کہنے والے کا حکم۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۵ مارچ ۱۹۳۶ء)

(سوال) عنایت اللہ مشرقی اپنے تذکرہ و اصلاح اخبار میں یہ لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ عمل صالح فقط نئی نئی چیزیں بنانا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ شریف وغیرہ میرے نزدیک نیک کام نہیں ہیں اور انگریزوں کی تعریف کرتے کرتے اس قدر بڑھایا اور کہا کہ بجائے آدم علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کے سچے خلیفہ زمین پر انگریز ہی ہیں۔ اور انگریزوں کو فرشتے سجدہ کرتے ہیں۔ اور ان کی خدمت و عبادت کرتے ہیں اور انگریزوں کے برابر کسی نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا اور نہ اس کی قدر کی۔ انگریز، یہودی، بت پرست ہی کچے ایماندار اور مسلمان ہیں۔ اور یہی لوگ جنت کے وارث ہیں۔ موجودہ مسلمان اور علماء اور پہلے زمانے کے مسلمان بزرگ اولیاء صلیحہ انبیاء سب کے سب دوزخ کا ایندھن ہیں اور ہر روز انگریزوں کو فرشتے سلام کرتے ہیں۔ سب مسلمان اندھے، بہرے گمراہ ہیں۔ سب مسلمان گمراہ اور سیدھے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں۔ فقط انگریز ہی کچے کامل مسلمان ہیں۔ بت پرست یہودی و انگریز ہی توحید کے ماننے والے ہیں۔ اللہ احد کہنا اور جانا توحید نہیں ہے۔ دنیاوی ترقی خواہ کسی طریق سے خواہ حلال یا حرام سے ہو یہی توحید ہے۔ ہزاروں خداؤں کے ماننے والے کچے موحد اور عابد خدا ہیں۔ کسی نبی نے نماز نہیں پڑھی، نہ روزہ رکھا، نہ حج کیا، نہ زکوٰۃ دی۔ حج کے لئے بیت اللہ شریف، مکہ شریف میں جانے کی ضرورت نہیں۔ اچھرہ (جو کہ مشرقی کا گاؤں ہے) مکہ سے افضل ہے۔ اسلام کی بناء نماز روزہ حج زکوٰۃ کلمہ شہادت پر نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کے لئے اور خدا کی عبادت کے لئے کسی مذہب کی قید نہیں ہے۔ بت پرستی و صلیب پرستی اور تین خدا ماننا بھی خدائی قانون ہے۔ انگریزوں کی تابعداری کرنا ہی اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرنا ہے۔ کسی کے ڈر و خوف کے بغیر کفر کی بات کہنے اور کفر کا فعل کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ بدھ اور کرشن کو بھی نبی مانتا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار کرتا ہے۔ محمدی نماز کی ظاہری صورت یعنی رکوع سجود وغیرہ اور ارکان نماز سے کوئی سروکار نہیں۔ کسی بزرگ یا امام یا ولی کی تابعداری شرک ہے۔ تمام اولیاء اور بزرگ عذاب کے مستحق ہیں۔ حنفی، شافعی، مقلد، غیر مقلد سب جہنم کی تیاری ہے اور سب مشرک ہیں۔ فقہ شریعت پر عمل کرنا سب کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اور اس کے حکموں کو ماننے اور کرنے کی ضرورت نہیں۔

اخبار اصلاح میں لکھا ہے کہ جس کے پاس بیچہ نہیں ہے وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ گویا بیچہ کو جزو ایمان قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا مسخرہ پن ہے۔ اور نماز فقط پنجوقتہ سلام کرنا ہے، جیسے نوکر اپنے آقا کو سلام حاضری وغیرہ کر لیتا ہے۔ موجودہ صورت سے نماز مراد لینا غلط ہے۔ جو کثرت سے نمازیں پڑھیں اور عبادت کریں وہ حرام خور، کام چور، گستاخ، بد معاش ہیں۔ مصلوٹوں پر بیٹھ کر اللہ اللہ کرنا، اعتکاف کرنا کفر، شرک اور بد معاشی ہے۔ مکہ شریف، مدینہ شریف پر قبضہ کرنے کے مستحق لندن اور پیرس والے ہیں۔ جتنے مسلمان اس وقت موجود ہیں سب کافر اور مشرک ہیں اور بت پرست ہزاروں خداؤں کو ماننے والے پکے موحّد اور مومن ہیں۔ بت پرستوں کو مشرک کہنا اندھا پن ہے۔ تین خدا ماننے والے پکے ایماندار مومن ہیں۔ اعتقاد بت پرستی بت پرستی نہیں ہے۔ نہ زبان سے تلاوت کرنا اور نماز پڑھنا اور درود شریف پڑھنا عبادت ہے۔ مسلمہ کذاب کی بنائی ہوئی کتاب کو افضل کہتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات کو مسخرہ پن بتلاتا ہے۔ خدا کی دوستی کے لئے کسی مذہب کی تخصیص اور ضرورت نہیں۔ مسجد میں سنتیں پڑھنا گستاخی ہے۔ ایسے ہی اور بہت گندے اقوال ہیں۔ مقدمہ تذکرہ وغیرہ میں اور دیباچہ تذکرہ اردو مقدمہ تذکرہ اردو سے یہ سب اقوال لئے گئے ہیں۔

(۱) شریعت میں ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ (۲) اور جو شخص ایسے لوگوں کو اچھا سمجھے ان کی تائید کرے اور بران جانے بلکہ ان کی حمایت کرے اور نہ کہ میں دل سے تمہارے ساتھ ہوں اور ظاہر میں بوجہ امامت، نوکری کی وجہ سے میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟ (۳) جب کہ وہ لوگ از روئے شریعت مرتد قرار پادیں تو ان کے موجودہ نکاح ٹوٹ گئے یا نہیں اور ان کو تائب ہونے پر دوبارہ نکاح پڑھنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور پہلے مہر کا کیا حکم ہے؟ (۴) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم کو مشرقی کے عقیدے اور اس کے قول و فعل اور اس کی کتابوں سے کوئی تعلق نہیں اور پھر بھی اس کی خاکساری جماعت میں شریک ہوتے ہیں اور دوسروں کو شریک ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور ان کی کتابوں کی اشاعت کرتے ہیں۔ (۵) جو لوگ ورزش اور فوجی قواعد کے لئے اس جماعت میں شریک ہوں ان کا کیا حکم ہے؟ (۶) بیچہ رکھنا سنت ہے یا فرض؟ کیا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے؟ (۷) جو مولوی اپنی تقریر میں یہ کہے کہ جو معنی قرآن وحدیث کے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام اور امام ابو حنیفہ وغیرہ نے لئے وہ اس وقت کافی نہیں ہیں۔ ہم بھی اپنے اجتہاد و ذہانت سے مناسب وقت معنی لے سکتے ہیں اور اس وقت عالم وحافظ بننے کی ضرورت نہیں بلکہ صناعت بننے کی ضرورت ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۳۲) یہ جتنے اقوال و خیالات آپ نے سوالات میں نقل کئے ہیں اگرچہ فرداً فرداً ہر قول اور ہر عقیدے کو مشرقی کی کتابوں سے ماننے کی ضرورت ہے تاہم کتاب تذکرہ کو ہم نے بھی دیکھا تھا اور بالاجمال اس قدر صحیح ہے کہ مشرقی اس قسم کے خیالات و عقائد ضرورت رکھتا ہے جو جمہور اہل اسلام اور اصول اسلام کے خلاف ہیں۔ آپ کے سوالات جو مذکور بالا اعتقاد پر مبنی ہیں ان کا جواب یہ ہے :-

(۱) جو شخص ان عقائد کا حامل ہو وہ اسلام کا مبلغ نہیں بلکہ اسلام کا دشمن اور دائرہ اسلام سے خارج

ہے (۱) (۲) اور جو شخص کہ ایسے شخص کو اچھا سمجھے اور اس کی جماعت میں شامل ہو اور درپردہ ان کی حمایت کرے اس کا بھی یہی حکم ہے (۲)۔ مشرقی اور اس کی جماعت سے میل جول رکھنا خطرناک ہے (۳)۔ (۴) جو شخص کہ مرتد ہو جائے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے (۴) اور اس پر اسلام لانے کے بعد تجدید نکاح لازم ہوتی ہے اور پہلا مہر بھی واجب الادا ہوتا ہے (۵)۔ (۶) یہ غلطی ہے کہ مشرقی کی کتابوں سے اور اس کے عقائد و اعمال سے بے تعلقی اور بے غرضی ظاہر کرتے ہوئے اس تحریک میں، جس کا وہ مذہبی تحریک اور اسلام کی روح ظاہر کرتا ہے، شرکت کی جائے یا شرکت کی ترغیب دی جائے۔ (۵) بغرض ورزش اور بغرض تحصیل قواعد کسی صحیح العقیدہ متشرع شخص کے ماتحت کام کرنا چاہئے۔ صرف ورزش اور قواعد کے لئے جو ثانوی درجے میں ہے اصل مذہب کو تباہ کرنا عقل و دیانت کے خلاف ہے۔ (۶) پچھہ رکھنا، فرض، نہ سنت، نہ مستحب۔ البتہ آیہ کریمہ واعدوا الہم ماستطعتم (۶) کے تحت آلات و اسباب جہاد رکھنا مامور بہ ہے۔ (۷) ایسا شخص راہ حق سے بھٹکا ہوا ہے۔ سلف صالحین کے مسلک مجمع مایہ سے بٹنا ضلالت و گمراہی ہے۔ صنایع بننے کی ضرورت و مصلحت سے انکار نہیں۔ مگر یہ کہنا کہ عالم حافظ صوفی بننے کی اب ضرورت نہیں صریح گمراہی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

لا علمی کی وجہ سے تحریک خاکساراں میں شمولیت سے ارتداد لازم نہیں آتا۔

(سوال) محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرسوں مجھے اخبار دیر بھارت دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس میں کسی نامہ نگار نے آپ کے اخبار الجمعیۃ کا حوالہ دے کر طویل مضمون شائع کیا ہے جس میں ایک مسلمان نے علامہ مشرقی یا نئی تحریک خاکساراں کے عقائد بیان کرتے ہوئے، آپ سے چند استفسارات کئے ہیں اور ساتھ ہی آپ کی طرف سے ان سوالات کے جواب بھی درج ہیں۔ چونکہ وہ مضمون اہم ہے اور میرے خیال میں اس کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اس لئے بہتر ہوتا کہ آپ اسے صرف اپنے اخبار میں جگہ دینے کی بجائے ہندوستان کے دیگر مسلم جرائد کو بھی اس کی نقول ارسال فرمادیں تاکہ مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ اس سے استفادہ حاصل کر سکے۔ آپ نے اس مضمون کے سوال نمبر ۵ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور اس پر بعد اسلام لانے کے تجدید نکاح لازم ہو جاتی ہے اور پہلا مہر بھی واجب الادا ہوتا ہے۔ میرے چند احباب جو اس تحریک میں بے علمی کی وجہ سے شامل تھے اور یہ معلوم کر کے کہ اس تحریک کا مدعا صرف انگریز کی غلامی اور مذہب سے انحراف ہے انہوں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی ہے

۱. "المرتد الراجع عن دین الاسلام و رکبھا اجراء کلمۃ الکفر علی اللسان بعد الایمان." (التنویر مع شرحہ، باب المرتد :

۲۲۱/۴ ط سعید)

۲. "والرضا بالکفر کفر" (قاضی خان علی ہاشم الہندیہ، باب ما یكون کفراً من المسلم وما لا یكون : ۵۷۳/۳ ط ماجدیہ کوئٹہ)

۳. "اذا محالۃ الاغیار تجراء الی غایۃ البوار" (مرفاۃ، مجالسۃ اہل الضلالۃ متنوع : ۱۷۹/۱ ط امدادیہ)

۴. "بانت من روجہا بفعل" (کالردۃ، الہندیہ، الفصل الثالث فی تکرار المصر : ج ۱ ص ۳۲۳ ط ماجدیہ کوئٹہ)

۵. "کان علیہ المہر بالنکاح الاول و مہر کامل بالنکاح الثانی" (حوالہ سابق)

۶. الانفال : ۶۰

مگر جب سے انہوں نے آپ کا بیان پڑھا ہے سخت پریشان ہیں کیونکہ مذکورہ بالا جواب کی عبارت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا پہلا نکاح فسخ ہو چکا ہے۔ اس لئے تجدید نکاح لازم ہے۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ ہماری اس جماعت میں شمولیت نیک نیتی پر مبنی تھی۔ ہم علامہ صاحب کو ایک مخلص رہنما تصور کرتے تھے مگر جب سے ہمیں سپہ عنایت اللہ شاہ بخاری نے ان کے عقائد اور مقاصد سے آگاہ کیا ہے ہم نے اس تحریک سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ علامہ موصوف ایسے بد عقیدہ انسان ہیں تو ہم ان کی تحریک میں کبھی شامل نہ ہوتے۔

(المستفتی نمبر ۹۱۱ شیر محمد علی اے (گجرات پنجاب) ۱۱ صفر ۱۳۵۵ھ ۳ مئی ۱۹۳۶ء)

(جواب ۳۳۳) جو لوگ کہ مشرقی کے عقائد سے بے خبر تھے اور محض تحریک خاکساران میں اس کو ایک مفید تحریک سمجھ کر شریک ہو گئے تھے، وہ خدا نخواستہ مرتد نہیں ہوئے۔ اور ان کے متعلق وہ فتویٰ عائد نہیں ہوتا جو مرتد کے متعلق ہے۔ میرا فتویٰ جو ۵ مارچ ۱۹۳۶ء کے الجمعۃ میں شائع ہوا ہے۔ اس کو بغور ملاحظہ فرمانے سے یہ شبہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس میں نمبر ۱ سے نمبر ۳ تک کے جواب تو ان اعمال و افعال سے متعلق ہیں جو سوال میں مذکور ہیں اور جواب نمبر ۴ جو خصوصی طور پر مشرقی سے متعلق ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ ”مشرقی اور اس کی جماعت سے میل جول رکھنا خطرناک ہے۔“ یعنی اس کو کفر اور ارتداد نہیں کہا گیا خطرناک بتایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص مشرقی یا اس کی جماعت سے میل جول رکھے، اس کے لئے یہ بات مشکل ہے کہ وہ صرف پیلچہ داری میں تو مشرقی کا تبع اور اس کے احکام کا فرمانبردار اور مشرقی کی بد عقیدگی کے اثرات سے محفوظ رہے۔ نمبر ۵ میں ارتداد کا حکم شرعی بتایا گیا ہے جو صحیح و ثابت ہے۔ لیکن اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ مشرقی کی تحریک کے تمام شرکاء مرتد ہیں اور ان پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے اور میں نے تو یہاں تک احتیاط برتی ہے کہ مشرقی کے خیالات و عقائد کو تو بے شبہ جہور اہل اسلام اور اصول اسلام کے خلاف بتایا ہے مگر مشرقی کی ذاتی اور شخصی حیثیت سے اس کو مرتد اور ملحد نہیں کہا۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جو امور اسانید صحیحہ کے ذریعہ سے ثابت ہیں اور وہ سنن نبویہ کے درجے سے بھی آگے (یعنی فرض واجب تک) نہیں بڑھتے ان میں سے کسی ادنیٰ سے لوئی عمل کا استحقاق و استہزا کفر ہے (۱)۔ اور تذکرہ میں کتنے ہی مقامات ایسے ہیں کہ سنن نبویہ صحیحہ ثابتہ کا استحقاق و استہزا ان میں آفتاب کی طرح روشن ہے اور ان مضامین کو پڑھنے والے کے دل میں سنت نبویہ کے خلاف ایک قسم کا توہین آمیز خیال پیدا ہونے کے سوا اور کوئی نتیجہ مرتب ہی نہیں ہو سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۳۳۴ جواب دیبگر نمبر ۱۰۲۸) جو لوگ کہ عنایت اللہ مشرقی، صاحب تذکرہ کے ہم عقیدہ ہیں وہ گمراہ اور ضال و مضل ہیں۔ مشرقی کے عقائد تعلیمات اسلامی کے خلاف ہیں۔ ہاں جو لوگ مشرقی کے عقائد میں اس کے موافق نہ ہوں، صرف تحریک پیلچہ میں شریک ہوں ان کا حکم جداگانہ، ان کے عقائد کے موافق ہو گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

تحریک خاکساران میں شامل ہونے والے کا ایمان خطرے میں ہے۔

میں خاکسار تحریک میں شامل ہوں اور میرے خیال میں سپاہیانہ و مجاہدانہ زندگی ہی قرن اول کا صحیح اسلام ہے۔ اور میرے عقائد یہ ہیں کہ اللہ ایک ہے، قیامت برحق، جنت و دوزخ پر میرا ایمان ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ قرآن کریم آخری کتاب اللہ ہے اور پانچوں ارکان اسلام پر عمل کرنا میرا ایمان ہے۔ اور بندہ اہل سنت والجماعت کا ادنیٰ خادم ہے۔ باوجود ان عقائد کے یہاں پر میں ملازم ہوں، ان مالک کارخانہ کو تسلی نہیں اور فرماتے ہیں کہ تم مفتی صاحب کا فتویٰ لاؤ۔ کہیں تم کفر کے مرتکب یا خارج از اسلام تو نہیں ہو گئے ہو۔

(المستفتی نمبر ۱۳۹۲ سید لن علی چشتی دہلی۔ ۷ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۳۷ء)

(جواب ۳۳۵) سپاہیانہ اور مجاہدانہ زندگی بے شک اچھی اور محبوب ہے مگر خاکساروں کی تحریک کے بانی یعنی مشرقی صاحب کی کتابوں اور رسالوں میں اسلام کے اصولی عقائد و مسائل و فرائض و واجبات کے متعلق ایسی باتیں درج ہیں جو صریحاً اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں۔ نماز کو روزے کو حج کو اور بہت سی صحیح سنتوں کو اس طرح ذکر کیا ہے کہ ان کی طرف سے نفرت و حقارت کے جذبات دلوں میں پیدا ہوں اور علمائے اسلام کو برا بھلا کہنا، جاہل بتانا، ان کے اعمال، نماز، روزے کا مذاق اڑانا تو معمولی بات ہے۔ ان وجوہ پر مسلمانوں کو اس تحریک میں شریک ہونا، اگرچہ وہ مشرقی کے عقائد و خیالات سے اپنی بے تعلقی کا اظہار بھی کریں سخت خطرناک ہے۔ اور ایمان کی سلامتی کی امید نہیں۔

محمد کفایت اللہ کا اللہ۔

تحریک خاکساران کے متعلق حضرت مفتی اعظم کی رائے۔

(سوال) یہاں خاکسار تحریک شروع ہو گئی ہے۔ لوگ بڑی تندہی اور جانفشانی سے خدمت خلق میں مصروف ہیں۔ ہم لوگ آپ کے ان ارادہ مندوں میں ہیں کہ بلاصلاح و مشورہ کے کام کرنا پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ مولانا ظفر علی خان صاحب، مولانا اسلم جیراچپوری و مولانا سید سلیمان ندوی کے اعلانات خاکسار تحریک کی تائید میں آچے ہیں۔ لیکن بہت سے لوگ آپ کے اعلان کے منتظر ہیں اور بڑی بے تابی سے چشم براہ ہیں کہ کب آنجناب کا اقراری یا انکاری ارشاد ہوتا ہے۔ آپ کی ذات گرامی سے قوی امید ہے کہ اس عریضہ کا ضرور خیال فرمائیں گے۔

(المستفتی نمبر ۱۳۹۸ حکیم محمود خان صاحب (برار) ۲۷ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۰ اپریل

۱۹۳۷ء)

(جواب ۳۳۶) خاکسار تحریک کے بانی عنایت اللہ خان مشرقی کے خیالات و عقائد سے لوگ واقف نہیں ہیں اور تحریک کی محض ظاہری سطح کو (کہ خدمت خلق اور مسلمانوں میں سپاہیانہ زندگی پیدا کرنا ہے) دیکھ کر اسے پسند کرتے اور شریک ہو جاتے ہیں۔ اس شخص کا مقصد ایک جدید فرقہ پیدا کرنا ہے اور اس کا واجب الطاعت امیر خود بن کر مسلمانوں کو دہریت و الحاد کے رستہ پر لگا دینا ہے۔ مشرقی کی کتاب ”تذکرہ“ ان کے فلسفیانہ خیالات

اور ڈارون تھیوری کے عقیدہ کی آئینہ دار ہے۔ سب سے پہلے کام ان کا یہ ہے کہ مسلمانوں کو علمائے اسلام سے متنفر کریں۔ اس کے لئے ان کے مرکز اچھرہ سے ٹریکٹ شائع ہو رہے ہیں۔ وہ نماز، روزہ، حج وغیرہ کو ظاہری صورتوں میں عبادات کا درجہ اور فرائض قرار نہیں دیتے بلکہ کہتے ہیں کہ نماز کی روح اطاعت امیر ہے اور جب کوئی شخص اپنے نفس کو امیر کے حوالہ کر دے اور اس کے حکم کی اطاعت کرنے لگے بس اس کی نماز کی روح حاصل ہو گئی اور اس میں وہ نماز ادا کرنے سے مستغنی ہو گیا۔

تحریک خاکساراں میں جہاں تک خدمت خلق اور سپاہیانہ اسپرٹ کا تعلق ہے وہ اچھی چیز ہے لیکن یہ ناممکن ہے کہ جو شخص اس تحریک میں شریک ہو وہ بانی تحریک کے خیالات و عقائد سے متاثر نہ ہو۔ قادیانی تحریک کی ابتدا بھی ایک خوش نماعنوان سے ہوئی تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی آریوں اور عیسائیوں کے گندے اور ناپاک حملوں سے ناموس رسالت کی حفاظت کرنے میں علمائے وقت سے پیش پیش ہیں اور ان کے رد میں تن من دھن سبھی کچھ قربان کر رہے ہیں۔ لیکن یہ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آج یہ قادیانی فرقہ اسلام کے لئے اور مسلمانوں کی قومیت کے لئے سب سے زیادہ مملک اور تباہ کن ہے اور اس کے بانی نے آہستہ آہستہ مسند نبوت پر نہ صرف اپنی جگہ نکالنے کی کوشش کی بلکہ اب تمام پیغمبروں پر ایمان لانا اور خود آنحضرت ﷺ پر ایمان لانا بھی ان کے نزدیک مبہم ہونے کے لئے کافی نہیں ہے تاوقتیکہ مرزا غلام احمد پر ایمان نہ لائے نہ کسی کا ایمان معتبر ہے نہ عمل مفید۔ خاکساروں کی تحریک کو حقیقت شناس حضرات قادیانی تحریک سے زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں۔ وہ مذہب کے نام سے شروع ہوئی تھی اور یہ خدمت خلق اور سپاہیانہ اسپرٹ کے نام سے شروع ہوئی ہے اور اس نے مذہبی طبقے کے خلاف اور علم بردار ان مذہب یعنی علماء کے خلاف جہاد شروع کر دیا ہے۔ یہ قرآن مجید کے نام سے ملاحدہ یورپ کے عقائد پھیلا رہی ہے اور یہ انگریزوں کو خدا کے مخلص اور مقبول بندے ظاہر کر رہی ہے اور اسی طرح بہت سی خرافات پر مشتمل ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

تحریک خاکساراں کے عقائد مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں۔

(سوال) حضرت اقدس جناب قبلہ مفتی صاحب دام الطافکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سوال کے بعد گرامی نامہ پہنچ کر باعث مسرت ہوا جو جناب کے دست مبارک کا تحریر کردہ معلوم ہوتا ہے۔ جناب کی اس بزرگانہ شفقت اور محبت کا دل سے شکر گزار ہوں اور شرمندہ ہوں کہ ایک عظیم الشان اور واجب التعظیم ہستی کو کیوں جواب لکھنے کی تکلیف دی۔

مجھ کو اس سوا سال کی مدت میں علمائے کرام کی جانب سے انتہائی مایوسی ہو گئی تھی اور میں نے سمجھ لیا تھا کہ واقعی ہمارے علماء کو قوم کا درد نہیں رہا اور جوان کی تسلی تشفی کر سکیں۔ مدد جزر کی طرح جناب کے اس اقدام نے پھر امید کی ایک لہر جسم میں دوڑائی۔

خوشی نے بڑی مدت میں کھولی ہے زباں ان کی چلا ہے رکتے رکتے درد دل سے پھر قلم ان کا

جناب والا آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ جو شخص سو سال پیشتر مفصل طور پر اپنے خیالات اور عقائد کا صاف صاف اظہار کر چکا ہو اور آپ سے تسلی و تشفی کا طالب ہو اور شریعت اسلامیہ کی روشنی میں سب کچھ معلوم کرنا چاہتا ہو اور بار بار جناب سے التجائیں اور یاد دہانی کرتا رہا ہو اور بے چین ہو کر آپ کے خیالات و احکام کی طرف مشکلی لگائی دیکھتا ہو۔ پھر ایسے قابل رحم اور قابل توجہ شخص کو ایک عرصہ دراز کے بعد صرف یہ جواب دینا کہ ”مشرقی صاحب کے حالیہ اعلانات، ان کی تحریک کا مقصد سمجھنے کے لئے کافی ہیں“ کہاں تک تسلی بخش اور مفید ہو سکتے ہیں۔ جب کہ میں پورے طور پر تفصیل کا بھی طالب تھا۔ میں جناب کے قیمتی وقت کو ضائع اور عظیم الشان مشاغل میں سدراہ ہر گز نہیں بننا چاہتا، بلکہ اپنی ذاتی اور قوم کی مذہبی بہتری اور روز قیامت کے خوف سے مجبور ہو کر آپ کی جناب میں منسوبانہ گذارش کر رہا ہوں۔ مسلم قوم کی ذلت اور تباہی ان آنکھوں سے دیکھی نہیں جاتی حتیٰ کہ صبر و تحمل اور شریعت اسلامیہ یعنی صراطِ مستقیم کو جانچنے اور پہچاننے میں جو بال کی کھال نکل رہی ہیں اس نے قوم اور افراد کو موت کے دروازے پر لا ڈالا ہے۔ صرف قضا و قدر کے حکم کی دیر ہے۔ پھر ایسی صورت اختلاف میں جو عام طور پر مسلم علماء میں جاری ہے۔ اگر آپ سے مفصل طور پر نہ معلوم کیا جائے تو صحیح راستہ پر پہنچنا دشوار ہے۔ میں جناب کا ادنیٰ عقیدت مند ہونے کی حیثیت سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ تحریک خاکساران کے جو اعمال و اقوال ہیں وہ اسلامی نقطہ نظر سے مسلمانوں کے دینی و دنیوی حالت پر کیا اثر ڈال رہے ہیں اور اس کی کیا کیفیت ہے تفصیلی طور پر تحریر فرمائیں تو عین بندہ نوازی ہوگی۔

المستفتی نمبر ۱۵۴۲ محمد اسماعیل خاں صاحب (نجیب آباد) ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۸ جون

۱۹۳۷ء

(جواب ۳۳۷) جناب مکرم دامت فضلہم بعد سلام مسنون۔ جناب کا عنایت نامہ باعثِ ممنونیت ہوا۔ میں پہلے خط میں تاخیر جواب کی معذرت کر چکا تھا، اب مکرر آپ کے عتاب آمیز شکوے پر زحمت انتظار کی معافی کا طلبگار ہوں۔

میں نے رد و کد میں پڑنا کبھی پسند نہیں کیا۔ اپنے ناقص خیال کے موافق مسئلہ بتا دینا اور اظہار حق کر دینا ہی کافی سمجھتا ہوں۔ اس سے زیادہ کی فرصت بھی نہیں ہے اور رد و کد کچھ مفید بھی ثابت نہیں ہوئی۔ جناب نے پہلی تحریر میرے جس جواب کو پڑھ کر اور اس سے متاثر ہو کر لکھی تھی، میں اظہار حق کے لئے اس کو کافی سمجھتا ہوں اسی کو مجھلاً پھر لکھے دیتا ہوں۔ اگر جناب غور فرمائیں گے تو اس میں تسلی و تسکین پائیں گے۔

مشرقی صاحب کی کتاب تذکرہ میں نے پڑھی ہے۔ اور ان کی دوسری تحریریں بھی پڑھی ہیں۔ ان کی تحریرات میں بہت سی باتیں صحیح اور اچھی ہیں۔ ان کی یہ شکایت بھی جا ہے کہ مسلمانوں نے عبادات نماز، روزہ و حج وغیرہ کی صورتیں تو خوب مضبوطی سے پکڑ رکھی ہیں مگر ان عبادتوں کی روح باقی نہیں ہے۔ اکثر مسلمانوں کی رسمی عبادات کے متعلق یہ خیال ایک حد تک صحیح نہیں ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ان کا یہ خیال جو ان کی تحریرات سے صاف طور پر ہر پڑھنے والے کے دل میں گھر کر جاتا ہے کہ نماز کی روح اطاعت امیر ہے۔ اور اطاعت امیر مضبوطی سے اپنا شعار بنالی جائے تو پھر نماز پڑھنے کی حاجت نہیں رہتی۔ اور ایک ایسا شخص جو اپنے

امیر کی پوری اطاعت کرتا ہے، ایسے شخص سے بہتر ہے جو رسمی نماز تو ادا کرتا ہے لیکن امیر کے احکام کو بڑا چوں و چرا عمل میں نہیں لاتا۔ نہ صرف غلط ہے بلکہ گمراہ کن اور شریعت کو پلٹ دینے والا ہے۔ ان کی کتابوں میں بیسیوں سنتوں کا، جو صحیح سندوں سے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول و متواتر ہیں ایسے طور پر مذاق اڑایا گیا ہے اور استہزا کیا گیا ہے کہ ایک ایماندار خشیتِ خداوندی رکھنے والے کا دل لرز جاتا ہے۔ اگرچہ وہ ان سب باتوں کی تاویل کرتے ہیں، وہ تاویل اہل علم کے خیال میں بھی ان کی کتاب پڑھتے وقت مشکل ہی آسکتی ہے۔ عام لوگ تو سمجھانے سے بھی اس تاویل کو نہیں سمجھ سکتے۔ ان کے قلوب و اذہان پر ان کی کتابوں کا براہ راست جو اثر ہوتا ہے وہ یہ کہ نماز و روزہ سب رسمی عبادتیں اور بے جان صورتیں ہیں۔ اور بہت سی سنن و مستحبات کو نہ صرف فضول بلکہ خلافِ تہذیب اور قابلِ نفرت امور سمجھنے لگے ہیں۔ اور اسی مرحلے پر وہ ایمان کھو بیٹھتے ہیں۔ میں نے ان کی کتابوں کو پڑھ کر ابتدا ہی میں سمجھ لیا تھا کہ یہ تحریک مرزا قادیانی کی تحریک سے زیادہ خطرناک اور مسلمانوں کے ایمان کے لئے تباہ کن ہے۔ وہ تو مجددیت اور مسیحیت اور بالآخر دعویٰ نبوت تک پہنچا جس کے لئے اس کو خدا اور رسول کے ساتھ ایمان اور احترام رکھنے کی تلقین لازم تھی لیکن مشرقی صاحب نے جو بنیاد ڈالی تھی وہ خدا اور رسول اور ایمان و اسلام سب کی بیخ کنی کر کے سیدھی دہریت و الحاد کی طرف لے جانے والی تھی۔ ان کی کتابیں پڑھ کر نہ خدا کی وقعت دل میں رہ سکتی ہے نہ رسول کی۔ صرف دنیا میں عمل اور عمل بھی مادی اور مادیات سے متعلق انسان کے لئے انتہائی معراج ترقی ہے۔ لیکن انہوں نے اس خیال کو مذہب کے پردے میں بیان کیا اور نصوصِ قرآنیہ کو توڑ مروڑ کر الحاد و زندقہ کی دلیلوں کے مواقع پر استعمال کیا۔

اور بالآخر تو انہوں نے اعلان کر ہی دیا کہ امیر کا (یعنی خود ان کا) ہر امر واجب الاطاعت ہے۔ بلکہ ان کے ماتحت امر کا حکم بھی علی الاطلاق واجب الاطاعت۔ خواہ وہ قرآن کی صریح آیات کے خلاف ہی کیوں نہ ہو ان کے اس اقدام سے مسلمانوں کے لئے ان کی تحریک کی حقیقت سمجھنے کا راستہ صاف ہو گیا ہے کہ وہ شریعتِ الہیہ کے بالمقابل ایک نئی شریعت ایک نیا مشرقی دین قائم کر کے مسلمانوں کو حجاز مقدس سے پھیر کر اچھر اشریف کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسا فتنہ ہے جو قادیانی فتنہ سے بدرجہا زیادہ خوفناک ہے۔ رہی بلیچہ برداری اور سپاہیانہ اسپرٹ تو وہ اگر ایمان کی سلامتی کے ساتھ ہوتی تو چشمہ مارو شن دل ماشاؤ لیکن اگر اس پردے میں متاعِ ایمان پر ڈاکہ ڈالنا مد نظر ہو تو اس کی شرکت سے زیادہ بد نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کا اللہ۔ دہلی

تحریک خاکساران پر مختصر تبصرہ

(سوال) (۱) تحریک خاکساران کے متعلق آپ کی شرعی رائے کیا ہے؟ (۲) اس تحریک کے بانی کے متعلق جو کفر و الحاد منسوب کیا جاتا ہے وہ کہاں تک درست ہے۔ کیا جناب والا نے اس تحریک اور بانی تحریک کی تصنیفات کا مطالعہ فرمایا ہے۔ اگر فرمایا ہے تو ہماری رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۶۲۳ ملک محمد امین صاحب (جائید ہر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۳۸) (۱، ۲) تحریک خاکسار ان بظاہر خوشنما اور مفید ہے۔ لیکن اس کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک بڑا فتنہ ہے۔ بہت سے اسلامی عقائد و اعمال حتیٰ کہ فرائض قطعیہ سے انکار و استخفاف اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ مشرقی کے عقائد مذکورہ اور ان کی دوسری تالیفات میں واضح طور سے موجود ہیں۔ ان کا یقینی نتیجہ ملحدان یورپ کی تحسین و تصویب اور علمائے اسلام کی تصحیح و توہین ہے۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) تحریک خاکسار غیر اسلامی تحریک ہے اس میں شامل ہونا جائز نہیں۔

(۲) اس تحریک کی مدد اور تعریف کرنا بھی ناجائز ہے۔

(سوال) کئی سال سے ہندوستان میں امرتسر کے ایک شخص عنایت اللہ خاں نامی نے جس کا تخلص مشرقی ہے۔ اور جس کا موجودہ قیام گاہ لاہور ہے ایک تحریک جاری کی ہے جو تحریک خاکسار ان کے نام سے مشہور ہے۔ مشرقی مذکور اس تحریک میں شامل ہونے والے خاکسار ان کا امیر ہے وہ کہتا ہے کہ (۱) امیر کے ہر حکم کی تعمیل معروف و منکر کی شرط کے بغیر ہر ایک خاکسار کو بلا چون و چرا کرنی چاہئے (اخبار الاصلاح)۔ (۲) وہ کہتا ہے کہ ابتدائے آفرینش سے آج تک یہ قطعی فیصلہ نہ ہو سکا کہ کون سا مذہب سچا ہے۔ کون سا شارح کائنات کی منشاء کے عین مطابق ہے۔ پھر کہتا ہے کہ نہ اعتقادی بت پرستی کوئی بت پرستی ہے نہ قولی خدا پرستی کو عبودیت کہہ سکتے ہیں۔ یہ بھی کہتا ہے کہ اسلام میں عمل کے سوا کسی عقیدہ کی ضرورت نہیں۔ (مذکورہ دیباچہ)۔ (۳) مشرقی کہتا ہے کہ سو برس سے مولویوں کا مذہب غلط ہے۔ دوسری جگہ کہتا ہے کہ تین سو برس سے مولویوں کا مذہب غلط ہے۔ پھر ایک جگہ کہتا ہے کہ مولویوں کے بنائے ہوئے اسلام کا قرآن مجید میں ایک لفظ یا ایک حرف بھی نہیں۔ پھر ایک جگہ کہتا ہے کہ خاکسار تحریک اس لئے جاری کی گئی ہے کہ مولویوں کے بنائے ہوئے اسلام کو غلط ثابت کرے وغیرہ (الاصلاح اخبار کے مختلف پرچے)۔ (۴) مشرقی کہتا ہے کہ کلمہ شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ پر اسلام کی بنیاد ہر گز نہیں (مذکورہ حصہ عربی ص ۵۶)۔ (۵) مشرقی رمضان کے روزوں کی فضیلت و فرضیت کو من گھڑت باتیں دروغ بانی اور فاقہ مستی کے نام سے یاد کرتا ہے اور تیرہ سو برس تک کے مسلمانوں کے روزوں کا تمسخر اڑاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ پچھلے کئی سو برس کی نمازیں اور روزے سب اکارت ہیں۔ ان سے جنت تو کیا دوزخ کا بہترین گوشہ بھی نہیں مل سکتا۔ (الاصلاح ۱۵ اپریل ۱۳۵۷ء)

(۶) مشرقی نے اپنے اخبار الاصلاح ماہ جولائی ۱۳۵۷ء کے کسی نمبر میں اپنے کسی معتقد کا یہ اعلان کیا کہ مشرقی مجدد دین اسلام اور مامور من اللہ ہے شائع کیا اور اس طرح اپنے مامور من اللہ اور مجدد ہونے کے دعویٰ کی بنیاد رکھ دی ہے۔ کیونکہ اس نے خود اس کو شائع کیا اور اس میں کوئی ترمیم نہیں کی۔

(۷) مشرقی کہتا ہے کہ انگریز نصرانی جن کو دنیوی ساز و سامان حاصل ہیں درحقیقت یہی عبادی الصالحون کے مصداق ہیں اور انگریز خدا کے صالح بندے ہیں۔ مسلمان کھلانے والوں میں تو اسلام کچھ بھی نہیں۔ ہاں نصرانی انگریز حقیقی مسلمان ہیں۔ انگریز ہی خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں اور اکثر فرشتے اس قوم کے

سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ (تذکرہ حصہ عربی)

(۸) مشرقی کتا ہے کہ لحم خنزیر کو حرام سمجھنا فی الحقیقت انسان کی معاشرتی و دنیاوی زندگی کی اصلاح کا ایک منظر ہے اس کو حتماً روحانیت سے کوئی تعلق نہیں (تذکرہ مقدمہ) اس طرح مشرقی انگریزوں کی خنزیر خوری کو حقیقت دکھا کر ان کی روحانیت کو گویا محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔

(۹) مشرقی نے الاصلاح کے قول فیصل نمبر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مال غنیمت کی چادروں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عمر پر اعتراض کرنے والے صحابی کی نسبت (جو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے) لکھا ہے کہ وہ بدعت جنمی خود چور ہوگا (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، نعوذ باللہ)

(۱۰) مشرقی نے ابتداء اپنی تحریک خاکساران کی بنیاد صرف خدمت خلق اور فوجی قواعد و چیزوں پر ظاہر کی اور مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو دنیوی حکومت و سلطنت مل جائے گی۔ یہ بھی اعلان کیا کہ اس تحریک میں کسی کے مذہبی عقائد سے کوئی بحث نہیں حتیٰ کہ ہندو، عیسائی، یہودی، پارسی وغیرہ کے لئے بھی اس میں شرکت کا موقع ہے۔ مذکورہ دونوں کاموں کو اچھا کام سمجھ کر مسلمان اس تحریک میں شامل ہونا شروع ہوئے۔ اس لئے کہ مشرقی کی پہلے لکھی ہوئی کتاب تذکرہ سے لوگوں کو عام طور پر کوئی واقفیت نہیں تھی۔ مشرقی نے تحریک خاکساران کی تبلیغ کے لئے اخبار الاصلاح جاری کیا اور نہایت چالاکی اور ہوشیاری کے ساتھ الاصلاح کے ذریعہ بتدریج لوگوں کے خیالات و عقائد پر اثر ڈالا اور تذکرہ کی اشاعت بھی ہونے لگی۔ اب یہاں تک نوبت پہنچی کہ وہ مختار ناطق، امیر اور مذہبی پیشوا بن گیا۔ اور مامور من اللہ اور مجدد وقت بننے کی تیاری کر ہی دی۔ اور اپنی جماعت کے لوگوں سے خونی معاہدے بھی لے رہا ہے اور اپنے جانبازوں اور فدا یوں کی ایک جماعت بنا رہا ہے۔ اس مذکورہ تفصیل کے علاوہ ہندوستان کے علمائے کرام کو اس تحریک کے متعلق اپنے اپنے ذرائع واقفیت کے موافق اور بھی صحیح باتیں ممکن ہے کہ معلوم ہوں۔ بہر حال دریافت طلب امور یہ ہیں :-

(۱) مسلمانوں کو خاکسار تحریک میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟ یہ تحریک اسلامی ہے یا غیر اسلامی؟

(۲) جو لوگ تحریک میں شامل ہیں ان کو از روئے احکام شرع اب کیا کرنا چاہئے؟

(۳) جن لوگوں کو اس تحریک میں شامل رہنے اور مشرقی کی بدعتی گروہوں کا علم ہو جانے کے بعد بھی

اس تحریک کی اشاعت و حمایت پر اصرار ہے ان کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۴) اس جماعت کے اعمال میں فوجی کیمپ مصنوعی جنگ فوجی مارچ جلسے وغیرہ بھی شامل ہیں۔

مسلمانوں کو ان کے کیمپ اور مصنوعی جنگ کا تماشہ دیکھنے اور ان کے جلسوں میں شریک ہونے اور ان کی تقریر سننے کے لئے جانا چاہئے یا نہیں۔ ان کے جلسے اور تقریروں کے سننے اور ان کی نمائشی چیزوں کا تماشہ دیکھنے سے مسلمانوں کو روکنا اور بازار کھنا ضروری اور ثواب کا کام ہے یا گناہ؟

(۵) اس تحریک اور اس جماعت کی ہمت افزائی اور امداد کرنا یا مدح اور ستائش کرنا، ان کے جلسوں اور

کیمپوں کے سامان بہم پہنچانا جائز ہے یا ناجائز۔ نیز اور جو احکام اس تحریک کے معاملے میں مناسب اور ضروری ہوں ان سے آگاہی بخشی جائے۔

المستفتی نمبر ۵۷۱۶ محمد ایوب خاں (نجیب آباد) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۳۷ء (جواب ۳۳۹) (۱) مسلمانوں کو اس تحریک میں شامل نہیں ہونا چاہئے اور اگر محرک اس تحریک میں شامل ہونے والوں کے لئے اسلام کی شرط نہیں کرتا، ہندوؤں عیسائیوں یہودیوں وغیرہم کے لئے بھی صائے عام ہے تو تحریک کا اسلامی نہ ہونا ظاہر ہے۔

(۲) ان لوگوں کو جو نادانیت سے شریک ہو گئے تھے فوراً علیحدگی اختیار کر لینا چاہئے۔ (۱)

(۳) یہ لوگ خود بھی غلطی میں مبتلا ہیں اور دوسروں کو بھی مبتلا کرنا چاہتے ہیں اور اگر مشرقی کے عقائد میں بھی شریک ہیں تو زوال ایمان کا بھی خطرہ ہے۔ (۲)

(۴) ان کے اعمال کی تحسین اور بغرض تماشہ ان کے مجامع میں جانا بھی خطرناک ہے۔

(۵) اس جماعت کی بہت افزائی اور اعانت اور مدح و ستائش کرنا باطل کی بہت افزائی اور اعانت اور ناحق کی مدح و ستائش ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) تحریک خاکسار میں شرکت جائز نہیں۔

(۲) اس تحریک کا رکن بننے والے کی امامت درست نہیں۔

(سوال) (۱) بہر اچ میں چھ دنوں سے عنایت اللہ مشرقی کی جماعت خاکسار قائم ہوئی ہے۔ جو کتاب تذکرہ کی اشاعت کرتی ہے۔ علماء کو برا بھلا کہتی ہے اور عنایت اللہ کو امیر مطلق مانتی ہے۔ کیا اس تحریک میں حصہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) تذکرہ کے مضامین میں الحاد و کفر ہے یا نہیں؟ (۳) جو مولوی صاحب عنایت اللہ کے خیالات سے واقف ہوتے ہوئے اس تحریک میں حصہ لیں اور اس کے ممبر بنیں ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۹ احمد شاہ (بہرائی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۵ نومبر ۱۹۳۷ء

اسلامی حدود میں رہتے ہوئے جہاد کی ٹریننگ سیکھنا ضروری ہے۔

(سوال) (۱) ہر گاہ واقعات تاریخ اسلام و قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے مطالعہ حیات سے یہ پایا جاتا ہے کہ آغاز اسلام میں ”عسکریت“ بالفاظ دیگر تنظیم و عمل جہاد مسلمانوں کے تمدن و حیات ملی کا ایک اہم جز رہی ہے اور تازہ ماں کہ فدایاں اسلام میں ایثار فانی الملت روح جہاد اطاعت امیر اخوت جو عسکریت اور قومیت کے اعضاءے رئیسہ ہیں اور اخلاص کے زرین اصول قائم رہے اور جب تک تبلیغ اسلام اور ترویج و اشاعت

۱. ”فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین“ (الانعام: ۶۸)

۲. ”والرضا بالکفر کفر“ (قاضی خان علی ہامش الہندیہ، باب ما یكون کفراً من المسلم وما لا یكون : ۵۷۳/۳ ط

کوئٹہ)

۳. ”ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان“ (المائدة: ۲)

قوانین الہیہ اور اپنی قومی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے کتب علیکم القتال ان کے پیش نظر رہا، صحیح معنوں میں کلمہ خیر امہ رہے اور ربیع مسکون کے خطے خطے میں اللہ اکبر کی پر جوش صداؤں سے فضاء عالم گونج اٹھی۔ مگر جب ان خصائص سے یکسر خالی ہو گئے و تجاہد وافی سبیل اللہ سے عملدار گردانی کی پیمائش کی و اخوت کی بجائے لاتعداد فرقوں میں منقسم ہو گئے تو ایسے قعر مذلت میں گرے کہ عرصہ حیات تنگ ہو گیا۔ مظلوموں کی داد دیتے دیتے خود مظلوم بن گئے۔ غریبوں پیکسوں محتاجوں کی خبر گیری کرنے والے، غلامی کا نام و نشان مٹا کر غلاموں کو برابر کرنے والے خود غلام ہو کر رہ گئے۔ دنیا سے جہالت و بربریت کو مٹانے والے خود دوسروں کی بربریت کا شکار ہو گئے۔ یہیں تفاوت رہ از کجاست تاجا۔

فی الجملہ جو کچھ ہو اور ہو رہا ہے، اظہر ہے۔ قاعدہ ہے کہ اکثر زمانہ خود ٹھو کریں مار مار کر بیدار کرتا ہے اغیار کی روز و روز کی یلغاریں بباغ و بیل کہہ رہی ہیں کہ اگر مسلمان کم از کم اپنا تحفظ اور قوانین شریعت کی عملی ترویج چاہتے ہیں تو انہیں پھر سے مجاہد بننا چاہئے۔ مگر فی زمانہ سنین ماضیہ کا طریق جنگ بیکار اور عبث خیال کیا جاتا ہے۔ اس وقت مادی طاقتیں جس چیز سے مرعوب ہوتی ہیں اور موجودہ تہذیب و تمدن کے ماحول میں قومی وقار کے لئے جو چیز مابہ الامتیاز خیال کی جاتی ہے وہ مروجہ اصول عسکریت ہیں جن میں قابل ذکر قواعد یک رنگی جن کے لئے معروف انگریزی الفاظ بالترتیب پریڈ و یونیفارم استعمال ہوتے ہیں اور توپ تفنگ وغیرہ ہیں۔ جس قوم میں اس کا رواج نہیں دنیاوی طاقتوں کے نزدیک اسے اب اس دنیا میں رہنے کا حق نہیں۔ چنانچہ اکثر جگہ اس نظریہ پر عمل ہو رہا ہے۔ بناء علیہ اگر کوئی اسلامی انجمن عقائد اسلامی کی حد میں رہ کر تحفظ اسلام کی خاطر مسلمانوں میں عسکریت کی تبلیغ کرے۔ لباس میں سادگی و یک رنگی پیدا کرے۔ مسلمانوں کو استعمال اسلحہ اور دیگر ضروریات سے واقف کرے تنظیم و اخوت کا سبق دے اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلعم پر عمل کرائے صوم و صلوٰۃ کی پابندی کرے اور اس کے ساتھ بالالتزام پریڈ کا عمل بھی کرائے تو اس کی یہ حرکت شرعاً کیسا ہے اور کیا مسلمانوں کو اس سے اتحاد کرنا چاہئے۔

المستفتی نمبر ۲۴۳۱ محمد آفاق صاحب (پٹیاہ) ۸ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۳۸ء (جواب ۳۴۱) اسلامی عقائد و اعمال کی صحیح صحیح اتباع و تعمیل کے ساتھ عسکریت نہایت ضروری اور بہتر اور مفید ہے۔ مگر واضح رہے کہ اگر ساکمل کا مقصد جماعت خاکساران کی عسکریت میں داخل ہونے سے ہے تو افسوس کے ساتھ یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ اس جماعت کے قائد اعظم مشرقی صاحب کے عقائد اسلامی عقائد سے منحرف ہیں۔ ان کی کتابیں اسلامی عقائد کے خلاف اور بزرگان سلف کے خلاف مضامین سے بھری پڑی ہیں۔ ان کی عسکریت مسلمانوں کے خلاف کام لینے کے لئے بنی ہے۔ انگریزوں کی اطاعت اور خدمت ان کا مقصد ہے۔ اس لئے ان کی جماعت میں داخل ہونا اسلام کے لئے مفید نہیں بلکہ عقائد اسلامیہ کے لئے مضر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) علامہ مشرقی کے عقائد سے بیزاری کا اعلان کرنے والے خاکساران مسلمان ہیں یا نہیں؟

(۲) خاکسار تحریک کا معاون بننا جائز ہے۔

(سوال) ہم خاکسار احمد ان لا الہ الا اللہ و احمد ان محمد عبدہ و رسولہ (خلاصہ ترجمہ) سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ ایمان مفصل امنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر و القدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ و البعث بعد الموت (ایمان مجمل) امنت باللہ کما ہو باسمائہ و صفاتہ و قبلت جمیع احکامہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب (خلاصہ ترجمہ) ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کے دن اور تقدیر خیر و شر من اللہ اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر نیز اللہ تعالیٰ کے اسموں اور صفتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور خدائے تعالیٰ کے تمام احکام کو قبول کرتے ہیں۔ ان عقائد کا اقرار زبان کے ساتھ اور دل سے بھی ان کو سچا سمجھتے ہیں۔ نیز ہم اسلام کے پانچ ارکان کلمہ شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو بنائے اسلام سمجھتے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خدائے تعالیٰ کا آخری پیغمبر سمجھتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیز ہم خاکساروں کے عقائد کو علامہ عنایت اللہ خان مشرقی بانی خاکسار تحریک کی کتاب تذکرہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا دستور العمل مسائل اصول و فروع میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ ہم خاکسار خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے سپاہی ہیں اور قرون اولیٰ کے مجاہدین کے طریقہ پر تنظیم کے ساتھ خدمت خلق اور غلبہ اسلام کے خواہش مند اور اسی طریق پر زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ تو کیا ان عقائد کے رکھنے والے خاکساران مسلمان ہیں۔ یا اسلام سے خارج؟ اگر مسلمان ہیں تو جو انہیں کافر کہیں وہ گنہگار ہوں گے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۲۴۹۷ سید مبارک علی صاحب (فیروز پور شہر) ۳۰ ربیع الاول

۱۳۵۸ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۴۲) جو خاکسار کہ عنایت اللہ خان مشرقی کے عقائد میں ان سے متفق نہ ہوں اور ان کے ملحدانہ عقائد سے بیزار ہوں اور ضروریات اسلامیہ کے قائل ہوں وہ اس جنت سے اسلام سے خارج نہ ہوں گے لیکن ایک ملحد کی دینی اور دنیوی امور میں غیر مشروط اطاعت جو خاکسار تحریک کا اصل اصول ہے ان کے لئے جائز نہیں (۱) اور خاکسار تحریک کو بظاہر عسکری تنظیم معلوم ہوتی ہے مگر علمائے اسلام اور سلف صالحین کی تجہیل اور تضلیل اس کے خمیر میں داخل ہے۔ اس لئے اس تحریک میں شریک ہونے والے تحریک کے بنیادی اصول سے علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ یہ تحریک اسلامی نقطہ نظر سے بہت خطرناک اور روح اسلام کے لئے تباہ کن اور مملکت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

علامہ مشرقی مرتد ہے۔

عنایت اللہ خاں المعروف علامہ مشرقی بانی تحریک خاکسار کے خیالات بذریعہ ”تذکرہ“ اور اشارات وغیرہ عیاں ہو چکے ہیں اور ان کے متعلق جو کچھ مولویوں کے طبقے میں اضطراب ہے وہ بھی جناب پرروشن ہو چکا ہوگا۔ لہذا علامہ مشرقی کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے۔ وہ کافر ہے یا مسلم۔ اگر کافر ہے تو جناب کے یہاں ان کے کفر کے متعلق سب سے بڑا ثبوت کیا ہے۔

مجھے ایسے فتویٰ کی ضرورت ہے جس پر مولانا محمد کفایت اللہ صاحب کی تصدیق ہو۔

المستفتی نمبر ۲۵۳ مولوی غلام محمد صاحب (ضلع ملتان) ۶ رجب ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۳۹ء (جواب ۳۴۳) بانی تحریک خاکسار ان یعنی مشرقی کے عقائد جو اس کی کتاب تذکرہ اور اشارات وغیرہ سے ثابت ہیں جمہور امت محمدیہ کے اجماعی عقیدوں کے خلاف ہیں۔ وہ صرف عمل اور مادی ترقی کو اصل ایمان کہتے ہیں۔ نماز روزے حج کی یہ صورتیں ان کے نزدیک فضول ہیں۔ نماز ان کے نزدیک اطاعت امیر کا نام ہے۔ وہ ڈارون تھیوری کے قائل ہیں۔ وہ تمام نصاریٰ کو جنتی اور پکا مومن قرار دیتے ہیں۔ ان وجوہات سے مشرقی اور ان کے تمام معتقد جو ان کے عقائد کو حق سمجھتے ہیں، سب دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

تحریک خاکسار کے مقتولین کو شہید سمجھنا۔

(سوال) ایک شخص مرتد ہے جس کے عقائد باطلہ کی وجہ سے روئے زمین کے علمائے حق نے اس کے ارتداد کا متفقہ فتویٰ صادر فرما کر شائع کر دیا ہے یعنی عنایت اللہ مشرقی۔ اب سوال یہ ہے کہ جو شخص اس مرتد کو مسلمان تصور کرے آیا یہ شخص عند الشریعہ کیسا ہے؟ مسلمان یا مرتد اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو لوگ مشرقی کی تنظیم میں شامل ہیں۔ ہیچ اٹھائے پھرتے ہیں وہ مشرقی کو مسلمان سمجھتے ہیں اور وہ لوگ علوم دینی سے جاہل ہونے کی وجہ سے اس کے ہر حکم پر جان دینے کو تیار ہیں خواہ وہ حکم جائز ہو یا ناجائز۔ جیسا کہ لاہور میں ہوا کہ جب کہ مشرقی نے حکومت وقت کے ساتھ تشدد کا حکم دے دیا جس کی وجہ سے بہت سے خاکساروں نے اپنی جانیں دے دیں۔ آیا یہ لوگ شہید کہلانے کے مستحق ہیں یا کیا؟ دوسری شق ممکن ہے کہ کوئی شخص اس کو مسلمان نہیں سمجھتا مگر تنظیم ہیچ میں شامل ہے اور اس کے ہر حکم کی اطاعت کرنے کو اور جان دینے کو ہر وقت تیار ہے۔ اور اطاعت بھی مرتد کی بغیر تنخواہ کے۔ یہ شخص اس کے تشددانہ حکم کی تعمیل میں مارا جائے تو شہید ہو گیا یا نہیں؟ تیسری شق یہ ہے کہ جو خاکسار مشرقی کے معتقد اس کے تشددانہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان مقتولوں کو جو شخص شہید تصور کرتا ہو۔ زبان سے اعلان کرے کہ یہ لوگ شہید ہیں اور ان کی اور ان کے ورثاء کی امداد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے، وہ شخص کیسا ہے۔ شریعت ایسے شخص کے متعلق کیا حکم

۱۔ ”من اعتقد ان الايمان والكفر واحد كفر۔“ (جامع الفصولین، الفصل الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر: ۲/ ۲۹۶ ط اسلامی کتب خانہ کراچی)

دیتی ہے۔ یہاں لدھیانہ میں بازاروں میں دکانوں پر دن رات یہ جھگڑا ہوتا رہتا ہے۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اگر علمائے کرام ان لوگوں کی شہادت کا فتویٰ دے دیں تو ہم بھی علامہ مشرقی کی تحریک میں شامل ہو کر شہادت حاصل کریں۔

المستفتی نمبر ۲۶۱۱ محمد عیسیٰ دکاندار (لدھیانہ) ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق یکم جون ۱۹۴۰ء (جواب ۳۴۴) مشرقی کے عقائد اور خیالات اسلامی اصول اور الہی تعلیم کے خلاف ہیں اور ان عقائد کی بنا پر مشرقی کو علماء اسلام نے خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ لیکن مشرقی کی تحریک خاکساری اور فوجی تنظیم میں جتنے مسلمان شریک ہو گئے ہیں وہ سب مشرقی کے عقائد سے واقف نہیں ہیں۔ وہ صرف تنظیم کی ظاہری صورت سے دھوکا کھا کر شریک ہو گئے ہیں۔ اس لئے اگرچہ ان کی شرکت ایک خطرناک امر ہے، مگر ان سب کو مرتد کہنا مشکل ہے۔ وہ غلط کار ضرور ہیں اور ان کے ایمان خطرے میں ہیں۔ لیکن ارتداد کا قطعی حکم ان پر لگا دینا درست نہیں۔

لاہور کے واقعہ میں جن خاکساروں نے تشدد کیا (اگر یہ صحیح ہو کہ انہوں نے تشدد کیا) انہوں نے غلطی کی اور بہت بڑی غلطی کی جس کی شرعی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے لیکن جس قدر خاکسار مرے یا زخمی ہوئے ان سب نے تو یقیناً تشدد نہیں کیا تھا اور وہ قتل کے مستحق نہ تھے۔ پھر اگر فائرنگ بلا ضرورت کیا گیا اور اس میں بہت سے ایسے لوگ مر گئے جو مجرم نہ تھے اور قتل کے مستحق نہ تھے وہ مظلوم مرے اور مظلوم مقتول شہید ہوتا ہے۔ (۱) اس لئے لاہور کے ۹ مارچ کے واقعہ کے مقتولین پر عام طور سے حرام موت مرنے کا حکم لگانا درست نہیں۔ جس طرح عام طور پر تمام مقتولین کو شہید بتانا بھی اس لئے صحیح نہیں کہ اگر کوئی شخص تشدد کی ابتداء کر کے اس کے جواب میں مارا گیا ہو تو وہ شہید نہیں۔ تاہم یہ بات عوام کے لئے ناممکن ہے کہ وہ شخصی طور پر کسی مقتول کو شہید اور کسی کو حرام موت کا مقتول قرار دیں اس لئے ان کے لئے یہی بہتر ہے کہ اس قصے میں نہ پڑیں اور جب تک سچی بے لاگ تحقیقات سے یہ امر ثابت نہ ہو جائے کہ آیا خاکساروں نے تشدد کی ابتداء کی تھی اور وہ تمام اس قتل و خون کے ذمہ دار ہیں یا نہیں اس معاملہ میں گفتگو نہ کی جائے اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد کیا جائے۔ جو شخص کہ بغیر استحقاق قتل کے مظلوم مرا ہے وہ شہید ہے اور جس نے تشدد کی ابتداء کی اور اس کے جواب میں مارا گیا اس کو شہید کہنا مشکل ہے۔ یہ بات بھی مشکل ہے کہ ان مقتولین میں کتنے مشرقی کے ہم عقیدہ تھے اور کتنے محض فوجی تنظیم کے خوشنما پھندے میں پھنس کر شریک ہو گئے تھے۔ اس کا علم بھی ہمیں نہیں ہو سکتا۔ اس لئے سب پر ایک ہی حکم جاری نہیں کرنا چاہئے۔ فقط محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) علامہ مشرقی اور اس کے مددگاروں کی مذہبی امداد حرام ہے۔

(۲) مشرقی کے مذہبی عقائد کی حمایت کرنے والے اخبار کو اسلامی ترجمان سمجھنا۔

(۳) مشرقی اور اس کے رضا کاروں کے ساتھ اتحاد عمل کرنے کا حکم

(سوال) مسٹر عنایت اللہ مشرقی جو لندن کے پولیٹیکل اسکول کے تعلیم یافتہ اور تحریک خاکساران کے بانی ہیں اور جنہوں نے مذکورہ نامی ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ جس میں انہوں نے جاہل احکام کفر کا فتویٰ دیا۔ مگر انہوں نے علماء کے فتویٰ کی کوئی پروا نہ کی اور تاہنوز تمام عبارت مذکورہ بدستور باقی ہے۔ یہ شخص ۱۳/ اکتوبر ۱۹۴۵ء کے خاکساروں کے جلسہ عام (اردو باغ) میں بزور طاقت عام مسلمانوں سے اس مذکورہ پر عمل کا اعلام کرتا ہے۔ اب سوالات یہ ہیں :-

(۱) جس شخص پر جس کتاب کی تصنیف کے باعث کفر کا فتویٰ عائد کیا گیا ہو اور وہ مجمع عام میں طاقت کے ساتھ تمام مسلمانوں سے اسی کفریہ مذکورہ پر عمل کرانے کا اعلان کرتا ہے تو کیا ایسے شخص کی اعانت میں مضامین شائع کرنا اور اس کے مددگاروں حامیوں اور اس کے رضا کاروں یعنی خاکساروں کی ہمدردی و اعانت کرنا جائز ہے؟ (۲) جو اخبار مشرقی کی کفریہ عبارت سے توبہ کئے بغیر اس کی اور اس کے گروہ خاکساروں کی حمایت کریں کیا ان اخباروں کو اسلامی ترجمان سمجھا جاسکتا ہے؟ (۳) اگر جمعیت اور احرار کے اراکین اعلانیہ یا در پردہ ایسے شخص کی یا اس کے رضا کاروں کی اعانت و ہمدردی کریں تو ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۴) جمعیت اور احرار کے کارکنان و رضا کاران مشرقی سے اتحاد عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کر سکتے ہیں تو کیا وہ علماء کے شرعی احکام کی توہین کے مرتکب ہوں گے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۹۷ محمد زکریا۔ دہلی۔ ۷ اذیقعدہ ۱۳۶۴ھ

(جواب ۳۴۵) (۱) مشرقی کی کتاب مذکورہ اور ان کے عقائد بے شک اسلام کے خلاف ہیں۔ اس میں ان کا ساتھ دینا یا مدد کرنا حرام ہے۔ (۲) مگر مذہبی عقائد کے علاوہ سیاسی طور پر اگر وہ صحیح راستے پر ہوں تو ان کا ساتھ دینا مباح ہے۔ جس طرح کہ موجودہ وقت میں مسلمان انگریزی حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں۔ تو جن معاملات میں دین کو نقصان نہ پہنچے ان میں انگریزوں کا ساتھ دینا مباح ہے۔

(۲) مشرقی کے مذہبی عقائد کی کوئی اخبار حمایت کرے تو وہ غلط ہے۔ لیکن اگر کوئی اخبار ان کی سیاسی تحریک کی حمایت کرے تو وہ دوسری بات ہے۔

(۳) اگر مشرقی کی حمایت اور جنبہ داری حق بات میں ہو تو وہ کافر کی بھی ہو سکتی ہے۔ اور ناحق بات میں ہو تو وہ ناجائز اور باطل ہے۔

(۴) کسی ایسی بات میں جو شرعاً جائز اور اس میں موافقت کرنے سے مسلمانوں کو کوئی دینی ضرورت نہ پہنچے اور کوئی فائدہ مد نظر ہو، ان کے ساتھ اتحاد عمل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں شرعی حکومت تو ہے نہیں۔ انگریزی حکومت ہے۔ یہاں شرعی حکومت کے سیاسی احکام جاری نہیں ہو سکتے۔ محمد کفایت اللہ کان

اللہ۔ دہلی

علامہ مشرقی کی جماعت کے اراکین کا حکم۔

(سوال) استاد العلماء حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صدر جمعیتہ علمائے ہند! السلام علیکم
آج کل علمائے کرام نے علامہ مشرقی قائد تحریک خاکساروں پر کفر کا فتویٰ صادر فرمادیا
ہے۔ اور ان کو واجب القتل قرار دیا ہے۔ اور ان کے ساتھ نکاح کو بھی ناجائز فرمایا ہے۔ میں ذیل میں جو مقابلہ کرتا
ہوں اس کو ملاحظہ فرما کر جواب مرحمت فرمائیں۔

قائد تحریک خاکسار۔ علامہ عنایت اللہ خاں مشرقی :-

عقائد :- علامہ مشرقی مطابق بیان علامہ موصوف خدائے برتر کو واحد مانتا ہوں۔ حضرت آدم علیہ
السلام سے لے کر خاتم الانبیاء محمد ﷺ تک تمام انبیاء کو برحق اور خدا کے بھیجے ہوئے نبی مانتا ہوں۔ قیامت
برحق ہے۔ فرشتوں پر میرا ایمان ہے۔ ارکان اسلام کا پابند ہوں۔ قرآن برحق ہے وغیرہ۔

بالفرض علامہ مشرقی کافر ہے۔ لیکن خاکسار کس طرح کافر ہو سکتا ہے جب کہ خاکسار علامہ مشرقی کو
نہ خدا مانتے ہیں نہ نبی گردانتے ہیں۔ نہ علامہ موصوف سے بیعت کی ہے۔ صرف ان کی جاری کردہ خاکسار
تحریک کے پروگرام کے مطابق کام کرتے ہیں اور علامہ کو جرنیل یا افسر اعلیٰ خیال کرتے ہیں۔ خاکساروں کا جرنیل
ایک مسلمان ہے۔ خاکسار علامہ موصوف کو اپنا جرنیل یا قائد تحریک سمجھ کر واجب القتل کیوں ہو گیا؟

قائد کانگریس۔ مہاتما گاندھی :-

عقائد :- گاندھی غیر مسلم ہے۔ کافر ہے۔ مشرک ہے اسلام کی کسی کتاب، فرشتوں، انبیاء پر اس کا
ایمان نہیں ہے وغیرہ۔

جواہر لال نہرو۔ لیڈر کانگریس۔ منکر خدا ہے۔ دہریہ ہے کانگریسی مسلمان اپنے لیڈر گاندھی مذکور
کو نہ خدا سمجھتے ہیں نہ نبی بتاتے ہیں نہ گاندھی سے بیعت کی ہے۔ بلکہ گاندھی کو صرف اپنا لیڈر تصور کرتے ہیں۔
اس کی کانگریس کے پروگرام کے مطابق کام کرتے ہیں۔ کانگریسی مسلمانوں کا لیڈر کافر ہے تو کانگریسی مسلمان
واجب القتل کیوں نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر ہو سکتا ہے تو ساٹھ سال سے آج تک ان پر کفر کا فتویٰ کیوں نہیں صادر
فرمایا گیا۔ اور بے چارے خاکساروں پر چاروں طرف سے فتوؤں کی بارش ہو گئی اور زمین و آسمان سر پر اٹھالیا۔
اگر کانگریسی مسلمان بھی واجب القتل ہو سکتا ہے تو علمائے کرام کو لازم ہے کہ پہلے ان کا خاتمہ کر کے
بعد میں خاکسار سے بات کرنی چاہئے۔

المستفتی نمبر ۲۵۴۱ عبد اللہ خان لاہور مورخہ ۲۳ رجب ۱۳۵۸ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۳۹ء
(جواب ۳۴۶) تمام خاکساروں پر کفر کا فتویٰ نہیں ہے۔ صرف مشرقی پر ان کے عقائد کی بنا پر کفر کا فتویٰ ہے
اور کانگریسی مسلمان گاندھی کے کفر کا اقرار کرتے ہیں۔ اگر خاکسار بھی مشرقی کے کفر کا اقرار کرتے ہیں تو پھر وہ
خطرہ نہیں۔ لیکن وہ تو مشرقی کو علامہ پکا مسلمان واجب الطاعت امیر اور امام قرار دیتے ہیں۔ کوئی کانگریسی
مسلمان گاندھی یا جواہر لال کو واجب الطاعت امام نہیں سمجھتا۔ نہ یہ خطرہ ہو سکتا ہے کیونکہ دونوں کا مسلمان نہ
ہونا ظاہر ہے۔ جو خاکسار مشرقی کے عقائد کو مشرکانہ عقائد سمجھتے ہوں وہ کافر نہیں۔ مگر ان کو واجب الطاعت

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

امیر اور امام سمجھنے پر وہ گمراہ ہیں۔

فصل چہارم: فرقہ قادیانی

- (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں۔
 (۲) قرآنی آیات ”من بعدی اسمہ احمد“ کا مصداق بلا تردد حضور ﷺ ہیں۔
 (۳) حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا مرد و دو مرتد ہے؟

(سوال) (۱) فرقہ قادیان کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور قریب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمان سے ہو گا اور زمین پر تشریف لا کر خلیفہ وقت ہوں گے اور دجال کو ماریں گے۔ آپ آسمان پر زندہ تشریف رکھتے ہیں یا انتقال فرما گئے؟ (۲) فرقہ قادیان کہتے ہیں کہ ”من بعدی اسمہ احمد“ جو آیت قرآن شریف کی ہے، وہ غلام احمد قادیانی کی نسبت ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کے مصداق حضرت محمد ﷺ ہیں اور آپ کی ہی تشریف آوری کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ (۳) قادیانی کہتے ہیں کہ غلام احمد قادیانی عیسیٰ موعودؑ کے نبی تھے حنفیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ لیکن رسول اللہ خاتم النبیین اس حالت میں غلام احمد نبی کیسے ہوئے جب کہ نبوت کے ختم ہونے کا ثبوت قرآن شریف دیتا ہے؟

(جواب ۳۴۷) صرف حنفیہ کا نہیں بلکہ تمام فرقہ اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبیہا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ آسمان پر تشریف رکھتے ہیں اور بے شک قریب قیامت نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔ (۱) جو شخص ان کی وفات کا دعویٰ کرے وہ زمرہ اہل السنۃ والجماعت سے خارج ہے۔ ایسا شخص ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کے قول پر کان لگایا جائے۔ (۲) آیت شریفہ ”مبشر ابرم رسول یأتی من بعدی اسمہ احمد“ (۲) کو مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنے لئے بتلانا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اول تو باتفاق مفسرین یہ آیت حضرت رسول کریم علیہ الخلیۃ والتسلیم کے متعلق ہے جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ بشارت نقل فرمائی ہے جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کے متعلق بطور پیشگوئی اپنی امت کو دی تھی تو اب آیت میں آنحضرت ﷺ کے سوا کسی دوسرے کو مراد لینا اجماع مفسرین کا خلاف کرنا ہے۔ (۳) دوم یہ کہ مرزا غلام احمد کے متعلق یہ آیت کیسے ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں آنے والے رسول کا نام احمد بتایا گیا ہے اور مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے نہ احمد۔ تو ایسی صورت میں ان کا یہ دعویٰ کہ یہ آیت میرے متعلق ہے

۱۔ کذا فی روح المعانی تحت قوله تعالیٰ: ”بل رفعہ اللہ الیہ..... وهو حی فی السماء..... هنالك مقیم حتی یبزل الی الارض یقتل الدجال.“ (روح المعانی: ۶/۲ اور شرح العقائد: ص ۱۲۴)
 ۲۔ القف: ۶

۳۔ ”فعیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام هو خاتم انبیاء بنی اسرائیل و قد اقام بنی اسرائیل مبشراً بمحمد وهو احمد خاتم الانبیاء والمرسلین لا رسالة بعده ولا نبوة الخ، (تفسیر ابن کثیر: ۴/۳۵۹ ط مصر)

صراحۃً غلط اور کھلم کھلا باطل ہے۔ سوم یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس آنے والے کو بشارت دی ہے اس کو رسول کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور ان کے بعد جو رسول آئے وہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ روحی فداہ ہیں اور آپ خاتم النبیین اور خاتم الرسل ہیں اور مرزا صاحب یقیناً ویداہتہ آنحضرت ﷺ کے بعد پیدا ہوئے۔ پس اگر مرزا صاحب کو دعویٰ رسالت نہ ہو تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کا مصداق اس لئے نہیں ہو سکتے کہ یہ پیشگوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے رسول کے متعلق ہے اور مرزا صاحب رسول نہیں۔ اور اگر ان کو دعوائے رسالت ہو تو یہ دعویٰ صراحۃً آیت قرآنی و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین (۱) کے خلاف اور حدیث رسول مقبول انا خاتم النبیین لانی بعدی (۲) کے مخالف ہونے کی وجہ سے باطل اور مردود ہے۔ چہارم یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ پیشین گوئی اور بشارت جس نبی کے متعلق ارشاد فرمائی ہے اسے اپنے بعد آنے والا بتایا اور بعدیت سے ظاہر اور متبادر بعدیت متصل ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک رسول یعنی آنحضرت ﷺ تشریف لائے جن کی رسالت کو قادیانی بھی مانتے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت و پیشگوئی کا مصداق تو پورا ہو گیا۔ اب مرزا صاحب کا اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق بتانا تو جب صحیح ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس کلام میں ایک سے زائد رسولوں کے آنے کی بشارت ہوتی حالانکہ نہیں ہے۔ بلکہ صرف ایک رسول کے آنے کا ذکر ہے جو آچکے۔ لہذا مرزا صاحب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک رسول کے آنے کو تسلیم کرتے ہوئے اس آیت کا مصداق اپنے آپ کو ٹھہرانا صریح کذب و دھرمی اور کھلی ہوئی گمراہی ہے۔ یاد رہے کہ ان کے اس دعویٰ میں حضور انور نبی ہاشمی ﷺ کی توہین بھی مضمر ہے۔ اور وہ منجر الی الکفر ہے۔ (۲) (۳) اس سوال کا جواب بھی مندرجہ بالا جواب کے ضمن میں آگیا ہے۔

(۱) غلام احمد قادیانی کے عقائد کی تصدیق کرنے والے کافر ہیں، ان سے مناکحت جائز نہیں۔

(۲) زوجین میں سے کسی ایک کا قادیانی عقائد کی تصدیق کرنے سے نکاح فاسد ہو جائے گا۔

(السوال) مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) آیت مبشر ابرسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق میں ہوں (ازالہ اوہام طبع اول

ص ۶۷۳)

(۲) مسیح موعود جن کے آنے کی خبر احادیث میں آئی ہے میں ہوں۔ (ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۶۵)

(۳) میں مہدی مسعود اور بعض نبیوں سے افضل ہوں۔ (معیار الاخیار ص ۱۱)

الاحزاب: ۴۰

۲۔ ترمذی، باب ماجاء لا تقوم الساعة حتی یرج کذابون: ۲/ ۲۵ ط سعید۔

۳۔ "اجمع العلماء علی أن شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمنقص لہ کافر۔" (مجموعہ رسائل ابن عابدین: ۱/ ۳۱۶ ط سبیل الکیڈی لاہور)

- (۴) ان قدمی علی منارة ختم علیہ کل رفعة (خطبہ الہامیہ ص ۳۵)
 (۵) لا تقیسونی باحد ولا احدا بى (خطبہ الہامیہ ص ۱۹)
 (۶) میں مسلمانوں کے لئے مسیح مہدی اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں۔ (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۳)

- (۷) میں امام حسین سے افضل ہوں۔ (دافع البلاء ص ۱۳)
 (۸) وانی قتیل الحب لکن حسینکم قتیل العدی فالفرق اجلی و اظہر (اعجاز احمدی ص ۸۱)
 (۹) یسوع مسیح کی تین داویاں اور تین نانیاں زناکار تھیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵)
 (۱۰) یسوع مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵)
 (۱۱) یسوع مسیح کے معجزات مسمریزم تھے۔ اس کے پاس بجز دھوکہ کے اور کچھ نہ تھا۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰۳، ۳۲۲ و ضمیمہ انجام آتھم ص ۷)
 (۱۲) میں نبی ہوں اس امت میں نبی کا نام میرے لئے مخصوص ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)
 (۱۳) مجھے الہام ہوا۔ یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ (معیار الاخیار ص ۱۱)
 (۱۴) میرا منکر کافر ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)
 (۱۵) میرے منکروں بلکہ متاملوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔ (فتاویٰ احمدیہ اول)
 (۱۶) مجھے خدا نے کہا اسمع ولدی۔ اے میرے بیٹے بن! (البشری ص ۴۹)
 (۱۷) لولاک لما خلقت الافلاک۔ (حقیقۃ الوحی ص ۹۹)
 (۱۸) میرا الہام ہے وما ینطق عن الہوی (اربعین ص ۳)
 (۱۹) وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (حقیقۃ الوحی ص ۸۲)
 (۲۰) انک لمن المرسلین۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷)
 (۲۱) اتانی مالک یوت احد امن العالمین۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷)
 (۲۲) اللہ معک یقوم اینما قمت (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۷)
 (۲۳) مجھے حوض کوثر ملا ہے انا اعطینک الکوثر۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۸۵)
 (۲۴) میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہوں رایتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت انی ہو
 فخلقت السموات والارض۔ (آئینہ کمالات مرزا ص ۵۶۴، ۵۶۵)
 (۲۵) میرے مرید کسی غیر مرید سے لڑکی نہ بیاہا کریں (فتاویٰ احمدیہ ص ۷)
 جو شخص مرزا قادیانی کا ان اقوال میں مصدق ہو اس کے ساتھ مسلم غیر مصدق کا رشتہ زوجیت کرنا
 جائز ہے یا نہیں؟ اور تصدیق بعد نکاح موجب افتراق ہے یا نہیں؟ بیٹو اتوجروا
 (جواب ۳۴۸) مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ اقوال جو سوال میں نقل کئے گئے ہیں اکثر ان میں سے میرے
 دیکھے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ان کے بے شمار اقوال ایسے ہیں جو ایک مسلمان کو مرتد بنانے کے لئے کافی

ہیں۔ پس خود مرزا صاحب اور جو شخص ان کا ان کلمات کفریہ میں مصدق ہو سب کافر ہیں (۱) اور ان کے ساتھ اسلامی تعلقات مناکحت وغیرہ رکھنا حرام ہے۔ (۲) تعجب ہے کہ مرزا صاحب اور ان کے جانشین تو اپنے مریدوں کو غیر مرزائی کا جنازہ پڑھنا بھی حرام بتائیں اور غیر احمدی انہیں مسلمان سمجھ کر ان کے ساتھ رشتے ناتے کریں۔ آخر غیرت بھی کوئی چیز ہے۔

مرزائیوں کے ذبیحہ کا حکم .

(سوال) جو شخص احمدی فرقہ (المعروف مرزائی فرقہ) سے تعلق رکھنے والا ہو۔ خواہ مرزا آنجنمانی کو نبی مانتا ہو یا مجدد اور ولی وغیرہ اس کے ہاتھ کا مذبح حلال ہے یا حرام؟

المستفتی نمبر ۴۶۹ عبد اللہ (بھاولپور)

(جواب ۳۴۹) اگر یہ شخص خود مرزائی عقیدہ اختیار کرنے والا ہے یعنی اس کے ماں باپ مرزائی نہ تھے تو یہ مرتد ہے اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست نہیں۔ لیکن اگر اس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک مرزائی تھا تو یہ اہل کتاب کے حکم میں ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی .

قادیانی اور لاہوری دونوں جماعتیں کافر ہیں .

(السوال) بعض مقتدرو با اثر مسلمان مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں کو پوری قوت سے مسلمان کہتے ہیں۔ ان سے فیصلہ ہوا تھا کہ مندرجہ ذیل پانچ علمائے کرام سے فتویٰ حاصل کر لیا جائے۔ مولانا ابوالکلام صاحب آزاد۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب۔ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ اس سلسلہ میں مولوی محمد داؤد صاحب پلیڈر قصور نے آنجناب کی خدمت اقدس میں ایک استفتاء ارسال کیا تھا۔ اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ چونکہ وہ جواب آنجناب کے قلم مبارک ہے نہ تھا اس لئے فریق ثانی نے اس کو قبول کرنے میں تامل کیا۔

المستفتی نمبر ۴۹۱ حاجی عبدالقادر۔ میونسپل کمشنر کورٹ بدر الدین قصور۔ ۱۳ ربیع الاول

۱۳۵۴ھ ۱۶ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۵۰) مرزائے قادیانی نے اپنی تالیفات میں نبوت مجددیت، محدثیت، مسیحیت مہمدیت کا اتنی صراحت اور اتنی کثرت سے دعویٰ کیا ہے کہ اس کا انکار یا اس کی تاویل ناممکن ہے۔ خاتم المرسلین ﷺ کے بعد

۱۔ کیونکہ رضا بالکفر کفر ہے۔ (قاضی خان علی حاشی الخدیہ، باب مایکون کفر من المسلم الخ: ۳ / ۵۷۳ ط ماجدیہ) ”و کذا فی المرقاة لملا علی القاری وفیہ اذاری منکر معلوما من الدین بالضرورة فلم ینکرہ ولم یکرهه ورضی به واستحسنہ کان کافراً“ (ج ۹ ص ۳۲۸ ط الداویہ ملتان)

۲۔ ”مایکون کفرا یبطل العمل والنکاح۔“ (الدر المختار علی حاشی رد المحتار باب المرتد: ۴ / ۲۴۶ ط سعید)

۳۔ ”وعن ابی علی انه یحل ذبیحة ان کان ابائهم فانهم کأهل الذمة وان کان ابائهم من اهل العدل لم یحل لانهم بمنزلة المرتدین۔“ (رد المختار، کتاب الذبائح: ۶۱ / ۲۹۸ ط سعید)

نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔ (۱) ملت اسلامیہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں، خواہ وہ نبوت ظلیہ بروز یہ جزئیہ کی تاویلات ریکیہ کی پناہ لے یا کھلم کھلا نبوت تشریعیہ کا مدعی ہو۔ مرزا قادیانی کے کفر کی اور بھی وجوہ ہیں۔ مثلاً عیسیٰ علیٰ نبیہ السلام کی توہین۔ معجزات قرآنیہ کا انکار اور ناقابل اعتبار تاویلات سے ان کو رد کرنا استہزا کرنا۔ اور چونکہ یہ امور مرزا صاحب کی تالیفات میں آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہیں اس لئے لاہوری جماعت کا انکار اور تاویلیں بھی لاہوری جماعت کو کفر سے نہیں بچا سکتیں۔ اگرچہ یہ دونوں جماعتیں اسلام کی مدعی ہیں، لیکن عالم اسلامی کے معتمد علیہ علماء ان دونوں کو ملت اسلامیہ سے خارج قرار دے چکے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

- (۱) قادیانیوں سے میل جول، رشتہ ناتاننا جائز ہے۔
- (۲) قادیانیوں کے ساتھ قائم شدہ رشتوں کو ختم کرنا ضروری ہے۔
- (۳) قادیانیوں کے عقائد جاننے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھنے والے اسلام سے خارج ہیں۔

(السوال) آج کل نئے فیشن کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی حالت یہ ہے کہ ان کو اپنے مذہب و عقائد کی تو بہت کم خبر ہوتی ہے، بسا اوقات وہ لوگ آج کل کے عقائد باطلہ و افعال ممنوعہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں چنانچہ فی زمانہ قادیانیوں کا سلسلہ عام ہو رہا ہے اور عموماً ان کو لوگ کلمہ گو کہہ کر مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور باوجود ان کے عقائد کفریہ عام ہو جانے کے پھر بھی ان سے پرہیز اور اجتناب نہیں کرتے۔ اور اگر ان سے کہا جائے کہ ان لوگوں سے بچنا چاہئے کیونکہ ان کی صحبت کا برا اثر پڑتے پڑتے ایک روز ان کے عقائد کی خرابی کا دل میں احساس بھی باقی نہیں رہتا۔ لیکن یہ لوگ نہیں مانتے اور ان کو برا بھی نہیں سمجھتے بلکہ اپنی رشتہ داری یا ذاتی اغراض کی وجہ سے خلا مار کھتے ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ ان کے اس قدر حامی اور مددگار ہو جاتے ہیں کہ اصل قادیانی بھی ان سے زیادہ ان کے عقائد باطلہ کی تائید نہیں کر سکتے۔ لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ۔

- (۱) آیا قادیانی یا جوان کو اچھا سمجھیں ان سے میل جول رشتہ ناطہ کرنا ان کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا اور ان کی اعانت و مدد کرنا کیسا ہے؟

(۲) نیز جو رشتے ایسے لوگوں کے ساتھ ہو گئے ہیں ان کو باقی رکھنا بہتر ہے یا ان سے تعلق منقطع کر کے اچھے اور نیک دیندار مسلمانوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنا بہتر ہے؟

- (۳) اگر کوئی شخص باوجود سمجھانے اور باوجود شرعی حکم پہنچانے اور باوجود قادیانی کے عقائد باطلہ کو جان لینے کے بھی ان کے ساتھ خلا مار کھے اور ان کو اچھا سمجھے اور ان سے علیحدگی کو گوارا نہ کرے بلکہ بچے پکے

دیندار مسلمانوں کو برا سمجھے، ایسے شخص سے میل جول رکھنا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۶۸ عبد الرحمن (ریاست چند) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۵۱) (۱) قادیانی فرقہ جمہور علمائے اسلام کے فتوے کے بموجب دائرہ اسلام سے باہر ہے۔ اس لئے اس فرقہ کے ساتھ میل جول اور تعلقات رکھنا سخت مضر اور دین کے لئے تباہ کن ہے۔ اس حکم میں قادیانی اور لاہوری دونوں برابر ہیں۔

(۲) اگر نادانستگی سے ان لوگوں کے ساتھ رشتہ ہو گیا ہو تو معلوم ہونے پر اسے منقطع کر دینا لازم ہے تاکہ خدا اور رسول کی ناخوشی اور آخرت کے وبال سے نجات ہو۔

(۳) جو لوگ کہ قادیانیوں کے عقائد کفریہ سے واقف ہوں اور پھر بھی ان کو مسلمان سمجھیں وہ گویا خود بھی ان عقائد کفریہ کے معتقد ہیں۔ اس لئے وہ بھی اسلام سے خارج اور قادیانیوں کے زمرے میں شمار ہوں گے۔ (۱) دیندار مسلمانوں کو ان سے بھی علیحدگی اور بیزاری کا سلوک کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

شائع شدہ اخبار الجمعیہ ۲۰ اگست ۱۳۵۳ء

(جواب ۳۵۲) قادیان کے نبی کے مقلد (دونوں لاہوری احمدی اور قادیانی) اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور بہت سے کام مسلمان کے مذہب کے خلاف کئے۔ ان وجوہ سے وہ تمام علمائے اسلام کے نزدیک اسلام سے خارج سمجھے جاتے ہیں۔ اور دونوں فرقے جو کہ یقین کرتے ہیں کہ مرزا صاحب ہادی تھے یا مسیح موعود تھے یا مہدی تھے یا امام وقت تھے اس لئے وہ لوگ اپنے مقتدا کے مانند ہیں اور وہ لوگ کافر ہیں۔ اور لاہوری جماعت بھی یقین کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی قابل تقلید تھے وہ بھی کافر ہیں۔

محمد کفایت اللہ (صدر جمعیۃ علمائے ہند) ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۳۵ء

قادیانیوں کے بارے میں فتویٰ کی تصدیق.

(السوال) متعلقہ فتویٰ مذکورہ۔ ہماری نظر سے ایک فتویٰ جو قادیانیوں کی بابت انگریزی میں بھیجا ہوا نظر سے گزرا ہے۔ ہمارے بعض احباب فرماتے ہیں کہ یہ مولانا کفایت اللہ کا فتویٰ نہیں ہے۔ ہم یہ فتویٰ انگریزی کا جناب کی خدمت میں ارسال کر رہے ہیں۔ اگر یہ فتویٰ آنجناب کا ہو تو مہربانی فرما کر اس کی پشت پر اپنی مہر اور دستخط وغیرہ کر کے بھیج دیں۔

المستفتی نمبر ۶۲ حافظ وزیر محمد (دارجلنگ) ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۵۳) ہاں اس فتویٰ میں جو جواب مرزائی فرقہ کے دونوں گروہ (لاہوری و قادیانی) کے متعلق درج ہے اس کا مضمون صحیح ہے۔ اور اصل جواب میرا لکھا ہوا تھا جس کا انگریزی ترجمہ کر کے شائع کر دیا گیا ہے۔

محمد کفایت اللہ

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا حکم .
(۲) قادیانیوں سے قطع تعلق ضروری ہے .

(السوال) (۱) علمائے اسلام مطابق شریعت مرزا غلام احمد قادیانی کو کیا سمجھتے ہیں؟ (۲) ان کا پیرو کیسا ہوگا؟
(۳) مسلمانوں کو مرزائیوں سے قطع تعلق کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ (۴) اور قطع تعلق کہاں تک ہے؟
المستفتی نمبر ۷۴۳ مسلمانان بھدر لول۔ ۸ اذیقعدہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۵۴) (۱) جمہور علمائے اسلام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو یوحہ ان کے دعوائے نبوت اور توہین انبیاء کے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ (۲) ان کے پیروؤں اور ان کو سچا ماننے والوں کا بھی یہی حکم ہے۔ (۳) ہاں اگر دین کو فتنہ سے محفوظ رکھنا چاہتے ہوں تو قطع تعلق کر لینا چاہئے۔ (۴) ان سے رشتہ ناتا کرنا ان کے ساتھ خلط ملط رکھنا جس کا دین اور عقائد پر اثر پڑے ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

قادیانیوں کے ہاں کھانا کھانے والے کا حکم .

(السوال) یہاں قادیانی لوگ ہیں۔ مگر بڑے بے شرم ہیں۔ ان کو کتنا جواب دیں مگر وہ لوگ نہیں مانتے اور ان کے ہاں جو شخص کھانا کھا آ یا اس کے لئے گناہ ہوئی چاہئے؟
المستفتی نمبر ۸۰۶ منشی مقبول احمد (چھکوہی) ۷ اذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۲ مارچ ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۵۵) قادیانیوں کے یہاں جس شخص نے کھانا کھایا ہے اس سے توبہ کرائی جائے کہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا۔ اور قادیانیوں کے ساتھ کھانا پینا رکھنا خطرناک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

نسلی مرزائی اہل کتاب ہیں .

(السوال) آنجناب نے مرزائیوں کے متعلق ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ نسل مرزائی کو اہل کتاب کا حکم دیا جائے گا۔ یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیسے اہل کتاب ہو سکتے ہیں۔ مفصل دلائل ارشاد فرمائیں۔
المستفتی نمبر ۸۳۱ مولوی محمد انور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۵۶) نسلی مرزائی اسی طرح اہل کتاب کے حکم میں ہیں جس طرح یہود و نصاریٰ۔ شامی میں اس مسئلہ کی بحث ہے اور یہی راجح ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

غلام احمد قادیانی کی تصدیق کرنے والا اور اپنے آپ کو ہندوؤں کا اوتار بتانے والا کافر ہے .
(السوال) ایک بزرگ جو اپنے آپ کو اللہ والا اور روحانیت کا بادشاہ جتاتے ہیں، مرزا غلام احمد صاحب کے معتقد اور موجودہ جماعت احمدیہ کے قائل ہیں۔ قوم ہنود کے ایک فرقے کے اوتار ہونے کے مدعی اور

مامور جماعت احمدیہ کے مہمتی۔ مذکورہ اعتقاد رکھنے والے کی رائے امور شریعہ میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔
ایسے بزرگ کا شرعی معاملات میں اعتماد کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۷۰ سلطان احمد خاں (برار) ۲۳ / محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۶ / اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۵۷) جو شخص غلام احمد قادیانی کو ماننے اور ان کے دعووں کے تصدیق کرے اور اپنے آپ کو اوتار
بتائے وہ گمراہ اور اسلام سے خارج ہے۔ (۱) اس کی بات ماننا اور اس کو پیر بنانا اس کی جماعت میں شریک ہونا حرام
ہے۔ مسلمانوں کو اس سے قطعاً محترز اور مجتنب رہنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ

تبلیغ کے لئے قادیانیوں کو چند دنیا جائز نہیں۔

(السوال) کسی فنڈ میں سے کچھ رقوم تبلیغ اسلام کے لئے مندرجہ ذیل انجمن کو دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر دیا
جائے تو جائز ہے یا ناجائز جب کہ ان کے اعتقاد یہ ہیں۔ فریق اول۔ مولوی محمد علی کی پارٹی جو لاہور میں
”احمدیہ انجمن اشاعت اسلام“ کے نام سے موسوم ہے۔ اور برلن ایشیاء و افریقہ میں اس مشن کے ذریعہ تبلیغ
کا کام کر رہی ہے۔ فریق ثانی۔ خواجہ کمال الدین کی پارٹی جو لندن میں دو کنگ مشن کی بنیاد قائم کر کے لندن
اور اس کے قرب و جوار میں اشاعت اسلام کا کام انجام دے رہی ہے۔ ہر دو فریق مرزا غلام احمد قادیانی کے
معتقد ہیں۔ فریق اول مرزا غلام احمد قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں، نبی نہیں مانتے اور ان کا
اعتقاد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مجدد آئیں گے نبی نہیں آئیں گے۔ حدیثوں میں جو نزول مسیح کا ذکر
ہے اسے وہ درست مانتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ چونکہ قرآن کریم حضرت مسیح کی وفات کا ذکر صاف الفاظ میں
فرماتا ہے اس لئے وہ اس سے مراد ایک مجدد کا مثل مسیح ہو کر ظاہر ہونا لیتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو
چودھویں صدی کا مجدد اور نزول مسیح کی قدس گوئی کا مصداق مانتے ہیں۔ اور یہ اشعار حسب ذیل مرزا غلام
احمد قادیانی کی شان میں فرماتے ہیں۔ آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں کر
دی۔ فریق ثانی قریب قریب یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ خود کو پکاسنی خفی المذہب کہتے ہیں۔ صحیح صورتوں میں
اسلام کی تبلیغ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو کیا ان ہر دو فریقین میں سے کوئی اسلام کی تبلیغ کا کام صحیح معنوں
و صورتوں میں انجام دے رہا ہے۔ کیا ان ہر دو فریقین میں سے کسی بھی ایک فریق کو تبلیغ کے لئے کچھ رقوم
اس فنڈ میں سے دی جائے تو کیا مسلمانان عالم و علمائے اسلام کے نزدیک مذہبی نقطہ نظر سے خلاف سمجھا
جائے گا۔

المستفتی نمبر ۱۱۳۵ متولیان اوقاف حاجی اسماعیل حاجی یوسف احمد آبادی۔ میمن ایجو کیشنل
ٹرسٹ فنڈ بمبئی ۸۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۷ / اگست ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۵۸) یہ دونوں جماعتیں احمدی قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ایک ایسے شخص سے

مسلمانوں کو روشناس کراتی اور اس کے حلقہ ارادت میں داخل کرتی ہیں جس نے جمہور اسلام کے علم و تحقیق کے بموجب نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور اس کے مرکزی مقام میں اس کے جانشین اور خلفا اس کو نبی اور رسول ہی مانتے ہیں اور منوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس کا اپنا لٹریچر دعوائے نبوت میں اتنا صاف اور واضح اور روشن ہے کہ محمد علی پارٹی یا خواجہ کمال الدین پارٹی کی تاویلات تحریف سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ اور یہ دونوں پارٹیاں ممالک یورپ میں احمدی تبلیغ کرتی ہیں۔ اسلامی تبلیغ کا محض نام مسلمانوں سے چندہ لینے کے لئے ہے۔ ورنہ ان کا ذاتی نصب العین قادیانی مشن کی تبلیغ ہے۔ پس مسلمانوں کو ہرگز جائز نہیں کہ وہ کسی قومی تعلیمی فنڈ سے بلکہ اپنی جیب خاص سے بھی ان کو چندہ دیں۔ ایسا کرنے میں وہ قادیانی نبوت کا ذب کی اعانت و امداد کے گنہگار اور مواخذہ وار ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

کلمہ پڑھ کر مرنے والے قادیانی کا اہلسنت کو جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

(السوال) ایک شخص جو مرزائی عقائد رکھتا تھا مگر نہایت نیک اور پابند صوم و صلوٰۃ علم احادیث و فقہ سے واقف عالم ربانی کے خصائل و شامل ہے متصف مغرب کی نماز کے لئے وضو کیا اور روزہ افطار کرنے کے انتظار میں مصلے پر دوڑا نو ہو کر بیٹھا کہ اچانک دل میں گھبراہٹ ہوئی اور بآواز بلند اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبده و رسولہ پڑھا۔ حالت بدل گئی اور اسی حالت میں روزہ افطار کیا۔ پھر دو چار منٹ میں ہی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اہل سنت و الجماعۃ نے اس کا جنازہ پڑھا۔ کیا جنازہ پڑھنے والوں پر کوئی شرعی تعزیر عائد ہو سکتی ہے یا نہیں۔ نیز فرمان نبوی ﷺ الصلوٰۃ علی برو فاجر کیسے لوگوں کے لئے ہے۔

المستفتی نمبر ۲۰۵۱ محمد اسماعیل صاحب (جہلم) ۱۵/۱۱/۱۳۵۶ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۳۵۹) مرزائی عقائد رکھنے والا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان لانے والا اسلامی اصول سے خارج از اسلام ہے۔ اس کے جنازے کی نماز پڑھنا درست نہیں تھا۔ (۱) اس کے انتقال کے وقت کے یہ حالات جو سوال میں مذکور ہیں اس کے غیر اسلامی عقیدے کو بدل نہیں سکتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

اسلامی انجمن میں قادیانیوں کو ممبر بنانا۔

(السوال) (۱) کسی اسلامی انجمن میں قادیانیوں کو ممبر بنانا شرعاً کیا حکم ہے۔ (۲) اگر کثرت رائے اور متفقہ رائے سے یہ تجویز منظور ہو جائے کہ قادیانیوں کو بھی ممبر بنایا جائے پھر اس انجمن میں شریک ہونا یا اس کی امداد کرنا کیسا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۰۴۲ احمد صدیق (کراچی) ۳/۱۱/۱۳۵۶ھ مطابق ۸ نومبر ۱۹۳۷ء

۱۔ "اما المرتد فیلقی فی حفرة کما لکلب عند الاحتیاج فلولہ فیریب فالاولیٰ ترکہ لہم من غیر مراعاة السنة فیغسلہ غسل الثوب النجس ویلف فی خرقۃ" (التتویر و شرح علی حاشی رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز: ۲۰/۲۳۰ ط سعید)

(جواب ۳۶۰) (۱) قادیانیوں کو کسی انجمن میں ممبر نہ بنایا جائے۔ (۲) ہرگز نہیں۔ بلکہ اس انجمن سے علیحدہ ہو جانا چاہئے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا قادیانی مرتد ہے؟

(از اخبار الجمعۃ سہ روزہ دہلی مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۸ء)

(السوال) یہ گروہ جو قادیانی اور احمدی کے نام سے مشہور ہے حقیقتہً مرتد ہے؟ اگر مرتد ہے تو ان لوگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟

(جواب ۳۶۱) جو شخص پہلے مسلمان ہو پھر قادیانی ہو جائے وہ مرتد کے حکم میں ہے۔ اور جو ابتدائے شعور سے ہی قادیانی ہو وہ اگرچہ دائرہ اسلام سے خارج ہے مگر مرتد کے حکم میں نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

فصل پنجم فرقہ مودودی

کیا جماعت اسلامی والے گمراہ ہیں؟

(السوال) محترمی و مکرمی مفتی صاحب مدظلہ العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی نے جناب کے اسم گرامی سے یہ فتویٰ موسوم کیا ہے کہ مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کی جماعت اسلامی سے متعلق حضرات کافر ہیں۔ میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بات درست ہے کہ جناب نے جماعت اسلامی کے متعلق ایسا فتویٰ صادر فرمایا ہے تو پھر خاکسار بلاچوں و چرائس کو تسلیم کر لے گا۔ اس لئے کہ جناب کی ذات والا صفات پر بندہ کو کامل اعتماد ہے کہ آپ دین کے معاملہ میں امت محمدی کے کسی فرد کو کسی حالت میں گمراہ نہ کریں گے۔

المستفتی خادم میر مشتاق احمد۔ اروناپال۔ اردو بازار۔ دہلی۔

(جواب ۳۶۲) مکرمی جناب میر صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مولوی ابو الاعلیٰ مودودی اور ان کی اسلامی جماعت کے متعلق میں نے گمراہ ہونے اور اسلام میں ایک فتنہ ہونے کا بیان تو دیا ہے۔ کافر ہونے کا بیان ابھی تک نہیں دیا ہے۔ تاہم فتنہ قوی اور بہت اندیشہ ناک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی ۹ جون ۱۹۵۷ء

جماعت اسلامی کا رکن بنانا جائز ہے۔

(السوال) مودودی صاحب کے زیر اثر جو جماعت اسلامی ہے اس میں شرکت کرنا ان سے تعلق رکھنا ان کی تصانیف پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۳۶۳) مودودی جماعت کے افسر مولوی ابو الاعلیٰ کو میں جانتا ہوں۔ وہ کسی معتبر اور معتمد علیہ عالم کے

شاگرد اور فیض یافتہ نہیں ہیں۔ اگرچہ ان کی نظر اپنے مطالعہ کی وسعت کے لحاظ سے وسیع ہے۔ تاہم دینی رجحان ضعیف ہے۔ اجتماعی شان نمایاں ہے۔ اور اسی وجہ سے ان کے مضامین میں بڑے بڑے علمائے اعلام بالحدیث صحابہ کرام پر بھی اعتراضات ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو اس تحریک سے علیحدہ رہنا چاہئے اور ان سے میل جول ربط و اتحاد نہ رکھنا چاہئے۔ ان کے مضامین ظاہر دلکش اور اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں ہی وہ باتیں دل میں بیٹھتی جاتی ہیں جو طبیعت کو آزاد کر دیتی ہیں اور بزرگان اسلام سے بدظن بنادیتی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

فصل ششم فرقہ مہدویہ

فرقہ مہدویہ کا ذبیحہ حرام ہے۔

(السوال) فرقہ مہدویہ جو یہ کہتے ہیں کہ توبہ کا دروازہ بند ہو گیا ان کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۳۶۴) فرقہ مہدویہ جو اطراف دکن میں پایا جاتا ہے، کافر ہے۔ اس کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز نہیں (۱)

فصل ہفتم فرقہ حران (سندھ)

(۱) انسان کو خدا سمجھنے، شعائر اللہ کی توہین کرنے اور قبر کو سجدہ کرنے والے ملحد اور زندیق ہیں۔

(۲) ایسے لوگوں کے ساتھ رشتہ ناتا کا حکم۔

(السوال) ایک مستند پیر جس کے ہزاروں مرید ہیں چند سال سے اپنے دادا پر اس طرح درود پڑھاتا ہو اللہ صلی علی محمد الزمان السندھی اللواری۔ (۲) اپنے دادا کے ساتھ جل جلالہ وجل شانہ کہنے کی تلقین کرتا ہو اور اس کو انسانی صورت و جسمانی جامے میں اللہ سمجھنے کی تعلیم دیتا ہو اور اس کے بعد رکن چہارم اسلامی یعنی حج بیت اللہ کی نقل اتار کر شعائر اللہ کی اس طرح توہین کرتا ہو کہ ایک قصبہ کو مکہ اور اس کے نزدیک ایک گاؤں کو مدینہ ایک کوئیں کو چاہ زمزم اور ایک میدان کو عرفات اور ایک قبرستان کو جنت البقیع کے نام سے موسوم کر کے نوذی الحجہ کے دن تین بجے ایک کثیر اجتماع کے سامنے ایک بڑے ممبر پر خطبہ حج پڑھاتا ہو اور اختتام حج مصنوعی پر اپنی زبان سے حاضرین کو حج مبارک دیتا ہو اور بطور سند مریدوں کو حج مبارک کا سرٹیفکیٹ دیتا ہو اور اپنے دادا کو مقبرہ کا طواف و سجدہ کراتا ہو اور اس کے اشعار پڑھاتا ہو جن میں چند بطور نمونہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

نور ذاتی کا ندرال اوصاف حسنہ شد پدید
شد ظہور شریں مکان و قصبہ، نور القری
در لواری نور حق شاہ نبیاں آمدہ
آدم و نوح و خلیل و نور رحماں آمدہ

اے ملقب با محمد سید شاہ زمان ! اے امام الرسل مظہر مصطفیٰ تاج شہاں
مالک ملک نبوت ہم ولایت آمدہ در جہاں ایں نور ذاتی مجسم آمدہ

(۱) ایسے پیر اور اس کے مریدوں کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟ (۲) ایسے پیر اور اس کے مریدوں
سے رشتہ ناتہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳) اور جن سے رشتہ ناتہ ہو چکا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۴) ان
تمام حالات و حقائق کا علم رکھنے کے باوجود کوئی شخص پیر سے یا پیر کے کسی مرید سے رشتہ ناتہ کرے تو شرعاً کیا
حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۶۶۱ احمد صدیق مدبر اخبار رہبر سندھ کراچی

(جواب ۳۶۵) یہ پیر اور اس کے مرید جو ان عقائد شیعہ کے معتقد ہوں ملحد اور زندقہ ہیں۔ (۱) ان زنادقہ سے
علیحدہ رہنا واجب ہے اور ایسے فاسد العقیدہ لوگوں سے رشتہ ناتہ کرنا ناجائز ہے۔ لیکن اس کے اقارب میں سے
اگر کوئی شخص ان عقائد شیعہ کا معتقد نہ ہو تو محض پیر کا رشتہ دار ہونے کی وجہ سے اس پر یہ حکم عائد نہ ہو گا۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی ۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۳۷ء

(۱) کسی پیر کو امام الرسل اور بیت اللہ کے بجائے اور جگہ حج کرنا کفر ہے۔
(۲) کفر اور خوف کفر میں فرق۔

(السوال) (۱) کسی پیر کو شاہ نبیان، مالک ملک نبوت، سید انس و جاں، امام الرسل سمجھنا اور بجائے کعبۃ اللہ کے
کراچی میں حج ادا کرنا ایک میدان کو عرفات سمجھنا اور ایک قبرستان کو جنت البقیع کہنا اور ۹ ذی الحجہ کو تین بجے
ایک بڑے ممبر پر خطبہ حج ادا کرنا یہ باتیں کہنے اور عقائد رکھنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے یا نہیں۔ یہ عقائد کفریہ
ہیں یا خوف کفر ہے؟ (۲) کفر اور خوف کفر میں کیا فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۴۲ احمد صدیقی (کراچی) ۱۳ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۶) (۱) یہ عقائد کفریہ ہیں۔ ان سے ہر مسلمان کو تبری کرنا لازم ہے۔ (۲) کفر کا یقیناً حکم کر دینا
اس وقت ہوتا ہے جب کہ کوئی شبہ باقی نہ رہے۔ اور دلیل میں کوئی شبہ پیش آجائے اور وہاں کہا جاتا ہے کہ خوف
کفر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

چودھواں باب

تقلید واجتہاد

کیا مذکورہ خیالات کے حامل غیر مقلدین اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں؟

(السوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین وماہران شرع مبین دربارہ غیر مقلدین جن کے قول حسب ذیل ہیں تمام دین اسلام کے احکام حلال و حرام فرض و سنت قرآن کریم و حدیث رسول میں ہیں اور تمام دین آنحضرت ﷺ پر پورا ہو چکا ہے اور یہی قرآن شریف میں ہے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تمام امت کے پیشوا ہیں۔ ان کے بعد امام اور مجتہدان کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں نرالا ہے کوئی اس جیسا نہیں۔ جو کوئی سو اللہ تعالیٰ کے اوروں سے دعا مانگتے یا ان کو عالم الغیب کہتے ہیں اور مانتے ہیں یا اوروں کا وظیفہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرح کرتے ہیں یا مردوں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ قبروں پر عرس میلے کرتے ہیں۔ ان کا طواف کرتے ہیں۔ ان مردوں کو حاضر ناظر جانتے ہیں یا ان کو اولاد دینے والا نفع نقصان پہنچانے والا مانتے ہیں، مشرک ہیں۔ ان کا کوئی عمل روزہ نماز عبادت مقبول نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے نبی ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری سب پر فرض ہے اوروں کی اس طرح نہیں۔ بلکہ جو کوئی امام یا صحابی غلطی سے خلاف قرآن و حدیث کے حکم دیوے وہ ماننے کے قابل نہیں ہے۔ تقلید شخصی قرآن و حدیث اور صحابہ اور چاروں اماموں اور محدثین متقدمین سے ثابت نہیں۔ تقلید کا حکم نہ رسول خدا ﷺ نے دیا نہ چاروں اماموں نے اور نہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے تقلید جاری تھی نہ اس کا ذکر تھا۔ بلکہ قرآن و حدیث اور چاروں اماموں کے کلام میں اور صحابہ کے عملدرآمد میں تقلید کا لفظ بھی نہیں پایا جاتا جس سے تقلید شخصی جس کا آج کل شور ہے سمجھی جاوے لہذا یہ تقلید نہ قرآن نہ حدیث نہ صحابہ نہ اماموں سے ثابت اور نہ کہیں اس کا حکم۔ اور بدعت بڑا گناہ ہے اس سے آدمی مردود و خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔ اور بدعت وہ کام ہے جس کو بعد زمانہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ بغیر آپ کے حکم کے اور بعد زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بغیر ان کے عملدرآمد کے دین میں داخل کیا گیا ہے جس کو لازم سمجھا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک طریق و مذہب چھوڑا ہے۔ کئی مذہبوں کی تعلیم و ہدایت نہیں فرمائی۔ اہل سنت والجماعت سے مراد آنحضرت ﷺ کی سنت اور جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تابعدار ہیں۔ جو لوگ کسی بزرگ یا امام وغیرہ کی اطاعت و فرمانبرداری کو لازم جانتے ہیں حدیث پر بھی جبھی عمل کرتے ہیں اور اسی حدیث پر کرتے ہیں جس پر ان کے امام و مرشد نے کہا ہو یا عمل کیا ہو۔ ورنہ حدیث سے بھی انکار و نفرت و ضد ہے۔ وہ رسالت کے مخالف ہیں۔ ان کا کسی حدیث پر عمل کرنا بھی حدیث اور رسول کی عزت اور قدر اور بڑائی کی وجہ سے نہیں ہو تا بلکہ کسی اور کی عزت کی وجہ سے ورنہ وہ سب حدیثوں پر عمل کرتے۔ سب امامان و بزرگان دین کی عزت دل میں رکھنی چاہئے۔ کوئی کلمہ ان کے حق میں سب و شتم یا مذمت کا نہ کہنا چاہئے۔ اتباع رسول ﷺ و کبیل المومنین کو اختیار کرنا چاہئے۔ تمام امت محمدیہ میں قرن اول یعنی جماعت

صحابہ کرام قرآن و حدیث مسلم و مستقل پیشوا اور اماموں کی جماعت ہے۔ جن کی اتباع اور تابعداری حکم شرعی ہے۔ سو و نسیان و غلطی اس امت کی معاف ہے۔ محالیت خلاف قرآن و حدیث پر پیش کرنا ضروری ہے اول وقت نماز پڑھتے ہیں۔ اور جہری نمازوں میں مقتدی و امام بعد ختم سورہ فاتحہ امین آواز سے کہتے ہیں۔ اور سورہ فاتحہ ضرور پڑھتے ہیں۔ امام ہو یا مقتدی یا تنہا۔ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے ہیں۔ جس طرح نیت باندھتے وقت اٹھاتے ہیں۔ اور نماز ٹھہرا ٹھہرا کر پڑھتے ہیں۔ از روئے شرع شریف یہ اچھے مسلمان سنی ہیں یا نہیں۔ اور ان کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ان کے وعظ سننے اچھے ہیں یا ناجائز؟ اور ان سے ملنا سلام کلام کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ بیوا تو جروا۔

(جواب ۳۶۷) غیر مقلدین جن کے خیالات سوال میں مذکور ہیں اصولاً تو اہل السنۃ والجماعۃ میں داخل ہیں۔ اور اشخاص کے لحاظ سے اگر ان میں کوئی فرد ائمہ مجتہدین کو سب و شتم کریں یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بدعتیں نکالیں یا سلف صالحین کو برا بھلا کہیں یا مسلمانوں کو بعض معمولی کوتاہیوں پر مشرک و کافر بنائیں یا اہل مطلقہ کا دعویٰ کریں تو میرا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ ان باتوں کی ذمہ داری انہیں افراد پر ہوگی جن سے سرزد ہوں۔ نہ یہ کہ عام غیر مقلدوں کو مؤثر الزام بنایا جائے یا نفس ترک تقلید پر اہل سنت والجماعۃ سے خارج ہونے کا حکم لگادیا جائے۔

رہے یہ مسائل جن کا سوال میں ذکر ہے، ان میں بہت سے مسائل تو متفق علیہ ہیں اور بہت سے مختلف فیہ اور بعض ہمارے خیال میں افراط و تفریط پر مبنی ہیں۔ ان کی تفصیل کا نہ یہ فتویٰ متحمل ہے اور نہ مسائل کا سوال ان سے متعلق ہے۔ اس لئے ان تمام افعال کی جملۃً تصویب نہیں کی جاسکتی۔ اور نہ عام غیر مقلدوں کو اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج کیا جاسکتا ہے اور نہ بالعموم ان سے سلام و کلام کو ناجائز بتایا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ۔ دہلی ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء

مقلدین کو مشرک کہنے والے کی امامت کا حکم۔

(السوال) ایک شخص تقلید کرنے والے کو مشرک کہتا ہے۔ سو ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ مدلل بیان فرمائیں۔ بیوا تو جروا۔

(جواب ۳۶۸) جو شخص کہ تقلید کو شرک کہے وہ خود خاطی ہے۔ اور اگر تمام مقلدین کو مشرک بتائے تو اس کے ایمان کی سلامتی مخدوش ہے۔ (۱) اس کے پیچھے نماز بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ مطلق تقلید کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ اور تعامل سلف سے یقینی طور پر موجود ہے اور تقلید شخصی کا جواز بھی قرآن و حدیث و اقوال صحابہ و تعامل سلف سے ثابت ہے۔ پس اس کو شرک کہنا جہالت ہے۔

غیر مقلدین کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟

(السوال) غیر مقلدین کے یہاں کھانا پینا اور ان کو کھلانا پلانا بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد عنایت حسین۔ کھنور۔ ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۳۶۹) بلا کراہت جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

اہل حدیث اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔

(السوال) اہل حدیث جن کو ہم لوگ غیر مقلد بھی کہتے ہیں مسلمان ہیں یا نہیں؟ اور وہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں۔ اور ان سے نکاح شادی کا معاملہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۷ اسمعیل محمود ولی صاحب (سورت) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۷۰) ہاں اہل حدیث مسلمان ہیں اور اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا درست ہے۔ محض ترک تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہل سنت والجماعت سے تارک تقلید باہر ہوتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) اہل حدیث کو کافر کہنا سخت غلطی ہے۔

(۲) اہل حدیث عورت کے غسل دینے کی وجہ سے میت کا جنازہ نہ پڑھنا۔

(۳) جنازے میں اہل حدیث شامل نہ ہو تو میت جنتی ہے کہنے والے امام کا حکم۔

(۴) کیا اہل حدیث حضرات کا پیسہ مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے؟

(السوال) (۱) فرقہ اہل حدیث جو فاتحہ خلف الامام آمین بالجہر رفع یدین وغیرہ کرتے ہیں اور رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت کے قائل ہیں ہم ان کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو جو ان کو کافر لکھے یا سمجھے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

(۲) ایک معصوم حنفیہ لڑکی فوت ہوتی ہے۔ اس کو ایک اہل حدیث عورت غسل دیتی ہے بدنی وجہ محلہ کا امام اس کا جنازہ نہیں پڑھاتا۔ کیا اس کا فعل شریعت محمدیہ کے موافق ہے۔ اگر نہیں تو ایسے امام کے واسطے کیا حکم ہے؟ (۳) امام مسجد کہتا ہے کہ میں جس آدمی کا جنازہ پڑھاؤں اور جنازہ میں کوئی اہل حدیث شامل نہ ہو تو وہ آدمی قطعی جنتی ہے۔ کیا یہ سرٹیفکیٹ صحیح ہے۔ اگر نہیں تو اس کے قائل کے واسطے کیا حکم ہے؟

(۴) ایک شخص کچھ روپیہ مسجد کی توسیع کے واسطے خرچ کرنا چاہتا ہے مگر مولوی کا کہنا ہے کہ وہ اہل حدیث ہے لہذا اس کا روپیہ مسجد میں خرچ نہیں ہو سکتا مگر جب وہ شخص خود مولوی سے پوچھتا ہے تو مولوی کہتا ہے کہ وہ روپیہ ہم کو دے دو۔ جب اس کا مال مسجد میں حرام ہے تو مولوی کو کھانا کس وجہ سے حلال ہوا۔ ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے؟

(المستفتی) نمبر ۱۲۸۸ محمد اسمعیل صاحب (امر تسر) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ م ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۱) (۱) فرقہ اہل حدیث کو کافر کہنا سخت غلطی ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کو بشر سمجھنے کی بنا پر کافر کہنا تو خود کافر کہنے والے کو کفر کی تاریکیوں میں گرانے کے لئے کافی ہے، کیونکہ حضور ﷺ کا بشر ہونا قرآن کی آیات

بینات سے ثابت ہے۔ (۱) (۲) اس بنا پر کہ معصومہ بچی کو ایک اہل حدیث عورت نے غسل دے دیا، اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا سخت جہالت اور گناہ کی بات ہے۔ (۳) امام کا دعویٰ کہ میں جس کے جنازہ کی نماز پڑھاؤں اور نماز میں کوئی اہل حدیث شامل نہ ہو تو وہ میت قطعی جنتی ہے، امام کی جہالت پر مبنی ہے۔ یہ شخص اسلامی تعلیم سے ناواقف یا کوئی بے دین ہے۔ (۴) اہل حدیث کا روپیہ مسجد میں خرچ ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر مسجد میں خرچ کر کے اہل حدیث اس پر قبضہ کرنا چاہے تو اس کے روپیہ کو خرچ نہ کرنا مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) فاتحہ خلف الامام کا حکم۔

(۲) کیا نماز میں رفع یدین ضروری ہے؟

(۳) تراویح کتنی رکعات ہے؟

(۴) کیا صرف اہل حدیث ہی جنتی ہیں؟

(السوال) (۱) یہاں پر اہل حدیث اور خفیوں میں جھگڑا ہے۔ بہت سے خفیوں کو ان کے مولویوں نے اہل حدیث کر لیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ الحمد للہ رفع یدین حضرت نے ہمیشہ کیا اور حضرت نے سینہ پر ہاتھ باندھے اور یہ بھی تحریر فرمائیے کہ تراویح کتنی پڑھی جاتی ہیں۔ مولوی عبدالغفار اہل حدیث کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے رفع یدین مرتے وقت تک کیا ہے۔ آپ تحریر فرمائیے کہ حضور نے رفع یدین کیا یا نہیں اور تراویح ۸ پڑھیں یا ۲۰ پڑھیں۔ اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ یہی گروہ جنتی ہے اس کا جواب مع آیت اور حدیث کے تحریر فرمائیے تاکہ مسلمان اس طرف ہو جائیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۴۳ مولانا عبدالحق صاحب (ضلع مظفر) ۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۸ جون ۱۹۳۷ء (جواب ۳۷۲) (۱) امام کے پیچھے مقتدی کو الحمد نہیں پڑھنی چاہئے۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا واذا قرأ فانصتوا (۲) یعنی جب امام قرائت کرے تو تم خاموش رہو (۲) رفع یدین پہلے رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت کیا جاتا تھا لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت ہے کہ اخیر میں یہ رفع یدین ترک کر دیا گیا تھا۔ (۳) وفات تک حضور ﷺ سے رفع یدین کرنے کا ثبوت نہیں۔ (۴) تراویح کی پندرہ رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔ (۵) آٹھ رکعتیں تہجد کی ہیں۔ تراویح کی پندرہ رکعتیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے ثابت ہیں۔ اور چاروں اماموں میں سے کوئی بیس سے کم کا قائل نہیں۔ (۶) قرآن اور حدیث اور فقہ پر عمل کرنے والے ان شاء اللہ سب جنتی ہوں گے۔ اہل حدیث کا یہ دعویٰ کہ ان کا فرقہ ہی جنتی ہے غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

۱۔ "قل انما انا بشر مثلکم" (حم السجدة: ۶)

۲۔ مسلم، باب التشہد فی الصلوة: ۱/ ۱۷۴ ط قدیمی

۳۔ ترمذی، باب رفع الیدین عند الركوع: ۱/ ۵۹ ط سعید

۴۔ "وہی عشرون رکعة، وفي الشامية وهو قول الجمهور." (تنویر الابصار، مبحث صلوة التراويح: ۲/ ۴۵ ط سعید)

(۱) امام کا غیر مقلد ہونا نماز باجماعت میں شرکت سے مانع نہیں ہے۔

(۲) غیر مقلد کے پیچھے نماز درست ہے۔

(۳) غیر مقلد کو کافر کہنا درست نہیں۔

(۴) غیر مقلد کے ساتھ تعلقات قائم کرنا جائز ہے۔

(السوال) (۱) زید فرضی جماعت کے برابر منفرد نماز پڑھتا ہے۔ اس کے ساتھ نہیں ملتا۔ کیا اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ امام غیر مقلد ہے؟

(۲) کیا موجودہ وہابیوں یا غیر مقلدوں کے خلف نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ اثبات و نفی کی وجہ تحریر

فرمائیں؟

(۳) موجودہ وہابیوں یا غیر مقلدوں کو کافر اسلام سے خارج اور جہنمی اور گمراہ کہنا جائز ہے یا نہیں کیا جو

شخص یہ الفاظ استعمال کرتا ہے اس پر کوئی حرف منجانب قرآن اور حدیث اور فقہ سے آتا ہے یا نہیں؟

(۴) ان کے ساتھ مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) ان کے ساتھ رشتہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۲۸۹ محمد پنجابی معرفت امیر نواب پشاور مفتی مدرسہ امینیہ ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ

مطابق ۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۷۳) (۱) نماز تو ہو جاتی ہے مگر وہ ترک جماعت کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے۔ امام کا غیر مقلد ہونا

جماعت میں شریک نہ ہونے کے لئے عذر صحیح نہیں ہے۔ (۲) غیر مقلدوں کے پیچھے حنفی کی نماز جائز ہے۔

(۳) غیر مقلدوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا صحیح نہیں۔ ایسا کہنے والا سخت گنہگار ہوگا۔ کیونکہ تقلید

فی حد ذاتہ کفر نہیں ہے۔ (۴) جائز ہے۔ (۵) جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) ائمہ مجتہدین کی تقلید درست ہے۔

(۲) کیا تقلید ائمہ سے ترک سنت لازم آتا ہے؟

(۳) حضور ﷺ کی وفات کے بعد تقلید ائمہ کی پیروی کیونکر کی جائے؟

(۴) کیا ائمہ نے اپنی پیروی کا حکم دیا ہے؟

(۵) ائمہ اربعہ کس کے مقلد تھے؟

(۶) ائمہ کی بات شریعت کے موافق ہے۔

(۷) ائمہ کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف کیوں ہے؟

(السوال) ہمارے یہاں ایک اہل حدیث غیر مقلد مولوی صاحب آئے اور تقریریں فرمائیں جس میں تقلید

کی رد اکثر بیان کی۔ اس تقریر سے لوگوں کا دل جانب اہل حدیث ہو گیا اور اہل حدیث بننے کے لئے آمادہ

ہیں مگر انتظار آپ کے فتویٰ کا ہے۔ اس لئے ہمارے سوال کا جواب جلدی سے دیویں۔

(۱) کیا تقلید ائمہ اربعہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

(۲) تقلید ائمہ اربعہ سے بعض فرمان نبوی بھی چھوٹ جاتے ہیں تو کیا رسول کی پیروی چھوڑ کر امام کی

پیروی کریں؟

(۳) رسول مقبول ﷺ کی وفات کے بعد کوئی امام سو برس کے بعد اور کوئی ڈیڑھ سو برس کے بعد پیدا

ہوئے تو پھر ان کی پیروی کس طرح کریں؟

(۴) کیا اماموں نے فرمایا تھا کہ ہماری پیروی کرو؟

(۵) کیا اماموں کا بھی کوئی امام تھا۔ ہمیں جب ضرورت ہے تو ان کو کیوں ضرورت نہ ہو؟

(۶) بعض فقہ کی کتابوں میں مسئلہ بیان کرتے ہیں تو ایسا لکھتے ہیں کہ فلاں نے امام نے ایسا کیا فلاں نے

ایسا کہا۔ رسول مقبول نے یہ فرمایا ایسا کیوں نہیں لکھتے؟

(۷) کوئی امام فرماتے ہیں حرام ہے اور کوئی فرماتے ہیں حلال ہے تو کیا اسلام نے ایسے فرقے بنائے

ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۹۲ ابراہیم سلیمان صاحب (سوت) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۴ مئی

۱۹۳۹ء

(جواب) قرآن مجید میں ہے فامسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ (۱) یعنی (مسلمانو!) تمہیں علم نہ

ہو تو اہل علم سے دریافت کرو۔ اہل علم میں حضرات ائمہ مجتہدین بدرجہ اولیٰ داخل ہیں۔ ان کی تقلید کرنا اس بنا پر

ہے کہ وہ قرآن وحدیث کے عالم اور ماہر اور مجتہد تھے۔ وہ جو کچھ کہتے تھے قرآن اور حدیث کے ماتحت کہتے تھے۔

اس لئے ان کی بات خدا و رسول کے احکام کے خلاف نہیں ہوتی تھی۔

(۲) ائمہ اربعہ کی تقلید سے حدیث نبوی چھوٹ نہیں سکتی کیونکہ ان چار اماموں کو تمام امت نے مانا ہے کہ یہ

امام عالم مجتہد متبع قرآن وحدیث تھے۔

(۳) جس طرح رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد کوئی محدث سو برس کے بعد کوئی دو سو برس کے بعد کوئی اس

سے زیادہ زمانہ کے بعد پیدا ہوئے اور اس کے بعد انہوں نے حدیث کی کتابیں لکھیں مگر اس سے ان کی کتابیں کمزور

اور ناقابل اعتبار نہیں سمجھی گئی۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور امام شافعی ۱۵۰ھ میں پیدا

ہوئے اور خدا نے انہیں عالم اور مجتہد اور امام بنادیا اور انہوں نے قرآن وحدیث سے دین کے مسائل استنباط کئے تو

اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں۔

(۴) اماموں نے کہا ہو یا نہ کہا ہو خدا اور رسول نے حکم دیا ہے کہ اہل علم واجتہاد کی پیروی کرو۔

(۵) اماموں کا علم اور قوت اجتہاد۔ دین کو سمجھنے اور مسائل کا استنباط کرنے کے لئے کافی تھی۔ وہ براہ راست

قرآن وحدیث کے مقلد تھے اور ہم ان کے ذریعہ سے قرآن وحدیث کے مقلد ہیں۔

(۶) فلاں امام نے ایسا کہا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں امام نے قرآن وحدیث کا یہ مطلب بیان کیا۔ یہ

مطلب ہر گز نہیں ہوتا کہ فلاں امام نے اپنی طرف سے یہ بات کہی۔

(۷) یہ اختلاف تو صحابہ میں بھی تھا۔ اور حدیثوں میں بھی ایسا اختلاف ہے کہ ایک حدیث سے ایک چیز کا جواز معلوم ہوتا ہے اور دوسری سے اسی چیز کا عدم جواز۔ پھر مجتہد کا یہ کام ہے کہ وہ یہ بتائے کہ کون سی حدیث قابل عمل ہے اور کون سی منسوخ یا ماؤل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

چاروں اماموں کا مذہب سنت نبوی کے موافق ہے۔

(السوال) اہل سنت والجماعۃ کے چار امام ہیں اور چاروں کے چار طریقے ہیں۔ ان چاروں میں سے کون سا امام موافق طریق نبوی ہے۔ باقی تین کے لئے کیا حکم ہے۔

المستفتی نمبر ۲۸۰۲ محمد انعام الحق، دہلی ۸/۱۱/۱۳۶۵ھ

(جواب ۳۷۵) ائمہ اربعہ اسلام کے اصول و مبادی میں متفق ہیں۔ ایک ذرہ بھر اختلاف نہیں ہے۔ ہاں عملی مسائل میں ان کے اندر اختلاف پایا جاتا ہے۔ وہ اختلاف دراصل اسلام میں نہیں ہے۔ بلکہ آپس کے دماغی تناسب اور رجحانات کا اختلاف ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اعمال میں مختلف مدارج تسہیل کی غرض سے طے فرمائے ہیں۔ ان مختلف مدارج کی ترتیب نہ معلوم ہونے یا تسلیم نہ کرنے یا مختلف مقاصد پر محمول کرنے کی وجہ سے آپس میں اختلاف ہو گیا۔ مگر مآل اور مقصد میں سب متفق ہیں۔ اس قسم کا اختلاف ہر نیک سے نیک کام میں ہو جاتا ہے۔ مثلاً دس آدمی اس امر میں متفق ہوتے ہوئے کہ محتاج کو کھانا کھانا ثواب کا کام ہے جب عمل کرنے لگیں تو ایک شخص تو کھانے کی جگہ اس کو نقد پیسے دے دے دوسرا ایک قسم کا کھانا اور تیسرا دوسری قسم کا کھانا دے تو دس آدمیوں کے عمل کی دس صورتیں ہو جائیں گی مگر مقصد میں سب متفق ہیں۔ اہل سنت کے چار اماموں میں اسی قسم کا اختلاف ہے۔ حقیقت اسلام میں سب متفق ہیں۔ عملی فریضے کی عملی صورت میں اختلاف ہے۔ اور جو صورتیں اختلاف میں متحقق ہوتی ہیں، وہ سب رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں۔ پس ان میں سے کسی ایک صورت کو کسی نے آخری سمجھا اور اس کو عمل کے لئے متعین کر لیا۔ کسی نے دوسری صورت کو۔ اور کسی نے سب صورتوں کو جائز سمجھ کر عامل کو اختیار دے دیا کہ جو چاہے اختیار کر لے۔ مقصود سب کا اتباع سنت نبویہ ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ کون سی صورت سنت ہے۔ تو یہ اختلاف دین میں نہیں ہے۔ بلکہ لوگوں کے خیال اور تتبع اور تلاش میں ہے اور اس کا دین پر کچھ اثر نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

مجتہد کی تعریف اور کیا مجتہد ہر زمانے میں ہو سکتا ہے؟

مجتہد کس کو کہتے ہیں؟ مجتہد ہر زمانے میں ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

المستفتی نمبر ۲۵۳۳ محمد ضیاء الحق معلم مدرسہ امینیہ دہلی مورخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

مطابق ۱۶ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۷۶) مجتہد اس کو کہتے ہیں جس کو قرآن مجید، حدیث شریف اور علوم شرعیہ میں اتنی دسترس ہو کہ وہ احکام شرعیہ کا استنباط کر سکے۔ (۱) مجتہد کا وجود ہر زمانے میں ممکن ہے۔ مگر فقہائے کرام نے قرن اول کے مجتہد کے بعد عوام مسلمین کو سلف کے مجتہدین کے اتباع کا حکم اس لئے دے دیا ہے کہ آئندہ دین متین میں ہر مدعی اجتہاد رخنہ اندازی نہ کر سکے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

کیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے شرعی مسائل اپنی طرف سے بنائے ہیں؟
متعلقہ ائمہ مجتہدین (سوال دستیاب نہیں ہوا)

(جواب ۳۷۷) واضح ہو کہ ہم لوگ حضرت سراج الامۃ امام الامۃ امام اعظم ابو حنیفہ کو فی رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ کے پیرو اور مقلد ہیں۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ حضرت امام اعظم کتاب اللہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ علی صاحبہما افضل السلام وازکی التحیۃ کے اعلیٰ درجے کے عالم اور علوم دینیہ کے اول درجے کے ماہر تھے۔ انہوں نے قرآن پاک اور احادیث سے جو احکام فقہیہ نکال کر فقہ کو مدون کیا ہے وہ صحیح معنوں میں قرآن پاک اور احادیث کا عطر ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ کے لازوال خزانوں سے فقہ فی الدین کا پیش قدر ذخیرہ انہیں عطا فرمایا تھا۔ اور تفقہ فی الدین میں ان کی رفعت شان نہ صرف احناف بلکہ علمائے مذاہب اربعہ کے نزدیک مسلم ہے۔ اس لئے ان کے بتائے ہوئے اور نکلے ہوئے احکام پر عمل کرنا عین قرآن و حدیث پر عمل کرنا ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ہمارا یہ خیال و عقیدہ ہر گز نہیں کہ امام ابو حنیفہ کو منصب تشریع احکام حاصل ہے۔ یعنی احکام شرعیہ محض اپنے قیاس و رائے سے وہ بنا سکتے ہیں یا بناتے تھے۔ یا ان کے احکام بہر صورت واجب التعمیل ہیں، خواہ وہ قرآن و حدیث کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ ہم انہیں معصوم نہیں سمجھتے۔ صحابہ کرام کے برابر نہیں سمجھتے۔ پھر نعوذ باللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھنا تو کجا۔ وہ صرف ایک امتی تھے۔ بشر تھے۔ لوازم بشریت، خطا و نسیان سے بھی مبرا و منزہ نہ تھے۔ مگر ہاں عالم تھے اور بہت بڑے عالم تھے۔ فقیہ تھے اور کامل فقیہ تھے مجتہد تھے اور مسلم مجتہد تھے۔ مبدا فیاض نے زیور علم و تفقہ تقویٰ پر ہیزگاری سے آراستہ کرنے کے ساتھ ہی انہیں شرف تابعیت بھی عطا فرمایا تھا۔ (۳) اور خیر القرون میں ہونے کی بزرگی عطا فرمائی تھی۔ باوجود اس علم و اعتقاد کے وہ ایک انسان تھے۔ اور ان سے غلطی اور خطا ممکن۔ ہمارا یہ اعتقاد بھی ہے کہ ہر کس و ناکس کو یہ مرتبہ اور حق حاصل نہیں کہ ان کے اقوال میں سے کسی قول کو بے اصل یا بے دلیل بتائی یا ان کے کسی قول کو خلاف حدیث ہونے کا الزام لگا کر چھوڑ دے۔ ہمارے مبلغ علم ہی کیا ہیں کہ ہم احادیث کے ناخ و منسوخ، مقدم و مؤخر، ماول و مفسر اور محکم کو معلوم کر سکیں اور حدیث کی چند کتابیں یا چند رسالے پڑھ کر ایسے مسلم مجتہد کے

۱۔ "وشرط الاجتهاد أن يحوى علم الكتاب بمعانيه اللغوية والشرعية و علم السنة بطرقها و ان يعرف و جود القياس بطرقها۔" (انوار الانوار ص ۲۳۶ طبع سعید)

۲۔ اس کی "فصل بحث شامیہ میں ہے دیکھئے: "مطلب القیاس بعد عصر الاربع مائة منقطع فلیس لاحد أن یقیس" (باب الامامة: ۱)

۵۸۹ سعید

۳۔ "وضح ان آبا حنیفۃ سمع الحدیث من سبعة من الصحابة۔" الدر المنثور، مقدمہ، ۱/ ۶۳ طبع سعید

اقوال کی تغلیط اور اس کے تخطیہ پر آمادہ ہو جائیں۔

بزرگان سلف میں سے جو لوگ کہ علوم دینیہ میں کامل و متنگاہ رکھتے تھے۔ اور قدرت نے انہیں خزانہ علوم سے پورا حصہ عطا فرمایا تھا، انہوں نے امام اعظم کے اقوال اور مسائل کو نظر تدقیق و تحقیق سے دیکھا اور جانچا۔ مخالفین کے اعتراضات کی جانچ پڑتال کی اور امام صاحب کے اقوال کے ماخذ نکال کر دکھائے اور ان کے اقوال کو مدلل کر دکھایا۔ ہاں معدودے چند بعض مسائل ایسے بھی ملے کہ ان میں امام صاحب کے قول کے ماخذ پر انہیں بھی پوری اطلاع نہ ملی اور امام ابو یوسف یا امام محمد رحمہما اللہ کے اقوال کو انہوں نے اس مسئلے میں اپنے علم اور خیال کے موافق رائج بتایا تو متاخرین حنفیہ نے بلا تردد ایسے مسائل میں امام صاحب کے قول کو چھوڑ کر ان علمائے اعلام کے قول کے موافق امام ابو یوسف یا امام محمد رحمہما اللہ وغیرہما کے اقوال کو معمول بہا بنالیا۔ فقہ حنفی میں بہت سے مواقع ایسے ہیں کہ ان میں امام صاحب کے قول پر فتویٰ نہیں ہے بلکہ صاحبین وغیرہما کے اقوال مفتی بہا ہیں۔ اور یہ صاف اس امر کی دلیل ہے کہ ہم خدا نخواستہ امام ابو حنیفہ کو بالذات واجب الاطاعت نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کا اتباع اور تقلید صرف اسی حیثیت سے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی صراط مستقیم پر چلانے والے ہیں۔ اور شاہراہ سنت پر ہمارے رہبر ہیں۔ اگر کسی موقع پر علمائے متبحرین کا ملین کے ارشاد سے امام ابو حنیفہ کے اقوال کا ماخذ ہمیں معلوم نہیں ہوتا اور صاحبین وغیرہما کا قول بظاہر زیادہ اوفق بالکتاب والسنۃ ہوتا ہے تو ہم وہاں امام صاحب کے قول پر اصرار نہیں کرتے بلکہ صاحبین وغیرہما کے قول پر عمل کر لیتے ہیں، کیونکہ مقصود اصلی اتباع خدا اور سول ہے۔

مگر اس کے ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ جو مسائل امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ میں مختلف فیہا تھے اور اس میں امام صاحب کی قوت اجتہادیہ نے ایک طرف پر فیصلہ کیا اور امام شافعی کی قوت اجتہادیہ نے دوسری طرح فیصلہ کیا اور یہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ امام شافعی نے جن احادیث کی بنا پر یہ حکم دیا ہے کہ وہ حدیثیں امام صاحب کو پہنچیں مگر پھر بھی امام صاحب نے ان کا وہ مطلب نہیں سمجھا اور نہ ان کے نزدیک وہ اس حکم کے اثبات کے لئے کافی ہوئیں جو حکم امام شافعی نے ان کی بموجب دیا ہے تو ایسے مسائل میں ہماری یعنی حنفیہ کے ذمہ لازم ہے کہ (نا تمام)

حنفی مذہب چھوڑ کر شافعی مذہب اختیار کرنا۔

(از اخبار الجمعۃ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۲۷ء)

میرا ارادہ ہے کہ میں شافعی مذہب میں ہو جاؤں۔ کوئی کتاب ایسی ہووے جس میں مفصل چاروں مذاہب کا خلاصہ ہو اور میں اب تک حنفی مذہب پر رہا۔

(جواب ۳۷۸) کیوں حنفی مذہب چھوڑ کر شافعی ہو جانے کا ارادہ کیوں ہے؟ ایسی کیا ضرورت پیش آئی ہے؟

محمد کفایت اللہ غفر ذہلی

پندرھواں باب

متفرقات

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کو لوگوں کے گناہوں کا کفارہ کہنا باطل اور بے ہودہ خیال ہے۔

(السوال) عامہ مسلمین کی ایک کثیر جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح امت محمدیہ کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے اور محض حضرت امام کی شہادت کی وجہ سے ہزار ہا سیاہ کاران امت بہشت میں داخل ہوں گے۔ چونکہ یہ عقیدہ عام ہوتا جاتا ہے۔ اور ایک گروہ کثیر اس کی جانب رغبت رکھتا ہے بلکہ اس کو بالکل سچ سمجھتا ہے لہذا ضرورت ہے کہ گہری تنقیدی نظر ڈالی جائے تاکہ جملہ کے عقائد درست ہوں۔

(جواب ۳۷۹) قال اللہ تعالیٰ لا تزد وازة وذر اخروی (۱) یعنی ایک کا گناہ دوسرا نہیں اٹھائے گا۔ یہ نص قرآنی اس بارے میں صریح ہے کہ اصول اسلام کے بموجب کفارہ کا خیال غلط اور محض باطل ہے۔ عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ مسیح گناہگاروں کے گناہوں کا کفارہ بن گئے خود ان کا تراشیدہ عقیدہ ہے۔ عقل اور قوانین الہیہ کے خلاف ہے۔ زید کے بدلے عمرو کو پھانسی دینا سزا دینا کسی عقلمند کے نزدیک جائز نہیں۔ پس احکم الحاکمین کا عدل ایسے ظلم کو کیسے جائز رکھ سکتا ہے۔ اور اسلام کا مسئلہ شفاعت اس مسئلے سے بالکل جدا ہے۔ کفارہ کو شفاعت پر قیاس کرنا غلط ہے۔ شفاعت کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی مقرب بارگاہ خداوندی کسی گناہگار کے متعلق بارگاہ قدسی میں اس کے گناہ معاف کئے جانے کی درخواست کرے۔ اور ظاہر ہے کہ اس میں کوئی عقلی قباحت نہیں ہے۔ کیونکہ سزا دینا خداوند تعالیٰ کا حق ہے۔ اور صاحب حق سے معافی طلب کرنا اور غفو کی درخواست کرنا کسی طرح ظلم یا نا انصافی میں داخل نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا شفاعت کو قبول فرمالینا یہ ہے کہ وہ اپنے حق کو معاف فرما دے۔ اور صاحب حق کا اپنے حق کو معاف فرما دینا رحم و شفقت ہے نہ ظلم و نا انصافی۔ اور کفارہ کی حقیقت یہ ہے کہ زید عمرو وغیرہ نے گناہ کئے اور مستحق سزا ہوئے لیکن خدا نے ان کے بدلے میں ایک ناکردہ گناہ کو پکڑ لیا اور ان کے گناہوں کی سزا اس کو دے دی۔ یہ صریح ظلم ہے جو خدا تعالیٰ کی مقدس ذات سے بالکل ناممکن ہے۔ نیز یہ کہنا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت امت محمدیہ کے گناہوں کا کفارہ ہوئی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ کے گناہگاروں کے گناہوں کی سزا امام حسین علیہ السلام کو دے دی۔ اور یہ خیال نہ اسر باطل اور یہودہ ہے۔ اول تو یہ کہ اس کے لئے کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ کیا امت محمدیہ ﷺ حضرت امام حسین علیہ السلام سے زیادہ خدا کے نزدیک پیاری ہے کہ اس کے بلا ان کے سر ڈال دی گئی حضرت امام حسین رسول مقبول ﷺ کے جگر گوشہ اور نواسے اور محبوب تھے۔ اور امت اگرچہ امت ہونے

کی جہت سے آپ کو پیاری ہے لیکن نہ اتنی پیاری کہ آپ کے جگر گوشہ کو امت پر سے قربان کر دیا جائے۔
الغرض یہ خیال اور عقیدہ شریعت محمدیہ کے سراسر مخالف ہے اور نصوص قرآنیہ سے بالکل مبہائن۔ اس سے
توبہ کرنا چاہئے۔

لسی خاص چشمے میں شفا کی نیت سے نہانے کو شرک کہنا۔
(السوال) ایک جگہ خلق خدا نے مقرر کی ہے کہ اگر کوئی شخص اس جگہ کے چشمے میں نہائے تو اس کی
بیماری دور ہو جاتی ہے جس پر ایک شخص مدعی ہے کہ یہ شرک ہے۔ حکیم کا علاج کرنا چاہئے۔
(جواب ۳۸۰) بعض چشمے ایسے ہوتے ہیں کہ بعض قدرتی نامعلوم اسباب کی وجہ سے ان کے پانی میں کوئی
خاص تاثیر ہوتی ہے۔ پس اگر شہادت تجربہ سے کسی چشمے کے پانی میں کوئی خاص تاثیر ثابت ہو جائے تو اس
میں نہانے کا حکم وہی ہے جو دوا و علاج کرنے کا ہے۔ اور اسے شرک کہنے والا غلط کہتا ہے۔ لیکن پانی میں اگر کوئی
خاص تاثیر نہ ہو مگر لوگ اسے متبرک اور بزرگ پانی سمجھ کر نہاتے ہوں تو اگر اس کی برکت اور بزرگی کے لئے
بائی وجہ ہو۔ جیسے آب زمزم اور شفا دینے والا خدا کو ہی سمجھیں تاہم جائز ہے۔ لیکن اگر کوئی کافی وجہ بزرگی اور
برکت کی نہ ہو یا اس چشمے کی نسبت یہ عقیدہ ہو کہ حقیقی شفا دینے والا یہی ہے تو نہانا جائز نہیں ہے اور یہ دوسرا
خیال شرک ہے۔

لیا ہر شہر اور بستی میں قطب کا ہونا ضروری ہے؟
مسلمانوں میں بہت سے لوگوں میں یہ خیال پختہ ہے کہ ہر شہر اور قریہ میں ایک قطب کا ہونا لازمی ہے۔ کیا یہ
واقعہ ہے؟ اگر ہے تو جہاں مسلمانوں کی آبادی بالکل نہیں جیسے یورپ اور امریکہ کے بعض شہر تو کیا وہاں بھی
قطب ہوتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۹ اسمعیل ابراہیم محمدی ۱۱ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۳۴ء
(جواب ۳۸۱) ہر شہر اور قریہ میں قطب کا ہونا دلالت صحیحہ سے ثابت نہیں۔ ہاں جہاں مسلم آبادی ہو ان میں
عدا کے مقبول ہندے بھی ضرور ہوتے ہیں گو وہ عام لوگوں کو معلوم نہ ہوں۔ بعض اولیاء اللہ اصحاب خدمت
ہوتے ہیں اور اکثری طور پر وہ لوگوں کی واقفیت سے باہر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد اور ان کے نظم کے متعلق
ہی کوئی صحیح معلومات نہیں ہیں۔ اہل تصوف نے بدال او تاد اقطاب کے درجے مقرر کئے ہیں اور ان کی تعداد اور
فوضہ خدمات کے متعلق کچھ بزرگوں کے مکاشفات ہیں۔ تاہم یہ کوئی عقائد کی بات نہیں۔ (۱) اللہ پر ہی اس کے
لم کو مفوض کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

۲۹ کے چاند کی خبر سن کر افطار کرانا جائز نہیں۔

(السوال) ایک مولوی نے یہ خبر سنی کہ دہلی سے تار آیا ہے کہ وہاں انتیس کا چاند ہو گیا ہے۔ اسی خبر پر اس نے روزے افطار کرادیئے اور عید کر لی اور یہ کہہ دیا کہ اس کا تمام گناہ میرے ذمہ ہے۔ آیا اس تار کی خبر پر روزے افطار کرانا اور اپنے ذمہ گناہ لینا درست ہے؟

(جواب ۳۸۲) صرف اس طرح خبر سن کر کہ دہلی سے تار آیا ہے کہ وہاں چاند انتیس کا ہو گیا ہے روزے افطار کر ڈالنا اور عید کر لینا ہرگز درست نہیں۔ عید کے چاند کے ثبوت کے لئے دو عادل آدمیوں کی گواہی شرط ہے۔ صورت مسئلہ میں اول تو تار خود اپنے پاس نہیں آیا۔ اور پھر اگر اپنے پاس بھی آئے جب بھی چونکہ تار میں کمی بیشی اور غلطی ہوتی رہتی ہے اس لئے وہ ثبوت رویت بلال کے واسطے کافی نہیں۔ وان كان بالسماء علة لا تقبل الا شهادة رجلين اور رجل واموء تين و يشترط فيه الحرية و لفظ الشهادة كذا في خزائن المفتين و تشترط العدالة هكذا في النقاية انتهى مختصراً (ہندیہ (۱) ص ۲۱۰ ج ۱) اور کسی شخص کا نعوذ باللہ یہ کہنا کہ روزے افطار کر لو اس کا تمام گناہ میرے ذمہ ہے بہت بڑی دیدہ دلیری ہے۔ بلکہ اس میں خوف کفر ہے کس میں اتنی طاقت ہے کہ عذاب خداوندی کا متحمل ہو سکے۔ ایسی باتوں سے احتراز واجب ہے۔

رد منکرات حسب الاستطاعت ضروری ہے۔

(السوال) کسی منکر (برا فعل بری رسم) کا ازالہ بروئے شریعت اسلامیہ ضروری ہے یا نہیں؟ کسی شیخ یا پیر کا اپنی جماعت کو یہ ہدایت کرنا کہ صرف میری جماعت سے رشتہ نکاح قائم کر دو دوسرے مسلمانوں سے یہ تعلق قائم نہ کیا جائے۔ یا اس کی جماعت اپنے طور سے یہ عقیدہ قائم کر لے۔ ایسا عقیدہ ایسا حکم بروئے شریعت منکرات میں داخل ہے یا نہیں؟ منکرات کے ازالہ اور دور کرنے کی کیا صورت ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۸ محمد الدین نصیر آبادی ۱۶ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۳۲ء (جواب ۳۸۳) یہ ہدایت اور تلقین اگر اس بنا پر ہے کہ اپنی جماعت کے سوا دوسرے مسلمانوں کے ساتھ رشتہ، ازدواج قائم کرنے کو وہ ناجائز قرار دیتا ہے تو یہ حکم شریعت کی صریح خلاف ورزی ہے۔ منکر سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔ اگر وہ اتفاقی طور پر منکر ہیں تو ہر مسلمان کو ان کے روکنے کی سعی کرنی چاہئے اور اگر اختلافی ہیں تو اپنے فریق میں روک سکتے ہیں۔ مثلاً کچھوے کا گوشت کھانا حنفیہ کے نزدیک منکر ہے شوافع کے نزدیک منکر نہیں۔ (۲) تو حنفیوں کو روکنا اور منع کرنا درست ہے۔ شوافع کو ہم نہیں روک سکتے۔ ازالہ، منکر کی وہ صورتیں جو ہماری استطاعت میں ہوں اختیار کرنی جائز ہیں۔ اور وہ زبانی نصیحت و تبلیغ، کبار کے لئے مقاطعہ معاشرتی کی صورت ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ

کیا شریعت کے احکام تمام مسلمانوں پر یکساں ضروری ہیں؟

(السوال) شریعت کے احکام امیر و غریب دونوں پر یکساں ہیں یا اس میں کچھ تفادیت ہے؟
(جواب ۳۸۴) بعض احکام میں فرق ہے۔ مثلاً فقیر پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ حج فرض نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کیا لفظ ”غفران پناہ“ غیر خدا پر بولا جاسکتا ہے؟

لفظ غفران پناہ غیر خدا پر بولا جاسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۷۵ سیٹھ عبدالستار صاحب (سورت) ۸ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۵) جب کہ غفران پناہ غیر خدا کے لئے استعمال کیا جائے مثلاً یوں کہیں زید غفران پناہ تو اس کے معنی یہ ہوں گے زید جس کی پناہ غفران ہے یعنی حضرت حق کی مغفرت اور بخشش اس کی پناہ گاہ ہے تو یہ معنی صحیح اور درست ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) شہداء کربلا کے مبالغہ آمیز حالات بیان کرنا جائز نہیں۔

(۲) یزید کو کافر کہنے کا حکم۔

(السوال) (۱) عاشورہ کے دس روز کے وعظ میں یہاں گشتی مولوی نے وعظ کیا جس میں شہدائے کربلا کے حالات بہت مبالغہ آمیز اور غم و اندوہ کے جذبات کو مشتعل کرانے والے الفاظ میں مرثیہ اور نوحے وغیرہ کے اشعار ملا کر بیان کئے۔ مذہب اہل سنت والجماعت کے مطابق ایسے طرز پر بیان کرنا جائز ہے یا نہیں (۲) یزید کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور اس پر لعنت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۶۵ عبدالرحمن و محمد حسین صاحبان (سادہ) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

مطابق ۲۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸۶) مبالغہ آمیز حالات بیان کرنا اور لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرنا کسی حالت میں بھی جائز نہیں۔

(۲) یزید کو کافر کہنا احتیاط کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا علامہ شبلی نے اپنے کفریہ عقائد سے توبہ کی ہے؟

آج کل اکثر اخبارات و رسائل میں تکفیر کے جھگڑے دیکھے جاتے ہیں۔ علمائے حق میں سے اکثر لوگ مولانا شبلی اور مولانا حمید الدین فراہی کو کافر سمجھتے ہیں اور اکثر لوگ اس کے مخالف ہیں جیسے حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی۔ اس کی متعلق حضور کا کیا خیال ہے۔ کیا واقعی وہ لوگ قابل تکفیر ہیں۔

اس مضمون کے زیر عنوان حضور نے جواب عنایت فرمایا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حضرت کے فتویٰ سے مولانا حمید الدین فراہی اور دیگر کارکنان مدرسۃ الاسلام کی ہریت تو ثابت ہوتی ہے۔

مگر مولانا شبلی صاحب کی بریت ثابت نہیں ہوتی۔ بعض لوگ مولانا کے فتویٰ سے تاویل کرتے ہیں کہ مولانا نے مولانا سید الدین صاحب فراہی اور مدرسۃ الاصلاح کے دیگر کارکنوں کی تکفیر کے لئے میری نظر میں شرعی وجہ نہیں ہیں لکھا ہے تو اس جگہ پر لفظ دیگر مولانا شبلی

کو کسی طرح شامل ہی نہیں ہو سکتا اور لفظ کارکنان بھی

اسی طرح مولانا شبلی کو شامل نہیں۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ مولانا شبلی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مولانا شبلی صاحب مادہ کو غیر حادث اور نبوت کو اکتسالی مانتے تھے جیسا کہ ان کی کتابوں میں مصرح ہے۔ پس ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔

المستفتی نمبر ۱۱۷۹ حافظ محمد رفیق صاحب (شہر مانڈلے برما) ۲۲ جمادی الثانی

۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸۷) مولانا شبلی مرحوم کی ایک تحریر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے شائع کی ہے جس میں یہ تصریح ہے کہ مولانا شبلی نے مادہ کے قدیم ہونے اور نبوت کے اکتسالی ہونے کے عقیدے سے تبری کی ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ اس تحریر کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اس لئے مولانا شبلی کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔

علامہ شبلی کے بارے میں فتویٰ کے متعلق وضاحت۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(السوال) گزارش یہ ہے کہ آپ کا ارسال کردہ فتویٰ موصول ہوا جس کو پڑھ کر مضمون مافیہا سے آگاہ ہوا آنجناب نے جو تحریر فرمایا ہے کہ مولانا شبلی کی ایک تحریر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے شائع کی ہے جس میں یہ تصریح ہے کہ مولانا شبلی نے مادہ کے قدیم ہونے اور نبوت کے اکتسالی ہونے کے عقیدے سے تبری کی ہے۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس تحریر کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اس لئے مولانا شبلی صاحب کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔ خیر یہ تو معلوم ہوا مگر اب چند شبہات درپیش ہیں۔ امید کہ آپ ان کا ازالہ فرمائیں گے۔ اولاً تو یہ کہ آپ نے اس سے پہلے فتویٰ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ کفر کا معاملہ بہت سخت اور واجب

الاحتیاط ہے۔ بے شک یہ لکھنا آپ کا بہت ہی درست ہے اور کتب فقہ اس مسئلہ سے پر ہیں تاوقتیکہ کوئی تاویل موجود ہو کسی مسلمان کو کافر نہیں کہنا چاہئے۔ اب اس میں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ حکم عام ہے یا خاص۔ اگر عام ہے تو حضرات والا سے دریافت ہے کہ جس زمانے میں آپ نے مولانا شبلی صاحب پر کفر کا فتویٰ دیا تھا وہ کس دلیل سے اور اس وقت یہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کہاں تھے جو اس تصریح کو شائع نہیں فرمایا۔ نیز آپ نے ان سے تبادلہ خیال کیوں نہیں کیا اور بغیر تحقیق کئے ہوئے ایک مسلمان کی تکفیر کر دی مسلمان ہی نہیں بلکہ علامہ زماں جس کو آج تک کافر ہی سمجھتی ہے اور ایک مسلمان کو کافر کہنا کتنے بڑے ظلم کی بات ہے حالانکہ وہ کافر نہیں اور علامہ سید سلیمان ندوی نے جو کچھ اخبار الجمعۃ اور مدینہ میں شائع کیا ہے اولاً تو اخباری چیزیں صدق اور کذب دونوں کا احتمال رکھتی ہیں۔ عامہ مسلمین اس تحریر سے مطمئن نہیں اس لئے کہ آپ کا وہ فتویٰ بھی نظروں کے سامنے ہے۔ اس کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اس لئے آپ پر یہ واجب اور لازم ہے کہ اپنے سابق فتویٰ کی تردید شائع کر دیں تاکہ عامہ مسلمین اس

گناہ سے بڑی ہو جائیں یعنی ان کو کافر نہ سمجھیں۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۲ حافظ محمد رفیق صاحب (شہرمانڈلے برما) ۹ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء (جواب ۳۸۸) میرا پہلا کون سا فتویٰ تکفیر کا ہے جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔ اگر ۱۳۳۲ھ کا مطبوعہ فتویٰ مراد ہے تو اسے غور سے پڑھئے اور یہ بھی لحاظ رکھئے کہ اس کے بعد عرصہ تک علامہ شبلی زندہ رہے اور توفیق الہی ایک آن میں ملحد کو تائب کر سکتی ہے۔ میں اب بھی کہتا ہوں کہ جو شخص مادہ کو قدیم مانے اور خدا کو فاعل بالاضطرار جانے نبوت کو اکتسالی کہے وہ ملحد ہے (۱) ۱۳۳۲ھ کا فتویٰ الزامی طور پر مرحوم کی تحریرات سے عائد کیا گیا تھا۔ لیکن اگر اس کے بعد انہوں نے تبری کی ہو جیسا کہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے شائع کی ہے تو اسے نظر انداز نہ کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

علامہ شبلی کی عدم تکفیر کا مسئلہ۔

(السوال) (۱) آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ میرا پہلا کون سا فتویٰ تکفیر کا ہے جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔ اگر ۱۳۳۲ھ کا مطبوعہ فتویٰ مراد ہے تو اسے غور سے پڑھئے اور یہ بھی لحاظ رکھئے کہ اس کے بعد عرصہ تک علامہ شبلی زندہ رہے اور توفیق الہی ایک آن میں ملحد کو تائب کر سکتی ہے۔ بے شک یہ لکھنا آپ کا بہت ہی درست ہے۔ مگر اب یہ دیکھنا ہے کہ ان کو بھی توفیق الہی ہوئی یا نہیں اور انہوں نے توبہ بھی کی یا نہیں اگر یہ کہا جائے کہ وہ تائب ہو گئے تھے تو اس کا کیا ثبوت ہے اور انہوں نے اپنی کس تصنیف اور کس کتاب اور کس صفحہ پر اپنے سابق عقائد کی تبری کی ہے۔ براہ کرم اس کا حوالہ دیں۔ جس تصریح کا آپ بار بار حوالہ دیتے ہیں اس تصریح کو تو آپ خود رد کر چکے ہیں اور وہی تصریح ہے جس کے سائل سید عبدالسلام صاحب ملک مطبع فاروقی دہلی ہیں اور مجیب علامہ شبلی فقط فرق یہ ہے کہ اس وقت اس کو شائع کرنے والے علامہ سید سلیمان صاحب ندوی ہیں۔ نیز آپ نے اس تحریر کو اپنے مطبوعہ فتویٰ کے شروع میں نقل کر کے اس کی کماحقہ تردید کر دی ہے۔ اب اس کے بار بار حوالہ دینے کا کیا معنی۔ اور فتویٰ سے وہی فتویٰ مراد ہے جس کو آنجناب نے ۱۳۳۲ھ میں مرتب فرمایا تھا تو انہوں نے اس کی کسی مقام پر تبری کی ہے براہ کرم اس کا حوالہ دیجئے معہ کتاب اور صفحہ کے اور حوالہ بھی اس تحریر کے علاوہ ہو۔ کیونکہ یہ تحریر تو خود آپ کے نزدیک غیر مسلم ہے تو دوسروں کے لئے آپ کے نزدیک کیونکر مفید ہونے لگی۔

(۲) اگر یہ صحیح ہے کہ انہوں نے اپنی سابق تحریرات سے رجوع نہیں کیا پس ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے جو نبوت کو اکتسالی اور مادہ کو غیر حادث اور غیر مخلوق اور خدا کو فاعل بالاضطرار جانتا تھا۔ المستفتی نمبر ۱۲۵۵ حافظ محمد رفیق صاحب (شہرمانڈلے) ۲۸ رمضان ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۳ ستمبر

۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸۹) جناب محترم دام فضلم۔ بعد سلام مسنون میں جس قدر لکھ چکا ہوں وہی کافی ہے۔ تکفیر مسلم میں انتہائی احتیاط کرنی چاہئے۔ (۱) میں نے ان کے جواب پر جو کچھ لکھا تھا وہ الزام تھا اور خود اپنی طرف سے تکفیر نہیں کی تھی۔ اور اگر علامہ شبلی ان عقائد سے تبری کرتے ہیں تو ان کی طرف ان عقائد کی نسبت کر کے ان کی تکفیر کا اپنی طرف سے حکم لگانا احتیاط کے خلاف ہے اور وہ بھی اب کہ ان کے انتقال کو سالہا سال گزر چکے ہیں یہ صحیح ہے کہ نبوت کو انسانی ماننا اور مادہ کو غیر حادث کہنا اور خدا کو فاعل بالا خطر ارتداد یا یہ عقائد کفریہ ہیں اور ان کے عقائد کفریہ ہونے کو علامہ شبلی بھی تسلیم کرتے ہیں تو ضرور ہے کہ وہ اپنی پہلی عبارتوں کو مایوس یا منسوخ قرار دیتے ہیں۔ تو عدم تکفیر کے لئے اتنی کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا درج ذیل عبارت لکھنے والا کافر ہے؟

(السوال) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مضمون ذیل مطبوعہ کے متعلق جو مجسہ رائے عالی کے لئے پیش کیا جاتا ہے کیا ایک سیکنڈ بھی خدا ہونا خدائی کا اہل اپنے تئیں سمجھنا شرک و کفر نہیں ہے۔ اور یہ الفاظ کہ ”چالیس روز تک یہ بوجھ اٹھا سکتا ہوں۔ ہاں مجھ میں اس بار کے تحمل کی ہمت ہے۔ تو دیکھے گا کہ میری چالیس روز کی خدائی کیسی آن بان کی ہوتی ہے۔“

المستفتی نمبر ۱۲۰۳ سید فدا حسین صاحب (جامع مسجد دہلی) ۱۰ رجب ۱۳۵۵ھ

مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۰) میں نے خواجہ حسن نظامی کا سفر نامہ نہیں پڑھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ محولہ بالا عبارت اس میں ہے یا نہیں۔ اور ہے تو اس کا اسلوب و محل بیان کیا ہے۔ منقولہ عبارت جتنی اس میں موجود ہے۔ یہ ایک شاعرانہ تخیل کا انداز رکھتی ہے۔ اور خود اس عبارت کے آخر میں اس کی حیثیت ایک مجذوبانہ گفتگو کی ظاہر کی گئی ہے اور اس کے متکلم کو حد سے گذر نے والا بندہ کہا ہے۔ اس لئے اس پر کفر یا ارتداد کا حکم نہیں کیا جاسکتا ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ انداز تحریر ایک غیر مجذوب کے لئے حالت اختیار میں شایان اسلام نہیں کہ عوام کے لئے موجب گمراہی ہو سکتا ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) قبر والے سے مدد مانگنا جائز نہیں۔

(۲) گیارہویں دینے کا حکم۔

(۳) مسلمان کے عقائد کس قسم کے ہونے چاہیں؟

(السوال) (۱) کسی قبر پر جا کر قبر والے سے کہنا۔ اے فلاں۔ اللہ سے میرا فلاں کام کرادو۔ کیا جائز ہے یا ناجائز۔

(۲) گیارہویں دینا جائز ہے یا ناجائز۔ (۳) انسان مسلم کے عقائد صحیح کیا ہونے چاہئے۔

المستفتی نمبر ۱۵۷۲ عبد المجید صاحب (آگرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۶ جولائی ۱۹۳۷ء
(جواب ۳۹۱) (۱) قبر پر جا کر صاحب قبر سے یہ کہنا کہ اللہ سے میرا فلاں کام کرادو جائز نہیں کیونکہ کسی کو اللہ سے کام کرادینے کی قدرت نہیں۔ (۱) اور اگر یہ مطلب ہو کہ اللہ سے دعا کرو کہ وہ اپنی رحمت سے میرا کام کر دے۔ یہ بھی مفید نہیں۔ کیونکہ اصحاب قبور کا سماع ثابت نہیں (۲) پس ہر حاجت مند کو اللہ تعالیٰ سے ہی سوال اور دعا کرنا چاہئے۔ یہی ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء ﷺ کی ہمیں تعلیم ہے۔ (۲) گیارہویں دینے کا شریعت مقدسہ میں کوئی حکم اور کوئی ثبوت نہیں۔ حضور ﷺ اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرام سے یہ امر ثابت نہیں اور نہ ان میں سے کسی کی تاریخ ہائے وفات پر کوئی عمل منقول و معمول ہے۔ (۳) ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق و رازق اور تمام حاجتیں پوری کرنے والا، ہر شخص کی دعا سننے والا اور رحمت سے قبول کرنے والا ہے، انبیاء کرام اس کے پیغامبر اس کی ہدایت اور وحی کو مخلوق تک پہنچانے کے لئے آئے تھے۔ انبیاء سب معصوم تھے۔ اور اولیاء کرام خدا کے مقبول بندے ہیں۔ مگر خدا کی مرضی کے بغیر نہ کچھ کر سکتے ہیں نہ کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اتباع سنت میں نجات ہے۔ اور ہر بدعت سیئہ گمراہی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) خواجہ باقی باللہ کے مزار میں قدم شریف کی حقیقت۔

(۲) گیارہویں شریف کی حقیقت کیا ہے؟

(۳) مزارات پر پھول، چراغ اور چادر چڑھانا جائز ہے۔

(السوال) (۱) قبرستان نبی کریم (خواجہ باقی باللہ) میں جو قدم شریف ہے اس کی سند کے بارے میں جناب والا کیا خیال ہے۔ (۲) گیارہویں شریف کی کیا حقیقت ہے۔ (۳) مزارات پر پھول چڑھانا چراغ جلانا چادر چڑھانا کیسا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۶۴۱ بشیر احمد صاحب۔ مالک فیض عالم دواخانہ۔ پہاڑ گنج نئی دہلی۔ ۱۸ جمادی

الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱) یہ قدم شریف جو مزار شریف میں لگا ہوا ہے، مجھے اس کی سند کے متعلق کوئی معلومات نہیں۔ اللہ کو علم ہے کہ اس کی کوئی قابل وثوق سند ہے یا نہیں۔ مگر دہلی میں بعض بزرگوں کے کشف سے اس کے بعض آثار برکت منقول ہیں۔ کشف اصول شریعت میں صاحب کشف کے سوا دوسروں کے لئے حجت نہیں۔ (۴)

۱۔ "من ذا الذي يشفع عنده الا باذنہ۔" (البقرہ، آیت الکرسی پارہ ۳، رکوع ۲)

۲۔ "انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء۔" (الروم: ۵۳)

۳۔ "مقرر کردن روز سوم و غیرہ با تحصیل و اور اضردری انکاشن در شریعت محمدیہ ثلاث نیست۔" (مجموعہ الفتاویٰ علی حامش خلاصۃ الفتاویٰ: ۱/ ۹۵۱ مجد اکیدی)

۴۔ "والهام الاولیاء حجة فی حق انفسهم ان وافق الشریعة ولم يتعد الی غیر هم الا اذا اخذنا بقولهم بطریق الادب۔" (نور الانوار، مبحث افعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۱۵ سعید)

(۲) گیارہویں کا التزام اور اس تاریخ کی تخصیص اصول شریعت کے خلاف ہے۔ (۱) (۳) مزارات پر پھول چڑھانا۔ (۲) چراغ جلانا (۳) چادر چڑھانا (۴) ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

شیخ عبد القادر جیلانی کے بارے میں مشرکانہ حکایت بیان کرنے والے امام کا حکم۔
(السوال) امام نے خطبہ اولیٰ جمعہ عربی میں پڑھنے کے بعد اردو میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کو دیکھا۔ خدا نے پوچھا اے محی الدین کیا چاہتے ہو فرمایا کہ تیرے پاس رکھا ہی کیا ہے جو تو دے گا۔ نبوت، رسالت شہادت سب ختم ہی ہو چکا ہے۔ تب خدا نے فرمایا کہ اپنی قادریت میں نے تجھ کو دی۔ اس لئے عبد القادر ان کا نام ہوا۔ کیا اذرو دئے شرع محمدی درست ہے۔ اور ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے۔

المستفتی نمبر ۱۷۵۶ حکیم عبد الغفور صاحب (ضلع بھاگلپور) ۸ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ ستمبر

۱۹۳۷ء

(جواب ۳۹۳) یہ روایت غلط اور مشرکانہ مضمون پر مشتمل ہے۔ ایسے امام کی امامت بھی مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

یک سو تیس فرائض پر اعتقاد نہ رکھنے والا گناہ گار ہے۔

(السوال) بعض الناس يقول ان مائة وثلاثين مسألة من عظام فرائضه ومن لم يعتقد ها كان من الأثمين . وتلك المسائل هذه :-

- (۱) ستون فرضی صوم رمضان (۲) سبعة عشر فرضی عد درکعات الصلوة الخمس (۳) ثلاثة عشر فرضی شرائط الصلوة وارکنها (۴) ثلاثة فی الغسل (۵) وثلاثة فی التیمم (۶) اربعة فی الوضوء (۷) وخمسة فی معرفة اوقات الصلوة (۸) وخمسة فی نية الصلوة الخمس (۹) سبعة فی اركان الايمان (۱۰) خمسة فی اركان الاسلام (۱۱) اربعة فی معرفة مذاهب الاربعة (۱۲) اربعة فی معرفة رسول الله صلى الله عليه وسلم
- (ترجمہ) ایک شخص کتنا ہے کہ ایک سو تیس مسائل بہت اہم ہیں۔ جو شخص ان پر اعتقاد نہ رکھے وہ گنہگار ہوگا۔ وہ یہ ہیں :-

۲۱۔ "مقرر کردن روز سوم وغيره بالتخصيص واورا ضروری انکاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست" (مجموعۃ الفتاویٰ علی حاشیہ خلاصۃ الفتاویٰ: ۱: ۹۵ طبع مجددی)

۲۔ دیکھئے ص ۲۲۹ حاشیہ ۲۔

۳۔ "واعلم ان النذر الذي يقع للاموات من اكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الى ضرائح الاولياء..... الكرام تقرباً اليهم فهو بالا جماع باطل وحرام" (رد المحتار: ۲/ ۲۳۹ طبع سعید)

۴۔ وفي الاحكام عن الحجة: تكره السور على القبور اه (رد المحتار: ۲/ ۲۳۸ طبع سعید)

(۱) رمضان کے روزوں میں ساٹھ فرض ہیں۔ (۲) پنج وقتہ نماز کی رکعات میں سترہ فرض ہیں۔ (۳) شرائط نماز اور ارکان نماز میں تیرہ فرض (۴) تین فرض غسل میں۔ (۵) تین فرض تیمم میں۔ (۶) چار فرض وضو میں۔ (۷) پانچ فرض اوقات نماز کا جاننا۔ (۸) پانچ فرض پانچ نمازوں کی نیتیں۔ (۹) سات ارکان ایمان میں (۱۰) پانچ ارکان اسلام میں (۱۱) چار فرض چار مذاہب کا جاننا (۱۲) چار فرض رسول اللہ ﷺ کی معرفت ہیں۔

المستفتی نمبر ۷۶۹ محمد عبدالملک صاحب (بریسال) ۱۳ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۳۷ء (جواب ۳۹۴) عبادات کے فرائض واجبات اور سنن کا علم تو بے شک چاہئے۔ لیکن فرائض کی یہ تفصیل جو سوال میں مذکور ہے فضول تطویل ہے۔ رمضان میں ساٹھ فرض اس کا مطلب دو فرض کہہ کر بھی ادا ہو سکتا ہے۔ ایک نیت دوسرے رمضان کے روزے۔ اسی طرح دوسرے فرائض کو سمجھئے۔ اور چار مذاہب کا علم ہونا۔ اس کو فرائض میں داخل کرنے کا مطلب بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ اسی طرح دوسرے نمبروں میں بھی غیر معروف اور غیر مقبول باتیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا اولیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں؟

اولیاء اللہ قبر میں زندہ ہیں یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۲۳۱۸ سی۔ منصور کی (بمبئی) ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۳۸ء (جواب شہیدوں کی حیات تو ثابت ہے۔ (۱) اولیاء اللہ کی حیات شہیدوں کی حیات کی طرح نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

(۱) مشرکانہ افعال کرنے والے سے کس طرح کابر تاؤ کیا جائے؟

(۲) علی الاعلان زنانہ کار سے بائیکاٹ ضروری ہے۔

(السوال) ایک شخص مسلمان مسمی زید ہندوؤں کے دیوتاؤں کے تھان پر جا کر حسب رسم اہل ہنود سلام وغیرہ کرے اور منت وغیرہ مانے اور چڑھاؤ وغیرہ چڑھاوے عند اللہ مذہب حنفیہ کی رو سے مع حوالہ کتب جواب باصواب سے آگاہ فرمائیں کہ آیا یہ شخص زید مشرک قرار دیا گیا یا نہیں۔ اور زید کے ساتھ دوسرے مسلمان کس طرح برتاؤ رکھیں۔

(۲) مسمی بجز ایک عورت کا خسر مسماۃ ہندہ کے ساتھ جو کہ ایک نہایت بیچ قوم سے ہے، علی الاعلان زنا کرتا ہے۔ اور اس کے ہمراہ خور و نوش بھی کرتا ہے۔ عند اللہ مذہب حنفیہ کی رو سے مع حوالہ کتب آگاہ فرمائیں کہ اس کے ساتھ شرعاً مسلمان کیا برتاؤ رکھیں۔

المستفتی نمبر ۲۳۵۸ قاری حکیم شفیق احمد صاحب مارواڑ، ۶ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ

مطابق ۵ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۹۶) (۱) دیوتاؤں کے تھان پر جا کر سلام کرنا۔ منت ماننا اور چڑھاوا چڑھانا یہ سب مشرکانہ افعال ہیں۔ اس سے توبہ کرانی چاہئے اور جب تک توبہ نہ کرے اس سے اسلامی تعلقات منقطع کر لئے جائیں۔

(۲) اس زنا کار سے مسلمان اسلامی تعلقات سلام کا ام اکل و شرب منقطع کر لیں تا وقتیکہ وہ اس فعل سے تائب نہ ہو۔ : محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) قرآن پاک سمجھ کر پڑھنا چاہئے۔

(۲) اہل مقابر سے مدد مانگنا ناجائز ہے۔

(۳) معراج کی رات نبی علیہ السلام کہاں تک گئے تھے؟

(السوال) (۱) قرآن شریف کے بھیجنے کا کیا مقصد ہے۔ بعض لوگ اسے رٹا لیتے ہیں۔ اور اس سے افسوس کا کام لیتے ہیں۔ چند آدمیوں سے میں نے کہا کہ قرآن شریف کو یاد کرنے کی جگہ اس کا ترجمہ کرو اور عمل بھی کرو تو یہ اچھا ہو گا۔ وہ جھگڑنے لگے۔ کیا قرآن شریف کو بغیر ترجمہ کے پڑھا جائے اور نہ تو سمجھے نہ عمل کرے اس کو ایک حرف کے بدلہ دس نیکیاں مل سکتی ہیں۔ اور بے ترجمہ اچھا ہے یا کہ با ترجمہ؟

(۲) لوگ ولیوں اور بزرگوں کے مقبروں پر جاتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں۔ اور مختلف قسم کی تکالیف کو رفع کرنے کے لئے انہوں نے ایک ایک زیارت پکڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اور اکثر تو اپنے گھر سے نکل کر میلوں دور جاتے ہیں۔ اور راستہ میں فرض نماز بھی ان سے فوت ہو جاتی ہے۔ یہ کہاں تک درست ہے۔ کیا کوئی بلبلیا ولی بہ حالت مرگ کسی کی مدد کر سکتا ہے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ جب معراج کی رات کو اوپر گئے تو آپ کہاں تک گئے تھے۔ جس رات کو آپ معراج گئے وہ رات اٹھارہ برس کی تھی؟

المستفتی نمبر ۱۷۲۲ جناب کامران صاحب منگورہ (پشاور) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء (جواب ۳۹۷) (۱) قرآن مجید کے نزول کی اصل غرض ہدایت اور ارشاد ہے۔ اس کو سمجھ کر پڑھنا اور اس کی ہدایتوں پر عمل کرنا ہر مسلمان کو لازم ہے۔ اس کے ساتھ بے ترجمہ پڑھنے کا بھی ثواب ہے۔ صرف تلاوت بھی مفید ہے اور ترجمہ کے ساتھ پڑھنا اس سے زیادہ مفید ہے۔

(۲) ولیوں کی قبروں پر زیارت کے لئے جانا جائز ہے۔ مگر زیارت کا مقصد یہ ہے کہ زیارت کرنے والے کو اپنی موت اور آخرت یاد آجائے۔ اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرے۔ مرادیں مانگنا نذریں چڑھانا اور سفر میں فرض نمازوں کی ادائیگی سے غفلت برتنا۔ یہ سب باتیں ناجائز ہیں۔ (۱)

(۳) معراج میں آنحضرت ﷺ کو مقام قرب حضرت احدیت میں جو مرتبہ علیا عطا فرمایا گیا، وہ تمام مخلوق کے عطاشدہ مراتب سے اونچا تھا۔ بس اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔ بمقامے کے رسیدی نہ رسیدیج نبی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی الاجوبہ صحیحہ۔ فقیر محمد یوسف دہلوی۔ مدرسہ امینیہ۔ دہلی

ایک عبارت سے شتم صحابہ کا پہلو نکلنے کی تحقیق۔

(السوال) حسب الذیل الفاظ کہنے والے شخص شاتم صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوتا ہے یا نہیں۔ اور اگر شاتم ہونا ثابت ہو شرعی نقطہ نگاہ سے تو وہ شاتم کوئی جزا کا مستحق ہوتا ہے۔ الفاظ شخص مذکور کے یہ ہیں۔

کبھی آپ نے غور فرمایا کہ جب ملوکیت پرستی و نجی ملکیت اور خاندانی امارت نے اسلامی معاشرہ میں گھر کر لیا ہو تو ایک خاص قسم کی بے دینی پھیلنے لگی جس کے آثار پہلے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بزرگوں میں اور اسی کے بعد خوارج کی مرتب تحریک میں نظر آئے۔

المستفتی نمبر ۷۷۷۷ ۲۲ محمد امین صاحب (بمبئی) ۱۹ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۹۸) اس عبارت میں یہ لفظ ہیں ایک خاص قسم کی بے دینی لہذا اس کے قائل کے کلام سے خاص اس قسم کی بے دینی کی تشریح کوئی شرعی حکم بتانے کے لئے ضروری ہے۔ جس عبارت سے یہ اقتباس آپ نے لیا ہے براہ کرم اس کے سیاق و سباق سے اگر اس خاص قسم کی بے دینی کی کوئی تشریح نکل سکتی ہو تو اسے بھی نقل فرما کر بھیجئے تاکہ غور کے بعد اس کا حکم بتایا جاسکے۔ ممکن ہے کہ یہ فقرہ ایسا ہو جیسے کہ حضرات امام شافعیؒ کا یہ قول مشہور ہے :- فلیشهد الثقلان انی رافض محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) مسلمان فاسق و فاجر کے لئے مرحوم کے لفظ کا استعمال۔

(۲) کیا یزید کے لئے مرحوم کا لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے؟

(السوال) (۱) الف۔ زید کہتا ہے کہ مسلمان فاسق و فاجر کے لئے بھی لفظ مرحوم کا استعمال کرنا چاہئے۔ آیا جائز ہے یا ناجائز۔ (ب) اور اہل تشنن کے نزدیک یزید فاسق و فاجر مسلمان تھا۔ اس لئے اس کو بھی مرحوم کہنا جائز ہے۔ کیا یزید کے ہر دو قول (اوب) صحیح ہیں۔

(۲) ہندو کے ساتھ ایک برتن میں کھانا شاید دودھ جلیبی وغیرہ مسلمان کے لئے جائز ہے یا ناجائز اور

حرام؟

المستفتی نمبر ۲۵۰۱ محمد اشرف علی صاحب ضلع ہردوئی ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۲ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۹۹) کسی میت کے حق میں مرحوم کا لفظ احتراماً بولا جاتا ہے۔ اس لئے جو میت احترام سے یاد کئے جانے کا مستحق ہے اس کے نام کے ساتھ لفظ مرحوم بولنا درست ہے۔ البتہ اگر مرحوم کا لفظ اس حیثیت سے بولا جائے کہ وہ دعائے رحمت کے قائم مقام ہے تو پھر ہر مسلمان کے نام کے ساتھ بولنا جائز اور درست ہو گا خواہ وہ فاسق ہو یا صالح ہو۔ (۲) غیر مسلم کے ساتھ جب کہ اس کے ہاتھ پاک ہوں اور کھانا بھی حلال اور پاک ہو ایک برتن میں مسلمان کے لئے کھانا فی حد ذاتہ مباح ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی الجواب صحیح۔ فقیر محمد یوسف دہلوی۔ مدرسہ امینیہ دہلی۔

(۱) کافر و مشرک کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟

(۲) علامہ مشرقی کیوں کافر ہے؟

(السوال) کیا مسلمانوں کو ایسے لوگوں کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے جو خدا اور رسول۔ قرآن۔ حشر و نشر ملائکہ کے منکر ہوں۔ اور ہر طریقہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور برباد کرنے کے درپے ہوں۔ اور جب کہ انہیں اشیاء کے فروخت کرنے والے مسلمان ہر جگہ موجود ہوں۔ کھانے کی اشیاء سے مراد پانی دودھ۔ مٹھائی۔ پان ڈبل روٹی مکھن وغیرہ۔ مسلمان فروخت کرنے والوں کے ہوتے ہوئے مذکورۃ الصدر لوگوں سے مذکورہ بالا اشیاء کے خریدنے کا شرع شریف سے جواز کس طرح پر ہے۔ اور منکرین خدا اور رسول کے علاوہ شیعہ حضرات کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) علامہ مشرقی کے خلاف کفر کا فتویٰ کن عقائد کی بنا پر دیا گیا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۱۳ مستری غلام حسین صاحب۔ دہلی۔ ۹ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ

مطابق ۲۸ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۰۰) اسلام ایک فطری اور با اصول دین ہے۔ اس کے اصول و ضوابط مستحکم اور عقلمند صحیح کے موافق ہیں اسلام نے انسان کے بدن کو (جب کہ وہ خارجی نجاست سے ملوث نہ ہو) پاک قرار دیا ہے۔ اور اس میں مسلم و کافر کی تمیز نہیں رکھی۔ پس اصول شرعیہ کے ماتحت انسان کا بدن (خواہ وہ کافر و مشرک ہی ہو) پاک ہے اور اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا تر اشیاء سب پاک ہیں۔ (۱) یہ دوسری بات ہے کہ مسلمان کے لئے قومی ہمدردی۔ مذہبی غیرت بلکہ انسانی حمیت کا تقاضا یہ ہے کہ جب تک اس کو مسلمانوں سے یہ اشیاء بہم پہنچ سکیں اس وقت تک ایسے لوگوں سے نہ خریدے جو اس کو ناپاک سمجھتے اور کتے سے زیادہ ذلیل قرار دیتے ہیں۔ نیز خارجی نجاستوں سے انہیں کوئی احتیاط اور پرہیز نہیں ہے۔ مسلمان سے خریدنے میں قومی ہمدردی بھی ہے۔ اور اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچانا اپنے آپ کو فائدہ پہنچانا ہے۔ بھائی کا نقصان اپنا نقصان ہے۔ شیعہ حضرات کا کوئی حکم جدا نہیں ہے۔ وہ بھی انسان اور اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ ان کا بدن ان کے ہاتھ بھی پاک ہیں اور کسی عارضی وجہ سے ان کے یہاں کا کھانا وغیرہ نہ کھایا جائے، تو دوسری بات ہے۔

(۲) مشرقی کی کتاب ”تذکرہ“ اصول اسلام اور اجماعیات کی مخالفت سے بھرا ہوا ہے۔ وہ ڈارون

تھیوری کے معتقد اور عبادات شرعیہ کی ایسی تاویلیں کرنے والے ہیں جو بدلتے باطل اور انکار قطعیات پر مبنی ہیں۔ اس لئے علمائے اسلام نے ان کی تکفیر کی ہے۔ اور ان کی تحریک کو قادیانی تحریک سے زیادہ مضر اور خطرناک قرار دیا ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

مذکورہ چند علماء و بزرگان دین کی اقتداء میں نماز درست تھی یا نہیں؟

(السوال) سیدی و مولائی مرشد و آقائی حضرت راس الا تقیاً فخر الا تقیاً حاجی امداد اللہ صاحب طاب ثراہ و جعل الجنة مثواه حضرت شیخ ابو الخیر صاحب و مولانا کرامت اللہ صاحب۔ نیز مولانا محمد عمر صاحب المعروف باخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اعتقاد و اعمال کے اعتبار سے کیسے تھے۔ ان کی پیچھے نماز صحیح تھی یا جن لوگوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی واجب الاعداء ہے۔ اور ان کی اقتداء کرنے والے لوگ عند اللہ گنہگار ہیں ایک عالم جن کی عمر کا اکثر حصہ کتب حدیث و فقہ و تفسیر کی تدریس میں گذرا۔ عزیز زندگی پند و نصائح میں گذری اور یہ عالم موصوف راس الاولیاء تاج الا تقیاء سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روح پر فتوح پر قرآن خوانی اور اطعام غربا سے بلا تلعین لیا۔ جب انہیں توفیق ہوئی اور کچھ پاس موجود ہوا ایصال ثواب کرتے رہے۔ اور اب بھی ان کا یہی معمول ہے۔ اولیاء اللہ سے خاص لگاؤ اور باخداہستیوں سے انہیں خاص تعلق ہو۔ کبھی کسی موقع پر کسی بزرگ کے عرس میں شرکت کا موقع بھی ملا ہو اور ہر لحاظ اور ہر حیثیت سے عالم موصوف متقی و پرہیزگار ہو۔ اسی حالت میں ان کا وعظ اور ان کی امامت شرعاً مستحسن اور مقبول ہیں اور علماء کرام عرس کے عامل اپنی تمام ظاہری زندگی میں رہے ہوں اور یہ عالم ایک مرتبہ عرس میں شریک ہوئے ہوں تو ایسی صورت میں موصوف عالم کی اقتداء عند الشرع جائز نہیں تو ان بزرگان دین کی اقتداء کرنے والوں کا عند الشرع کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۴۸ جناب حمایت علی شاہ۔ ۲۴ رمضان ۱۳۵۸ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۰۱) یہ تمام حضرات عالم صاحب ارشاد و تلقین بزرگ تھے۔ ان میں سے بعض کے بعض اعمال ایسے تھے کہ ان پر سنت نبویہ کے قانون کے لحاظ سے تنقید کی جاسکتی تھی۔ مگر پھر بھی ان کی شان میں تنقیص کے الفاظ نہیں کہے جاسکتے۔

بلا تلعین اور بلا شرط ایصال ثواب کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔ اسی طرح عرس میں اتفاقی غیر لازمی شرکت بھی قابل گرفت و اعتراض نہیں ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) بے نمازی کے باقی اعمال خیر قابل قبول ہیں۔

(السوال) (الف) زید خاندانی مسلمان ہے مگر نماز نہیں پڑھتا اور کبھی کبھی جمعہ کے دن یا عید بقر عید شرما حضوری سے پڑھ بھی لیتا ہے۔ تو ایسی صورت میں آیا اس کے دیگر نیک اعمال مثلاً قربانی و صدقات یا خیرات وغیرہ عند اللہ مقبول ہوں گے یا نہیں۔

(۲) عمر و کتا ہے کہ بغیر پنجوقتہ نماز پڑھے کوئی دیگر نیک اعمال عند اللہ مقبول نہیں ہوتے۔ کیا یہ بات صحیح ہے۔ عمر و کا ثبوت ذیل میں درج ہے۔

(۱) ثبوت از قرآن مجید و اتل علیہم نبأ ابی ادم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احدهما ولم يتقبل من الآخر قال لا قتلک قال انما يتقبل الله من المتقين۔ (۱) ترجمہ اور اے محمد ﷺ لوگوں

سے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل و قابیل کا سچا واقعہ بیان فرمائیے جب ان دونوں نے قربانی کی تو ہابیل کی مقبول ہوئی اور قابیل کی مقبول نہیں ہوئی تو قابیل بولا کہ میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ ہابیل نے کہا کہ خدا فقط متقی لوگوں کے نیک اعمال قبول فرماتا ہے۔ عمر و کتنا ہے کہ ایک بے نمازی مسلمان چونکہ اہل تقویٰ سے نہیں ہے لہذا اس کے دیگر نیک اعمال عند اللہ مقبول نہیں ہوتے۔

(۲) ثبوت از حدیث۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ نماز کا تذکرہ فرما رہے تھے تو فرمایا کہ جو نماز کی پابندی کرے گا اس کو قیامت کے روز ایک نور عطا ہو گا۔ اور نماز اس کے پاس اہل ایمان میں سے ہونے کا ثبوت ہو گی اور وہ نجات پائے گا۔ اور جو نماز کی پابندی نہ کرے گا وہ بے نور رہے گا۔ اس کے اہل ایمان میں سے ہونے کا ثبوت نہ ہو گا اور نہ اس کی نجات ہو گی۔ اور ایسا شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابلی بن خلف کے ہمراہ ہو گا۔ (۱) واری، بیہقی فی شعب الایمان عمر و کتنا ہے کہ ایک بے نمازی مسلمان کے دیگر نیک اعمال اگر عند اللہ مقبول ہوتے تو وہ قیامت کے روز قارون و فرعون وغیرہ کے ہمراہ کیوں ہوتا۔

المستفتی نمبر ۲۵۶۳ عنایت اللہ خاں صاحب۔ لکھنؤ ۸۰ اذی الحجہ ۱۳۵۸ھ ۲۸ جنوری ۱۹۴۰ء (جواب ۴۰۲) قرآن مجید کی متعدد آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کا نیک عمل ضائع نہیں ہوتا۔ فمن يعمل مثقال ذرة خیراً یروہ (۲) یعنی جو شخص ذرہ برابر خیر کرے گا اسے دیکھے گا یعنی پائے گا۔ دوسری آیت لا یلتکم من اعمالکم شیاً (۳) یعنی خدا تعالیٰ تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کرے گا۔ تیسری آیت ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین (۴) بے شبہ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ چوتھی آیت ان اللہ لا یظلم مثقال ذرة وان تک حسنة یضعفها (۵) یعنی بے شبہ اللہ تعالیٰ ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے بڑھاتا ہے۔ ان آیات کے علاوہ قرآن مجید میں اور بھی آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نیک عمل کتنا ہی چھوٹا ہو ضائع نہیں ہوتا۔ اور آیت انما یتقبل اللہ من المتقین (۶) میں متقین سے مراد مومنین ہیں۔ یعنی شرک سے بچنے والے۔ اور قابیل چونکہ مومن نہیں رہا تھا کافر ہو گیا تھا اس لئے ہابیل کے قول کا مطلب یہ ہوا کہ خدا مومنین کی قربانی یا طاعت قبول فرماتا ہے۔

یہاں قبول سے مراد قبول رضا ہے نہ اعطاء اجر یعنی گنہگاروں کے اعمال حسنہ کا اجر ضرور عطا فرمائے گا۔ (موجب آیات منقولہ سابقہ) مگر ان اعمال حسنہ کو قبول نہ کرے گا یعنی ان لوگوں سے راضی اور خوش نہ ہو گا۔

۱۔ مسند احمد ۲/ ۳۵۷ طدار احیاء التراث العربی۔

۲۔ الزلزال: ۷

۳۔ الحجرات: ۱۸

۴۔ ہود: ۱۱۵

۵۔ النساء: ۴۰

۶۔ المائدہ: ۲۷

حدیثوں میں عدم قبول اعمال کا جو ذکر آیا ہے۔ اس سے مراد بھی یہی قبول رضا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ بعض گناہ اپنی شدت سے اس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ ان کا وزن طاعت کے وزن سے بڑھ جاتا ہے تو اگرچہ طاعات کے اجر اور ثواب بھی ملیں مگر ان کا مجموعی وزن اس شدید گناہ کے وزن سے کم رہ کر بے اثر اور بے فائدہ اور بے حقیقت ہو جاتا ہے۔ اس کو قبول نہ ہونے سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کرشن جی کے پیغام کے پرچار کو باعث برکت کہنے والے کا حکم۔

(السوال) ایک مسلمان اگر مندرجہ ذیل بیان اخبار میں شائع کرادے تو اس کی یہ حرکت جائز ہے یا ناجائز۔ اس پر کفر عائد ہوتا ہے یا نہیں ”شری کرشن جی کے مقدس پیغام کا سالانہ پرچار اخبار کے لئے یقیناً باعث برکت اور پڑھنے والوں کے لئے وجہ رحمت ہے۔ انسانی زندگی کی تاریکیوں کے لئے اس شمع سرمدی کی روشنی لازماً بے انتہا مفید ہے۔ میں اس سلسلہ کے جاری کرنے والوں کو اور اس کے قائم رکھنے والوں کو ملک کا واقعی بہی خواہ سمجھتا ہوں کیونکہ شری کرشن جی کا پیغام اس ملک کی موجودہ کشمکشوں میں ایک نایاب نفع رساں چیز ہے۔“

المستفتی نمبر ۱۷۱۵۷ دوست محمد ولد مدار بخش صاحب دہلی۔ ۳ محرم ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۰ مارچ

۱۹۴۰ء

(جواب ۴۰۳) اس عبارت میں کرشن جی کے پیغام کا مضمون درج نہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوا کہ ان کے کس پیغام کے متعلق یہ بات کہی گئی ہے۔ اگر پیغام کا مضمون صحیح اور اسلام کے خلاف نہ ہو۔ اور مخلوق خدا کے لئے نفع رساں ہو تو اس کے حق میں تائیدی بیان دیا جاسکتا ہے۔ کسی شخص کے لئے تقدس اور شمع سرمدی ہونے کا حکم لگانے کے لئے دلیل درکار ہے۔ مگر یہ بات کہ ہندوستان میں بھی خدا کی طرف سے مخلوق کو ہدایت کرنے والے انسان آئے ہوں گے یقینی ہے۔ لکل قوم ہاد۔ (۱) بہر حال اس بات پر کفر عائد ہونے کا حکم نہیں کیا جاسکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا حجر اسود عام پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے؟

(السوال) زید و بحر میں تکرار ہوئی دربارہ حجر اسود یعنی بحر کہتا ہے کہ پتھر پتھر ہے مثلاً ایک بت ہے۔ وہ بھی پتھر ہے۔ ایک قبر ہے وہ بھی پتھر ہے جس سے مبتدعین بوسہ قبور کا جواز بھی لیتے ہیں۔ بحر کہتا ہے پتھر دوسری اقوام پر اسلام کیوں معترض ہے۔ زید کہتا ہے ارکان اسلام یعنی رکن حج میں شامل ہے۔ لیکن مسلمان اس کو پتھر ہی مانتے ہیں۔ اس کو حاجت روا مشکل کشا نہیں مانتے۔ زید خود حاجی ہے۔ بالکل موحد راسخ الاعتقاد لیکن کچھ شبہات ضرور پیدا ہو گئے ہیں ان کا رفع کرنا ضروری و لازمی ہے۔

(۱) قرآن شریف میں اس کے متعلق کیا ذکر ہے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ نے کچھ اصلیت بیان کی ہے؟
(۳) از روئے قرآن پاک وحدیث شریف وتاریخ اصلیت کیا ہے۔ اور کب سے ہے۔ (۴) اس پتھر کو یہ خاص فضیلت کیوں حاصل ہے۔ یعنی انبیاء سابقین و خصوصاً آنحضرت ﷺ نے بوسہ دیا ہے؟

نقطۃ المستفتی نمبر ۲۵۷۲ عبد الرحمن صاحب (بمبئی) ۲ صفر ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۴۰ء
(جواب ۴، ۵، ۶) حجر اسود ایک پتھر ہے۔ حضرت عمر نے اسے بوسہ دیتے وقت یہ الفاظ فرمائے تھے۔ اعلم انک حجر لا تضر ولا تنفع ولولا انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلک ما قبلتک (۱) یعنی میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حجر اسود جنت سے نازل ہوا (۲) اور آخرت میں بھی وہ محشور ہوگا اور بوسہ دینے والوں کے حق میں شہادت دے گا۔ (۳)

بوسہ دینا صرف محبت کی وجہ سے ہے نہ کہ اس کی تعظیم یا عبادت کی بنا پر۔ (۴) محبت کی وجہ سے اس کا جنت کی نشانی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہونا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

ایک محاکمہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب آثار کا حکم

(السوال) یہاں بنگلور میں چند مساجد اور کئی گھروں میں آثار شریف کی عام نمائش کی جاتی ہے اور ان آثاروں کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب سمجھ کر ان کی بہت کچھ عزت و تکریم اور احترام کیا جاتا ہے جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ آثار جو عموماً ایک بال ہوتا ہے چاندی وغیرہ کی ٹکلی میں رکھ کر اس پر غلاف در غلاف چڑھا کر ایک صندوق میں رکھا جاتا ہے۔ یہ آثار چند مساجد اور کئی گھروں میں رکھے ہوئے ہیں رنج الاول میں ان مساجد اور گھروں کو خوب آراستہ کیا جاتا ہے اور پھر ان آثاروں کو نعت اور قصائد مدحیہ پڑھتے ہوئے بصد احترام کھولا جاتا ہے۔ مساجد میں عموماً مردوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور گھروں میں عموماً بوقت شب مستورات کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور ساری رات مستورات قصائد وغیرہ پڑھتی ہیں۔ نیز مستورات سے نذرانے بھی لئے جاتے ہیں) یکے بعد دیگر زائرین کمر بستہ بڑے ادب و احترام کے ساتھ آکر ان آثار کو بوسہ دیتے ہیں اور آنکھوں سے لگا دیتے ہیں۔ اور بعض لوگ آثار کی طرف دست بستہ کھڑے ہو کر یا ہاتھ اٹھا کر دعا بھی مانگتے ہیں۔

پس آنجناب سے التماس ہے کہ زید و عمرو کے مندرجہ ذیل دلائل پر تنقید تبصرہ فرماتے ہوئے واضح

۱۔ سنن نسائی، کتاب الحج، تقبیل الحجر ۲۰۳۰ ط سعید

۲۔ "نزل الحجر الاسود من الجنة" (ترمذی باب ماجاء فی فضل الحجر الاسود: ۱۷۷۷ ط سعید)

۳۔ "لیأتین هذا الحجر يوم القيامة وله عینان یصر بهما ولسان ینطق بهما یشهد علی من یسلمه بحق" (لن ماجہ، ابواب التماسک باب استامہ الحجر ص ۲۱۱ ط قدیری)

۴۔ "فالمقصود استماع الحاضرين ليعلموا أن الغرض الاتباع لا تعظیم الحجر الخ" (حاشیہ سنن نسائی باب تقبیل الحجر ۲۰۳۰ ط سعید)

دلائل شرعیہ سے جواب تحریر فرمائیں کہ ان آثاروں کی زیارت و عزت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ کیونکہ یہاں مسلمانوں میں دو متضاد خیالات کے لوگ موجود ہیں۔ ایک زید کے ہم خیال جو ان آثاروں کے حامی ہیں اور ان آثاروں کے مخالفوں پر توہین رسول اکرم ﷺ کا الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان میں محبت رسول اکرم ہی نہیں۔ دوسری طرف عمرو کے ہم خیال ہیں جو آثار پر سنتوں کو بدعتی اور گمراہی تصور کرتے ہیں اور ان آثار کی زیارت اور نمائش کرنا ناجائز سمجھتے ہیں۔

زید کے خیالات اور دلائل..... زید کہتا ہے آثار مبارک کی زیارت و عزت کرنا نہ صرف جائز، بلکہ موجب ثواب عظیم ہے۔ اور جو شخص ان آثار کی عزت اور زیارت نہیں کرتا وہ دائرہ حب نبی ﷺ سے خارج ہے جس کے دلائل یہ ہیں۔

دلیل اول۔ یہ آنحضرت ﷺ کے آثار ہیں جن کی نسبت حدیث شریف میں ہے کہ جس نے میری یا میرے جزو کی زیارت کی تو مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہو گئی۔

دلیل دوم۔ تاریخ اور میر سے پتہ چلتا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس آنحضرت ﷺ کے ناخن وغیرہ ہوتے تھے جن کو وہ بصد احترام اپنے پاس رکھتے تھے۔ پس جس کام کو صحابہ کرام نے کیا ہو اس سے ہمیں کیوں روکا جائے۔

دلیل سوئم۔ قرآن شریف اور تفاسیر میں ہے کہ بنی اسرائیل کے پاس ایک تابوت ہوتا تھا جس میں انبیاء سابقین علیہم وعلی نبینا التحیہ والتسلیم کے آثار ہوتے تھے، اس تابوت سے بنی اسرائیل کی تسکین اور تسلی ہوتی تھی یہاں تک کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جنگلوں میں بھی ساتھ رکھتے تھے اور اس کی برکت سے کامیاب ہوتے تھے۔ اس لئے ہم بھی اپنی نبی اقدس ﷺ کے آثار مقدس اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اور ان کی زیارت و تکریم کرتے ہیں اور شرعاً اس کی کوئی ممانعت بھی نہیں۔

عمرو کے خیالات اور دلائل۔ عمرو کہتا ہے کہ ان آثار کی زیارت کرنا اور عزت و تعظیم حلالاً و شرعاً ناجائز اور بدعت ہے۔ کیونکہ باقاعدہ ثبوت ہی نہیں کہ یہ آثار آنحضرت ﷺ کے ہیں۔ اور جب باقاعدہ ثبوت نہیں تو ایسے آثار کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرنا گناہ عظیم ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں ہے کہ من کذب علی متعمداً فلیتبو مقعده من النار (۱) او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا پس اس نے اپنا ٹھکانا جہنم بنا لیا۔ اب بغیر تحقیق کے کسی آثار کی صرف اس لئے عزت کرنا کہ وہ آنحضرت کے نام سے منسوب ہے یہ بھی اس حدیث کی وعید کا مستحق بنتا ہے۔ بلکہ اگر اس قاعدہ کو مان لیا جائے تو اسلام کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا کہ حضور علیہ السلام کے نام سے کئی ناجائز احکام کی اتباع اور غلط چیزوں کی تعظیم کرائی جائے گی۔ حضور علیہ السلام کی ذات پر اس سے بڑھ کر اور کیا بہتان عظیم ہو گا۔ خدا معلوم کس کے بال ہیں جن کو آنحضرت ﷺ کی مقدس ہستی کی طرف منسوب کر کے ان کی عزت و تکریم کی جاتی ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ مفروضہ بخار توں کی بنا پر کسی کو دیوار میں یا شربت میں بال مل

جاتا ہے تو اس بال کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کر کے اس کی نمائش اور عزت و تکریم کی جاتی ہے۔ نعوذ باللہ اگر آنحضرت ﷺ کے موئے مبارک صحابہ کرام بطور آثار رکھتے تو آج وہ موئے مبارک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں موجود ہوتے۔ حالانکہ وہاں ان موئے مبارک کا نام و نشان تک نہیں اور نہ ممالک اسلامیہ میں یہ آثار اس کثرت سے ہیں جیسا کہ ہنگوڑ میں ہیں۔ پنجاب و سند کے پورے دو صوبوں میں صرف اوڑھی (سندھ) میں ایک موئے مبارک بتایا جاتا ہے اور یوپی سی پی دہلی وغیرہ میں صرف ایک مقام یعنی دہلی کی جامع میں کچھ آثار موجود ہیں اور کہا جاتا ہے کہ شاہان اسلام نے بصر فز کثیر اور بے انتہا کوشش سے ان کو حاصل کیا تھا۔ پھر بھی محققین علمائے اہل سنت و اجماعہ کو شبہ ہے کہ آیا واقعی وہ آثار آنحضرت ﷺ کے ہیں یا نہیں۔ ہنگوڑ میں ان بالوں کی بہتات اور کثرت ہی صاف شہادت دے رہی ہے کہ یہ بال جھوٹے اور جعلی ہیں اور صرف گھرانے کی شہرت اور پیٹ پالنے کے ذرائع ہیں۔

زید کے دلائل کی تردید۔ (۱) دلیل اول کی تردید۔ زید نے جو حدیث پیش کی ہے کہ جس نے میری یا میرے جز کی زیارت کی تو اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہو گئی۔ اس مضمون کی تمام حدیثیں ضعیف بلکہ من گھڑت ہیں۔ صحیح احادیث میں اس کا کوئی ثبوت ہی نہیں۔

(۲) دلیل دوم کی تردید۔ بے شک بعض روایات اور تواتر سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض صحابہ کرام کے پاس آنحضرت ﷺ کے ناخن اور موئے مبارک وغیرہ ہوتے مگر انہیں روایات میں یہ بھی ہے کہ ان آثاروں کو انہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وصیت کے مطابق ان کے کفنوں سے باندھ کر ان کے ساتھ دفن کر دیا جاتا تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کا ہر گز ہر گز ثبوت نہیں ملتا کہ صحابہ کرام ان آثاروں کی نمائش کیا کرتے یا ان آثار کی زیارت کے لئے مسلمانوں کا کوئی اجتماع ہوتا تھا۔ پس نمائش اور اجتماع کا موجودہ طریقہ نہ نبی اقدس ﷺ کے زمانہ میں تھا نہ صحابہ کرام کے زمانہ میں۔ حالانکہ صحابہ کرام کے پاک دلوں میں آنحضرت ﷺ کی پاک محبت اس حد تک تھی کہ صحابہ کرام اپنا جان و مال تک آپ پر قربان کر دیتے تھے۔ پس جس طریقہ کو صحابہ کرام نے نہ کیا ہو اس کو کرنا بدعت اور گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔ خصوصاً جعلی اور جھوٹے بالوں کی نمائش اور عزت۔ خدا مسلمانوں کو اس سے بچائے۔ کون مسلمان برداشت کر سکتا ہے کہ کسی اور کے بالوں کو آنحضرت ﷺ کی مقدس ہستی کی طرف منسوب کیا جائے۔

(۳) دلیل سوم کی تردید۔ قرآن مجید اور تفاسیر میں بے شک ایک تابوت کا ذکر ہے جو بنی اسرائیل کے پاس تھا اور ورثۃ انبیاء بنی اسرائیل اور سرداران بنی اسرائیل کو دیا جاتا تھا۔ اور بے شک بنی اسرائیل میں آثار پرستی تھی۔ اور اسی آثار پرستی کا نتیجہ ہے کہ بنی اسرائیل نے انبیاء اور اپنے سرداروں کی تصویریں اور بت تک بنوا دیئے ہیں۔ اس لئے ان پر خدا کی لعنت اور غضب بھی ہے، مگر آنحضرت ﷺ کو نہ تو اس قسم کا انبیاء سابقین سے کوئی تابوت دیا گیا ہے اور نہ ہی آنحضرت ﷺ نے اپنے آثار کا کوئی تابوت اپنے مقدس جانشینوں یعنی صحابہ کرام کے حوالے کیا ہے۔ البتہ بوقت وصال الی اللہ آنحضرت ﷺ نے قرآن مجید ہی کو مضبوط پکڑنے کی وصیت فرمائی ہے اور بس۔ اور خدائے تعالیٰ نے بھی مسلمانوں کے لئے قرآن مجید ہی کو شفا اور رحمت قرار دیا ہے۔

غرض مسلمان اگر تسکین اور شفا، برکت اور راحت حاصل کر سکتے ہیں تو وہ صرف قرآن مجید ہی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں کے پاس قرآن مجید ہی ایک سچا اور واقعی آثار مبارک ہے جو آنحضرت ﷺ سے ہم تک پہنچتا ہے اور اسی اصلی اور سچے آثار سے ہی مسلمان یہود و نصاریٰ پر غالب بھی آئے ہیں۔ پس مسلمان اس قرآن مجید کی عزت و تکریم جتنی کریں اتنی کم ہے۔ اس کے سوا مشکوک اور جعلی آثار کی عزت و توقیر کرنا یہود و نصاریٰ اور مشرکین سے تشبہ ہو گا نہ کہ صحابہ کرام کے ساتھ۔

براہ کرم تحریر فرمائیں کہ ان آثاروں کی اصلیت اور واقعیت کی تحقیق اس زمانہ میں کس طرح کی جائے۔

المستفتی نمبر ۸۷۵۷ غلام دستگیر (بھگپور) ۱۱ صفر ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء (جواب ۴۰۵) اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آنحضرت ﷺ کا موئے مبارک یا اور کوئی چیز کسی کے پاس موجود ہے تو اس اصلی چیز کو محبت کے طور پر احترام سے رکھنا اور اس سے استشفاء جائز ہے۔ مگر چونکہ عام طور پر جو آثار حضور کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں ان کا ثبوت اور سند نہیں اس لئے ان کی تکریم اور احترام کرنا بے اصل اور بے سند ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

کسی چیز کو بے ثبوت اور بے پختہ سند کے حضور کی طرف منسوب کرنا حرام ہے۔ نیز اصلی آثار کے ساتھ بھی اس قدر غلو کا معاملہ کرنا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے ناجائز اور بدعت ہے۔ بے ثبوت ہونے کی بنا پر اگر کوئی شخص ان آثار کی تعظیم و احترام سے منع کرے تو اس کو آنحضرت ﷺ کی توہین کا الزام لگانا ظلم اور جہالت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) امت کا ۳۷ فرقوں میں بٹنے والی حدیث میں امت سے کیا مراد ہے؟

(۲) ”ما انا علیہ واصحابی“ سے کیا مراد ہے؟

(السوال) (۱) حدیث میں جو وارد ہوا ہے کہ میری امت تتر گروہ میں تقسیم ہو جائے گی۔ اس لفظ امت سے کیا مراد ہے۔ ساری دنیا کے انسان عام اس سے کہ مسلمان ہوں یا کافر؟ یا صرف مسلمان مراد ہیں۔ مسلمان اور کافر مل کر تتر گروہ ہو جائیں گے۔ یا مسلمانوں میں تتر گروہ ہوں گے۔ کیا امت میں مسلمان و کافر دونوں ہی داخل ہیں۔ یہ حدیث کس قسم کی ہے؟

(۲) ناجی کون گروہ ہے۔ کل مسلمان یا ان میں کوئی خاص گروہ مراد ہے۔ ما انا علیہ واصحابی کا کیا

مطلب ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۱۲ ابراہیم حسین صاحب (بھگپور) ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق یکم جون ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۰۶) اس حدیث میں امت سے مراد امت دعوت بھی لی گئی ہے اور امت اجابت بھی مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ ثم قيل يحتمل امة الدعوة فيندرج سائر الملل الذين ليسوا على قبلتنا في عدد الثلاث والسبعين ويحتمل امة الاجابة فيكون الملل الثلاث والسبعون منحصرة في اهل قبلتنا والثاني

ہر الا ظہر و نقل الا بھر، ان المراد بالامة امة الا جابة عند الا کثر. انتہی۔ (۱) اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ امت اجابت مراد ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور مسند امام احمد اور ابو داؤد میں ہے۔ ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ (۲) ”ما انا علیہ واصحابی“ سے وہ طریقہ مراد ہے جو آنحضرت ﷺ کا اور خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کا طریقہ تھا یعنی جو آجکل اہل السنۃ والجماعۃ کا طریقہ ہے۔ اس میں حنفی شافعی مالکی حنبلی اہل حدیث سب داخل ہیں۔ البتہ مبتدع فرقہ ہائے ضالہ جیسے معتزلی خارجی۔ مرجئہ مشبہہ روافض وغیرہ اس سے خارج ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

کسی ولی کے بارے میں حد سے زیادہ تعریف میں مبالغہ آرائی جائز نہیں۔

(السوال) مع عریضہ ہذا ایک اشتہار بعنوان ”اعلان خوش بیان“ ارسال خدمت ہے۔ اس اشتہار میں سرخ قوسین سے گھرے ہوئے الفاظ یعنی امام الصدیقین، قدوة الاولین، صاحب مقام وراء الوری حاکم علی القدر والقضاء حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں۔ حالانکہ ”امام الصدیقین“ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہو سکتے ہیں۔ ”قدوة الاولین“ تو آنحضرت ﷺ کا ہی درجہ ہے۔ نیز واقعہ معراج کی نسبت سے بھی آنحضرت ﷺ کو صاحب مقام وراء الوری کہا جاسکتا ہے اگرچہ حقیقتاً صاحب مقام وراء الوری خدائے تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اور حاکم علی القدر والقضاء تو خدائے وحدہ لا شریک کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا مگر المعلن صاحب یہ الفاظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے متعلق استعمال کئے ہیں۔ کیا اس سے خود حضرت شیخ موصوف کی توہین لازم نہیں آتی کہ آپ کی طرف وہ درجے منسوب کئے گئے ہیں جو فی الواقع آپ میں نہیں ہیں۔ نیز کیا اس سے المعلن نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین کا ارتکاب نہیں کیا۔ اور کیا آنحضرت ﷺ کی شان میں اس سے بڑھ کر اور کوئی گستاخی اور بے ادبی ہو سکتی ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک آپ کے امتی کو آپ پر فوقیت دی جائے۔ کیونکہ قدوة الاولین کے معنی پہلے گزرے ہوئے لوگوں کا سردار۔ ان پہلوں میں تمام پیغمبر اور صحابہ کرام اور خود آنحضرت ﷺ کی ذات ہے۔ اب شیخ عبدالقادر جیلانی کو قدوة الاولین یعنی پہلوں کا سردار کہنا گویا شیخ موصوف کو نعوذ باللہ منہ (نقل کفر کفر نباشد) تمام پیغمبروں تمام صحابہ کرام اور آنحضرت ﷺ کا سردار بنانا ہے۔ الامان۔

نیز جب حاکم علی القدر والقضاء خدائے تعالیٰ ہی ہے تو خدا کی مخلوق کو حاکم علی القدر والقضاء ناما شرک اور

کفر نہ ہوگا؟

اس لئے براہ نوازش شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق الفاظ مندرجہ اشتہار منسلک عریضہ،

ہذا کے استعمال سے شرعاً جو نتائج پیدا ہوتے ہیں ان نتائج کو تحریر فرمائیے۔ اور ان پر روشنی ڈالئے یا کوئی ایسی

تاویل تحریر فرمائیے جس سے ایسے الفاظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے متعلق شرعاً استعمال کئے جاسکیں۔

المستفتی نمبر ۲۶۲۵ رانا عبدالواحد صاحب نیاز۔ بنگلور کینٹ۔ ۲۷ جمادی الاول ۱۳۵۹ھ

مطابق ۳ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۰۷) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی طاب ثراہ کی رفعت منزلت میں کلام نہیں۔ وہ ایک بڑے درجہ کے بزرگ اور ولی کامل تھے۔ مگر ان کی ثناء و منقبت میں اس قدر مبالغہ کرنا جو حد اطر ا تک پہنچے مذموم ہے سید المرسلین ارواحنا فداه صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو خود حضور کی مدح و ثناء میں اطر ا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ لا تطرونی کما اطرت النصارى عیسی بن مریم (علیہ السلام) (۱) یعنی میری ثناء میں اطر ا نہ کرنا جیسا کہ نصاری نے عیسی بن مریم علیہ السلام کے بارے میں اطر ا سے کام لیا۔

حضرت غوث الاعظم کے لئے امام الصدیقین اور قدوة الاولین کے الفاظ استعمال کرنا بھی فی الجملہ اطر ا میں داخل ہے مگر اس میں تو یہ تاویل ممکن ہے کہ الصدیقین اور قدوة الاولین میں الف لام استغراق کا نہ لیا جائے یعنی الصدیقین اور اولین سے تمام صدیق اور تمام پہلے لوگ مردانہ ہوں لیکن صاحب مقام وراء الوری اور حاکم علی القدر والقضاء میں کوئی مقبول تاویل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ان الفاظ کا استعمال حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے قطعاً جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ۔ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) صرف گناہ کے ارادے سے گناہ نہیں لکھا جاتا۔

(۲) نیکی کے ارادے سے نیکی لکھی جاتی ہے۔

(السوال) (۱) ایک شخص پچھ روپیہ لے کر زنا کرنے کی نیت سے چلا۔ اور کسی وجہ سے راستہ سے پلٹ آتا ہے۔ ایسے موقع میں وہ گناہ کا مرتکب ہو گیا نہیں؟

(۲) ایک شخص حج کرنے کی نیت سے چلا اور اثراہ میں وہ مر گیا۔ مرحوم کو حج کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۶۷۰ ایم عبدالرحمن صاحب (گیا) ۷ جمادی الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۲ جون ۱۹۴۱ء

(جواب ۴۰۸) بدی اور گناہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس وقت تک نہیں لکھا جاتا جب تک عمل میں نہ آجائے۔ اور نیکی ارادہ کرنے پر لکھی جاتی ہے۔ اور عمل میں آنے کے بعد اس کا حقیقی بدلہ لکھا جاتا ہے پس زنا کرنے کے ارادے سے چلا تو اس کا گناہ نہیں لکھا جائے گا۔ (۲) اور جب زنا واقع ہونے سے پہلے لوٹ آیا اور نادام ہوا تو یہ جانا کا عدم ہو گیا۔ اور حج کا ارادہ کر کے چلا تو اسی وقت سے اس کے نامہ اعمال میں نیکی (ارادہ حج) لکھی جانے

۱۔ بخاری، کتاب الانبیاء باب وان ذکر فی الکتاب مریم: ۱/ ۳۹۰ ط قدیمی۔

۲۔ "اذا هم عبدی بسنة فلا نكتبوہا علیہ . فان عملها فاکتبوہا سینة . واذا هم بحسنة فلم یعملها فاکتبوہا حسنة . فان عملها فاکتبوہا عشرأ . " (مسلم، باب بیان تجاوز اللہ تعالیٰ من حدیث النفس: ۱/ ۸ ط قدیمی)

لگی۔ اگر حج وجود میں آیا تو حج کا حقیقی کامل بدلہ اس کیلئے لکھا گیا اور اگر حج کرنے سے پہلے مر گیا تو ارادہ حج کی نیکی نامہ اعمال میں لکھی رہی اور اس کو حکمی حج کا بھی ثواب مل جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(السؤال) کیا درج ذیل شعر حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی ہے؟

اگر حقیقت دیکھنی ہو کفر اور اسلام کی روئے انور دیکھ گیسوئے محمد دیکھ کر

مذکورہ بالا شعر میں شاعر نے حضور کی زلف مبارک کی سیاہی سے کفر کی ظلمت کو تشبیہ دی ہے شاعر کا یہ خیال شرعی نقطہ نظر سے سوء ادبی لئے ہوئے ہے یا کیا۔ مدلل جواب شرعی مرحمت فرمایا جائے۔

المستفتی نمبر ۲۶۷۱ احمد خاں۔ ٹوئٹ (راجپوتانہ) ۸ جمادی الاول ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ جون ۱۹۱۲ء

(جواب ۴۰۹) یہ تعبیر نامناسب ضرور ہے۔ مشبہ اور مشبہ بہ میں وجہ تشبیہ کے لحاظ سے یکسانیت نہیں ہے۔ اس لئے یہ مضمون بھی کوئی مستحسن اور بہتر نہیں ہے۔ کفر و اسلام کے نور و ظلمت میں اجتماع غیر متصور ہے۔ اور ظلمت کفر بجائے خود مذموم اور قابل محو ہے۔ اور زلف درجئے انور کی سیاہی اور نور مجتمع ہیں۔ اور ان کا اجتماع مستحسن اور مطلوب ہے۔ اور زلف کی سیاہی بجائے خود محمود اور قابل حفاظت ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

افعال میں عقل دل کے تابع ہے۔

(السؤال) دل حاوی ہے عقل پر یا عقل حاوی ہے دل پر؟ یعنی کسی کام کسی بات یا کسی فعل کے کرنے میں دل عقل کی متابعت میں چلتا ہے یا عقل دل کی؟ آپ اپنی رائے کا اظہار فرما کر صرف مجھے ہی نہیں بلکہ تقریباً ایک ہزار دیگر سیاسی قیدیوں کو بھی جو اس بحث میں بڑی شدت سے حصہ لے رہے ہیں، شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں

المستفتی نمبر ۲۶۳۷ تاج محمد میر۔ سیاسی قیدی۔ سینٹرل جیل۔ ڈیرہ اسماعیل خان ۷۷۲۷ رابع

الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۳ اپریل ۱۹۱۳ء

(جواب ۴۱۰) تمام رجحانات و تحریکات نفسانیہ کا بنی قلب ہے۔ وہی منشاء تحریک ہوتا ہے۔ پھر عقل اس کی رہبری کرتی ہے۔ اگر قلب نے عقل کی رہبری قبول کر لی تو اپنے اعمال میں رشد و استقامت پیدا کر لیتا ہے۔ اور اگر اس سے انحراف کیا تو خبیث و ضلال کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔ ہمارے سید و مولیٰ آقائے نامدار

ﷺ نے فرمایا۔ الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وہی القلب۔ (۱) یعنی جسم میں ایک مضغہ لحم ہے وہ درست رہے تو سارا جسم درست رہتا ہے اور وہ بگڑ جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ ہاں! وہ دل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جسم انسانی اور حرکات نفسانی اور صلاح و فساد کی ذمہ داری دل پر ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ دوزخ میں دوزخی کہیں گے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر (۲) یعنی اگر ہم سماعت سے کام لیتے یا عقل سے کام لیتے تو آج دوزخ میں نہ

ہوتے۔ ”معلوم ہوا کہ ان کے تمام اعمال کی ذمہ داری دل پر تھی۔ عقل سے تو انہوں نے کام ہی نہیں لیا۔ ساری زندگی دل کی خواہشات اور تحریکات پوری کرنے میں گزاری لہذا دل ہی تمام اعمال کا ذمہ دار ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ ذہلی

کیا مندرجہ ذیل عقائد اہلسنت کے عقائد ہیں؟

(السوال) زید جو مفتی بھی ہیں اہل سنت و الجماعت کے عقائد مندرجہ ذیل قرار دیتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ جس کے عقائد یہ نہ ہوں وہ اہل سنت و الجماعت سے خارج ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں کیا یہ شخص اس قابل ہے کہ مسلمانوں کا مفتی بن سکے۔ اور کیا ان عقائد کو نہ رکھنے والا اہل سنت سے خارج ہے۔ مفتی صاحب مذکور اہل سنت و الجماعت کے مندرجہ ذیل عقائد بتاتے ہیں:-

(۱) مجلس میلاد شریف میں قیام تعظیمی مستحسن ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا تھا۔ (۳) فاتحہ کھانے پر جائز ہے۔ (۴) عرس گیارہویں شریف جائز ہے۔ (۵) اولیاء اہل قبور سے استمداد جائز ہے۔ (۶) یہ کہنا کسی ولی سے جو انتقال فرما چکے ہیں کہ آپ مدد فرمائیے یا خدا سے دعا کیجئے جائز ہے۔ (۷) تمام مردے قبروں میں سنتے ہیں۔ (۸) یا غوث اور یا رسول اللہ کہنا جائز ہے۔ (۹) عبدالنبی عبدالمصطفیٰ، غلام نبی غلام رسول نام رکھنا جائز ہے۔ (۱۰) تقویۃ الایمان مصنفہ مولانا اسمعیل شہید دہلوی کے عقائد و مسائل خلاف مذہب اہل سنت و الجماعت ہیں۔ بینوا بالا دلة الواضحة۔

المستفتی نمبر ۸۸۷۷۸۸ فضل المناظرین جہانگیر خاں (آگرہ) ۷۷ اذی قعدہ ۱۳۶۳ھ
(جواب ۱۱۶) اہل سنت و الجماعت کی یہ تعریف من گھڑت ہے جو کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے۔ جو شخص اہل سنت و الجماعت کی یہ تعریف بتاتا ہے اس سے دریافت کیا جائے کہ یہ تعریف کس کتاب میں لکھی ہے؟ جو عقائد وہ اہل سنت و الجماعت کی طرف منسوب کرتا ہے ان میں سے بعض تو قرآن مجید کی صریح آیات اور حدیث صحیحہ کے خلاف ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جن کو وہ خود مستحسن کا درجہ دیتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کسی چیز کے مستحسن ہونے کو نہ ماننے والا اہل سنت و الجماعت سے خارج نہیں ہو سکتا۔ اس کے بیان کردہ عقائد کی مختصر تفصیل یہ ہے:-

(۱) ”مجلس میلاد شریف میں قیام تعظیمی مستحسن ہے۔“ اس سے پوچھا جائے کہ اہل سنت و الجماعت کا یہ عقیدہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ اہل سنت و الجماعت وہ ہے جو مجلس میلاد میں قیام تعظیمی کو مستحسن سمجھتا ہو۔ پھر یہ بھی دریافت کیا جائے کہ قیام تعظیمی صرف مجلس میلاد میں مستحسن ہونے کی وجہ کیا ہے۔ اگر حضور انور ﷺ کی سیرۃ مطرہ اور ولادت طیبہ کا مجلس وعظ میں ذکر کیا جائے تو اس میں قیام کیوں نہیں کیا جاتا؟ اور اس میں قیام نہ کرنے والے اہل سنت و الجماعت سے خارج کیوں نہیں ہوتے۔ یہ بات بھی غور کے قابل ہے کہ مجلس میلاد معروف و مروج کی ابتداء ایچاؤ ساتویں صدی ہجری کے شروع میں ہوئی ہے۔ حضور رسول کریم ﷺ کے مبارک زمانے سے چھ سو سال تک مجلس میلاد کا وجود نہ تھا۔ سب سے پہلے یہ مجلس اربل کے بادشاہ ملک مظفر ابو سعید نے ایجاد کی۔ اول من احدث فعل ذلك صاحب اربل الملك المظفر ابو سعید کو کوری ابن

زین الدین علی (الحاوی) (۱) ملک مظفر نے مولود کی ابتدا اشہانہ طریق پر کی۔ مجلس مولود پر ہر سال تین لاکھ اشرفیاں خرچ کرتا۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ مصارف بیت المال سے کئے جاتے تھے یا ذاتی ملکیت سے۔ اگر بیت المال سے ہوتے تھے تو اس کا حق نہ تھا۔ اور اگر ذاتی ہوتے تھے تو پھر بھی اس سے زیادہ ضروری اور مفید صیغوں میں مثلاً تبلیغ اسلام و تعلیم میں یہ رقم خطیر خرچ کرنا مناسب تھا سبط ابن الجوزی نے مرآۃ الزمان میں ملک مظفر کی مجلس مولود کے بعض شرکاء سے نقل کیا ہے کہ جس مجلس میں وہ شریک تھا اس میں پانچ ہزار بھری کی بھنی ہوئی سریاں اور دس ہزار بھنی ہوئی مرغیاں اور ایک سو گھوڑے اور ایک لاکھ کھانے کی رکابیاں اور تیس ہزار حلویے کی قاین شمار کی تھیں۔ ملک مظفر ایک تو مجلس مولود اس شان و شوکت سے کرتا۔ دوسرے یہ کہ ظہر کے بعد سے نماز فجر تک مجلس قوالی گرم رہتی۔ اس میں خود شریک ہوتا اور حال کھیلتا اور رقص کرتا تھا۔ اور جو علماء اور صوفی آتے ان کو خلعتیں دیتا اور خزانے ان کے لئے کھول دیتا۔ وقال سبط ابن الجوزی فی مرآۃ الزمان حکى بعض من حضر سماء مظفر فی بعض الموالد انه عدنی ذلك السماط خمسة الاف رأس غنم مشوی وعشرة الاف دجاجة ومائة فرس ومائة الف زبديّة وثلثین الف صحن حلوی۔ قال وکان يحضر عنده فی المولد اعیان العلماء والصوفیة فیخلع علیهم ویطلق لهم ویعمل للصوفیة سماعاً من الظہر الی الفجر ویرقص بنفسه معهم وکان یصرف علی المولد فی کل سنة ثلث مائة الف دینار (الحاوی للسیوطی) (۲) جب کہ مجلس مولود کا وجود چھ صدیوں تک نہ تھا تو چھ صدی تک مسلمان جو نہ مجلس مولود منعقد کرتے تھے نہ قیام کرتے تھے وہ اہل سنت والجماعت تھے یا نہیں۔ اور ان کا ایمان و اسلام کامل تھا یا ناقص؟ اگر تمام صحابہ کرام اور تابعین عظام اور مجتہدین واجب الاحترام مجلس مولود کے اور قیام کے بغیر سچے اور یکے مومن و مسلم اور اہل سنت والجماعت تھے تو آج بھی وہی اسلام مومن و مسلم اور اہل سنت والجماعت بننے کے لئے کافی ہے۔ ملک مظفر کی ایجاد سے اسلام و ایمان کی حقیقت نہیں بدل سکتی۔ اور نہ اہل سنت والجماعت میں شمار کئے جانے کی شرط بن سکتی ہے۔ ورنہ تو قوالی اور حال کھیلتا اور رقص کرنا بھی اسلام و ایمان میں داخل اور اہل سنت والجماعت کی علامت قرار دیا جائے گا۔ وحاشا عن ذلك

(۲) ”اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا۔“ ہاں اللہ تعالیٰ نے بیشمار مغیبات کا علم حضور ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔ ہمارا ایمان اس پر ہے کہ آنحضرت ﷺ کا علم اللہ تعالیٰ کے بعد تمام خلق سے زیادہ تھا۔ مگر جب مغیبات کا علم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے حضور کو حاصل ہوا تو حضور عالم الغیب نہیں ہوئے۔ کسی غیب کی بات کا علم جو بتانے سے حاصل ہو وہ علم غیب اس شخص کے حق میں نہیں رہتا اور اس لئے اس پر عالم الغیب کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ قرآن پاک میں حضور کو حکم دیا گیا کہ امت سے کہہ دو کہ میں عالم الغیب نہیں ہوں قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک (۳) تمام امت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ علم

۱۔ الحاوی للفتاویٰ للامام السیوطی، حسن المقصد فی عمل المولد: ۱/۱۸۹، ۹۰، مکتبۃ النوریۃ الرضویۃ فیصل آباد۔

۲۔ حوالہ بالا

۳۔ الانعام: ۵

غیب خاص حق تعالیٰ شانہ کی صفت ہے۔

(۳ و ۴) ”کھانے پر فاتحہ دینا اور عرس اور گیارہویں۔“ ان میں دو باتیں ہیں۔ اول ایصالِ ثواب یعنی صدقہ کر کے (خواہ کھانا دیا جائے یا نقد یا اور کوئی چیز) اس کا ثواب کسی میت کو بخش دیا جائے۔ یا کوئی عبادت بدنیہ نافلہ ادا کی جائے (جیسے نماز پڑھے یا روزہ رکھے یا تلاوت قرآن پاک کرے) اور اس کا ثواب کسی کو بخش دے۔ تو یہ بالاتفاق جائز ہے۔ (۱) دوم ان رسومات کی تخصیص اور تعینِ ایام (۲) و شمولِ منکرات۔ جیسے کھانا سامنے رکھنا۔ فاتحہ کی جگہ کو لپیٹنا پوننا۔ کھانے کے سامنے پان کی گلوری عطر کی پھیری حتیٰ کہ اگر میت افیون کھاتا تھا تو افیون۔ اور حقہ پیتا تھا تو بھرا ہوا حقہ بھی سامنے رکھ کر فاتحہ دینا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ میت کو گویا یہ تمام چیزیں پہنچتی ہیں۔ جو صریح جہالت ہے۔ پھر اس کو لازم و ضروری سمجھنا۔ (۲) گیارہویں تاریخ کو اہتمام سے گیارہویں کرنا۔ عرس میں دور و دراز مسافت سے شہرِ حال کر کے جانا۔ عورتوں کے ساتھ اجتماع و اختلاط کرنا۔ غیر محرم عورتوں کا گانا بجانا۔ یہ تمام باتیں بدعت ہیں۔ ان بدعات کے مرتکب تو اہل سنت و الجماعت قرار دیئے جائیں اور جو ان بدعات و منکرات سے بچیں اور امت مرحومہ کو بچائیں وہ اہل سنت و الجماعت سے خارج ہوں۔ یہ بات ایک ادنیٰ سمجھ والا بھی سمجھ سکتا ہے۔

(۵، ۶، ۷) اہل قبور سے مدد مانگنا تو اس لئے ناجائز ہے کہ وہ ظاہری زندگی کے لوازم اور اسباب اعانت سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ اور روحانی اور باطنی امداد دینے کی قرآن و حدیث و فقہ میں کوئی دلیل نہیں۔ ان کے مزارات کی زیارت مسنون و مستحب ہے۔ مگر زیارت کی غرض تذکرِ آخرت و تذکرِ موت اور صاحبِ قبر کے لئے دعائے مغفرت ہے۔ اور ان کے قرب سے برکت و سعادت حاصل ہوتی ہے جو ان سے مانگنے پر موقوف نہیں ہے۔ اور مردوں کا سننا نہ سنا صحابہ کرام کے زمانے سے مختلف فیہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بہت سے صحابہ کرام سماعِ اموات کا انکار فرماتے تھے اور قرآن کریم کی آیات سے استدلال فرماتے تھے۔ پس منکر سماع کو اہل سنت و الجماعت سے خارج کرنے والا گویا حضراتِ صحابہ کو بھی اہل السنۃ و الجماعت سے خارج کرتا ہے۔ معاذ اللہ

(۸) یا رسول اللہ صلوٰۃ و السلام کے ساتھ مثلاً الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ اس نیت سے کہنا کہ ہمارا یہ کام فرشتے حضور کو پہنچا دیں گے جائز ہے۔ (۴) اور اس اعتقاد سے کہنا کہ خود حضور سنتے ہیں ناجائز اور مضییٰ الی الشریک ہے۔ اور یا غوث کہنا اور غوث سے مراد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہونا اور یہ سمجھنا کہ حضرت شیخ قدس سرہ ہر شخص کی مدہر مقام سے سن لیتے ہیں شرک ہے۔

۱. ”ان الانسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰۃ او صوماً او صدقة او غيرها عند اهل السنة والجماعة.“ (ہدایۃ، کتاب الحج، باب الحج عن الغير : ۱ / ۲۹۶ ط شریکۃ علمیہ)

۲. ”ومنها وضع الحدود والتزام کیفیات والھیات المعینۃ والتزام العبادات المعینۃ لم يوجد لها ذلك التعین فی الشریعة.“ (الاغتصام، الباب الاول فی تعریف البدع : ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر بیروت)

۳. ”وفیه من اصر علی امر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال فکیف بمن اصر علی بدعة او منکر.“ (مرقاۃ : ۳ / ۳۱ ط المكتبة الحبیبة کونٹہ)

۴. ”ان لله ملائکة مساحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام.“ (نسائی، کتاب الصلوٰۃ باب التسلیم علی النبی : ۱ / ۴۳ ط سعید)

(۹) عبدالنبی عبدالمصطفیٰ غلام نبی، غلام رسول اور اس قسم کے نام رکھنے کو اس غرض سے منع کیا جاتا ہے کہ اس میں ایہام و اشتباہ ہو سکتا ہے۔ (۱) اور عوام اس غلطی اور بد عقیدگی میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ ہم جیسے اللہ کے بندے ہیں اسیے ہی نبی اور رسول کے بندے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس بات کو اہل سنت والجماعت کی پہچان قرار دینا کسی ذی فہم آدمی کا کام نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام باوجود فدائے شمع رسالت ہونے کے عبدالمصطفیٰ عبدالنبی نام نہیں رکھتے تھے۔

(۱۰) تقویۃ الایمان حضرت مولانا اسماعیل شہید دہلوی کے مسائل قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے موافق اور مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کا آئینہ ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ لفظی تعبیر میں کسی کو تامل ہو۔ لیکن مسائل میں کسی سنی حنفی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

علمائے دیوبند کو گمراہ کن غلط ہے۔

(السوال) حضرات علمائے دیوبند کو گمراہ جاننا اور ان کے وعظ کو بند کرنا اور ان کو دہائی کننا کیسا ہے؟
(جواب ۴۱۲) علمائے دیوبند کے حنفی اہل السنۃ والجماعۃ ہیں۔ ان کو گمراہ جاننا دہائی کننا غلط ہے۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ۔ مدرسہ امینیہ، دہلی

ملحدانہ کلام کے خلاف کوشش کرنا باعث اجر ہے۔

(السوال) ایک شاعر مندرجہ ذیل قسم کے اشعار اردو زبان میں کہتا پڑھتا اور شائع کرتا ہے۔ اور خدا اور رسول کے خلاف ایسا لٹریچر پیدا کرتا ہے جو آئندہ نسلوں کے لئے خطرناک ہے۔

اشعار

افق سے سحر مسکرانے لگی	موزن کی آواز آنے لگی
یہ آواز ہر چند فرسودہ ہے	جہاں سوز صدیوں سے آلودہ ہے
مگر اس کی ہر سانس میں متصل	دھڑکتا ہے اب تک محمد کا دل

رباعیاب

حق کا ہو عروج ہر دلی چاہتا ہے	باطل مٹ جائے ہر نبی چاہتا ہے
لیکن ان بزرگواروں سے کوئی پوچھے	کیا قادر مطلق بھی یہی چاہتا ہے
آتے نہیں جن کو اور دھندے ساتی	اوہام کے بنتے ہیں وہ پھندے ساتی
جس مے کو چھڑا سکا نہ اللہ اب تک	اس مے کو چھڑا رہے ہیں بندے ساتی

ایسے شاعروں اور ایسے اشعار کے خلاف آواز بلند کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ اور احترام مذاہب کا خیال رکھتے ہوئے حکومت کو ایسے شاعر کے خلاف قانونی کارروائی کرنی چاہئے یا نہیں؟

(جواب ۴۱۳) ایک فتویٰ اس سے پہلے شاعر مذکور کے کلام کے متعلق میں لکھ چکا ہوں۔ وہی اس کا جواب بھی سمجھ لیا جائے۔ یہ کلام ملحدانہ ہے۔ اس سے بچنا اور اس کو نقل کرنے سے احتراز کرنا لازم ہے۔ حکومت موجودہ کوئی اسلامی حکومت تو ہے نہیں کہ وہ ملحدانہ کلام پر کوئی گرفت کرے۔ ہاں مسلمان اپنے طرز علم سے شاعر کو اس قسم کی شاعری سے روک سکیں تو ان پر لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کے دیگر علماء اور ان کی تصانیف کا حکم :

(السوال) زید کتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ رفیع الدین اور ان کے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی یہ تمام کوئی بڑے پایہ کے علما تھے۔ جس طرح میاں نظیر حسین محدث دہلوی بڑے عالم تھے۔ ان علما نے حدیث کی اور دین کی کوئی نمایاں خدمت نہیں کی۔ بلکہ ہندوستان میں تقلید کی بدعت پھیلانے کے یہی لوگ سبب ہوئے۔ عمر و کتا ہے کہ مذکور بالا علماء بڑے پایہ کے عالم تھے۔ ہندوستان میں آج علم حدیث کا وجود انہیں حضرات کا طفیل ہے۔ حدیث کی اور دین کی بڑی خدمتیں کیں۔ اور ان کے بعد کے علماء ان کو اپنا نام مقتدا اور پیشوا سمجھتے ہیں۔ دیکھو حضرت شاہ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات تحریر فرمائی اور عقائد میں تکمیل الایمان تحریر فرمائی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے رد شیعہ میں تحفہ اثنا عشریہ تحریر فرمائی اور تفسیر عزیزی فتاویٰ عزیزیہ وغیرہ لکھی۔ وغیرہ۔

سوال یہ ہے کہ دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے؟ المستفتی منشی رحیم بخش (جھانسی)

(جواب ۴۱۴) عمر و کا قول صحیح ہے۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ تعالیٰ اور اسی خاندان کے دوسرے بزرگ بڑے مقدس اور متبحر علماء تھے۔ تمام ہندوستان ان کے علمی فیوض سے متمتع ہے۔ میاں نظیر حسین صاحب محدث دہلوی بھی اسی خاندان کے خوش چین اور حضرت شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز کے احسانات دینیہ سے ہندوستان کے مسلمان بسکدوش نہیں ہو سکتے۔ ان کی تصنیفات معتبر اور لائق استفادہ ہیں۔ اسی طرح حضرت شاہ اہل اللہ، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، شاہ محمد اسحاق، شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ سب مقدس بزرگ ہیں۔ اور ان کی تصنیفات معتبر اور مقبول ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۸ء مطابق ۲۲ سوال ۳۶۱ھ)

گزارش ہے کہ ایک مطبوعہ اشتہار عریضہ ہذا کے ساتھ ارسال خدمت ہے۔ بار بار اس قسم کے اشتہارات ہر دو تین سال بعد دیکھنے میں آتے ہیں۔ مگر اشتہار ہذا میں یہ نئی بات ہے کہ بقید سنین پیش گوئی درج

ہے لہذا استدعا ہے کہ اس کے متعلق رائے عالی سے مطلع فرمائیں۔ اشتہار۔

فرمان مصطفوی

ہم مسلمان مدد مانگتے ہیں اور درود و سلام بھیجتے ہیں دونوں جہان کے سرور سرور عالم ﷺ اور ان کے آل و اصحاب پر اس وصیت سے سب مسلمان بھائیوں کو اطلاع کرتا ہوں۔ مدینہ منورہ سے شیخ احمد خاوم روضہ مبارک کی طرف سے کہتے ہیں کہ جمعرات کو میں قرآن مجید کی تلاوت کے بعد اللہ پاک کے نام کا ورد کرنے بیٹھا تھا کہ نیند کا غلبہ ہوا۔ تو میں وہیں سو گیا اور خدائے پاک کی مہربانی سے حضرت رسول خدا ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور نے پکار کر فرمایا اے شیخ! میں نے عرض کیا لیلیک یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ میری امت میں نہایت برے کام ہو رہے ہیں اور میں شرمندہ ہو رہا ہوں۔ اور پروردگار کو اور اس کے مالک کو منہ نہیں دکھا سکتا۔ اس سبب سے آپ کہ اس جمعے سے آتے جمعہ تک ایک لاکھ آٹھ ہزار اسلام کے سوائے دوسرے مذہب پر چل رہے ہیں۔ میں خدا کے آگے پناہ مانگتا ہوں حال میں ایسا ہو رہا ہے۔ مال دار لوگ غریبوں پر رحم نہیں کرتے۔ صبح اٹھتے ہی برے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک شخص گناہوں کی طرف رجوع ہو رہا ہے۔ کوئی شراب دار و پیتا ہے۔ کوئی ناپ تول کم کر دیتا ہے۔ بیاج کھا رہا ہے۔ زکوٰۃ نہیں دیتے اے شیخ احمد اس میری وصیت کو لوگوں تک پہنچا دے کہ غفلت میں نہ رہیں۔ میں ان کی حالت دیکھ کر حیران و پریشان ہوں۔ کیونکہ ان کے اوپر عذاب نازل ہونے والا ہے۔ اور خدائے پاک ان کا رزق بند کرنے والا ہے۔ اس لئے ان کو خبر کر دو کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس زمانے کے لوگ نیک کاموں سے دور اور برے کاموں کے نزدیک ہو رہے ہیں۔ دین اسلام سے دور بھاگ رہے ہیں۔ آخرت کا دن قریب آ رہا ہے۔ اور ۳۴۰ھ میں عورت اپنے خاوند کی بے اجازت گھر سے باہر جائے گی۔ اور ۳۵۰ھ میں ایک نشانی مرغی کے انڈے کے مانند دکھائی دے گی۔ اور ۳۶۰ھ میں تین دن اور تین رات آفتاب غروب رہے گا۔ اس کے بعد مغرب سے طلوع ہو گا۔ اس وقت توبہ کے دروازے بند ہو جائیں گے۔ اور ۳۸۰ھ میں حافظوں کے سینے سے قرآن شریف نکل جائے گا یا داشت کمزور ہو جائے گی۔ اور مست اور دجال ظاہر ہوں گے۔ اور آخری زمانے کے حالات دیکھ کر میں بہت پریشان ہوں گا۔ شیخ یہ ہماری نصیحت لوگوں پر پہنچا دے اور ان کو خبر کر دے کہ اس وصیت کو جو کوئی نقل کر کے ایک شہر سے دوسرے شہر پہنچا دے گا تو خداوند کریم اس کے لئے ایک محل جنت میں تیار کرے گا۔ جو کوئی اس طرح نہ کرے گا تو قیامت کے دن اس کو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ اور جس کسی کو لکھنا نہ آتا ہو تو تین درم دے کر لکھائے اور جو کوئی مفت لکھ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں محل دے گا۔ اور قرض دار لکھو اگر اپنے پاس رکھے تو خداوند کریم اس کا قرض ادا کرے گا۔ اس کے اور اس کے مال باپ کے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور جو لکھ کر نہ دے اس کا منہ دنیا میں اور آخرت میں کالا ہو گا۔

شیخ احمد کہتے ہیں خدا کی قسم خدا کی قسم یہ اوپر لکھی ہوئی حقیقت سب سچ ہے۔ اور میں

جھوٹ کتا ہوں تو دنیا میں اسلام کے سوائے غیر مذہب کے اوپر میری موت ہو۔ اور جو شخص اس حقیقت کو غلط سمجھے اور ایمان نہ لائے تو وہ کافر ہے۔ اور ایمان لائے گا تو دوزخ کی آگ سے نجات پائے گا۔ میں درود بھیجتا ہوں دونوں جہان کے سردار پر اور سلام بھیجتا ہوں نبی کریم ﷺ پر اور ان کے آل و اصحاب پر۔ خداوند کریم یہ وصیت ظاہر کرنے والے پر اجر عظیم اور جنات نعیم ظاہر فرما۔ نماز پڑھو اور عذاب سے بچو۔ اور نیک چلنی اختیار کرو۔ امین ثم امین

(جواب ۴۱۵) یہ وصیت نامہ اور اسی قسم کے وصیت نامے جو مدت سے شائع کئے جا رہے ہیں، ہرگز اعتبار کے قابل نہیں ہیں۔ شیخ احمد ایک فرضی نام ہے۔ اور تمام واقعہ محض بتلائی اور گھڑا ہوا ہے۔ یا تو یہ کارروائی دشمنان اسلام کی ہے کہ وہ مسلمانوں کے عقیدے بگاڑنے کے لئے اس قسم کی بے سرو پا باتیں شائع کرتے ہیں۔ یا ان ناواقف اور جاہل مسلمانوں کا کام جو اصول اسلام سے ناواقف اور بے خبر ہیں بہر حال یہ اشتہار بالکل باقابل اعتماد ہیں کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ وہ انہیں چھپوائے یا شائع کرے یا اسے پڑھ کر دوسروں کو سنائے۔ بلکہ لازم ہے کہ جسے ملے وہ فوراً ضائع کر دے۔

(جواب ۴۱۶) جواب دیگر۔ یہ اشتہار جس کا عنوان ”فرمان مصطفوی“ ہے عرصہ دراز سے ہندوستان میں چھپتا اور شائع ہوتا ہے۔ تقریباً پینتالیس برس سے تو میں دیکھ رہا ہوں۔ ابتداء میں اس کی اشاعت غالباً کسی دشمن اسلام نے کی ہوگی۔ پھر بھولے بھالے مسلمان اپنی ناواقفیت کے باعث پھنس گئے۔ اور کوئی نہ کوئی مسلمان اس کو چھپوا کر شائع کر دیتا ہے۔ اس کا مضمون شریعت کے اصول کے خلاف ہے۔ اور اس پر یقین کرنا جہالت اور گناہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کسی دینی کتاب میں قیامت کی تعیین کا ذکر موجود نہیں ہے۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعۃ مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۴ء)

(السوال) کسی دینی کتاب میں قیامت کے آنے کے لئے کوئی وقت یا صدی معین کی گئی ہے یا نہیں؟ ہم پر اغیار اعتراض کرتے ہیں کہ تمہاری کتابوں میں لکھا ہے کہ چودھویں صدی میں قیامت ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

(جواب ۴۱۷) قیامت کا کوئی وقت معین طور پر نہیں بتلایا گیا۔ نہ کوئی صدی معین کی گئی ہے۔ اس کا صحیح وقت خدائے تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

اشعار ذیل کا شرعی حکم

(از اخبار رسد روزہ الجمعۃ دہلی مورخہ ۲۰ جولائی سن ۱۹۳۷ء)

(السوال) ہندوستان کے مشہور شاعر سیماب صاحب کے لئے چند شاعروں نے قصیدے لکھے ہیں جن میں سے ایک نے لکھا ہے :-

اے ضیاسیمات وہ پیغمبر اسرار ہے رہنما ہے راہبر ہے قافلہ سالار ہے
اس کے علاوہ مضطر لاہوری نے بھی سیماب کے لئے مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں :-

عشق کا پیغمبر جذبات نقاش بہار	خالق رومانیت تہذیب کا پروردگار
رہبر راہ طریقت برہم نغمہ فروش	عارف کعبہ بدایاں ساقی کوثر بدوش
ہم زماں روح القدس کا ہمنوائے ساز غیب	عشق کے بھیدوں کا محرم آشنائے راز غیب
غنچہ گل کو سکھانے والا طرز گفتگو	بھرنے والا چشم مینا میں مذاق جستجو
جوڑنے والا لب گفتار سے سازو جود	توڑنے والا بت پندار کا باطل جمود
جس کے لب الہام زاجس کی نظر جبریل ساز	جس کی پستی میں ہزاروں آسمانوں کا فراز
جس کی ہر ہر سانس میں پنہاں حدیث راز ہے	آہاتو کیا فرشتوں کا بھی جس پر ناز ہے
خار صحرا کو کیا جس نے چمن سے آشنا	بے زبانوں کو کیا جس نے سخن سے آشنا

کیا کسی شاعر کو پیغمبر اسرار کہنا جائز ہے؟ مضطر لاہوری کے مندرجہ بالا اشعار شریعت متبرکہ کی رو سے کیسے ہیں؟

(جواب ۴۱۸) شعراء کے کلام میں اس قسم کی باتیں بکثرت ہوتی ہیں اور یہ مبالغہ میں ہمیشہ حدود و اعتدال سے گزر جاتے ہیں۔

در شعر پیغمبر و در فن او چونکہ اکذب لوست احسن او

پیغمبر اسرار کہنے سے کفر عائد نہیں کیا جائے گا کیونکہ اسرار سے اسرار الہیہ مراد نہیں ہیں بلکہ اسرار کلام یا اسرار عشق و محبت یا اسرار فصاحت و بلاغت مراد ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح تہذیب کا پروردگار یعنی رب التہذیب بالاضافۃ ایسا ہے جیسے رب الغنم رب المال وغیرہ۔ ساقی کوثر بدوش ان تمام الفاظ میں زیادہ سخت ہے مگر شاعر کے لئے والشعراء یتبعہم الغاؤون۔ ألم تر انہم فی کل وادیہیمون وانہم یقولون مالا یفعلون (۱) کے تمنع رکھنے کے بعد یہ باتیں مستبعد نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

بغیر دلیل کسی پر زنا کی تہمت لگانا اور قرآن کی بے ادبی کرنے کا حکم۔

(اخبار الجمعۃ مورخہ ۶ ادا سمبر ۱۹۳۱ء)

(السوال) چند اشخاص ہم نوالہ وہم مشرب تھے۔ یکایک فروعی مسائل میں اختلاف ہو گیا اور ذاتی عداوتیں شروع ہو گئیں۔ زید نے بحر کو زنا کی تہمت لگا کر نماز سے نکال دیا۔ بحر نے ہر چند کہا کہ میں بری ہوں۔ قرآن شریف اٹھا سکتا ہوں اگر تم سچے ہو تو گواہ لاؤ۔ بحر نے قرآن شریف کے حق میں بے ادبی کے الفاظ کہے۔ وغیرہ۔

(جواب ۴۱۹) فروعی اختلاف میں تو یہ طرز عمل مناسب نہیں ہے۔ لیکن فروعی اختلاف کو صاف صاف ذکر کرنا چاہئے کہ کس مسئلہ کی بناء پر اختلاف ہوا ہے اور زنا کی تہمت تو بہر حال سخت چیز ہے۔ بغیر حجت شریعہ کسی کو متہم بالزنا کرنا سخت گناہ ہے۔ قرآن مجید کے بارے میں توہین کے الفاظ کہنا موجب فسق ہے اور بعض صورتیں کفر تک پہنچا دیتی ہیں (۱)۔ علمائے کرام اور محدثین عظام کی شان میں بے ادبی کرنا موجب فسق ہے (۲)۔ اور اگر بے ادبی بحیثیت کسی شرعی مسئلے کے یا علم کی توہین پر مبنی ہو تو موجب کفر ہو سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

www.ahlehaq.org

۱. "لو انکراية من القرآن او سخر بآية منه کفر." (جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون : ۲/۴ ط اسلامی کتب

خانہ)

۳. "یخاف علیہ الکفر اذا شہم عالماً أو فقیهاً من غیر سب." (البحر الرائق، باب احکام المرتد : ۵/۱۳۲ ط بیروت)

فرہنگ اصطلاحات

الف

احوط۔ قریب باحتیاط، جواز کی دوہرہ کی صورتوں میں سے وہ صورت جو تقویٰ کے قریب تر ہو۔
استخفاف۔ حقیر سمجھنا۔

احتضار۔ نزاع کا وقت، موت کے فرشتوں کا قبض روح کے لئے حاضر ہونا۔

اطراء۔ کسی کی تعریف میں حد سے زیادہ مبالغہ کرنا۔

اضطرار۔ ایسے حالات کا پیدا ہو جانا کہ جان کے ہلاک ہو جانے کا یا کسی عضو کے ٹوٹ جانے کا یقین

ہو جائے۔

اجماعی مسئلہ۔ وہ عقیدہ یا حکم جس پر صحابہ و ائمہ مجتہدین متفق ہوں۔

الہام۔ خدا کے نیک بندوں کے دل میں خدا کی طرف سے جو کوئی بات ڈالی جاتی ہے اسے الہام کہتے

ہیں۔ یہ وحی کے بعد کا درجہ ہے۔ مطلق اسم فاعل۔ مطلق اسم مفعول۔

اولہ اربعہ شریعہ۔ چار شرعی دلیلیں جن پر احکام شریعہ کا مدار ہے۔ اول قرآن مجید، دوم حدیث

شریف، سوم اجماع امت، چہارم قیاس (اجتہاد)

احناف۔ حنفی کی جمع۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین۔

اتفاق۔ متفقہ طور سے، بالاتفاق۔

استدلال۔ دلیل پکڑنا، یعنی کسی مسئلہ مطلوبہ کو ثابت کرنے کے لئے کوئی اصول پیش کرنا۔

احتجاج۔ حجت پکڑنا۔ یعنی کسی مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے ایسی صاف اور واضح دلیل پیش کرنا جو

مقابل کی دلیلوں کو کاٹ دے اور اس کو مغلوب کر دے۔

اسرائیلیات۔ زمانہ ماقبل اسلام کے پیغمبروں، امتوں، ملکوں اور سلطنتوں سے تعلق رکھنے والی وہ روایات

و حکایات جو اہل کتاب کی مذہبی کتابوں سے منقول ہیں۔

الحادسے دینی، ملحد اس کا اسم فاعل ہے۔

ب

برزخ۔ موت کے بعد قیامت تک کا زمانہ

ت

تعزیر۔ سزا دینا، کسی جرم کی وہ سزا جو حاکم اسلام اپنی صولبدید اور رائے سے تجویز کرے اور شرعاً اس کی

کوئی خاص سزا مقرر نہ کی گئی ہو۔

تکفیر۔ کفر کا حکم لگانا۔

تاویل۔ لفظ مشترک کے چند معانی ممکنہ میں سے بقرائن ایک معنی کو ترجیح دینا۔ (اگر وہ ترجیح اصول شرعیہ کے خلاف نہ ہو تو تاویل مقبول ہے ورنہ تاویل باطل۔)
تعبیر۔ کسی مفہوم و معنی کو بیان کرنے کے لئے چند اسالیب بیان میں سے ایک اسلوب بیان کو یا چند مرادف الفاظ میں سے ایک کو اختیار کرنا۔

تحریف۔ الفاظ یا مفہوم میں اصل مقصد کے خلاف اپنی مرضی کے مطابق اول بدل کر دینا۔
تواتر۔ کسی بات کا اتنے کثیر راویوں کے ذریعے سے تسلسل کے ساتھ ہم تک پہنچنا جن کے متعلق جھوٹ کا گمان نہ ہو سکے جیسے قرآن مجید کہ ہم تک بطریق تواتر پہنچا ہے۔
تشریع۔ کسی بات کو دین قرار دینا، مذہب قائم کرنا۔
تحدی۔ قوت مضبوطی اور دعوے کے ساتھ کسی بات کو دوسروں کے سامنے پیش کرنا، چیلنج کرنا۔
تلخیص۔ جھوٹ سچ کو مٹا دینا، صحیح بات کو مشتبہ کر دینا۔
توجیہ۔ کام کے محمل کو بیان کرنا اور وجہ و علت کو ظاہر کرنا تاکہ اس کا اخلاق و ابہام دور ہو جائے اور دوسرے کام سے اس کا تعارض رفع ہو جائے۔

تھیوری۔ (انگریزی) نظریہ

تثلیث۔ تین خدا ماننا (عیسائیوں کا عقیدہ)

ج

جماہیر۔ (جمہور کی جمع) مراد اسلام کے علماء اور صاحب الرائے لوگ۔

جاہلیت۔ (عمد جاہلیت) حضرت رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ۔

ح

حرابی۔ دار الحرب کے غیر مسلم باشندے یا رعایا۔

حنفیہ (حنفی کی جمع) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مقلدین۔

حنبلیہ۔ (حنبل کی جمع) حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلدین۔

حجت۔ (برہان) ایسی صاف اور واضح دلیل جو مقابل کی دلیلوں کو کاٹ دے اور اس کو مغلوب کر دے۔

حمد۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرنا۔

حد۔ جرم کی وہ سزا جو دلیل قطعی کی رو سے شرعاً ثابت اور مقرر ہو۔

خ

خارق عادت۔ کوئی ایسا کام یا واقعہ جو فطرت کے عام دستور و معمول کے خلاف کسی آدمی سے بغیر

اسباب و آلات کے ظاہر ہو۔ (پیغمبر سے ظاہر ہو تو اس کو معجزہ اور ولی سے ظاہر ہو تو اس کو کرامت اور غیر مسلم

سے ظاہر ہو تو اس کو استدراج کہتے ہیں۔ لیکن ان تینوں میں اور بھی بہت سے باریک فرق ہیں۔)

دارالاسلام۔ وہ ملک جس میں مسلمانوں کی خود مختار حکومت ہو اور اسلامی احکام و قوانین جاری کرنے پر قادر ہو۔

دارالحرب۔ وہ ملک جس میں اقتدار اعلیٰ غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہو۔

دیانت۔ وہ معاملہ جو بندے اور خدا کے درمیان ہو۔

دلیل۔ کوئی اصول جس سے مسائل ثابت کئے جائیں۔

دلیل قطعی۔ وہ دلیل جو صاف و صریح اور واضح طور پر کتاب و سنت میں موجود ہو اس میں توجیہ و تاویل کی گنجائش نہ ہو۔

ڈ

ڈارون تھیوری۔ ڈارون کا نظریہ۔ (ڈارون یورپ کا ایک فلاسفر تھا۔ اس نے اسلامی عقیدے کے خلاف یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ انسان کی آفرینش حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں نہیں ہوئی ہے بلکہ پہلے ایک کیرا تھا، پھر اس نے گرگٹ وغیرہ کی شکل اختیار کی پھر تدریجاً بہت سی مختلف صورتیں اختیار کرتا ہوا ہندو کی صورت میں آیا اور ہندو سے ترقی کر کے انسان بنا۔)

ر

ریول۔ ربا۔ سود، بیاج

ردۃ۔ ارتداد، مرتد ہونا، اسلام سے پھر جانا۔

ز

زجر۔ تنبیہ، اظہار نفرت کے طور پر۔

زندیق۔ جو شخص آخرت کو نہ مانے اور خالق کے وجود کا قائل نہ ہو۔ زنادقہ جمع۔

زندقہ۔ آخرت کو نہ ماننا اور خالق کے وجود سے انکار کرنا۔

زمانہ جاہلیت۔ عہد جاہلیت، حضور انور رسول خدا ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ۔

س

سیر۔ (سیرۃ کی جمع) سیرۃ کے معنی کسی شخص کی سوانح عمری۔ مگر اصطلاحاً رسول اللہ ﷺ کے حالات زندگی مراد لئے جاتے ہیں۔ سیر کے دوسرے معنی مغازی۔

سنت۔ حدیث شریف یعنی رسول اللہ ﷺ نے دین کی حیثیت سے جو کام کئے یا کرنے کا حکم دیا۔ (آپ کا طریقہ اور نمونہ عمل)

سماع موتی۔ مردوں کا سننا۔ (یعنی یہ مسئلہ کہ آیا قبروں میں مردے باہر کی آواز سنتے ہیں یا نہیں؟)

سیاست۔ کسی جرم کی سزا جو حاکم انتظام اپنی رائے سے جاری کرے۔

ش

شہود۔ (شہاد کی جمع) گواہ۔

شہادتیں۔ دو شہادتیں جو کلمہ شہادت میں ہیں۔ اللہ کی وحدانیت کی شہادت اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کی شہادت۔

شان نزول۔ جن حالات کی وجہ سے یا جن اسباب کی بناء پر کوئی آیت نازل ہو۔ (سبب نزول یا موقعہ نزول)

شوافع۔ (شافعی کی جمع) حضرات امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے مقلدین۔

ص

صراحت۔ صاف، واضح، غیر مشتبہ طور پر۔

ع

عقود ریویہ۔ سود کی معاملات۔

غ

غالی۔ کٹر، متشدد

غلو۔ کٹر پن، شدت

غیر موجب۔ وہ کلام جس میں توجیہ نہ کی گئی ہو۔

ف

فروعی مسائل۔ جزوی مسائل۔ ایسے مسائل جو بطریق اجتہاد اخذ کئے گئے ہوں۔

ق

قاضی۔ وہ باختیار مسلم حج جو سلطان اسلام کی طرف سے مقرر کیا گیا ہو اور شریعت کے مطابق فیصلے کرے۔

قضا۔ وہ حکم یا فیصلہ جو قاضی کی عدالت سے جاری ہو۔

قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر یا قرون اولیٰ مشہود لہا بالخیر۔ وہ تین زمانے جن کے افضل و

علیٰ اور باخیر ہونے کی شہادت منبر صادق ﷺ نے دی۔ آپ نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم

لذین یلونہم۔ یعنی بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا زمانہ جو میرے زمانے کے لوگوں کے بعد آئیں

گے۔ پھر ان کا زمانہ جو ان کے بعد آئیں گے۔

م

محارب۔ دارالحرب کے غیر مسلم باشندے جو بدرجہ جنگ ہوں۔

معتوہ۔ ناقص العقل۔ مہذو یا زده آدمی۔

مقاطعہ۔ قطع تعلق بباہر کاٹ۔

منجر بخیر۔ کفر تک پہنچانے والا۔ یعنی کوئی ناجائز کام جو کفر کے قریب قریب ہو۔

مجتہد فیہ۔ وہ مسئلہ جس کا حکم قرآن وحدیث میں صاف اور واضح طور پر موجود نہ ہو اور بطریق اجتہاد اخذ

یا گیا ہو۔

متفق علیہ۔ وہ مسئلہ جس میں ائمہ مجتہدین کا اتفاق رائے ہو۔

مختصر۔ وہ شخص جو نزاع کی حالت میں ہو۔

مخبر صادق۔ سچی خبر دینے والا۔ یعنی حضرت رسول خدا ﷺ۔

معمود۔ ایسا کام جو اوپر سے ہوتا چلا آتا ہو۔

مندوب۔ مستحب۔

مختلف فیہ۔ وہ مسئلہ جس میں مختلف رائیں ہوں۔ ضد متفق علیہ۔

محدث۔ نئی ایجاد کردہ چیز۔ اس کا مصدر احداث اور اسم فاعل محدث ہے۔

محدث۔ حدیث شریف کا جدید عالم۔

مالکیہ۔ مالکی کی جمع۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین۔

ملہم۔ وہ شخص جس کو الہام ہو۔ اس کا مصدر الہام اور اسم فاعل ملہم ہے۔

ملائکہ سیاحین۔ وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس خدمت پر مقرر ہیں کہ دنیا میں ہر جگہ چلتے

پھرتے رہیں اور جہاں کہیں لوگ عبادت اور وعظ و تذکیر و تلاوت وغیرہ میں مشغول ہوں وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی

بارگاہ میں ان کی گواہی دیں۔ درود و سلام رسول اللہ ﷺ تک وہی ملائکہ سیاحین پہنچاتے ہیں۔

منقبت۔ صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ علیہم کے اوصاف اور کارنامے۔

ملحد۔ بے دین۔ وہ شخص جو کسی دین کا قائل نہ ہو۔

متخلف۔ وعدہ خلافی کرنے والا۔ اس کا مصدر تخلف ہے۔

منکر۔ وہ چیز میں یا وہ کام جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔

منکر۔ انکار کرنے والا۔ انکار کا اسم فاعل۔

مضطرب۔ وہ شخص جو حالت اضطراب میں ہو (دیکھو اضطراب)

متواتر۔ بطریق تواتر پہنچنے والی چیز۔ (دیکھو تواتر)

مباشرۃ۔ عملدرآمد کرنا، عمل میں لانا، بوس و کنار کرنا، اردو کے محاورہ میں مباشرت کے معنی جماع

اور طوی کرنا ہیں لیکن عربی میں صرف بوس و کنار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

ن

نص۔ حالت و حرمت کا وہ واضح اور صاف حکم جو کتاب و سنت سے ثابت ہو۔ اس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو۔

نظم قرآن۔ مراد قرآن شریف کی عبارت۔

نعت۔ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان کرنا۔ (خاص کر اشعار میں)

و

واجب الہدم۔ وہاں دینے کے لائق۔ جس کا ختم کر دینا ضروری ہو۔

وظیفہ۔ فرض، دیوتی۔

واردات دل

خدا کا ہے یہ مجھ پر خاص انعام
کہاں یہ ایک علمی کارنامہ
خدا نانے تصرف ہے یہ کس کا
بڑی محنت بڑی کاوش ہوئی ہے
موانع سیکڑوں پیش نظر تھے
رفیقوں کی نگاہیں ! اللہ اللہ !
دل مظلوم کو معزور سمجھو !
ادھر دن رات اک دُھن تھی لگن تھی
یہاں دل میں کڑھن لب پر دعا تھی
بڑے ہمت شکن تھے اپنے حالات
معاذ اللہ غضب کا ابتلا تھا
یہ حامی تھا نہ کوئی تھا مددگار
اسی غم میں یہ سولہ سال گزرے
مگر اس کام کی ایسی لگن تھی
بایں بیچارگی ، الحمد للہ
سوادِ منزل مقصود آیا
ادائے شکر گو ممکن نہیں ہے
اگر فردوس کی جانب گزر ہوں
کہ اے فخر وطن صدر افاضل
فقیہ امت و نباض ملت
نہ ہونے سے ترے سونی ہے محفل
نہیں تجھ سا کوئی اب صاحب فیض
ترے واصف نے رو لے ہیں یہ موتی
جواہر پارے جو بکھرے ہوئے تھے
تری یہ باقیات جاودانی
مگر تیرے نہ ہونے کا قلق ہے

ہوا رحمت سے اس کی اک اہم کام
کہاں یہ واصف بے علم و بدنام
کہ بہتر ہو گئی تبویب احکام
بہت ہی سخت گزرے ہیں یہ ایام
مقابل یاس آتی تھی بہر گام
خدا کے ہاتھ میں ہے عز و اکرام
چھلک جاتا ہے جب لبریز ہو جام
ادھر تشمیت و استخفاف و ابرام
وہاں ایذا، حسد ، توہین و الزام
مسلط دل پہ تھے افکار و آلام
دعا قاصر تھی اور تدبیر ناکام
نہ دل جمعی میسر تھی نہ آرام
کہ تھا خطرے میں ہر دم حسن انجام
رہا جاری بایں آفات و آلام
کہ مسودہ فتاویٰ کا ہوا تمام
بتوفیق خدائے پاک علام
مگر بندوں کے لائق ہے یہی کام
تو لے جانا صبا میرا یہ پیغام
امام اتقیا ، سرخیل اسلام
نخستہ سیرت و پاکیزہ انجام
زبانیں گنگ ہیں عاجز ہیں اقلام
مبارک طلعت و فرخندہ اقدام
بامعان نگاہ و محنت تام
دیا ہے ان کو یکجا زیب ارقام
رہے گی مرجع اخبار و اعلام
عجب ہے یہ سرور و غم کا ادغام

کہے جو آفریں کوئی نہیں ہے
 نہیں کوئی جودے داد مشقت
 کروں اب اس سے عرض مدعا کیا
 یہ مسودہ تو بیشک ہے مکمل
 مگر اب فکریہ ہے دل پاٹاری
 تمنا ہے کہ شائع جلد ہو جائے
 جگر سوزی ہے رہن بے نوائی
 قلندر بھی ہے قدرت کی نشانی
 یہ ہے کس کام کی طبع درخشاں
 ادبیاں را بکیہ چوں درم نیست
 کہاں عادت ہے عرض مدعا کی
 عجب خوف درجا میں مبتلا ہوں
 بھروسہ خالق اسباب پر ہے
 وہی ہے کارساز ہر دو عالم
 پے تاریخ جب دل کو ہوا فکر
 مبارک نسخہ رشد و اطاعت

۱۹۶۹ء

یہاں جو ہے وہ ہے مغرور و خود کام
 سوائے منعم ستار و علام
 کہا ہے جس نے خود لست بظلام
 ہوا ہے اس کا نو جلدوں میں اتمام
 کہ ہو جائے یہ محنت نیک فرجام
 مگر بے زر بنے کیونکر کوئی کام
 یہاں کچھ ہے تو بس اللہ کا نام
 اگر اس کا غم الفت نہ ہو خام
 نہ ہو روشن اگر بخت سیہ فام
 بسا اہل قلم رفتند گمنام
 نہیں طاقت کہ لوں احباب سے وام
 کہ گردش میں یہ کیونکر آئے گا جام
 اُسی سے لو لگی ہے صبح اور شام
 وہی ہے مالک آغاز و انجام
 کئے دو مصرعے ہاتھ نے الہام
 خستہ معبد احکام اسلام

۱۳۸۹ھ

نخن کیا اور کیا واصف کی پونجی

بجز حرفِ دعا واللہ منعم

پریشان خاطر شاد صابری انہوئی از بمبئی

مردے از غیب بروں آمد

جب کفایت المفتی کا مسودہ مکمل ہوا تو دل و دماغ پر اس کی طباعت کا فکر مسلط تھا اور اکثر زبان حال پر نوح ناروی کا یہ شعری جاری ہوتا تھا

سود منزل مقصد نظر آنے لگا مجھ کو کسی صورت سے طے اتنی مسافت اور ہو جاتی

مسودہ کی تکمیل کا اعلان اخبار الجمعۃ میں بھی کر دیا گیا تھا۔ ملاقات کے وقت احباب سے، اور متفرق محفلوں میں فکر طباعت کے تذکرے بھی رہتے تھے۔ اسی حالت میں انتظار میں کافی عرصہ گزر گیا

شاید کہ ملتفت ہو کوئی شہسوار ناز کس آرزو سے ہم سر منزل کھڑے رہے (واصف)

ناگاہ کار ساز حقیقی کی رحمت متوجہ ہوئی اور ایک صاحب دل جواں ہمت، رجال الغیب کی طرح پردہ غیب سے خود بخود نمودار ہوا۔ قربان جائے رب العزۃ کی کار سازی پر!

وہ چراغ جود ہلی میں جھلما رہا تھا اس کی روشنی کہاں جا کر چمکی! یہ سعادت کس خوش نصیب کے لئے مقدر تھی؟ وہ کون صاحب دل عالی حوصلہ بندہ صالح ہے جس کی مبارک آنکھوں نے اس روشنی کو محسوس کیا؟

اپنے گرد و پیش کے کرم فرماؤں سے معذرت چاہتے ہوئے بصمیم قلب شکریہ ادا کرتا ہوں جناب حاجی ابراہیم محمد ڈایا (ٹرانسوال) کا، اور دعا کرتا ہوں کہ رب العزۃ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور تمام دینی و دنیاوی نعمتوں سے نوازے! انہیں کی بھرپور اعانت سے یہ علمی ذخیرہ اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔

فدائے ہمت آں اہل خیرم کہ کار خیر بے روی و ریا کرد
خوش باز نسیم صبح گاہی کہ درد شب نچیناں رادوا کرد

الذال علی الخیر کفاعلہ

اس اعانت کا وسیلہ اور واسطہ وہ سعید النفس و مبارک نفس بزرگ ہیں جو احقر کے محسن قدیم ہیں اور رشتہ تسبیح کی طرح اپنے اسم گرامی کو گہرائے تسبیح کے اندر پنہاں رکھنا چاہتے ہیں۔

اگرچہ حضرات محرکین و معاونین کا خلوص و ایثار احقر کے اظہار تشکر سے بے نیاز ہے لیکن فحوائے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ نعمت خداوندی کو یاد کرنا نیز اس کے محرکات و بواعت کا ممنون احسان ہونا ایک انسانی فریضہ ہے۔ وان اجرہم لا علی اللہ۔

اولین معاونین

مسودہ کی تحریر کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اہل خیر حضرات نے مالی تعاون فرمایا۔ ان کے جذبات بھی فحوائے

الاقدم فالاقدم درخوردتھیں ہیں۔ احقر ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے کہ ان کی ابتدائی اعانت و ہمت افزائی سے قلم کا سر جاری رہا۔

(۱) جناب مولانا صالح ابن محمد منگیر (جوبانسبرگ)، (۲) جناب حاجی ابراہیم ابن حاجی یوسف لہر

(جوبانسبرگ)، (۳) جناب مولانا حاجی محمد بن موسیٰ میاں (جوبانسبرگ)، (۴) از طرف مجلس علمی

جوبانسبرگ، (۵) جناب حاجی ابراہیم توتلا (اشانگر)، (۶) از وقف حاجی محمد میاں ٹیل (جوبانسبرگ)، (۷) جناب

حافظ احمد علی صاحب (متھرا)، (۸) جناب ایچ آئی نقارچی صاحب (ضلع بیلگام)، (۹) جناب محمد اوریس صاحب

(بمبئی)، (۱۰) جناب محمد یوسف ابن شیخ علی صاحب (بمبئی)، (۱۱) جناب محمد عمر صاحب (ضلع ربوا)

رب العزۃ تمام معاونین کی اس اہم دینی خدمت کو قبول فرمائے۔ امین

احقر حفیظ الرحمان واصف عفی عنہ

۱۳۹۱ھ

www.ahlehaq.org